

الدين نوراً وبرهاناً وكمالاً وسعياً

ما فضالاً ويزيداً وخالقاً وخالقاً

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله رب العالمين

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رَبَّنَا اِنَّا اَنزَلْنَا رَسُوْلًا فَاكْتَتَبْنَا حَاشَاكَ الشَّاهِدِيْنَ بَعْدَهُ مَخْفِيٍّ مِنْكَ بِمَا كُنْتَ
 اِسْلَامًا مِنْ بَغَاوَتِهِ وَقَوْلِ خَيْرٍ صَادِقٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَتَقَرَّقَ اِسْمِي عَلٰی ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ
 كَلِمَةً فِي النَّارِ الْاُولٰٓءِ اَحَدُهَا اَحَدٌ خَرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَالحَاكِمُ بِهٖتَرَفَرَسَةٍ لِّمَا كُنْتُ
 زَائِلُهُ قَرْبًا بَعْدَ قَرْنٍ مَّكْنٰى اَفْضَلِ كَتَبَ عَقَائِدُ كَلَامِيَّةٍ مِنْ مَسْوَطٍ بَنِي جَدِّ اَبِي هُرَيْرَةَ نَوَاحٍ سَوَقَتْ لِكُلِّ
 اِسْتِثْنَاىْ مَذْكُوْرٍ اَوْ رَصْدًا مِنْ اَهْلِ الدِّينِ اِمَّ عَلٰى مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي وَفِي رِوَايَةٍ اَلَا دُوِيَ اِلَیَّ اَحَدُهُ
 اَكْرَمُهُ اَبُو سَنَتٍ فَرَقَهُ نَاجِيَةً ثُمَّ اَوْرُسُوْهُ بِجَاعَتٍ هُوَ اَوْرَدِيْنَ مَرْضٰى حَتَّى نَزَلَ اِلَيْهِ
 مِنْ اِنْخِسَارٍ اَبَايَا اَوْ رَسَا اُفْرُقَ اِلَیَّ اَمَّا تِلْكَ فَرَقَ كَلَامِيَّةً وَمَا ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا اَلْفَضَالُ جَنَابُ خَدِّ
 نَبَوِيٍّ سَ لَبَّكَ طَبَقَةً بَعْدَ طَبَقَةٍ حَتَّى كُنْتُ فَرَقَهُ ضَالَةً لَمْ يَسَّرْ اَوْ اُطْمَايَا اَوْ زَبَانَ كَمَا لِيْ اَوْ يَتَوَقَّعُ
 فَرَقَهُ نَاجِيَةً فَنَ جَوَابًا جَوَابًا اَوْ كَابِرًا اَوْ بَيَانًا مَتِيْعًا وَخَبْرَانًا سَ دِيَا بَيَانًا كَمَا
 بِحَكْمٍ لَمْ يَزَالْ طَائِفَةٌ مِنْ اِمَّتِي عَلٰى الْحَقِّ مُنْصَوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مِنْ خَالِفِهِمْ حَتَّى يَأْتِيَ اَمْرًا اَوْ يَنْقُضَ
 جَلَّ اَخْرَجَ اَبْنُ مَاجَهٍ وَغَيْرُهُ بِهٖ حَبِيَّةٌ غَالِبَةٌ وَمَضْمُونٌ سَ اَوْ رَسِيْنٌ اَوْ رُوْهُ حَكْمٌ نَقْدٌ حَقٌّ

ف
اسناد
ایک شیخ

ب
نہایت
جواب

اور کوئی چرچا لیجی ہی اوسکو قوجہ طرٹ ایسے ترنگت و مجبور پات کے نہیں لیجئے تیر و در و ن
شناں ہٹ دہریاے شری سے ورنی جنال انائمہ اہل سنت و جماعت کے کہ سب سے سادہ
مسلمان ہین اور عزالت کتب مباحہ کلامیہ کی نہیں کہتے جیسے میں چاہتے ہین کہ مثل ایس
پرتلیس آگے پیچھے دائیں بائیں سے اگر بندیس و تلبس طریق قدیم حسنہ نبوی و صراط مستقیم فرقہ
سے بہکادین اسلئے وہی اگلے کا ڈوسنا نظر سے دہرائے قلعے وستان کہ قدیم سے روایات
نے بمقابلہ اہل حق پیش کئے تھے اور انکے جواب و دزان شکن و دلائل نااطفہ تخریک کہہ سن چکے تھے
اور لا جواب اور خانہ خراب ہو کر بیٹھ رہے تھے اب بھراونکو مسجد انجوہر سکھتہ اہل سنت بہت بند
تقریر و تفسیر لکھتے تھے ہتے ہین اور ہر ایک کشتی بے عالم کو باغ و مہر و کلا کے خواہی تنخواہی موجب
تشویش حشیم و گوش اہل حق ہوتے ہین حالانکہ باقرہ سبحان علی خان اعادہ دلائل سابقہ
بدون جواب جواب موجب ہنر از ہی کہ ارن ہذا الاسکا طیر الا و لیکن انتہی چنانچہ تفصیل قلیل مکا جلیس
رفضہ دلیل کی اوائل تحفہ ثمانہ عشرہ میں مرقوم ہی مسند اب ہی جب کوئی سال یا کتاب بشیہ
طرف سے مبنی ہی تو باوجودیکہ اندک نص فوت لغزش ہی متعاقب اوسکے اندک سے ہی جواب ہی
پرداز اور پانچ خانہ برانداز قوت سے فعل میں آنا ہی چنانچہ اب تک جتنی کتب رفضہ یا مین الخیر
المطلوبہ تالیف ہوئی اسچ اوکا بلا و متفرقہ میں علماء و طلبہ علم نے لکھ دیا لیکن وجہ عدم شہید
کتاب اہل سنت کی یہ ہے کہ شیعہ بغوی اہم الذین انما ھول ہین زخیر حرام صرف کر کے اپنے راسخ
بعد الطبع شہیر کرتے ہین چنانچہ فی الحال بلکہ کوویانہ و لکھنؤ میں مطبع مجمع البحرین و نیرہ خاص
جاری ہوئی کہ اوسمین کتب رفضہ یا مطبع ہون بخلاف اہل سنت و جماعت کے کہ مہصد
ولنا الاخرۃ تہدیت فائز مست ہین مالکواتا مقدور کہان کہ اپنی کتابین اور رسالے چھپاویں
اور جنکو مکہ مقدور ہی اراکو تو فین ہنہین اگر کسی نے الاماشارا انشا ایک دو کتابین مطبع کرادیر
تو ہی میں ہی دگنہین جو صاحب مطبع ہین اوکو نظر مانع ہر ہی نہ مالک نفع و ضرر ہر خدا کنشی کہ
ایسی تو فین دے کہ ایک کل اسی کام کے لئے جاری کئے یا زکر کثیر صرف کر کے سب کتب مانع

اہل سنت کو چھوڑ کر اور افتخار و داعی اللہ و رسول و آل رسول سے ملے تو اس وقت الہی حقیقت
 واقعی محسوس ہوا اور عجائب قدرت الہی مشہود کہ شیعہ شنیعہ نے کن کن تکلیفات جدید و محملات
 غیر ہندید سے جو کس نام کا پٹی بنی اور پھر یہو جب حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
 علیہ السلام انکم علی دین من کتمہ لغزہ اللہ ومن اذاعہ اذاعہ اللہ اخرجہ الکفینی کیا کچھ ذلت اور ہمت
 چنانچہ مصداق اس اتفاق کا یہ بنی کہ اندھون ماہ محرم سن بابرہ سنو استی ہجری میں ایک رسالہ
 دیکھنے میں آیا جسکی لوح پر لکھا ہی ارتساج افکار عیدۃ الفضلا زبدۃ الکملہ افضل تحقیقین فخر القین
 الی قولہ جناب سید حافظ علی صاحب اور عنوان رسالہ میں بعد لفظ حافظ علی کے قید ابن بشار
 علی ہی زیادہ کی بنی اور دیا چہ رسالہ میں اجور باسولہ سند رجوع فی ذلک ملحقہ معنون کو منسوب
 طرف ابو الفضل عباس کے کیا بنی اور خاتمہ رسالہ میں چند فوائد وائد کو بقولہ حافظیہ تعبیر فرمایا بنی
 اس سے معلوم ہوتا بنی کہ دیباچہ و عبارات سوال اور فوائد حافظیہ نتیجہ فکر عیدۃ الفضلا بنی اور اجود
 اسولہ و بیانات مدسوسہ با فوائد افادات ابو الفضل عباس بنی گوارا جگہ و ترہ سائل کا عجیب
 سے فضل بنی اسلیئے کہ صفت عجیب بن اسعیدر لکھا بنی کہ شعر سنی السجا یا البیب زمان
 ابو الفضل عباس روشن بیان دلا و رجوان مرد صاحب تیز و برا و رنگ مرصفا صحت عزیز
 اور صفت سائل میں جو کچھ لکھا بنی وہ عبارت لوح سے لائح ہی بار خدایا مگر یہ سوال و جواب
 اس راہ سے بنی کہ اذالم تطلب فاعلم اسلیئے کہ واقع میں سارا رسالہ بابی بسم اللہ سے تاک
 نت تک ثمرات ابو الفضل سے بنی نہ نتائج حافظ علی سے گو جناب روشن بیان نے
 نہ ذلت سوال سے عار کر کے اچک عجیب قرار دیا بنی اور انکو سائل ٹھیرایا اور اپنی زبان سے
 اونکی صحت کی اور اونکے بیان سے اپنی تعریف لکھی کہ ع من ترا حان بنی مگویم تو مرا حان بنی مگو
 ولیکن بغیر انی الخطا استہ احضرة ہر خیال نہا کہ حریف حریف رائے شناسدہ طبع کمال جا
 اور سائل عجیب ایک ہی قرار دیا مگو ترہ سائل کا عجیب سے نازل ہو کہ انک انک و انکان
 اجمع ولیکن غایت اس ایر پیر کی صرف اتنی بنی کہ عوام بلاد و دور بہت جگہ جو جس حقائق امور بنی

ن
 صدیقی
 ترقی

حیات
 حیات

الفاظ شک و صولت فرج سکر جانیں کہ آخر یہ کلام افضل حقین ہی کہاں تک موضوع و
 مقرر ہوگا اور اس خیال سے عقائد و اعمال میں شک پیدا کریں گوہر لفظ سے تحقیق
 جہل و ذہن سفاقت آشکار ہی اسلئے کہ جو عبارات اعتراضات وغیرہ اگلے شیعوں
 نے بدلت منظرہ اہل حق مستیزین سے سیکہ سیکہ خدا خدا کر کے مرتب کی تھی انکو
 سائل مجیب نے ایسا تبادہ کر کے اور بگاڑ کے لکھا ہی کہ اب شیعیان اہل شعور و سکون
 و یکہ کو غیر محرم میں ماتم عاشور اگر بیگلی او سپر طرہ بہر ہی کہ نہ ترتیب ہی اور نہ تہذیب
 بلکہ نہایت پریشان ہی اور بے تفصیل و تبویب کہ اگر او سکون حدیث خرافہ کہیں تو
 عین قدر شناسی ہی اور زرافہ سمجھیں تو فی الواقع افاضہ عباسی ہی نہ جواب کو
 سوال سے غلط اور نہ بیان کو مبہن سے مناسبت محض کج کج بیان بلکہ فی الواقع
 جعفر زتل کا ہریان ملاحظہ او سکی سے مثل سپدہ صبح آشکار ہی کہ مقصود صاحب
 رسالہ کا اس خوگیر کی بھرتی سے کہ مصداق اذ افتحک القرد یکی استہ ہی صرف
 تشبیہ کرنا اپنی خباثت مستور کا اور ثابت کرنا سفاقت و جہالت مشہور کا ہی کہ
 درجہ تحقیر سے مرتبہ یقین کو پہنچے اس واسطے کہ حافظ علی مذکور سا کن قصہ بطور ضلع

ب
 حاکم
 جعفر

بخونر ملازم ریاست اندور جنگو سائل مجبور ٹھہرا یا ہی اور مصداق یحیون ان یحیو
 بنالم فیعلوا بنایا ہی او نکو ہنوز مثل اور فارسی خوانون کے عبارت صحیح حسب محاورہ
 روزمرہ فصیح کامل الانشاء عالم الاملاء جو نہانک نہنیں آنا سوال کا نہانک بندی
 کرنا تو بیجا کہ نہانک کتاب بنانا عبارت بوجہ ناغری سمجھنا کہ کا اب جبکہ مشہورہ سیلغ
 علم و فضل عمدۃ الفضلاء کو محکام امتحان پر لگا دیکھے عیان ناچہ بیان و لیکن بہ دست برد
 دلاور جوان ہی کہ انکو مرد مقدس پاکر ذمہ الکملاد بنایا اور باقل کو جربر ٹھہرا یا
 منہ کردہ امرستم وستان و گرنیلے بود وستان و انہون نے ہی دیکھا کہ گفت
 میں تیرا لگے نہ ہو کہ زمرہ موفیہ و اعلیٰ و خیر ہو و موفیہ و اعلیٰ و خیر

شہید و نام شامل اس ہندو غیر مترقبہ کو بل و جان قبول فرمایا سبحان اللہ خیرات
 کے نکلنے بازار میں ڈکار یہ نہ سمجھے کہ جو ہانڈی میں ہو گا سو ڈوئی میں نکل آوے گا
 ازبان لاف رسوا سیکند ناقص کمالان را پد کرد و بر خاک نالہ پرفشانی نسبت پلان را نہ اور جہا
 ابو الفضل کے مصداق چھپے نہ کچھ نام محمد فاضل میں اونکی کیا تعریف کیجئے کہ پیش ناظم نامہ
 پیش ناشر ناظم پیش ہر دو پیش پیش ہر دو تاجر کا یہ حال ہی کہ علم صرف و نحو سہر
 فہم احادیث ائمہ ہندی ملتوی ہی اور اوراک مدلول مخصوص اوصیاء منطوی او سکولوں
 تاحق میں محدود فرماتے ہیں اور قضیہ کو برعکس ٹھہراتے ہیں چنانچہ صفحہ بست و یکم سالہ
 سے عیان ہی اور سیاحی مقال سے نمایان اور تحت عبارت کا یہ منوال ہی کہ ہر چند سالہ
 سال سے بلکہ ہر دو تیسرے آج تک شش اشانگاری اور نظامی و شکاری برابر جاری ہی اور
 احباب نزدیک و دور سے اصلاح منظم و مشورہ لچلتے ہیں اب تک بلطفہ تعالیٰ استفادہ و سکا
 حاصل نہیں کہ مزمرہ اشائی فارسی اغلاط و زلات سے مبرا معرا لکھ سکین اسی رسالہ
 چھپو کہ گویا فہرست اغلاط ہی لفظ اصباہ کو نہیں معلوم عصاب و اطالت کو طوالت و کثرت
 بریت و کیفیات کو کوائف اور مشقون کو شائون اور ریاضی نصفہ کو ریاض النظرہ بطور
 اور رمی الیہ وغیرہ کو مدوح الیہ لکھا ہی اور اسی قیاس پر عبارت عربیہ کتب اہل ہند
 کو بے سمجھے ہوئے غلط سلا نقل کیا ہی کہ اگر سب کو مضبوط کیجئے تو ایک فتر کران نزاد
 لفظی میں ہر جا کہ گونہیم و صفت ان جید شود ہفتا و من کا غد شود و اور یہ
 اغلاط ہزار طغیان قلم کا تیب سلج سے نہیں اسلیہ کہ جمنہ انکو زبان مرکت اولی مالہ
 سے اسطرح مسند ہی موجب فادہ و صنیع کا یہ حال ہی تو عربی رضح کا کیا مال ہو گا
 اور آبیہ اول و جہان مرد صاحب تیز را و رنگ مصر فصاحت عزیز محاورہ عرب عربا ہر
 استعمال کلمات طہیات کتاب اللہ و سنت بیضا کو کیا سمجھے گا اور اس کی کیا استدلال و استنباط
 سائل کو کیا شے کیا جانے صابون کا ہناؤ و لیکن عذر معقول اغلاط معقول وغیرہ کا یہ کہتا ہی

ن
 حال علم
 فضل
 ابو الفضل

کہو انہیں شیعوں کو ضرورت بحسب تہذیب و تمدن و مہموم کی کہیں اور نہ یہ دلالت چلتی
 جدید میں بلکہ مجتہدین شیعوں ہمیشہ ایسی ہی تہذیب کو کہیں کہیا کہے ہیں اور مگر یہ تہذیب ہم سے گرا رہی ہو
 کہے چنانچہ ناظرین صواریں و ذوق افتخار جو میں وطن ابراہیم مجتہدین پر پوشیدہ نہیں حتی کہ
 سبحان علیٰ انصاف ہے حق و دلدار ہے مروت میں کہ گامی کہ علوم ادبیہ سے کلیۃ اغضائی
 فطر کہتے تھے کتاب عباد الاسلام میں اغلاط لفظی بہت ہیں کہ خصم کو دلدادہ و عناد و محمل شہار
 ہیں جنصو مجتہدین میں واسطے اصلاح کے عرض کیا تھا مگر بہت شغلی کثیرہ کے صورت نہ ہونے
 انتہت ترجمہ الغرض فقیر دلیل عقل المر قو لہ حال عالم و جل کا ایک لفظ سے کمال جاتا ہی
 گواہی ظاہر میں اچکوں لباس دشمنوں میں ظاہر کرے چہ جائی اسکی کہ صورت و معنی دونوں میں
 دشمنی نہ ہو لیکن اتنی بات ہی کہ خطائی موفقیں اہل علم کی اور طرح پر ہوتی ہی اور خطانا و تقصیر
 اور طرح پر پہلے زمانے میں کوئی بے اجازت اکابر کے جرأت تالیف پر نہیں کر سکتا تھا
 وہ زمانہ پہونچا ہی کر جسکے پاس دوات و قلم و کاغذ ہی وہ جو چاہتا ہی سو لکھتا ہی کوئی نہیں
 پہونچتا کسیطر حکمرانوں کو کہ نہیں سے زمانہ قد تفرغ للفضول و یسود و غل فی تحقیق حیل
 فان تجتمع فیہ ارتفاعا و فکروا اجالین بلا عقل و سبحان اللہ اوسن مہم دین کا کیا
 پہونچتا جسکے سائل ایسے فاضل و محقق ہوں اور عجیب ایسے دلاور جو ان روشن بیان سے
 لاؤ اکان الغراب دلیل قوم و سید ہم طریق المالکینا و بعد دیکھنے رسالہ کے معلوم ہوا کہ
 اغلب مطالب اس کے مسروق و منقل میں رسالہ تشہد البانی و بارہ نشیئہ و صواریں مجتہدین کو فہم نہ
 و رسالہ اشعید و سہم صائب و مدیہ ہدائی و ترہب کشمیری سے اور بعض مقاصد بعض دیگر سے
 کوع مشت خانہ کے بعد محنت فراہم کر وہ ہمہ لیکن تجہیب بانی و تحریف معانی و حذف
 سابق و اسقاط لاحق باسماز و منحل و اطباء محل چنانچہ تصدیق اسکی وقت ملاحظہ اجہ و اقوال
 مذکور کے کہ تو بالاخص بعض مواضع میں معلوم ہوگی بہر حال جب یہ رسالہ کڈائی و کاغذ ہوئی
 ملاحظہ میں آیا اور اس کے کلمات باز و عبارات نازک و الفاظ طعن آمیز و تشبیہ انگیز نے قلب

[illegible]

جواب

نہایت
از تالیف

و ضبط تحریر کہ طلق و غل و تبیر نہیں حتی کہ اگر کلام کو وضع آداب مناظرہ پر کیا تھا تو کیا حق ادا کیا جاوے گا
 تو مالبا خروج طریقہ جواب فوری سے لازم آوے اور جناب مخاطب لبیب الزمان کی
 خدمت عالی میں اوسکا ایک حرف ہی نہ آوے بلکہ انہوں نے و کذبوا اباہم بحیطر ابہ علیہما السلام میں
 آوے کہ کن بان مرا نے غصہ بغیر ان چہ انکس کہم و بنا علی ہذا اسلوب کلامیہ و کلام
 دقیقہ و مقدمات معرکہ الآراء و مناظرہ و آزار سے قطع نظر غرض بصری مدبر مسخ
 مخاطب کا دیکھا اور بیوقوف اپنی مالک ہی ٹوٹی کہ نہ درگاہ تاجدار اور جلیل فرار و غل
 معلوم کیا اور ہر تاقبائے دنیا کہ غور معہ حیث دارے چقدر بدشت و حشت بہشت
 و دیدہ و ام من و چقدر رعبہ و توجہ در سیدہ ام من و لیکن طرفہ اجرائی اور عیب
 حیرت افزا کہ جسے جناب لبیب ان نے سنائی کہ تو یہ یہ سنو کہ کیا جانتی کہ مالک
 اللہ عزوجل انکم بل انکم سیدتکم تفرخون تلون سے لگی ہی دم نک میں ہی بقول شخصہ
 چرکی داری میں ترکا بنا بر مقتضای وقت و تقیہ حال و مصلحت مالک نہایت لبیب رسالہ کو جسے
 طرف اپنے اظہار نفرت کلی و عام و قیل و قال کرتے ہیں حالانکہ وہاں کتاب میں صریح مذکور
 ابو الفضل عباس بن یقظام ہی اور لوح و عنوان رسالہ میں بغرض انطباع کتاب شہرت خطاب
 نام حافظ علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ یہ رسالہ چار انہیں سید ابو الفضل عباس مفتی شیعہ
 مولف من سلوی نزلی لہذا کا پور کا ہی سبحان اللہ چوری و سروری یہ جہاں ہے کا تیرہویں
 بعض مسودہ اصل دستخطی سامی موجود ہی اور حقیقت واقعی مشہور اور حکم کہاں کہاں شواہد
 صد او جوہ صحت تالیف گرامی کی مضبوط بلکہ خود نزدیک آپ کے ہونا اس پر یہ سورتہ کا نتیجہ فکر
 سامی سے حکم بل الانسان علی نفسه بصيرة ولو القى معاذیرہ برای العین بیہی الثبوت ہی
 اور نزدیک مائتہ خلاف کے حکم فلتعزفہم لیسما ہم ولتقرضہم فی الحق القول مرتبہ حق لیسما
 میں معدود و خصوصاً نزدیک اس مخلص غیہ راہ کے کہ مثل آپ کے انساب اس جواب سے
 بسبب فقدان لیاقت مخاطب کے بنائے متکلف بلکہ سچی ہی کیونکہ باوجود سوابق ماند و

یہ جادو کی عام و معروف وسائے مخفی رہنا طرزِ مخبر و وضعِ تقریر کا عمالاتِ عادیہ سے ہی
 شہرہ گئے کہ خواہی جاہِ پوشش یا کس اندازِ قدرائے ششام نہ یہاں انکارِ مسودہ میں
 غرضِ خطِ بعضی شبہ بعضی شہی نشی ہوگا کہ ایک نفعیم ایسا نہم لمارا و باسنا و لیکن یہ کیسے
 کہ درویش و مرد و باش ہم نے اسی جگہ سے کہتے پرچے رفعِ لکڑی پرچا یا تھا اور اقرار کرنا
 ہر زبان و اغلاطِ سالک کا اور حاصل کیا بعض کتبِ شبہ کا چاہتا تھا و لیکن فقہِ ایتنا جی بہتر اوتھ
 پلو ائین بیکہ پہلوان نہیں بتے کے ہر ارجحہ و حوالہ سے دم دبا گئے اور خطاب و کتاب
 و درنو سے پٹما پیر گئے بقولِ مجتہدِ فانی کو فہم نہ کہ کتابِ مذہبِ خود زینار نہاید و ادو
 شاید و کہیں باشند و قصد الزام نہاید انتہی ہم نے ہی واقعہ طلبی کو ضروری نہ سمجھ کر گذر کی کہ
 ذرہ نمی طعنا نہم لغیون حالانکہ غرضِ جاری صرف اس قدر کہ واقعات ہی نہ اقیاعِ حادلات
 معذراتِ استیلا خلاص و نیا و سندی کے نسبت جنابِ شہی التجا یا کے مبنی و سجال و درو ائین
 الا ان کا گان آپ ہرگز اس دو بدل لیل و نہار کو محمول کسی اور خلل علیٰ حال مستقبل پر کریں
 اور گوشتِ طرا طرینِ خار خوش دہ و آزر دگی کو جگہ ندین کیونکہ مادی اس مادی کے شہی نہیں
 اب جو کہہ بے اندامی بابت اس بدنامی کے نصیب و زگارِ خجستہ آثارِ سامی مہر وہ سب زیبا
 و سزاوار ہی کہ خود کردہ راجہ در مانِ سلیمان کی ریاست میں رہنا اور ان کے دین کا رد کرنا
 غمِ خردن نگہدانِ راسخستن بھی خیر ہو تو سے آرزویِ مناظرہ زبانی کی جلسہ عام میں ہی وہ
 میسر نہی اور دل ہی کے اندر خون ہو کر رہی باہر اب ایسا کیجیے کہ اگر بدو نفسانیت و شہی
 شہر و زی و جبال اگیو ہو جس جوابِ نگاری ناصواب گیرے اور روحِ شیطان الطاق و غرقہ
 پاخ گزاری کسے تو جواب اسکا خود ہی زیب و رقم فرمائیے ہر نہو کہ جنکو روزِ مژدہ خطوطِ حائین
 اور وارن سے وعدہ جوابِ بونیسی کر رہ کر رہ لے جاتے ہیں اور مبارک با علیٰ رسول لا شامد ہر سر
 و کان ان کے حق میں یہ کلمہ صدق ترجمانِ زبانِ انصاف بنیان پر جاری ہوتا ہی سے
 واحد العینے کہ برہم سے زند آفاق راخ و اخی کہ چشم دگر سے بود و رقم ساق راۃ او کی ہو

یہ خط
 شہی
 درو ائین

وچاہو ہی کیا دیکھو کہ جب یہ مسترد کیا دیکھو کہ مطبوع خاص میں ہر تو جواب اسکا دیکھو کہ
یقیناً عجز و جہل شیعہ کے حضور مرقوم ہوا اگرچہ برای نام ہو لیکن یہ مستحکم حال پوری ہوئی
نظر نہیں آتی عا ہی بسا آرنہ کہ خاک خندہ و تخریب کیا الفوق و کاسا ماکان ارباب کوئل کے
لکھنؤ سے لودیانہ تک خوشامد ہوگی اور پختا کی تھیرگی اور کاغذ کے گھوڑے بسیل واک
پیانی و ورن کے کہ حق الوسی لال لاوسیہ انتصار الاولیاء کوئی جواب ایجاب لکھو اور
کترین اہل سنت کو نہ کہ در اور پیرچون کو تشویش باسح گزاری و سنگیر حال ہوگی اور فکر و
وقع نشر فرودش مقال نبی کی خیر اگر ایسا ہوا تو ہر چند سکاٹے ہوت و بار نہیں کرتے
اور یہ دلائل مخفی ہر بلا ہوگا اور دہائی لاحق نسبت سابق کے ضعاف مضاعف ہوگی لیکن
ہمارا الطیف جہاد ہر گاہ کیونکہ بغیر ایک عینی فاسمی یا جبارہ یہ مناظرہ خاص ہی عام نہیں ساری
خلق خدا سے لڑا ایک کا کام نہیں اور اسوقت ہم یہی مقصد جواب نگاری کھینکے کہ یقیناً
خطاب لطیف کلام نہیں سے گاہ گاہ از نظر مست و غیر مخوان بگذرند و نہ ہر عید من نسبت
کہ رسول اکرم اور بشرط ایض گزاری سامی یہ بھی مشروط ہی کہ خلاف ہاضی صلیح بہر ہر
میں اتفاق و تعامل سنت ہوا ہی کہ ہر طرف خاک کو حکم الغریق تیشیت سبک حشیش حکم نص قاطع و ہر
ساطع میں رکھائی اور ہر کتاب نا صواب سے کورانہ اتفاق ہند لال کیا ہی کہ مان خان میں تیرا
سماں اور ہر جگہ کذب و فریہ کو استعمال فرمایا ہی کہ موجب رشخند ہر نادان و دشمن اور کالائی
بریش خا و غبی ابائیدہ ہی اسطیخ پر مطابن محاسن اخلاق شہرہ آفاق کے گذر اوست
سجواب ایجاب کتاب لاجواب صرف و شنام بارنی گا و تارنی جیلہ ساری جہانہ پر واری پر ہر نکات
برائی دفع الوقتی و بے آب گیدر ہیکلی و کلامین رو بہ بازی و بلائین شتر گر بلائین قصہ لیل
فرمانین جوئی ہائین بنائین و دستور و بلائین و شتر کو منائین بلکہ بند و الوسی دم جبر انصاف فرمایا
اور ہر غیر و تطہیر سے تعرض کرین اور ہر قلیل و کثیر میں بحث جاری فرمائین اور ہر مقام میں الزام
خصم کا سلبات خصم و عقل محکم اور ضرر محرم سے نصیب العیوب ہر کہ نہ کہ افہام حال و احوال

۵۰۱

بطریق اقتباس عروج مساس ہے ملاحظہ معذوق سباق و سابق دلیل چل نفاذی و علامت
 شقاق ہی فائز قولہ و تقریب غیار مہاب غیر مزین علی الاعتقاد جواب مراد مزین سے
 اگر وہ لوگ ہیں جسے خلیفہ اول رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جدال و قتال کیا تو انکو کوئی حرج
 اصحاب نہیں کہتا اس سبب میں یہ قید احترازی لازم ہے بلکہ لغو اور اگر معاذ اللہ مراد انصار و مہاجرین ہیں
 تو کسی کتاب معتد شیعہ میں ہی کوئی حدیث و قول ائمہ نہ ہو گا کہ خبر انکے ارتداد بلکہ دہم پر یا یہ نہیں جانتا
 کہیں نے کافی میں تصریح کی ہے سات مرجان بیان مہاجرین اولین کے کہ انکا ایمان راجح ہی بیان
 سائر امت پر آؤ نیز کافی وغیرہ احادیث شیعہ سے ثابت ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو کافر کہتا ہے
 وہ خود کافر ہو جاتا ہے اور جو کسی ہکیناہ کو طرف کسی گناہ کے نسبت کرتا ہے وہ بال و سکا اہل عیبت
 ہی گنہ جاتا ہے قولہ حرف اوقات عزیز اطاعت حضرت سبحان میں کی جواب مراد اس سبحان
 سبحان علی مخالف صاحب میں نہ اللہ صاحب اسلئے کہ ہوئی اس سالہ کا انہیں کی دریدہ گری کا مسیحا
 کیا ہے چنانچہ فقرہ مابعد کہ یہ سبب تحقیق مذہب جن و طریق صواب میں ایم سر پر ہکا ہے و لیکن جو
 ہزاران میں انکو نسبت انکے یہ طوطی ہے اسلئے ہجاء پریشل صادق ہے بٹھے میان تو بے حیاء
 چوہر بیان سبحان اللہ قولہ صحبت احباب کریم انفس کو منقذات سے گنا جواب مراد اس عبارت
 سے جناب منشی کریم علی صاحب بن وہو کاتری قولہ ہدیۃ المؤمنین ہدیۃ المسلمین نام رکھا جواب
 کہیں میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ گفتوا عن ابن سنان لا تجزوا حد الی سرکم اور کشف الغمہ میں
 امام رضا کہ لا ایمان لمن لا تقیۃ لہ نقیۃ ابن رسول اللہ الی ہدی قال لی وقت یوم معلوم وہو خروج قائمنا
 بن منہج التقیۃ قبل خروج قائمنا فلیس منا اور جامع الاخبار میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تاکونوا
 تشارک الصلوٰۃ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت مسلمین مخالف امر نیج و اوصیاء ہی اور اوسین دعوت
 غیر ترک تقیۃ لازم آتا ہے اور جو تارک تقیۃ ہے وہ مومن نہیں اور جو تفرقہ کہ آپنے دریاں مومن
 سلم کے صفحہ اکامی سالہ میں ہزاران فائز بیان کیا ہے اور اس تسمیہ میں گویا تعریض طرف اس کے
 کی ہے سو جواب اور سکا گفتوا ہی قصیدہ میں برسر زمین اوسی جگہ آپ کو ملے گا قولہ نہ رجہ ضروری

حضرت
 محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم

عبارت اخیر کے کاشدہ میں بطور پر یا بجاز و اختصار لکھا جو یہ ترجمہ ہی غالباً میں سے مرق
ہی جہاں سے عبارت عربیہ نقلی ہی اور قیاس بجاز وغیرہ اسلئے ہی کہ اگر ترجمہ مطابق مترجم کہ منہو
تو اعتراض مخالف سے حیلہ قرار حاصل ہے والا ہی بات ہی انکشاف و انسا کا قولہ چند فوائد
دینیہ کتب معتبرہ سے نکال کے اپنی طرف سے ضم کیا جو یہ فوائد معتبرہ کہ غالباً مسروقین
سالہ احوال المیت کے زیر شک و سامی میں نہ حافظ علی نامی ان ہی الا فتنک قولہ ہر چند علمائے کرام
و مجتہدین عظام نے کوئی امر باقی نہیں چھوڑا جس کا لکھنا ضرور ہو لیکن ہم ہر گز انکے کوئی دوسرا
جو اس پر ہی اذاعت العقول کثرت الفضول حاصل تحصیل حاصل ہو بہت کہ قولہ
مصلیٰ مہر حصول ثواب اعلان کلمۃ الحق والصلوب یہ کتاب لکھی جو جب مصارعت قدیم
حضرت امامیہ خلاف و مضاد و ترقیہ نفس کتمان دین و مقتضیات عقلیہ و نقلیہ وغیرہ موجب نفع
نہوئی تو یہ مقادمت جدید و مصارعت غیرہ یہ دیکھتے کیونکہ تحصیل ثواب و مصلحت صواب
ہوگی اسلئے کہ پانچا ہنگاموں پر آتا ہی قولہ سوال الی قولہ انحضرت نے فرمایا کہ میری امت بعد
میں تشریف فرستے منقسم ہوگی ایک ان میں سے ناجی ہی باقی دوزخ میں جائیگے پس میں حیران
ہوں کہ فرقہ ناجیہ کون ہی اسلئے کہ ہر فرقہ آپ کو ناجی قرار دیتا ہی جو یہ فعل میں لڑکا شہر میں
ڈنڈہ پورا آپ کو ناحق حیرت ہوئی اسی حدیث میں تو جواب اس سوال کا اور بیان فرقہ چھوڑ
موجود ہی کہ مانا علیہ و اصحابی اور مصداق اس کے اہل سنت میں نہ شیعہ کیونکہ نزدیک شیعہ
کے سب صحابی مرتد ہو گئے الا دو تین چار اور امامیہ بجائی اجمالی کے اہل بیت کہتے ہیں یہ
اس شخص تقدیر پر ہی کہ تعارض نہیں اسلئے کہ اہل بیت ہی داخل صحابہ میں جیسے حسن حسین
فاطمہ زہرا و ام کلثوم و زینب اولاد انحضرت اور عائشہ و حفصہ وغیرہ ازواج مطہرات نبوی
و عباس علی و جعفر و عثمان اور اولاد عباس کہ یہ سب صحابہ ہی ہیں اور اہل بیت ہی اور
قاعدہ اکھبرت یفسر بعضہ بعضاً متفق تفسیر یقین ہی اور ظاہر ہی کہ شیعہ لائن طاعن ہیں
ہاں کہ ازواج و بنات کے سوا فاطمہ و زینب کے تو یہ تابع اہل بیت تھے اور اگر اہل بیت

ن
سروق
فوائد حافظ

ن
تذکرہ
باجیہ

ن
داخل
محبوب
صحابہ

فہم
غیر
میں

میں
میں
میں

مفسر کتب مجتہدین میں تو شرعاً و عقلاً باطل ہی کہا ہو مگر فی موضع سلیح اگر دین میں ہی بہت کو
غیر دین میں بھی کہیں تو وہ بھی البطلان محتاج برہان ہی کیونکہ مخالف خبر متواتر مشہور ہی پس
ثابت ہو کہ فرقہ ناجیدہ ہی جو طریقہ صحاب و اہلبیت و وزیر ہی و اہل اہل بیت و اہل بیت و اہل بیت
قولہ جواب الی قولہ امام غزالی پیشوائی اہل سنت و جماعت رسالہ معرفۃ المذہب میں
لکھتا ہے جواب قطع نظر عدم مطابقت اس جواب کے سات سوال مذکور کے یہ رسالہ
فارسی عمود طاہر غزالی معتزلی کا ہی نہ امام ابو حامد غزالی کا اور مجالس المؤمنین میں کہ
اہل حق شیعہ و معتزلہ کو ایک چیز جانتے ہیں اور دبستان مذہب میں لکھا ہی کہ جب
معتزلہ و متکلمین پیدا ہوئے تو بعضے روافض نے غلو و تقصیر سے رجوع کیا اور معتزلی ہوئے
انہی پس معتزلہ کو پیشوائی اہل سنت تھیرا کہ نسبت یا نام یا لقب مشترک سے متنبہ ہو
دہو کا دینا مصداق قولہ تعالیٰ بنا ہی یحیا و یعون اللہ و الذین آمنوا و ما یجدعون الا انفسہم
و ما یستعینون قولہ سید مرتضیٰ علم الدی مجتہد امامیہ نے رسالہ تبصرۃ العوام میں امامیہ
اثنا عشریہ کو ناجی قرار دیا ہی جواب ماسوائے کالات دیگر جناب تاریخ دان تیرہویں
سید مرتضیٰ الباقاظم ثمانی برادر رضی مجتہد امامیہ جنکا لقب علم الدی ہی اور شخص ہی
اور سید مرتضیٰ رازی صاحب تبصرۃ العوام اور شخص ہی اول قدماء و فقہاء متکلمین امامیہ
ہی تین سو پچیس ہجری میں پیدا ہوا اور اسی سال جیا اور ثانی سالہائی درازاؤں
متاخر ہی چنانچہ کتاب او کی کہ علوی نقول اقوال علماء متاخرین شیعہ سے اول دلیل
ہی اس مدعا پر پس جبکہ نگاہ اپنے گہر کی ایسی تحقیق ہی تو مذہب اہل سنت میں خدا ہے
کیسی توفیق ہوگی شیعہ تو براہِ فلک چہ دانی چیست وچہ نذانی کہ در سرائی تو کیست
معہذا اولہ نجاب امامیہ کے کہ صاحب تبصرہ نے لکھے تھیں یہی ہو گئے جو تم نے یہ
قلم فرمائے سو تم نے اوڑائیں اور ہم نے ہوں بہون کہا میں قولہ حقیقت میں اصل جملہ فرقہ
کی شیعہ و سنی ہی دو گروہ ہیں جواب دبستان میں اس قول کو ابو حنفہ طوسی نے

باین نقل کیا ہے کہ اصل میں ہفتادوس گروہ دو مذہب بہت فواصل و رفض و رخص الخ نہ بلفظ
مشتبی و شیعہ ہو قطع نظر صرف و خیانت نقل کی روافض جو امامیہ کا باقرطوسی ثابت ہوا
اور نہ ہی ہونا اہل سنت کا جب مسلم ہو کہ انکی کتب سے نقل کیا جاوے کیونکہ الزام خصم مسلم
خصم ہوتا ہی نہ بغیر اسکے مہذا اصل ہونا شیعہ کا واسطے تفرق جملہ فرق کے مسلم ہی
کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہی اِنَّ الدِّينَ مَرْقُودٌ وَكَيْفَ وَكَانُوا شُعْبًا لِّسُنَّةٍ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ وَ

اخرج الطبرانی وغیرہ بسند صحیح عن عمر بن الخطاب ان رسول اللہ صلم قال لعائشة یا عائشة
ان الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا هم اصحاب البيع والامواء من هذه الامة اور
اصل تفرق ہونا سنی کا احتیاج سند کہتا ہی و این ذلک کیونکہ سنی نص قرآن مجید میں
تفرق سے قال اللہ تعالیٰ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ قوله دبستان مذہب
میں کہتا ہی کہ ائمہ فرقے شیعہ بن اور پچھن فرقے اہل سنت و جماعت سب متفرق ہو
جواب تسلیم ششم دبستان مذہب میں اس قول کو نظر دوم اعتقاد شیعہ میں بذیل قول

سابق طوسی اس عبارت سے نقل کیا ہی کہ بعد از ان مذہب نو مذہب مشعب پنجہ و پنج
فرق شد و مذہب روافض بہ ہیحدہ فرقہ انتہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ قول ہی طوسی کا
نصاحب دبستان کا مہذا او میں لفظ نو مذہب ہی نہ اہل سنت حالانکہ نو مذہب نزدیک
اہل سنت کے ہی مطرود و مردودین نہ مقبول پس یہ نقل ماخذ فیہ سے خارج ہی قولہ
جنات الخ و دین ہی کہ سنی ائمہ لیس فرقہ بن جواب یہ روایت شیعہ کی ہی سنی پر
حجت نہیں قولہ سابق گروہ و مذہب یہی مذہب کہتے تھے یعنی جنہی پھر تقلید چوڑ کر
علی ظاہر قرآن و حدیث پر کہنے لگے جواب معلوم نہیں کہ یہ دعویٰ کونسی کتاب
سے منقول ہوگا اس لیے کہ مقلدین احمد بن حنبل کہیں کیا یہ نہیں کہلائے اور نہ اہل حق و باقی
ہیں بلکہ اس لقب پر حدیث سے عار کہتے ہیں اور جو لوگ ظاہر قرآن و حدیث پر عمل کرتے
ہیں وہ ظاہر دین ہیں نہ و باقی اور جو آپ کو و باقی کہتے ہیں وہ صاحب مذہب نہیں بلکہ عوام

نقل کیا ہے

نقل کیا ہے

کالا فہم بین لیونہ المسنت محضین مصلدین اکثر اربعہ میں جبار علی ہدایہ علیہ السلام
تفہن حبارت لکھا ہی کہ تبدیل ذائقہ مضائقہ نذر دقو لکھن کلام سنت و حاجت شمار
پیر و ان چار شخص سے ہی یعنی امام ابو حنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل
جواب یہ دعویٰ تھا کہ ان کا مذہب قدیم و قدیمہ بے شبہ مطابق واقع و نفس الامر ہی
سو حقیقت میں یہ جبارون ایک ہی چیز ہیں بنا بر اتحاد اصول عقاید و اعمال اور خلاف قلیل
انکاف و غیرہ میں اس سے عدم تفرق المسنت کا کما حقہ ثابت ہی کہ ان ائد جبار طری

مشقیہ فافہم قولہ اور یہ آپس میں اکثر مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں جو اوشیہ اعظم
نہم اختلافات فافہم فوجو ابنا قولہ علما ان جبارون مذہب کو آپس میں شاجرات بہت
خصوصاً حنفیہ شافعیہ کے جواب یہ شاجرات اصول عقاید و اعمال میں ہیں یا فروع
مسائل میں اگر اصول مراد ہیں تو یہ بھی البطلان ہی اسلئے کہ اس بات کو فی قصا جملہ
افہم نہیں و من ادعی غلبہ البیان اور اگر مراد فروع ہیں تو وہ مخیر و تفصیل و تکفیر کی دیگر

نہیں کہ مشاجرہ اوس میں دلیل البطلان مذہب ٹھہری چنانچہ قول سامی کہ باوصف این خلاق
چون در اصل فطرت یک اند قصد یک دیگر میکنند ہنہی قصد یک اسکی کرتا ہی معہذا اتفاق
نسبت اختلاف کی بہت ہی چنانچہ بعض شخص و بعض ار کے مجموع مسائل مختلف قیہ مذہب اربعہ
میں میں سو کئی مسئلہ فروعی پائے ہیں جنہیں نفس صحیح موجود نہیں بخلاف شدید کے کہ انکے
اصول میں اختلاف تھا ہی چو چا فروع کی اور ہر ایک فرقہ دوسرے کی تفصیل تکفیر کرتا ہی
چنانچہ تیسرے ہی صفحہ اسی پر سالہ میں لکھا ہی کہ سوا فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ کے سب گروہ

ہیں انتہی اسی طرح کیسانہ و ناسیہ و نعلیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ جو ہمارے سوا ہیں اثنا عشریہ
ہوں یا اور کوئی وہ گمراہ ہیں پس اگر امامیہ شخص کریں تو فقط اثنا عشریہ ہزار مسئلہ
فروعی میں باہم مخالفت و مختلف ہیں حالانکہ ان مسائل میں مخصوص صریح ائمہ ہدی موجود
ہیں یہ امر نزدیک اوسکے جسکو کتب قدیمہ و جدیدہ طائفہ پر طالع تام حاصل ہی مسلم الہی

اختلاف مذہب
و شافعیہ

مذہب
مختلف قیہ

مذہب
اختلاف مذہب

ہی اگر کچھ جابل بنے علم انکار کے تو محل شکایت نہیں قول عقیدہ سنت جماعت یہ ہی
 جو اس بھلائی عقائد کے اپنے یہ ہی لکھا ہی کہ اول خلفاء نبی ہدیہ معاویہ اور آخر
 انکا خزان حمار چھتر^{۳۲} امین ابو العباس سفاخ خلیفہ ہوا اور دولت عباسیہ کی^{۳۵}
 تمام ہو گئی آخر انکا استعصم تھا جو بلا کو خان کے ہات سے ہلاک ہوا الی آخر سو یہ عقیدہ
 جس کتاب عقائد اہل سنت میں لکھا ہو اوسکا نام شد عنایت ہو نہیں تو بس کر میان
 دیکھا میں نے یہ الشکر قول قصہ حکایت کا آئندہ مفصل لکھا جاوے گا جو یہ وعدہ مفصل میں ہی
 انوا انوار کیونکہ علامات منافق میں آیا ہی اذ اوعد اخلف اور اہل تجربہ نے کہا ہی کہ دروغ
 حافظ ہمیشہ اور یہ پہلا وعدہ ہی دوسرے تیسرے کا خدا حافظ قولہ البقعة معاویہ
 نزدیک سنہ ۱۰۰ کے خلیفہ خجیم ہی جو یہ یہ لفظ مسروق ہی عبارت رسالہ شہید وغیرہ
 تقلید الا بصیرۃ اسلئے کہ کتب اہل سنت باعلی صوت منادی ہیں کہ معاویہ ملوک میں ہیں
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفاء راشدین میں تھی کہ ابھی چند سطر پہلے اسکے اپنے ہی اسکا اقرار
 کیا ہی کہ ہر گاہ معاویہ بخلاف رسید ایام خلافت راشدہ تمام شدہ ہو دریاست اسلام
 سلطنت گشت انتہی بلطف لکھ لیکن لکھ کا پانی ڈھل گیا ہی ورنہ شرح عقائد تفتازانی میں دیکھو کیا
 لکھا ہی معاویہ من بعدہ لا یمرون خلفاء بل ملوکا و امراء اور تہذیب الکلام میں ہی نفی
 الامامۃ بعد ثلاثین الی الملک السلطۃ اور فضل بن رزہ بیان نے ابطال الباطل میں مذکور
 رضی اللہ عنہ لکھا ہی انہ لم یمن من الخلفاء الی قولہ فانه کان من ملوک الاسلام اور فتح الباری
 میں ہی واما معاویہ من بعدہ فعلى طريقة الملوک ولو سمو خلفاء اور شرح فقہ اکبر میں ہی
 اول الملوک معاویہ بلکہ ابن عبد البر نے خود حضرت معاویہ سے نقل کیا ہی کہ ان کا کان بقول
 ان اول الملوک قولہ القاب جبارون خلیفہ کے مقرر کئے ہیں اول صدیق دوم فاروق سوم
 دہی انور بن چارم اسد اللہ جو یہ صاحب منج المقال فی تحقیق احوال ارجال نے
 فضیل سے کہ اصحاب ائمہ ہدی علیہم السلام سے ہی ذیل حدیث ان ائمتہ لیشتم

ب
عقیدہ سنت جماعت

ب
خلف معاویہ

ب
پیشا ہوا
معاویہ کا
بخلیفہ

ب
القاب خلفاء

زبان فاروق پر نوکر کیا ہی اور ذی النورین بسبب ترمج دو دختر نبوی کے ملقب ہاں لقب
 ہن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ القاب زمانہ نبوی میں مشہور و معروف تھے کیونکہ اگرچہ
 اہلسنت ہوتی تو انہیں بذریعہ ہرگز اس لقب سے اونکو یاد و فرط قے حالانکہ علی بن سینہ
 آرد علی نے کتاب کشف الغمین امام جعفر صادق من ایچین جدد علی بن ابیطالب سے
 روایت کیا ہے کہ قدیمی الکر رسول اللہ والمہاجرون والافصار صد لقا ومن لم یصدقہ
 فلا صدق اللہ قولہ فی الذبیاد الاخرۃ قولہ دس آدمیوں کو قطعی جتنی کہتے ہیں جو اب
 صاحب حق یقین نے دلیل اس طعن کی یہہ لکھی ہے کہ عقلا یہ بات جائز نہیں کہ حق اتفاق
 غیر معصوم کو غیر سے کہ عاقبت اسکی بہشت ہی اسلئے کہ ہمیں حرص دینا ہی اسکا قبح پر
 انتہی سورہہ ہم مغلطہ صریح ہی اسلئے کہ بالاتفاق ثابت ہے کہ خدا اہل ہر و معیت الرضوان
 کو بشارت مغفرت دی ہے اور ہونا ان دسوں کا رئیس مہاجرین و انصار اور شریک
 بیعت الرضوان اور مرفوع اہل ہر میں ہے شہدہ مضمر ان و حدیث ثابت ہے یہاں تک کہ کثرت
 اسلام نے اس مضمر کو اشعار میں داخل کیا ہے قال بعضہم شعرا یا بدر الہک جبار و اولمک
 التجری و قبح الہک جباری و حسن الہک جباری و خلیفہ سلو اما را وادہ فانہم اہل بدرہ اور
 جزئی سی سی نے کہا شعرا رایت بدری مخاطبا بالہدین سیری و قفلت عدنی ہر صل
 و اشرح ہر الہک صدری و فواجونی ہر ہر و لطم خدہ و زجرہ و قفلت اقلو اما را و ہر و فقلتم
 لاسری و ولا جناح علیک و فانکم اہل بدرہ اور آپ کے والد ماجد نے اقرار کیا ہے ساریت
 جتنی ہونے عشرہ مبشرہ کے چنانچہ ہر انفاں میں یہ رباعی نظم کی ہے رباعی علی ابو بکر و
 فاروق و ہن و عثمان بدعی و الزبیر انوار المجد و سعید و سعد و ابن حوف و طلحہ و کذا و
 جراح لہم جنۃ النخلہ و اور قطع نظر اسکے امامیہ نے بھی جو شہدہ میں بشارات نقل کئے ہیں
 چنانچہ کلینی اخبر نے کافی میں باب من عرفت امامہ لم یشرہ ما تقدم من الامر و ما اخر من احادیث

من
 خبر
 نبیہ

من
 خبر
 نبیہ

اہل اس سبب تک ہی ہیں کہ صریح موجب اغراء و اغراء عام ہیں اور جن اہل حق میں ہی امام جعفر صادق
 سے بنا قبیلہ شیعہ میں کہ انحضرت نے فرمایا قسم خدا کی کہ دو نفر تم میں سے داخل جہنم گئے
 و اللہ ایک ہی داخل ہوگا انتہی ظاہر ہے کہ یہ حکم عام شامل کا فائز نام ہی پس جب عموم جاری ہو
 مرقوم نہ ہو تو جو لوگ مخصوص المغفرت اور داخل اہل بد و سمیع الرضوان میں وہ کیونکر دروغ و
 نفیر ہونگے قولہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ خلافت ابوبکر و عمر کی بموجب حکم خدا و رسول
 از روی قرآن و حدیث کے مستنبط ہے اور بعض نے صاف لکھا کہ از روی قرآن و حدیث کے
 نہیں ہی صرف صحابہ کے اجماع سے خلافت کو پہونچے ہیں عبدالحق دہلوی تکمیل الایمان میں
 لکھا ہے کہ کوئی آیت و حدیث بمقدور خلافت حق صحابہ میں تبصریح نہیں آئی جو اب اگر آپ نے
 سابق و سابق کلام شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو محذوف کر کے استدلال بطریق لا تقر لہ
 الصلوۃ کیا ہے چنانچہ ملاحظہ تکمیل الایمان سے واضح ہی لیکن وجہ تطبیق بین القولین کی یہ ہے کہ
 جسے خلافت کو مخصوص کرنا مراد ہو اس کی یہ ہے کہ فضل الامر میں انصاف متواترہ دلالت کرتے ہیں
 خلافت علی المرتب پر یہ مراد نہیں کہ خلافت وقت انعقاد کے ثابت بانصاف ہی اس لئے کہ اس وقت
 ہر شخص نے متساوات اور میل کے کیا جو فی الفور اس کے پاس موجود تھی اور فرصت
 نتیجہ انصاف کی معاون انصاف سے بسبب ضیق فرصت کے علی چنانچہ اس لئے حضرت ابوبکر
 صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گردہ مسلمانوں کے ایک کو ان دونوں میں کہ عمر بن الخطاب
 و ابو عبیدہ بن الجراح ہیں اختیار کریں وہی خلیفہ ہی غرض یہ تھی کہ اظہار انصاف کریں اور
 دعویٰ انصاف اپنے لئے نہ کریں اس لئے کہ معلوم تھا کہ یا بی اللہ و المؤمنون الا ابا بکر و صدیق
 اگر جانتے تھے کہ یہ بات میری والی ہو حاجت او عاصی انصاف کی اپنے واسطے کیا ہی خود بخود
 ہو دیتی اور حضرت فاروق نے جو وقت شہادت کے خلافت کو درمیان چھڑا دیا
 بطور شوق سے چھڑا اسوا اس لئے کہ تعین خلیفہ کا اپنے فرائض و الا فاروق اعظم سے بار
 منقول ہے کہ اشارہ طعن خلافت ختمین کے علی المرتب کرتے تھے اور حضرت طلحہ و زبیر

حیات حال و حال و حال

جو وقت خلافت حضرت امیر کے کلمات الکرارہ کے کسے سواسلئے کہ بیعت ہر فرد قتلہ حضرت
 عثمان ہوتی تھی اگرچہ بعض الاممین اسد اللہ تھے امامت تھے اور مرا و تہذیب خلافت بالا
 سے یہ رہی کہ اجماع اکثر اہل حل و عقد کا متفق ہو میں اگر وہ ایک آدمی اجماع سے خارج ہو
 تو کچھ پروا نہیں اسلئے کہ اکثر کو حکم کل کا ہی حسب طبع سعد بن عبادہ وقت انقضاء خلافت معاویہ
 داخل اجماع نہ ہوئے پھر ثانی بحال بیعت کے کما حقہ اولو العلم پس عدم دخول انکا قاض نہیں
 البسہ ابان بن عثمان مجتہدین صحابہ سے نہ تھے کہ خلافت انکا مقصد وہو اسطرح جو صحابہ
 حضرت امیر علیہ السلام سے آزد وہ ہو کر پاس مخالف کے چلے گئے کل دو چار آدمی تھے نہ زیاد
 جیسے مغیرہ بن شعبہ وغیرہ سو یہ بھی مجتہدین صحابہ میں محدود نہ تھے مع ذلک آزدوگی انکی بنا برکت
 اخلاق تھی نہ بسبب سلب لیاقت خلافت کے اسلئے کہ یہی انخاص نقل مناقب میر قاضی میں
 کثیر الروایت ہیں پس مفع ہو گئی وہ ملحق جو اپنے بابت عدم بیعت سعد کے صفحہ اکتالیس میں
 اور نسبت مغیرہ کے صفحہ ستاون میں لکھی ہے کہ اول نے مطلق بیعت لگی اور ثانی معاویہ
 ملکہ اور چاہی بن گئے لیکن سعد بن وقاص و محمد بن سلمہ و اسامہ بن زید و عبد اللہ بن عمر
 وغیرہ ایک جماعت متورعین صحابہ کی کہ جو بسبب کمال احتیاط کے شریک جنگ حضرت
 امیر بافرنگ نہ ہوئے سوا و نگو خود اسد اللہ نے معذور رکھا اور انکے حق میں فرمایا ہوا
 قد و اعن الباطل و لم یقو موا مع الحق لیکن ان سبب ہی بہت مناقب و فضائل میر قاضی
 میں مضمون نہیں کیا اور ظاہری کہ بیعت ہر فرد کی انقضاء خلافت میں ضرور نہیں اگر ایک جماعت
 بیعت کرے اور باقی تسلیم کریں تو خلافت منعقد ہو جائی ہے پس وہ جو اپنے صفحہ تہذیب
 میں لکھا ہے کہ جنگ صفین میں مسلمان قین گروہ ہو گئے ایک گروہ نے طرفداری دونوں
 انکی یہہ گویا ہر میں میں معاویہ نہ ہوئے لیکن باطن میں میں و معر تھے انتہی حاصلہ مدفع ہی والا
 عالم ماکان و مایکون یعنی حضرت امیر انکے حق میں قد و اعن الباطل نظر مانے باجمہ اب
 کہ سب نصوص مبثوث مجموع ہو گئی تو ثبوت خلافت خلفاء اربعہ کا بے شبہ از روی نصوص

محقق ہی گوشت افتخار خلافت کے منور اسلئے کہ اوس وقت بنا چڑھتی فرصت و دولت حادثہ
 و تردد و جوئے کے اتفاق متبع نصوص کا ہوا اور ہر حکم بہت سلسلے میں کہ صدر اول میں جاتا
 و قیاسات سے ثابت تھے اور اب نصوص سے ثابت ہیں یہ سلسلہ ہی اسی قسم کا ہی
 اور یہی مطلب ہی قول شیخ دہلوی کا جسکو آپ نے یہ جہ اور اس سے ثابت ہو گیا کہ ثبوت
 خلافت کا اولاً اجماع سے ہی پھر نصوص سے تو اب نصوص و مجمع علیہ دونوں ہی
 اہل سنت کے نزدیک اگر اتفاق امامت کا بغض ثابت ہو تو اسکو خلافت راشدہ کہتے ہیں اور
 اگر بعض دلائل ظنیہ ہو تو اسکو خلافت عادلہ کہتے ہیں اور اگر تلبیہ تصرف بدوین اتفاق ہو تو
 اسکو خلافت عاجزہ و ملک مخصوص کہتے ہیں سو خلافت خلفاء اربعہ کی بے مشبہہ راشدہ ہی
 اسلئے کہ ہر ایک میں تحقیق ہی امامت کا ازروی نصوص کے اس تفرقہ کو یاد رکھنا کہ بہت
 کام آویگا قولہ اعتقاد امامیہ اثنا عشریہ کا یہ ہی الخ جو یہ سارے عقیدے میں
 ثقلین ہیں بشہادت ائمہ امامیہ چنانچہ جو یہ کتاب ہذا سے واضح ہو گا موسیٰ بن علی بن
 حسین بن علی بن ابیہن جبرہ فرماتے ہیں کہ انا شیعتنا من اطاع ائمتہ و عمل عملنا و وظاہر
 ہی کہ یہ اعتقاد ائمہ ہدی کا نہ تھا قولہ بدر پیغمبر کے صحابہ نے خلافت حکم کیا اور ذی حق کو حق
 محروم رکھا اور اہل بیت پر ستمنا صحیح کئے اور خلافت لے لی جو اب کبرت کلمہ تخریج
 من افواہہم ان یقولون الا کہنا یا رخ اسکا جواب بیان ششم میں آویگا فانتظروا اہل حکم
 من المؤمنین قولہ اس سب سے مستثنیٰ کو فاصحب فاسق فاجر و متبع و فاسق و کافر جانتے
 ہیں جو آپ یہ جانتا تھا اطابن لعل لعل و یا جانتا ہی جیسا کہ کفار نبی آخر الزمان کو
 مجنون شاعر ساحر کا بن جانتے تھے اپنے جیانی کا بقرع موند پر لے لیا ہی اور اتحاد
 ائمہ ہدی کو بالکل گوشہ خاطر عاظر سے ہٹا دیا کافی میں ہی جو شخص مسلمان کو کافر کہے
 وہ خود کافر ہو جاتا ہی اور اہل سنت تو ہمیشہ معاند نواصب سے اور میں بلکہ ہمیشہ عاقدہ کے
 فساد کا مستثنیٰ ہونے ہی کیا اور حق خدمت اہل بیت سبحاناً حقیقت میں سچا مناظرہ

حق خلافت راشدہ و عادلہ و عاجزہ

ہمیں ہونا اہل سنت کا بغیر اثنا عشریہ و امامیہ کا

شیعو کا ساتھ نہ اہلبیت کے ہی ہر سنن کے لیے کہ انکو فہم الہیت میں بالکل نہیں اور اگر
 کوئی احباب میں مبالغہ نہیں بخلاف سنن کے کہ ہر جگہ اور اکسین زبان آخرت کرین کہ اور
 قبلہ قلب اور ہر شیعہ مرقی کہ ہر لیکن کیا کیجئے جب شیعہ معراجی اخذ الہی باجہتی عمل کرتے ہیں
 اور سنن پر قہقہہ نصب کرتے ہیں تو اسوقت مدافہ کیا جاتا ہی کہ ارفع الباتی ہی اس
 شہر الاکملین اصدھلینا فہم فہم فوق جبل الجبلینا اور ظاہری کہ حسب افادہ مدوق انا
 ناہی اوس شخص کو کہتے ہیں جو من حیث الاعتقاد بمن عزت نبوی اور متخل خون تامی اہلبیت
 اور انکی بدگئی میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑے اور مجوزہ من ائمہ طاہرین ہو سو ہر تقدیر پر نہ سب اس
 ان سب لواٹ سے منہ واقع ہوا ہی اسپر ہی اگر انکو کوئی ناہی کہے تو صرف لہذا و عناد
 ہی اس قول جو انہیں سے تقلید عہد العصر کے کہ نائب امام ہی کرتا ہی اور اسکو اصولی کہتے
 ہیں اور اگر تقلید نہیں ہی تو اسکو اخباری کہتے ہیں اور اخباریہ کو مانند نجدین کے کہ فرقہ
 اہل سنت و جماعت میں ہی مجتہد چاہیے جواب تتمہ اس فرقہ اصولیہ و اخباریہ کا یہ ہی کہ
 اصولیہ تقلید شیطان لطاق میں انکو اہل بیت سے کچھ کام نہیں بلکہ رسالہ جعفریہ میں لکھا ہی
 لا قول لبیت و شرط الا کثر کونہ خیا یعنی جب مجتہد مواتو قول اسکا مفتی اب نہ واجب تک کہ مجتہد
 اجازت غے اکثر فی جی ہو نہ مجتہد کا شرط کیا ہی و لکن اقال اہل فی تہذیب الامول اور غرض اس
 ضابطہ سے یہ ہی کہ حکام دین ہر زمان میں تبدیل ہوتے ہیں اور تجویز علماء سابقین سے مختلف
 میرا اور قبل انکے سوا اعظم امام میں ملائفہ اخباریہ تھا بلکہ یا تو حسین علیخان برادر سجان
 علیخان علیہما علیہما شیعہ ائمہ منحصر انہیں کے طریقے میں تھا مہذا ایک دوسرے سے
 تکفیر و لعن کرتے ہیں اور دائرہ ایمان سے باہر نکالتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہی کہ طہرین
 مکفر و ملکون ہیں و فی اللہ المؤمنین القتال اور اقرار العقلا علی نفسہم حجۃ قاعدہ مقبولہ
 ہی قولہ بالجمہ المسلمان ان ملک لایران الی قولہ مذہب امامیہ اثنا عشریہ کہتے ہیں جواب
 اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو مذہب امامیہ کہنا کمال حال ہی اسلئے کہ ایک نزدیک مسلم عبارت

منافق سے ہی چنانچہ صفحہ اکاسی رسالہ سے لایا ہی اور امامیہ میں ہیں تو منافق مومن کی طرح
 ہوگا اور اگر ہوگا تو اثنا عشر منافق ٹھہرتے ہیں اور اگر یہ لوگ امامیہ میں تو ان کو مسلمان کہنا
 کس اعتبار سے ہوگا وہ بیان کیجئے اس لئے کہ بموجب قرار داد یکے شدہ مسلمان نہیں ہیں
 حاصل یہ کہ اجماع نقضین کا با اتفاق حکماء اولین و آخرین متفق بالذات ہی یہ دونوں بحثیں و افتاء
 بذاتھا منکر ہیں اس لئے کہ مصداق الکا واحد ہو لیکن جہاد و شیعہ کو بہت گنجائش ہی آپ
 چاہیں اجماع نقضیات ثابت کر دین قولہ دولت امویہ و عکسہ میں شیعہ امامیہ اکثر تفسیر سے
 بسر کرتے تھے انتہی مختصر اچھا اب یہ دعویٰ خالصت تفسیر امامیہ ہی اس لئے کہ باطل ہے
 بحار الانوار میں لکھا ہی کہ خاتم غاسم بن جوہر بن اسماعیل بن امام محمد باقر علیہ السلام تہی یوں لکھا ہے
 حدث الناس افتهم و انشر علوم اہل بیتک و صدق ابابک الصالحین و لا تخافن احد الا اللہ
 فان لا سبیل الا علیک اور خاتم سوسمین کہ سبیل ہی بنام امام جعفر صادق یوں لکھا ہی
 حدث الناس افتهم و لا تخافن احد الا اللہ و انشر علوم اہل بیتک صدق ابابک الصالحین
 فانک فی حوزہ و اما ان اس سے ثابت ہوا کہ یہ دونوں امام دولت امویہ و عکسہ میں تفسیر سے
 ممنوع تھے تو اب تفسیر امامیہ کا بے وجہ ٹھہریگا اور تفصیل اور ابطالان تقدیر کی تحفہ و بیعت رسول
 و منتہی الکلام وغیرہ میں تو ہم سے اس کو مرقع کر لو چنانچہ امام تفسیر کا لینا قولہ زید یہ تابع و پیشہ سید
 ہیں انچ جو اس شخص میں ذکر زید یہ کی جگہ نظر اس کے ہوگی کہ والد بزرگوار ایک زید یہی تھے
 و الا شیعہ بہت فتنے میں چنانچہ خود اپنے دیستان سے اٹھارہ طائفہ ہونا اور جنات اخلا و سبکے پس
 فرم ہونا امامیہ کا نقل کیا ہی لیکن جب یہ کہا کہ امامیہ اثنا عشر ہر اخلاف خود سے و اندونہ
 تخصیص ہے سو دو ٹوٹیری کہ اکثر ملز واحدہ قولہ سلم نے جابر سے روایت کی ہی امامیہ فان
 خیر احدیث کتاب اللہ و غیر الہدی ہدی محمد و شہ الامور محمد تا تاء و کل مدخلہ صلا کہ میں معلوم ہوا کہ جو
 کچھ بعد ان حضرت کے حادث ہوا شروع و برعت و ضلالت ہی اور خطا ہی کہ چاروں نے یہ سب بیوں کے
 بعد کئے سال کے مقرر ہوئے ہیں چو اب ترتیب کرنا و سبیل کا اور کمالا بیچہ کا اوس سے

مسلمان نہوا شیعہ کا اچھا ہے

ممنوع ہونا امامیہ کا اچھا ہے

سو دو ہونا امامیہ کا اچھا ہے

آپ ہی کا کام ہی ع ای تو مجھ سے خوشی نہ کہ امت گویم ۴ اس حدیث میں قید بعدیہ زانی
کی کہان ہی جس پر اپنے مشرور بدعت پر نانا امیر ابوہریرہ کا مستفوع کیا لیکن یہ گور مشرور بلا حفظ لفظ
المابعد جو صدر حدیث میں وارد ہوئی اور مراد اس سے بعدیت حمد الہی نبی نہ اور کچھ صادر مواہبی
حالانکہ حدیث میں اگر یہ قید ہی ہوتی تو یہی غائب رہے و خال اس حکم کے نحوئے اسلئے کہ امام عظیم
وامام مالک وامام شافعی وامام احمد بن حنبل تابعین و تبع تابعین کے زمانے میں تھے اور یہی حال
امام تابعین خلفاء راشدین کے جودین اور کثافت ادبی دین انکا ہی اور زمانہ صحابہ و تابعین کا

مشہور و نا بخیر ہی اسلئے کہ حدیث متفق علیہ میں آیا ہی خیر النکاح فی ثمن الذین یلوہنہم ثم الذین
یلوہنہم اور راوی اسکے عبداللہ ابن مسعود بن اور اس حدیث کو نہج الصادقین میں حدیث قدسی
کہا ہی اور قرن ایک زمانے کے ہم عصر اور ہم وضع لوگوں کا نام ہی بعضے کہتے ہیں کہ سائبر
قرن ہر تالی اور بعضوں کے نزدیک سنو برس لیکن صحیح بات یہ ہی کہ قرن کی مدت کچھ مقرر
نہیں ہو حضرت اور اصحاب کا زمانہ ابتداء نبوت سے اخیر صحابی کی موت ایک سو پچیس برس کا تھا
اور تابعین کا زمانہ ایک سو ستر میں آخر ہوا اور تبع تابعین کا زمانہ دو سو پچیس ہجری تک تمام ہوا

شانی شیعہ کلینی میں لکھا ہی ان یبئنا خرج عن الدنيا وكان دینہ تمام والا یلزم ان کیون لا یلزم
علی اللہ حجۃ و کذا فی وقت خلفاء و فی النسخ خیر کم قرنی ثم الذین یلوہنہم اور تحفہ کاملہ سے کہ زبور
و انجیل البیت ہی اور جامع الاخبار ابو جعفر ابن بابویہ طوسی سے خیریت زمانے کی بعد انحضرت
کے چالیس سال تک بلکہ دو سو برس تک سمجھی جاتی ہی اس صورت میں جو عوی آپکا باطل اور نو شہرا
اور مضمون میں جعفر میرا اخیرہ فقہ واقع فیہ تحقیق ہوا اسلئے کہ جس صورت میں حسب مایہ حدیث صحیفہ کا بعد
چالیس سال کے افشائی ضلالت ہو گا تو مقلدین ابن سیاہودی اور شیطان الطاف کے شہرہ
ضال ٹھہریں گے و لا اقل وہ لوگ جنکے مذہب سے دولت صفویہ میں قوت پائی اسلئے کہ جامع الا
مین یہ ہی ہی کہ دو سو برس تک برگ و خار و نورین کے پھر برگ نہ ہے گا اور سب خواہد
ہو جاوے گا اور بموجب آپکے لکھنے کے آخرین اثر اہل سنت یعنی احمد بن حنبل سنہ کی صد چار

سترکہ جس کے کہ یہ سال بے شبہ داخل دو صد سال ہو گوری تو زمین اہل سنت کا خیر و عافیت غیر انش
 و خلاف قول اکثر مسائل میں مخالف میں جواب پاسخ ہوتا اور پر گزر چکا لیکن حکم اخلا
 تکرر فقرہ دوسری طرح پر یہ ہی کہ اختلاف اہل سنت کا اجتہادی ہی کہ یہ قرن صحابہ سے
 لیکر زمانہ فقہاء اور تک سبکو معتبر جانتے ہیں اور مجتہد اپنی رائی پر عمل کرتا ہی اور اختلاف ارا
 جبلت نوع انسان ہی کچھ اختلاف روایت نہیں کہ شاید کذب و افتراء ہو دوسرے سارا
 اختلاف فروع میں ہی نہ اصولی عقائد میں سو اختلاف فروعی بنا بر اجتہاد و دلیل بطلان
 مذہب نہیں ہو سکتا مثلاً اختلاف مجتہدین شیعہ کے مسائل فقہ میں مانند باکی دنیا پاکی شراب
 و تجویز و عدم تجویز وضو بگلاب کے البتہ اختلاف اصولی عقاید کا دلیل بطلان مذہب
 ہو سکتا ہی مثلاً اختلاف فرق شیعہ کے سوا اس قسم کا اختلاف اب تک اہل سنت میں نہیں ہوا
 جو کہ یہی وہ خاندان عالیشان شیعہ الشیطان میں ہی کما قال اللہ تکا ولو کان من عند
 غیر اللہ لو جرد فیہ اختلاف اکثر اطراف یہی کہ خود رفضہ میں اختلاف کو منسوب طرف ائمہ کے
 کرے مین چنانچہ علل الشرائع میں لکھا ہی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ سئل عن اختلاف
 اصحابنا فقال غلٹ فلک بکم لو اجتمع علی امر واحد لاخذکم بقرابکم اور نیز اسی کتاب میں ہی
 امام جعفر صادق سے کہ تین شخصوں کو ایک مسئلہ میں تین جواب دئے یہاں تک کہ صاحب
 تہذیب الکلام نے اقرار کیا ہی کہ کوئی خبر مروی نہیں کہ مخالف و منافی او سکے وارہو
 اور کوئی حدیث سلیم معارضہ سے پائی نہیں جاتی یہاں تک کہ علماء مخالفین نے بات طعن کا
 بچپن یا زکیا انتہی قدر اٹھا جتے ہیں جبکہ ایک گھر کا یہ حال ہو تو اختلاف اجتہادی اہل سنت پر
 کیا مسلح طعن ہی ایسی بات وہ کہے جسکی پیسے کی چھوٹ گئی ہوں قول مذہب مامیہ کا
 وہی مذہب ہی کہ زبور و حضرت کے تھا جو اپنے اگر چہ نام از ائمہ ہیں کا فہرست کتب
 مناظرہ فریقین میں صفحہ ہفتم میں لکھا ہی لیکن او سکوں ملاحظہ نہیں فرمایا والا آج کو معلوم
 ہو جاتا کہ باعتراف ائمہ رفضہ مذہب مامیہ کا سخت چند اشتقاقی یہود کا ہی اور مذہب

جواب اہل مخالفان سنت

مذہب مذہب مامیہ کا روایت حضرت علی علیہ السلام کے

نہایت
مہربان

اہل سنت کا جن میں سید المرسلین ہی اور حروا کا برطانیہ و سہم الفاضل لطیفی صاحب مدظلہ العالی
مقررین کے طریق اہل سنت طریقتہ اصحاب ہی اور اگر سلمان والہ و زو وغیرہ کو ذیل تشیع میں کیا
چاہئے ہوں تو حال اوکا بعد استقرار کتبہ روضہ کے اجل بدیہات سے ہی حالانکہ جمع اہل
مدینہ کیا انصار و کیا مہاجرین کا اکثر ان کے حاضرین بیت الرضوان اور بعضے قطعی حنفی تھے
یہی مذہب سنیوں کا کہتے تھے یہاں بناسب مقام ایک حکایت غریب باداعی کا کہ
عالم طائفہ ایران زمین سے بارادۃ الزام اہل سنت والہ طائفہ ملی میں رونجی بخش ہوئے تھے
غلط اندکے تہج و حاضر جولانی و جودت و بن کا بلند ہوا اور مجلس مناظرہ و منقہ ہوئی ملا و پکار
ایہی جوتیان بغل میں و انین اور و ہر و ان کے مسند پر بیٹھے اونہوں نے پوچھا کیا تم ظن
کو آئے ہو کہا ہاں فرمایا یہ کیا حرکت ہی کہ خلافت عادت شرفا کے جوتیان بغل میں ہالی
ہو ہمارے سامنی ناظر کو مسند پر بیٹھے ہو ملائے کہا کہ شیعہ کفش صحاب کو چور ایتھے تھے
آنحضرت نے فرمایا کہ جب مجلس میں جاؤ اپنی کفش اپنے قابو میں رکھو کہ غلبین تحت لعین
اوس شخص نے قہقارہ اور فرمایا کہ شیعہ زائد رسول خدا میں کہاں تھے ملائے کہا شاہ
زمانہ ابو بکر صدیق میں تھے فرمایا یہ بھی غلط و سوقت ہی اسکا نام و نشان نہ تھا کہا غالباً
مدت خلافت فاروق میں تھے فرمایا یہ بھی جھوٹ ہی زمانہ عمر میں زانوہ عدم میں جی
ملائے کہا جبکہ یہ مذہب زمانہ آنحضرت میں تھا اور زمانہ خلفائوں میں تو پھر بے شبہ بطون
محمد میں سے وجود میں آیا ہی مجلس والے ہنسے اور وہ صاحب بغل ہوئے اور وطن کا رستہ لیا
یہاں پر اصل حکایت واقعی لکھی گئی اور تشبیحات ملا کو اثنائے تقریر سے حذف کیا سو بقیات
اس حکایت کی واقع سے بدیہی ہی علاوہ اسکے اپنے جھوٹے سو میں بحجاب سوال دل کھا ہی
کہ روبروی جناب رسالت اب تمام انصار و اصحاب ایک روئے پر مطیع و ادا و وفا ہی خیر الہی تھے
سب انحال میں بیرونی جو یہ اجمال کی کرتے تھے حضور آفتاب کے حاجت جلا و شعل و
جراغ کی نہیں ہوتی جب مرد عالم و مرفہ قدس کو گئے اختلاف ہوا انتہی اور صفحہ ششم میں

لکھائی گئی تھی مذہب و وارثہ امام کا جسے محمد سلطنت حضور میں قوت و شہ
اور پہلے اسکے دولت امیر و عہدہ میں کہ اکثر دشمن اہل بیت و تشنہ خون سادہ
اہل نبی تھے چندان قوت نہ کتا تھا آتی اس سے قدامت مذہب اہل سنت کی

مذہب مامیہ کی ثابت تھی اور یہی مطالب واقع ہی کہ جب عمر بن الخطاب نے اپنے عہد خلافت
میں ملک ایران فتح کیا تو بعد انقلابات کثیرہ کے سنہ ہزار ہجری میں مذہب اثنا عشری شائع
ہوا اور مسلک ایزدیشہ مشہور اور بلا ہند میں کہ طریقہ تنفیہ جاری تھا مائتہ دوم میں بعد الالف کہ نظام
سلطنت کا سلاطین تیوریہ کی طرف سے معوض ہوئے کہ ہوا اکثر نو مسلم ہند کے بطع و اغرا
متفاوتہ راعب اس مذہب مستحیث کے تھے بلکہ ایرانیوں سے ہی بڑھ گئے آخر شامت
اس مذہب سے سارا کارخانہ اسلام کا اور بادشاہی اسلام کی اس ملک سے جاتی رہی
اور کفار سلطہ ہر گئے اور سلمان نظر اغیار میں مطعون و بے اعتبار ٹھہرے فاعتر و

یا اولی الابصار لقد کان فی قصصہم عزیرۃ لا ولی الا البصاریا کان حدیثا یقتری قولہ اور حضرت
نے بعد اپنے حکم تسک کائنات اور سکے فرمایا حدیث ثقلین وغیرہ سے جو اثر واضح و ثابت
ہی پس تسک طریق اللہ کا کرنا راہ نجات کی نا پناہی جو یہ دعویٰ محتاج بیان سند کا ہی
اسلئے کہ بالیقین متعقدات امامیہ عہد آنحضرت میں جاری تھے اور شہداء و بدر و جنین وغیرہ
کچھ دھین سے عمل میں نہیں لاتے تھے اور حدیث ثقلین اسکی سند نہیں ہو سکتی اسلئے کہ مذہب
رفضہ کا دعویٰ شرعی چنانچہ اپنے صفحہ ستر میں اسکو ثابت کیا ہی اور لعن و تہر ازمانہ نبوی میں بلکہ
زمانہ خلفاء راشدین میں مطلق نہ تھا سار اصحاب محبت و موافقت اہل بیت بلا خصوصیت و عناد
اجرا دین میں مصروف تھے چنانچہ کتبہ کا بر امامیہ سے ظاہری کہ صحابہ حکام شریعہ میں طرف اللہ
آنحضرت پر تھے اور رجوع طرف مرقفی علی کے کرتے تھے اس طرح زمانہ تابعین متبع تابعین
اولاد و طائفہ حضرت امیر مرجع کل تھے یہاں تک کہ خلافت منصور و واثقی کو پہونچی چنانچہ
عہدت بعض کی یہی و الا یہی علی بن متبع الذہب ان امہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نوا علی بن

مذہب مامیہ کی ثابت تھی اور یہی مطالب واقع ہی کہ جب عمر بن الخطاب نے اپنے عہد خلافت میں ملک ایران فتح کیا تو بعد انقلابات کثیرہ کے سنہ ہزار ہجری میں مذہب اثنا عشری شائع ہوا اور مسلک ایزدیشہ مشہور اور بلا ہند میں کہ طریقہ تنفیہ جاری تھا مائتہ دوم میں بعد الالف کہ نظام سلطنت کا سلاطین تیوریہ کی طرف سے معوض ہوئے کہ ہوا اکثر نو مسلم ہند کے بطع و اغرا متفاوتہ راعب اس مذہب مستحیث کے تھے بلکہ ایرانیوں سے ہی بڑھ گئے آخر شامت اس مذہب سے سارا کارخانہ اسلام کا اور بادشاہی اسلام کی اس ملک سے جاتی رہی اور کفار سلطہ ہر گئے اور سلمان نظر اغیار میں مطعون و بے اعتبار ٹھہرے فاعتر و یا اولی الابصار لقد کان فی قصصہم عزیرۃ لا ولی الا البصاریا کان حدیثا یقتری قولہ اور حضرت نے بعد اپنے حکم تسک کائنات اور سکے فرمایا حدیث ثقلین وغیرہ سے جو اثر واضح و ثابت ہی پس تسک طریق اللہ کا کرنا راہ نجات کی نا پناہی جو یہ دعویٰ محتاج بیان سند کا ہی اسلئے کہ بالیقین متعقدات امامیہ عہد آنحضرت میں جاری تھے اور شہداء و بدر و جنین وغیرہ کچھ دھین سے عمل میں نہیں لاتے تھے اور حدیث ثقلین اسکی سند نہیں ہو سکتی اسلئے کہ مذہب رفضہ کا دعویٰ شرعی چنانچہ اپنے صفحہ ستر میں اسکو ثابت کیا ہی اور لعن و تہر ازمانہ نبوی میں بلکہ زمانہ خلفاء راشدین میں مطلق نہ تھا سار اصحاب محبت و موافقت اہل بیت بلا خصوصیت و عناد اجرا دین میں مصروف تھے چنانچہ کتبہ کا بر امامیہ سے ظاہری کہ صحابہ حکام شریعہ میں طرف اللہ آنحضرت پر تھے اور رجوع طرف مرقفی علی کے کرتے تھے اس طرح زمانہ تابعین متبع تابعین اولاد و طائفہ حضرت امیر مرجع کل تھے یہاں تک کہ خلافت منصور و واثقی کو پہونچی چنانچہ عہدت بعض کی یہی و الا یہی علی بن متبع الذہب ان امہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نوا علی بن

واحد فی الاحکام الشرعیۃ من حضرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی حضر المنصور العباسی لا ینتخزن فی کتب
 فرقہ شیعہ و اہل ہند بل اجمیع یفترون بما ورن رسول اللہ و کانت الصحابہ یرجعون الی علی علیہ السلام
 فی ما شہدہ علیہم من الاحکام و لقد روہم عن خطا کثیر حتی قال عمر لو لای علی لملک عمر فی مواضع
 عدیدۃ ثم من بعدہ کان امثلا و یرجعون الی اولادہ و احد البعد واحد الی زمن المنصور الی آخرہ
 اس سے ثابت ہوا کہ سب صحابہ موافق اہل بیت تھے اور سب اہل بیت مذہب اہل سنت و حجت
 رکھتے تھے اصولاً و فرداً اور امتیاج صحابہ کی طرف حضرت کے حل مشکلات علوم و احکام شرع
 میں ایک ہی قول سے ہی جا بجا اسی رسالہ میں ثابت ہوا و بدین اتحاد مذہب کے استفادہ دین کا
 مستند ہی والا بادست اختلاف مسائل کے الہیات و ذوات و امامت میں مبنی انکے ہر
 کو نیکی طرف شیعہ و دنا مشیعہ کے کہ مقتدا ہی از عمری شیعہ ہیں کیا ہنگے قولہ فرقہ ناجیہ وہی ہی
 کہ پر و آل و قرآن کا ہی جواب حدیث متفقہ میں علامت فرقہ ناجیہ کے ما نا علیہ ابی اہی
 ہی نہ من یقتدی بالکل والقرآن مہذا مراد آل سے جمیع آل ہی با بعض اگر سب بات مراد ہیں تو ظاہر
 ہی کہ سو ائمہ اثنا عشریہ کے سب خزانہ و اولاد و ائمہ نزدیک شیعہ کے مسلمان نہیں تو پیروی
 ادنی میری البطلان ہو گئی سب ائمہ اثنا عشریہ و انکا مذہب موافق اہل سنت و مطابقت امامیہ
 سب تو پیروی ادنی اہل سنت کرتے ہیں ہر شیعہ و س ادعی خلا ف علیہ البیان تنبیہ مخفی ہر
 کہ عا سائل کا اس سوال سے من تعین فرقہ ناجیہ کا تھا اذکر و دلیل شرعی و رضی سعی کے
 دستہ رکال سامی بلاد و مواضع اطان اہل مذہب اور کثرت قلت ادنی و نقیض عقائد شیعہ و
 اہل سنت بالذوال و ذاب ملحق جسکے جواب میں آپسے یہاں دلیل و ترتیب پر مان سے سب
 کمال نجر علی کے کہ لقب ابو الفضل اس سے خبر و قیامی پہلے ہی فرمائی اور سب کا اسکے ایک مضاف
 بے سرو پا خارج از دعا گدی کہ اتنے فرقہ شیعہ و غیر میں امتیاز سے ستیون میں اور ستیون
 کے چار نام ہیں جنکی سال لادت و وفات یہ ہی اور اتنے بلا و کثیرہ عظیمہ کے لوگ انکے
 مقلد ہیں اور عقیدہ شیعہ کا بابت خلافت و مالک و مالکینا کے یہ ہی اور رضیہ شیعہ کا یہ

من یقتدی
 علیہ السلام
 سب صحابہ

اور ایک بارہ نام میں اور بیانی از کو کہتے ہیں اور اصولی و اخباری اور فرائض و احکام
 از تہ اہل سنت شروع ہوتے ہیں اور مشربہ امامیہ وہی ہے جو سامنے پیغمبر کے تھا و لکھنا حالانکہ
 قطابین جواب کاسات سوال کے ناگزیر ہیں اور سب سے عقل اور اس کے سائل عجیب ہیں والاسارے
 خطابیات صحیح ہوا کریں اور جو کوئی کچھ لکھ دے وہی واثبات معامین کافی ہو جایا کرے
 اس سوال کا اتنا جواب تھا کہ فرقہ ناجیہ طائفہ امامیہ ہی دلیل انکی نجات کی یہ نہیں اور ستیرین کو
 جو دعویٰ نجات کا ہی اور صحیح نہیں اور دلیل انکی عدم نجات کی یہ ہی اسلئے کہ غرض اصلی سائل
 شیعہ مغرض کی کہ کتب جو اس خود کو نہ و خود کو نہ گردن و گل کو نہ آپ ہی عجیب ہیں اور غرض
 عجیب ایسی کی کہ خود ہی سائل ہی صحت اثبات مذہب فتنہ و بطلان بن سنت ہی والا غیر وہ اس
 وضع پر حاصل ہو جاتا اگر فی الواقع دلائل مقبولہ الطرفین ہوتے نہ اس قدر کامانی سے جو کہ
 لکھے اور یہ پہلا سوال جواب بنا جسکا تار و پود یہ ہی کے دیکھئے گا کیا گل کیلے گا صبر جم
 قیاس کن نگہستان بن بہار اے قولہ سوال جواب یہ سوال دوم ہی اور حاصل اس سوال
 محل طول کا اس قدر ہی کہ حدیث فقہین بے شہد ارشاد نبوی ہی اور شیعہ حسب گفتہ اہل سنت
 سحر اہل بیت کو نہیں مانتے تو پھر یہ کس طرح پیرو فقہین کے ہیں قولہ جواب جواب یہ جواب
 اسی سوال ہی کا ہی جسکی ابتداء لفظ کتب فریقین سے کی گئی ہے اور صدائے ہریان و مہنوت
 اور مین ہندج میں مقصود اس جواب سے صرف لکھنا جواب بعض اقوال مثل حسب تحفہ نہ عرفان
 خود سبقت و انحال ہی نہ بطریق احتجاج و استدلال سو ہنوز پہلی و درست قولہ اگر بنا طرائق و
 اور اضافات سے سمجھنا منظور ہو تو صحت محرقہ بن حج و فرائض و فض خواجہ مخدر و م و ابطال
 الباطل فضل بن روز بہان شافعی و سیف تسلول ثناء و اند پانی ہی و کتاب تحفہ عبد الغفر
 دہلوی و مثنی الکلام و کاشف اللثام و ازالۃ العین عن بصارتہ یمن حیدر علی کشف شرک وغیرہ
 تصانیف سنیوں کی الی قولہ بغیر مطالعہ کہ جواب اپنے آجگہ بمقتضا اذا اقصیت حلیا
 احمیا نقل شدت گئی کتب مناظرہ فریقین کی کی لیکن اسطے معادلہ نظر میں ہے نام

جواب دوم

نقد بعض
 اہل سنت و
 فض

مناظرۃ الہی سنت کے نمونے تھیں سات آئمہ اور امام کتب شیعہ کے بہت تھے قریباً بیس
 برس کے مالاکو کتابیں اہل سنت کی رد و فاضل بہت ہیں جواباً و استقلالاً حتیٰ کہ کوئی کتاب شیعہ کی
 ایسی ہوگی جسکا جواب نہ ہوا ہو لیکن جو کتاب آئین مالیت ہو یا صندوق نقیہ میں حکیم جناب رحمہ
 ہتیں میں ہو یا قلت شہرت سے ملاحظہ اہل سنت میں نگذری ہو چنانچہ نام بعض کتب مشہورہ
 کے یہ ہیں المنہج الاسد^۱ لاجن تمییز^۲ الاموال^۳ اضعیف الدین^۴ جینی در تحریر متع فصاحت^۵ الرافضی^۶ خارج
 لفرسہ کا بللی انفسہ^۷ الصدیق^۸ الشیخ محمد فاخر محدث^۹ الزبیری قدس سرہ^{۱۰} تین حق و در سر^{۱۱} در
 در ریاضات^{۱۲} الحق صلوٰۃ^{۱۳} محرقہ دہلوی^{۱۴} مویقہ سواطع^{۱۵} مشرقہ شرح سواطع از پیر خواجہ نصر اللہ
 کا بللی کشف^{۱۶} النظار^{۱۷} الشیخ عبد العزیز الاکبر البادی^{۱۸} شیخ کشف سطا از ابو نجیب سہا الغنی
 کشف العطاش^{۱۹} منسا و سقاء^{۲۰} البھار^{۲۱} النجی^{۲۲} السلامۃ^{۲۳} لصاحب الصواعق^{۲۴} مفتاح کنوز خفیہ^{۲۵} حاشیہ
 تحفہ اثنا عشر^{۲۶} تنبیہ^{۲۷} السفیدہ^{۲۸} رد صور ام از مولانا سعید اللہ ملتانی^{۲۹} رجوم الشیاطین^{۳۰} و ذرۃ
 نقال کشمیری^{۳۱} غرۃ الراشدین^{۳۲} و ذلۃ الضالین^{۳۳} صاعقۃ حاسمہ علی عدو الملۃ الاسلامیہ^{۳۴} و نہر
 حیدریہ^{۳۵} لمعات الثقلین^{۳۶} فی اثبات خلافتہ^{۳۷} التینین^{۳۸} قباقب لال الکلاب^{۳۹} قذیب الکباب^{۴۰} فی سترج
 ام الکتاب^{۴۱} سعادۃ الکرمین^{۴۲} فی فضائل^{۴۳} ائین^{۴۴} قرۃ العینین^{۴۵} فی تفسیل^{۴۶} شیخین^{۴۷} انزالہ^{۴۸} اخفا عن خلافتہ
 اخفاء^{۴۹} الضمان^{۵۰} معروف بہ^{۵۱} شد نقص^{۵۲} التشریث^{۵۳} صر^{۵۴} المستقیم^{۵۵} تجرۃ^{۵۶} الایمان^{۵۷} اثبات^{۵۸} الخرافۃ
 لصاحب ثمرۃ^{۵۹} اختلافہ^{۶۰} برآن^{۶۱} اختلافہ^{۶۲} صلوٰۃ^{۶۳} غنمفرۃ^{۶۴} و شریعت^{۶۵} عمریہ^{۶۶} ملقب بکبرۃ^{۶۷} صعدریہ^{۶۸}
 بارۃ^{۶۹} ضمیمہ^{۷۰} ملقب بجلۃ^{۷۱} مختاریہ^{۷۲} بصائر^{۷۳} اذین^{۷۴} فی اثبات^{۷۵} تہادۃ^{۷۶} ائین^{۷۷} صلوٰۃ^{۷۸} حیدریہ^{۷۹} علی الجوس
 القدرتہ^{۸۰} و ذرۃ^{۸۱} الفقار^{۸۲} معرکہ^{۸۳} الاراء^{۸۴} رسالۃ^{۸۵} الکتاب^{۸۶} تبیین^{۸۷} فی روتہ^{۸۸} المتعالم^{۸۹} الغریب^{۹۰} سبک
 نہا^{۹۱} ثایب^{۹۲} شوکت^{۹۳} فاروقیہ^{۹۴} وسیلۃ^{۹۵} النجاۃ^{۹۶} لصاحب^{۹۷} التحفۃ^{۹۸} السیرۃ^{۹۹} الجلیل^{۱۰۰} فی مسئلۃ^{۱۰۱} ائین^{۱۰۲} واقعہ
 لغفری^{۱۰۳} طعن^{۱۰۴} تہان^{۱۰۵} الینص^{۱۰۶} لطائف^{۱۰۷} القال^{۱۰۸} لصاحب^{۱۰۹} الشوکتہ^{۱۱۰} و امیر^{۱۱۱} حاتمہ^{۱۱۲} علی^{۱۱۳} من^{۱۱۴} الخرج^{۱۱۵} من^{۱۱۶} اہل
 لبیت^{۱۱۷} الفاطمہ^{۱۱۸} العجیب^{۱۱۹} العجائب^{۱۲۰} فی امیر^{۱۲۱} السراب^{۱۲۲} عن^{۱۲۳} التراب^{۱۲۴} فو فی^{۱۲۵} بقاء^{۱۲۶} و رد و فاضل^{۱۲۷} تالیف^{۱۲۸} محمد
 سینی^{۱۲۹} بر سوی^{۱۳۰} رد^{۱۳۱} التوار^{۱۳۲} برریہ^{۱۳۳} از خواجہ غلام^{۱۳۴} علیم^{۱۳۵} دہلوی^{۱۳۶} رسالۃ^{۱۳۷} مولانا حسین^{۱۳۸} کشمیری^{۱۳۹} و اثبات

نہیباہل سنت کشف الالباس علی ہذا القیاس کتب رسائل کثیرہ بابین المطول المختصر مشہور
 وغیرہ بہت ہن جو انکو مطالعہ کرے اور حقیقت طائفہ کشف ہو کہ تہذیب نے
 کس طرح خدمت اس طائفہ فاضلہ کی کی ہی بقول شخصہ مانگ کے نیچے سے نکال دیا
 دانت کہہ کر دئے افسوس کہ تنہ اور دن کو ہدایت مطالعہ بغور کی کی لیکن خود بنظر
 سرسری بھی کچھ بعض ان کتابوں کو نہ دیکھا ورنہ اتنی ترازو خالی یا وہ چابی ہرزہ در آئی
 ظہور میں نہ آتی اور جواب جواب اہل سنت سے قطع نظر کہ یہ کتاب سرمایہ تناب
 بنانی بخاتی قبولہ حیدر علی شکر جواب اول نسبت اس پیشہ کے طرف جناب موصوف
 لازال فی ظل الرؤف کے تمنا کر ولی کنگر سبحان تری قدرت نے زبان بعض شخص
 سے کی تھی چنانچہ جواب مفصل اسکا رسالہ الکاتیب مطبوعہ دہلی میں لکھا ہی لیکن تم
 صبر ہوا اور اس خیال پر کہ بڑی ہوا سچ کہتی تھیں پھر تمہارا پیٹ پھولا حالانکہ اہل علم و دین
 ہونا آثار و اجداد مولوی حیدر علی صاحب کا معلوم خاص عام ہی اور پیشہ بائی کا شیعہ
 خصوصاً اصحاب ائمہ کتب تواریخ امامیہ سے ظاہر ہیں علی الخصوص چرم فروشی تمہارا
 باپ کی آمد و کا نداری آپ کی کہنوز برقرار ہی شہو و ہر دشمن و دوست ہی مہند اطعن کشتکاری
 اٹا و سے کی کار گیری ہی شہر ان عادت العقرب عدائہا و کائنات النعل لہا حاضرہ
 البتہ جناب موصوف نے طائفہ فاضلہ فاضلہ کی خوب کشتکاری کی ہی اس جگہ سے
 کسی دشمن حق گو نے کہ نادان و دوست سے دشمن و انا بہتر ہی یہ لفظ بولی ہوگی ورنہ
 کہیں نے اس کے خاندان میں یہ پیشہ نہیں کیا جب ہی کہ دو کا نداری تم کرو اور صاحب
 حاجی صاحبہ میں تقیہ ناز عصر و نظر با حقائق اسید واری و تقویت کار خستاری تم پر
 اور طعن حرفت کہ نہیباہل سبب مطاعن میں عقلاً و عرفان میں مولوی حیدر علی پر کہ شعر
 تابد و کان خاد و گروی ہرگز اسی خام آدمی فشری نہ قو کہ صو ارم مہرق و سجا بفرقہ
 وغیرہ الی آخرہ کہ کتب امامیہ اثنا عشریہ سے بغور مطالعہ کرو جواب حاصل اس مطالعہ

لغور سے یہی ہوگا کہ مختلف ہونا سنو کا اہل بیت سے ثابت سو یہ بات مبتدایہ ہے نہ متفقہ
 اثنا عشر کے کما حقہ مرفوع ہوگی اور جو کچھ اسباب میں صوارم وغیرہ میں لکھا ہی منہج اور کما
 تنبیہ سفید و غزاة الراشدین وغیرہ کتب اہل سنت سے کہنا بیجا کلام صاحب تحفہ اور منہج اور کما
 مقصرین میں تالیف ہوئی ہیں بتنبیہات جلیہ و تنزیلات بیہ مرقوم ہی جس سے راکب سفید اہل
 ہونا اہل سنت کا اور مختلف ہونا شیعہ کا ظاہر ہی کیونکہ اہل سنت اعراف ہیں ساتھ مذہب اہل سنت
 پس ادعا مختلف اہل سنت کا سفید اہل بیت سے کما حقہ و عانی مختلف اہل اسلام سے سفید وین
 خاتم الرسالہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہیں اب نکلوا لازم ہی کہ مطالعہ لغور کتب اہل سنت کا
 کہ عادی روایات ائمہ اہلبیت میں کہ روایت حقیقت حق صریح پر اعتقاد لاؤ قولہ مگر ناظرین ان کتابوں کو
 اطلاع کتب تفسیر و حدیث و فقہ و تاریخ طوفین پر ضرور ہی اور کتابیں ان علوم کی بہت ہیں از اجملہ
 جو مشہور ہیں اور اکثر مسرتی میں ان میں سے نام چند کتابوں کے لکھے جاتے ہیں کہ شائق کو
 کافی ہی جواب یہ نام کتابوں کے اگر واسطے اعلام شیخو کچھ میں تو ہر شخص خاصہ عالم
 طالب علم ہر مذہب کا نام و نشان سے اپنے دین کی کتابوں کے غالباً واقف ہوتا ہی اور کما
 حق میں یہ حکم تحصیل حاصل ہی اور جو جاہل محض ہی اور کما اگر نام پر اطلاع ہی ہوئی تو یہی ہے سوز
 کہ وہ ان کے مطالعہ لغور سے ہی فائدہ مند و مستفیض نہیں ہر کتاب چہ جائی صرف نام کتاب کے
 اور اگر یہ حکم سنو کہ کہی تو وہ بھی اپنے کتب مذہب سے بخوبی آگاہ ہیں کہ صاحب کتاب راوری
 بالذی فیہ بیان تک کہ مغالطہ وہی شیعہ سے بھی وہم و گمانیں کھاتے اور غیر کی کتاب کو اپنا نہیں
 سمجھتے بلکہ کتب شیعہ کو ہی کما حقہ غریب بنا چکے ہیں چنانچہ کتب مناظرۃ اہل سنت اسکے شاہد ہیں
 کہ کہاں کہاں سے روایات و مذاہب امامیہ کو کس کس تحقیق کے ساتھ نقل کر کے ارباب طائفہ کو
 الزام دیا ہی اور جو ٹوٹے اور سکے لکھ کر تک پہونچایا ہی حتیٰ کہ اس قدر نظر بالغفل شیعہ کو پہونچا
 کہ مذہب پر حاصل نہیں چنانچہ اقرار یہ سببات کا زبان سجان علیخان سے آویگا و لیکن ہمارا
 غرض اس گفتی پوری کرنے سے صرت وہم و گمان عوام کا اور ظہار ایسے تبحر علم و عبور کتب کا

معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت اور کسی تبدیلی کے سلسلے نام تاریخ ابن قتیبہ و تاریخ حمز بن علی بن عثم کوئی تاریخ
 عبداللہ بن عبدیاضی و تاریخ زبیرہ حمد اللہ ستونی قزوینی اور تاریخ حافظ ابرو کا دیباچہ و تاریخ
 مطہر بن مہنی سے بعد مطالعہ ابورس کے نکال کر لکھ دیا ہے خود ان کتابوں کو ملاحظہ نہیں فرمایا اور نام سیر
 کشاف و تفسیر کبیر و میضاد و در شوز و مدارک و نیشاپوری و تجاری و مسلم و نسائی و فتح الباری
 و تاریخ ابن خلکان و انسان العیون و حروف بحیرہ طبری و مشکوٰۃ و تفسیر و جذبات القلوب و تاریخ غنی
 انفس نفیس اور روضۃ الاحباب و مدارج النبوة و مدارج النبوہ و تاریخ الابرار و استیعاب تاریخ الخلفاء
 وغیرہ کا رسالہ المکاتیب مطبوعہ دہلی سے چنگر شیت کیا ہے باقی اس کا کتب کے رسائل شیعہ لکھنؤ سے
 کھالے ہیں اور کچھ سنے سنائے بن دیکھے بھالے طوفان بے نیازی میں لکھ دیے ہیں اور ابور
 حکم میر مشہور ہونے کا لگا دیا ہے حالانکہ بہت کتابیں بنیاد اسکے غیر مشہور ہیں حتیٰ کہ نظر محمد بن کچھنٹو
 سے بھی نہیں گذرین اور نمون نے روایات ان کتب کو بیاض براہمی سے نقل کیا ہے اور اسکے
 بہرہ سے پرانتساب روایات کو کام فرمایا اور حال ضعیف تا یف بیاض مذکور کا رسالہ المکاتیب سے
 ظاہر ہے چنانچہ اسی جہت سے اکثر نقل بیاض مذکور کے مطابق منقول عنہ نہیں اور بیشتر اصل میں
 غیر موجود ہیں اس طرح اس کا کتب شیعہ کو اپنے اوائل متحد اثنا عشریہ اور آخر کتاب تبصرہ سے متحال
 ف و اکثر زیب غم فرمایا ہے اور بے امتیاز علم فقہ و حدیث و تفسیر و تاریخ کے ایک مسلک میں منسلک کیا
 حالانکہ بخلاف فہرست کتب مذکورہ اہل سنت کے بہت کتابیں شیعہ و معتزلہ کی ہیں اور بعض سابقہ آثار
 اور بعض جمہور اہل کمال چنانچہ بیان او کا عنقریب آوے گا ناظرین و لیکن عجیب یہ ہے کہ سنی
 اس جگہ مناظرہ فریقین کو حوالہ ان کتابوں پر کیا ہے اور اس طرح پر نام لیا ہے کہ گویا سنی لفظ گرامی
 میں گذر چکی ہیں اور نظر بشریت و تفسیر طیب سے اس سال میں روایات انہیں کتب کے مشرود ہیں
 حالانکہ اثنا عشریہ میں وقت حاجت ضروری اپنے روایات اور کتب کے لکھے ہیں جبکہ نام داخل
 فہرست کتب مشہور نہیں جیسے واحدی و عبدی و حمیدی و محتاج النجا و نزہۃ الابرار
 وغیرہ ان اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کتب مذکورہ فہرست کو دیکھا ہے اور زبان کتابوں کو بلکہ

نسخہ غلامی و فسخ کفر و غیرہ گنتی ناموں کی غلطی سلسلہ کلمہ کی کیونکہ خود مجتہدین کلمہ نسخہ ہی
 ان کتابوں کو نہیں دیکھا چہ جائیکہ اسلئے کہ ساری تالیفات جمع امامیہ زمانہ یا ضلالت میں ہی اب شریک
 تیار ہوئی سے استفادہ بلکہ استراق کرتے رہیں گے چنانچہ سبحان علی خان نے اسکا اقرار کر لیا ہی کیا
 فی زمانہ امامیہ تہذیب ان علم اہل سنت و جماعت کے کہ بیشتر متباد و ادابہ برما مشرور دین چنانچہ اسکا
 اقرار ہی اخباری مذکور نے سرائے مطبوعہ میں علی بن موسیٰ الاشعرا دیکھا ہی کہ صاحب منہی الکلام
 لکھتے ہیں کہ کثیر شیعہ پر جو خود علم طائفہ کو غیر میر بن حاصل ہی اس وقت میں شکوہ ذکر کرنا نام کتاب
 محض ہے حاصل ہی خاصہ جبروت کہ تہ نام لکھے اور خود ان سے استدلال کیا تو یہ تقریب
 نام تمام ہی اور یہی ظاہر ہی کیونکہ کتب تفاسیر فقہ و احادیث سند بن ہرست واسطے مناظرہ فریقین
 کے تالیف نہیں ہوئی ہیں جیسے شرح وقایہ و درختار و فتاویٰ سراجہ و حمادیہ و امثالہ و الا
 بعد مطالعہ بغور کے ضرور اسے استدلال کرتے بناؤ علی ہذا معلوم ہوا کہ ذکر ان اسامی میں
 کہنے کیا نفع سوچا ہی حالانکہ اس زمانہ اخیر میں بسبب دل مناظرہ شیعہ و سنی کے اسکی حاجت
 نہیں کہ رجوع طوط کتب میر فقہانین کے کیجاوے اسلئے کہ جو مطلق و محال استدلال
 تھے اور جو اقوال و روایات بجا رہے تھے یہ تقریر بدلات انہیں اشارت انہیں معلوم ہوتے تھے وہ
 سب کتب مناظرہ فریقین میں مضبوط ہو گئے الا ما شاء اللہ تعالیٰ اب جسکو جو مناظرہ ہو
 اوں کو یہی کتب مناظرہ کافی ہیں مگر یہ کہ ناگمان ضرورت تصحیح نقل کی کتاب منقول عنہ سے بسبب
 کمیت شیعہ کے در پیش ہو چنانچہ اسباب پر آئے ہی رقعہ دوم ہی مخلص من اتفاق کیا ہی
 عبارت اوں کی یہ ہی ہر انتہا میں امر و محقق و انار اساجت لخص نیست سنگین طرفین مسائل
 نراعی را با نفع بیان کمال شرح و بسط مکرر نوشتہ اندوہد یا کتب این فن موجود اند الی قولم
 بندہ بعضے ازین کتب یہ وہ نہتہ بہت کہ ازین محار پر سانی ناہین نظر و نگاہ فرما ہی چھند
 اسامی کتب میں جز گزانی فیہ اور کچھ حاصل نہیں ہی چند سائل میں جنکو شیعہ ہر بار قیاس پر
 لکھتے ہیں اور یا حدیث احتمالات غیر سدیدہ و تعلیقات جدیدہ یا ہر وہ لاتے ہیں اگر

مطالبہ لغو کرین تو مجب الہی پہلے سے ختم ہی حاجت اس پر میرے نہیں علاوہ اسکے جو نام کتب
 فقہ و تفسیر و اخبار و شیعہ کے اپنے آجگاہ لکھے ہیں اور جس کتابت بھی کہ یہ سب کتب از روی
 شیعہ کے لافل نزدیک شہار بنایت محمد مستندین کیونکہ محل مناظرہ و مقابلہ خصم میں کوئی
 نام کتاب معتبر اپنے مذہب کا بخوف الزام نہیں لیتا پس بناو علیٰ ہذا جب ہم ان کتابوں کی شیعہ
 مقبولہ اسامی سے روایت کریں اور ان کے نقول سے اپنے مدعا کو پایہ ثبوت تک پہنچائیں تو
 تنکو چاہیے کہ بے غدر و جلا و ادا و کو قبول خرما و کہ اقرار القضا علیٰ انفسہم حجۃ بخلاف کتب
 اہل سنی کے جسکے نام تھے طوفان نے قمیزی میں جس طرح چاہے بے اعتبار و معتبر و معتبر
 لکھ دیے کہ جب ہم انہیں سے کسی کتاب کو در براعتبار سے ساقط کریں اور غیر مستندین
 تو وہ بھی در خور قبول ہی اسلئے کہ ہر شخص اپنے دین کا حال خوب جانتا ہی کہ او تمنا و ہر کوئی
 نہیں ہوتا کہ اہل لبیب اور ی با فہم بیان قول ہمارا معتبر ہی نہ تھا کہ کیونکہ غیر کے مذہب میں
 اچکا اجتہاد یا اختیار پذیر انہیں ہو سکتا خصوصاً اور سوائے کہ انکو انسا ہی معلوم ہو کہ کون کون
 کس فن میں ہی اور کیا اسکا موضوع کہ ہی اول اپنے یہ لکھا ہی کہ مگر ناظرین میں کتب یا
 اطلاع بہ کتب تفسیر حدیث و فقہ و تاریخ و فہم ضرورت اتنی چھ مغل ان کتب پر ضرور روش
 و مشہور کے نام کتاب عقائد و عقیدہ شیعہ و شریعہ و شریعہ و شریعہ و شریعہ و شریعہ و شریعہ
 و خصوص و خصوص و خصوص و خصوص و خصوص و خصوص و خصوص و خصوص و خصوص و خصوص و خصوص
 یا تاریخ یہاں قید لفظ وغیرہ ہی نہیں لکھا جائیگا بلکہ شریعت بدتر از گناہ ہوسکے آج اگر کوئی طفل
 شہان سے ہی پوچھے کہ علم فقہ و سلوک و تمام و فقہ و حدیث ایک چیز ہی یا دو چیز ہیں
 اس فرقہ کو بیان کر دیا گو لبیب ان روشن بیان او سکے بیان میں حیران ہوں سو وہ وہ
 آپ اپنی دو کا نداری گوئی گئی گئی سے کام کریں ایسے کاموں میں سب سے بچے جو بے بات
 بیٹا کریں اسکا انجام بدنامی و گناہ اور بگاڑ نام پر ہی شہر میں اسچہ شرط بلاغ بہت ہو سکتا
 پھر خواہ از ختم نیکو و نواہ طال و پھر کہ کتب میر سے تاریخ ختم کوئی ہی تاریخ جو اس

فقیر طبری بواسطہ مناجیح بن سید العباس غیر تبا سے نامعتبر ہوا کتبہ قوارع کا اس قدر غلط
 ہی کہ حجاج بیان نہیں ضرورتاً دینیات میں جس کا رد و محنت نقل پر ہی بعض عقل پر اور بھی غما
 اہل سنت ہی کہ کتبہ قوارع کو مسانید میں نہیں چاہتے کیونکہ شامل رطب و یابس ہوتے ہیں
 قتال بن الدین العزازی استاد ابن حجر عسقلانی شہر و لیلہ الواقع ان البیہرۃ فی تہذیب المسیح و ما قد
 انکرہ اس صورت میں ذکر کرنا کتبہ قوارع کا بحاصل ہی قولہ اسحٰم کہ فی جواب بہ شخص
 شیعہ ہی اور کتبہ مشہور بخلاف قانع کے دو باتیں ذکر کرتا ہی کہ اتفاق شیعہ و سنی مفتی و مفسرین
 یسویہ میں کدانی رسالہ الکتابت میں ذکر کرنا اسکا کتبہ اہل سنت میں جہل ہی یا وقاحت قولہ
 عجیب لم یورد فی الصفا جواب پر دو نو کتاب ہی تالیف شیعہ ہیں اتفاق اہل سنت و جماعت
 امداد و ایستاد شیعہ سنی چرچت نہیں چنانچہ اسی جہت سے صاحب رسالہ ابد فی تہذیب نے قانع
 میں خطا بالی صاحب لکھا ہی طرفہ دیگر روایت مذہب خود سے ارد و اتباع از مایخو اہل ہی

قولہ عصاب فی تاریخ الصحابہ جواب نام کتاب چنانچہ ابن حجر عسقلانی کا اصحاب فی معرفۃ الصحابہ
 ہی نود و جو متنے لکھا حالانکہ اسکو منجملہ کتب مسرورہ ستور کے ذکر کیا ہی لیکن نگوارا و جو شہرت بوسہ
 کے یہی غیر سے محنت نام کی نہیں فہم کلام کا خدا حافظ ہی قولہ روضۃ الاحباب جواب
 پر تاریخ سید جمال الدین محدث کی ہی لیکن منہج صحیح ازہکا مصون نقصان و تحریف سے بہت
 کم میرا ہی ضرورتاً و قدر اخیر کہ او میں شیعہ نے بہت تصرفات و اسقاطات کئے ہیں کدانی
 والا زائد چنانچہ روایت کہ حقے اوس سے اس رسالہ میں نقل کئے ہیں وہ سب تہذیب دوم
 ہیں طعنا تبا سے معذرا صاحبائیس طائفہ یعنی قاضی شوستر مفتی و ذہب اللہ بیرون
 صاحب روضۃ الاحباب کو زور شیعہ میں معدود کیا ہی غلط و متعین ہوجہ قولہ مروج الذهب
 جواب مسعودی مؤلف اس تاریخ کا شیعہ ہی نقل اور کی اہل حق پر حجت نہیں مع ذلک متنے
 ہی اوس سے روایت کشی نہیں کی قولہ ربیع الاخر جواب مؤلف اسکا جبار امد و خشری
 صاحب کتاب مفتی ہی مفتی اور خلاف اہل سنت کا ساتھ معتزلہ کے کتبہ مذکور کلام میں قرا

ہی آقا و انی شیخ عقائد میں لکھتے ہیں و معظم خلافات مع الفرق الاسلامیہ خصوصاً المعتزلہ انہم
 اول فرخہ استخوان قواعد اختلاف لما درو بخاطر سستہ و جری علیہ جابیل الصحافہ فی باب العقائد انہی
 پس معتزلہ کہ شامل اہل سنت شمرنا آفتاب بردہ اہل ذالناہی خصوصاً جہت کہ قاضی شوہری
 کو اقرار ہے کہ اہل حق کے نزدیک شیعیہ و معتزلہ ایک چیز ہیں قولہ شیخ ابن قتیبہ جو اس شیخ
 ابن قتیبہ کا کاتب ابی الیاسیہ مثل منہج المقال وغیرہ سے ظاہر ہے و بحجۃ تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ
 قولہ شیخ الفی وغیرہ الی آخرہ جو اس پر سب کشتیہ معتبرہ ہیں انہی استناد اہل سنت کا ہیں
 اور اگر کوہن سے جیسے تاریخ اختلاف وغیرہ ہی تو وقت معاہدت روایات صحیحہ کی ہی نہ انفقرو
 اسلئے کہ یہ کتابیں ہادی روایات شاذہ وغیرہ ہیں اور جو اقوال ایسے ہوں اور مخالف روایات
 صحیحہ شذوہ واقع ہوں تو ان کو مصلحت اسباب کی نہیں ہوتی کہ اہل مذہب پر جہت اعتراض ہوں
 اور یہ قاعدہ صرف سنن کا نہیں ہے بلکہ کتاب تہذیب استبصار ابو جعفر بن بابویہ طوسی شاہدین
 علیہن میں اسباب پر کہ شیخ الطائفہ نے ان دو کو کتابوں میں جابجا محض بعلت شذوذ و مخالف روایات
 کثیرہ صحیحہ استقاط اکثر روایات شاذہ کا کیا ہے چنانچہ شاید اس عوی کے شوکت عمر بن مرقوم ہیں
 اور بعد و یافت ہو جانے اس اصل موصول کے اکثر سالہ الچامرد و ہو گیا کہ غالب روایات اس کے
 کتب معتبرہ سے ہیں وہ ہی شاذ و نادر اور وہ ہی دم بریدہ سرتر شیعہ و جنکو قسے اپنے بڑے
 بوزہوں سے خواہ سوا الا خواہ سرتقم خواہ وراثتہ حاصل کر کے تباہ کیا ہے قولہ کتب
 سنت و جماعت سے شیخ جو اس پر اگرچہ اپنے بیان نام چند کتب معتبر و نا معتبر کے طوفان
 بہتیزی میں لکھ دیئے و لیکن خود انہی نے کہیں استدلال نہیں کیا الا ما اشار اللہ کہ جو
 رابطہ کتب مذکورہ کی مناظرہ شیعہ سے معلوم ہوتی معند الیفات سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ
 بنایت مرتبہ ضعف میں ہی چنانچہ عجائز نافذہ اور استبان الحدیث وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے
 انکی تحریک بدو ن شاید قوی مقبول نہیں انہوں نے خود ویاہر کتاب میں عذر اس
 جمع و تالیف کا کر دیا ہے کہ مقصود اس سے جمع و یاہر یا میں ہی و ہٹے تفصیل و تصحیح

استناد روایت شاذہ عقائد میں

حال ایضات سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

در کتب معتبره
حاکم
در کتب معتبره
حاکم

و جهات و مخرج و غیره کے لئے التزام صحت باقی کتاب و باقی الباب پس آئندہ ادا ہے
و امثال ذلک سے متوجہ نہیں قولہ سفیہ سا کہ جواب بہہ حاکم صاحب سفیہ غیر حاکم صاحب
مسند کہ ہی معتزلی المذہب کی بات نزدیک اہل سنت کے سنہین اکثر معتزلی شیعہ
ہوا کئے ہیں جیسے ابن ابی الجعدی شراح منج البلاغہ قولہ یہی جواب بہہ محدثین اہل سنت
میں غیر معتزلیوں کی روایت با حنفیہ و شافعیہ قوی قوی ہی والا ضعیف و رزی قولہ مسند کہ
جو اس پر کتاب کہ حقیقت میں اعتراضات میں صاحب صحیحین پر تیسرے طبقہ میں آتی تھی
انہ محدثین کے اور شہرت و قبول میں برابر مرتبہ بخاری و مسلم و یحییٰ صحاح ستہ و غیرہ کے
نہیں اور اکثر احادیث اس کی نزدیک فقہاء کے غیر معمول بہا میں چنانچہ شکوک و عمرہ و حجاز
نافعہ اصول حدیث اور بستان الحمد میں وغیرہ اسے ثابت ہی عبارت بستان کی یہی

در بسیاری از احادیث مسند کہ او حکم بھیت آن نموده مثل صحیحین ان کا ششہ اجلہ علماء

اور انھیں کمرہ اند و بروی کا نموده و لہذا قوی گفتم کہ حلال نیست کہے را کہ ترجیح

حاکم غرض شود و متنتہ کہ انتقادات و تخفصات مراد میند و نیز گفتم کہ احادیث بسیار است کہ

مسند کہ کہ بر شہادت نیست بلکہ بعضہ از احادیث موضوعہ نیز بہت کہ تمام مسند کہ کتاب

معیوب گشتہ آتی اس صورت میں حدیث اس کی بصورت کہ مخالف روایت سفیہ مہون غیر قبول

ہونگی اور اکثر تحریحات سامی مسند کہ مذکور سے اسی قبیل کے ہیں قولہ تفسیری جواب

ابو یحییٰ ثعلبی باقر مجلسی جلد اول از سجاد الاول و ثعلبی بہت و قبول سبحان علی خان کنہیہ

بعد اثبات تشیع مثل ثعلبی و صاحب مودۃ القریٰ باز سعی با بیارات مرویہ انہا یکا بہت

انتہی و تفصیل فی المنتہی و الازالہ و رسالہ الکتاب فی قولہ تفسیر کہ جواب تفسیر امام الشکلیں

فخر الدین رازی کی ہے لیکن قول ان کا فن حدیث میں مسلم نہیں ہر کام کے آدمی جدا جدا

مذہب ہیں اور چونکہ تفسیر مذکور میں البطلان مذاہب اکثر فرق ضالہ کا اور احاطہ روایات و طب

و یا پس ہر باب کا ہی اس لئے اکثر شیعہ استدلال ان کے اقوال سے مجوز و سابق و سابق

حاکم

در کتب معتبره

یا ضیانت الفاذا کیا کرتے ہیں چنانچہ صاحب رسالہ شیعہ نے کیا ہی علاوہ اسکے فخر الدین ایزی
 نام والد نصیر الدین طوسی شیخ الطائفہ کا بھی یہی کہی اشتراک اسم و لقب بھی موجب تغلیط و کثرت
 ہو جاتا ہے قولہ مودات سید علی وغیرہ اس جواب بہ کتاب اور کتاب خزائن جلالی و نزلی
 الاربار و مفتاح النجا وغیرہ کتب مجاہیل جسے آپ نے حاجی فضل کی یہی بغایت نامعتبر ہیں
 کتب معتبرہ اہل سنت کیا کہ ہیں کہ اوسے روایت کشی نہیں کرتے ہر حق عارضے شک کے لئے
 حالانکہ الزام خصم و افہام مخالفت بدون اوسکے مستلک ممکن نہیں اس بات کا اقرار مومن
 جانسی نے بھی صوارم چوہین میں کیا ہے عبارت اوسکی یہ ہے امامیہ ہر گاہ برسنیان حجاج

می نمایند بر قبایح اعمال و خصائص اصحاب ثلاثہ احتیاج ہی کنند مگر با بقیہ متفق علیہ ہیں الفقیہین
 و انجملہ مسلمات و متواترات انتہی اس صورت میں لازم ہی کہ اول سنیوں سے تحقیق ملے
 تصدیق کتاب یا روایت مسلم کرے پھر اعتراض کرے جس طرح اہل سنت نے کیا ہے کہ جس کتاب
 شیعہ سے استدلال کیا اول معتبر ہو نا اور کا با قرار ائمہ طائفہ ثابت کر دیا اور اگر ایسا ممکن
 نہ ہو چکر طریقین ضلع جگت ہو لئے کو اور پہلے کرنے کو کافی وافی ہیں حاجت مصارت
 اہل علم کی نہیں لیکن آپ خاشعہ اور سار شیعہ عموماً ہر گز ایسا نہیں کر سکتے اس لئے کہ اس
 صورت میں سار کھلے تار و پود تہ و بالا ہوئے جاتے ہیں اور مذہب سنیوں کا بے دھڑے
 جھڑے ثابت ہو جاتا ہے فاقی ائمہ مذکورہ قولہ جو کوئی کتب مذکورہ و امثال اوسکی کوئی
 چڑھ کر کتب متبادل و فریقین کو راہ انصاف سے بے جانب داری فریقین کے دیکھ جائے گا
 حق کی طرف ہی اور اصل نزاع کیا ہے جو آپ اسکا اوپر گذر چکا اور بقدر متناہ
 مقام ہی کہ صوارم چوہین میں لکھا ہے بلکہ مذہبی خواہر بود کہ بعضے از روایات بے
 یا تا دل و ان نہ باشد انتہی چنانچہ ایسی بنیاد پریشانی و امثالہما کی طرف سے کہ قبح انہی
 احادیث کثیرہ کلینی میں واقع ہے بنائی جواب رکھی ہے سو ہر چند یہ فقرہ واسطے صیانت مذہب
 شیعہ کے خامہ حق جامہ سے زیب تم ہو اے لیکن بلطفہ تعالیٰ اگر انصاف نصیب ہو تو جا

داری و قیاس

دکتر محمد اویس کتب جامعہ

بی اہل یوں انصاف و ایات کا ہر ذریعہ

مخالفات علیٰ اصول سنی بزرگ سنی و سنی عباس

اہل سنت ہی غرضی گراہل سنت اسکے محتاج نہیں کہ جو بزرگ دین بنائیں یہ کام دلدلار دلاور کا ہی
 ذابیعین انصاف مہاجر کا اور بعد روایت ہوجا حقائق احوال کتب فہرست مذکور کے گویا راجا جلی سارک
 رسالہ یہ کام کر گیا اور صفحہ ۱۰۷ پر لکھا ہے کہ جو بزرگ دین بنائیں یہ کام دلدلار دلاور کا ہی
 ملاحظہ عالی میں گزری فائستظرو النظر اثرہ فان ہناک حقائق جمیعہ لہ اسی خیال کہ حق عیان بلبلان ہوا
 اکابر قدما و سنین نے اپنی کتب عقائد میں لکھا ہی کہ کتب تاریخ مناقب صحابہ کو دیکھنا چاہیے
 اور در عظمین لصلہ ذکر کرنا چاہیے جو اب پاسخ اسکا سابق گذار کہ صاحب نہاج و صافی وغیرہ
 اسیہ کتب تواریخ کو نامعتبر جانے ہیں اور اس پر مزید دین کی قاعہ نہیں کرتے اب اگر فقہا کلمات
 المقتضی مات القوی آپ کے نزدیک قول دیکھا نامعتبر ہی ہوا چکا اجتہاد جدید اس پر یکدہ رخصہ قبول ہوگا بلکہ
 بموجب قاعدہ مذکور کے ساری دوا کا زری تباہ ہو جاوے گی اور بڑا ٹوٹا ہو گیا بلکہ دوا داخل جاوے گی
 اسلئے لکھا ہی آپ ربیعہ میں انرا کر چکے ہیں کہ جسے نوشتہ مجتہدین عظام کو باسید ثواب لکھا ہی ہے
 جب مجتہدین عظام غیر معتبر الکلام ٹھہرے تو آپ کب صاحب مراسم مہدین کے قولہ حقیقت میں
 یہ غبار ضلالت اوٹھایا ہوا علما و سنین لکھا ہی کہ عہد امویہ و دولت عباسیہ میں بطلع حطاب نہا
 واستر ضار حکام کے باطل کو لباس حق میں دکھلاتے تھے اور ایک عالم کو گمراہ کر کے ابوہریرہ
 بن المصیر ٹھہرے لئے کہہ لیتے تھے اور ان کے مریدوں اور اولاد نے رونق بازار اپنی تشدید بنائے
 ابائی میں جا کر سنی بلیغ دریغ کنی مگر اللہ تعالیٰ نے بندگان خاص اپنے کو وسوسہ شیاطین
 الانس سے باز کر لیا کہ سنیہ مصطفویہ پر ثابت قدم رہا جو چاہے چڑھو لڑنا گوہر کمانا بڑا ہی اپنے اگر جلیقت
 افضل کہ الیک ہنوز بوی اوجہا و دماغ گئی معلوم نہیں کہ اس زبان کو آپ کو کسی کتاب ثابت کرے اسلئے کہ
 ہوتا اور اس کتاب اہل سنت تو خود تخیل ہی ہی کتابا میرا و سنین یہ ساری تقریر آپ پر منتقل ہوئی جاتی ہی اسلئے
 کہ قاضی زہد شاہ تبریز نے مجاہد شمس مجالس المؤمنین مقبولہ سامی میں کہ مصدر ہی انہوں انفاک حاکم شمس
 ذکر لو کہ نامہ و سلاطین کا مکار فرقہ ناجائز ولی البصار واللہ یرون کہ لکھا ہی کہ مفسود و انقی و مارون و مارون
 انشاء شمس یہ اگر عبارت تلوایہ الذیل اسکی یہاں نقل کیجا و سنے تو کلام استہلالی طویل ہو جاوے

لہذا دوسری جگہ بعد اسکے اپنے محل پر لکھا جاوے گا اسپطرح بن ابیہ سے عمر بن عبد العزیز سے روایت
 المیر کے مقبولین میں ہی پس اس صورت میں مخالفت اہل سنت کی ساتھ ائمہ و عباسیہ کے اگر تباہ
 چھ تو عین اتفاق ہی ساتھ شیعہ کے موجب طعن کیا حالانکہ با اتفاق اہل سیر معتبر قیاد اہل سنت ہمیشہ
 ساتھ ملوک ہلام کے لڑا کیے مخالفت اہل سنت کے ساتھ منصور وغیرہ کے اور احمد حنبل کے
 ساتھ خلیفہ وقت کے اور محل کرنا جس ضرب سیاط کا مشورہ ہی اور ہر ناشیطان الانس کا
 مثل شیطان الطاق وغیرہ طائفہ شیعہ میں بقول واقرار ائمہ شیعہ مثل ابن مطہر حسن و والد ملا باقر
 مجلسی درر وضع المتقین وغیرہ ثابت ہی پس جبکہ خود پاک نے و سادس شیطان الانس سے
 بچایا اور سنت سنیہ صلیبیہ پر قائم رکھا وہ اہل سنت ہیں اور حنبل اولاد و مدعوں نے بنای
 آبادی کو مشید کیا اور صدق قوم علی آثار ہم یہ عروٹ تھے و ہمیشہ شیعہ ہیں و سید عالم الدین علیہ السلام
 اسی منقلب یقین قولہ تخذ اور کا کہ حقیقت میں ترجمہ صواعق نصر اللہ کابلی کا رد و قبح امامیہ
 میں او سکوریان وجودی مسئلہ لا جواب جانتے ہیں جواب یہ تشنیع و طعن غایت طرفگی سے
 قابل تماشا ہی اسلئے کہ یہ تحفہ ترجمہ صواعق کابلی اور نہ صواعق نصر اللہ کابلی کی ہی جس کتاب کا
 نام صواعق ہی وہ ابن حجر ہمشی کی ہی اور حنک نام نصر اللہ ہی اولی کتاب صواعق محرقہ ہوائی
 موافقہ ہی نہ صواعق تو یہ وہ مثل ہی شہرہ خوش گفتہ بہت سعدی در زلیخا ایلا یا ایہا الساقی
 اور کاسا و ناولہا اس سے طرفہ تری ہی کہ مجتہد کو ذہند نے صواعق کو تالیف ابن حجر مقلد
 تہرایی ہی اور کتاب الوعد کو تالیف ابن عبد البر تہنایی جسکو سبحان علی نے تالیف ابن عبد رب
 تہنایی ہی و لکے بکنہم فی العلم اس عقل فضل پرا و نکو او لکچو ہوس جواب تحفہ نے ستایا ہی بل
 بی جتاری و بیج اب جواب اصل طعن سننے کہ اپنے چوتھ کو ترجمہ صواعق قرار دیا اس سے مراد
 کیا ہی ظاہر آنا بر قید لفظ و حقیقت ایسا معلوم ہوتا ہی کہ عبیدہ ترجمہ تحت لفظی ہی ج طرح یہ ترجمہ
 بسم اللہ الرحمن الرحیم کام ہی بنام خدا بخشنہ و مہربان سوید بات تو عیبی البطلان ہی فیض
 ہر ہرین بلکہ دلیل ہی اس بات پر کہ اپنے ترجمہ و ترجمہ کہ دونوں کو نہیں دیکھا کسی سے نام سنائی

بہودن تحفہ ترجمہ صواعق کابلی
 نصر اللہ کابلی کا رد و قبح امامیہ

ترجمہ ہر ہرین

کتاب الفوائد

ابو لوایا و ابو مرثدہ بن یزید و ابو مرثدہ بن ابی ریحان و ابو مرثدہ بن ابی ریحان و ابو مرثدہ بن ابی ریحان
 مائل بن ادریس و ابو مرثدہ بن یزید و ابو مرثدہ بن ابی ریحان و ابو مرثدہ بن ابی ریحان و ابو مرثدہ بن ابی ریحان
 ترجمہ ہونے کیلئے اس لئے کہ بعد از وفات منظم تقادیر کے اتحاد و چند سطوح کا مستلزم اس
 حکم بدیع کا نہیں ہو سکتا اور اگر مراد یہ ہی کہ کسی ہر ترتیب تحفہ کے موافق ترتیب موضوع ہی تو یہی ترتیب
 کتاب الحقائق الحق قاضی جو پیر رطل یون اور کتاب ابطال اطل کی ہی ہی کچھ خصوصیت تحفہ کی نہیں
 دونوں کو بھی ترجمہ موضوع کیسے حالانکہ نظر باجماع ترتیب اسکو ترجمہ اور اسکا کنا ایسا ہی جیسے کوئی کہ
 کہ موافق ترجمہ طالع کا ہی یہ سہم ترجمہ تحفہ الاصول ابن حاجب کا ہی تحفہ و موضوع ایسی کتب میں
 کنا و الوجود ہوں اب ملا کر دیکھو کہ ترجمہ بخوبی ذہن سے زائل ہو جاوے گا اور صاحب مطالعہ
 کو معلوم ہی کہ شرکت تحفہ کی مضامین موضوع میں نقل مواضع میں بسبب اتحاد فن کے واقع ہی نہ
 کل و نقل میں اور سطح یہ شرکت جزئی ساتھ موضوع کے ہی اس طرح ساتھ بعض مضامین کتاب فیض
 الرافض غیر کتب فن کی ہی ہی پس و ترجمہ فیض ترجمہ کی ساتھ موضوع کے کیا ہی اور بعض کتاب
 طائفہ نے تحفہ کو سرق کیا ہی سو درجو اسکی ظاہر نہیں اگر مراد سرقہ سے یہ ہی کہ وہی حجم الزام
 و دلائل مسکتہ کلام میر جو صاحب موضوع نے جواباً بابتہ میں لکھے تھے صاحب تحفہ نے بھی تحفہ
 وار د کئے ہیں تو یہ بات قابل کہنے کے نہیں اس لئے کہ جو دو کتابیں ایک فن میں فرض کیا وین
 شل شیخ موافق و شرح مقاصد کے اکثر مضامین اون دونوں کے متماثل ہوں گے پس چاہے
 کہ ہر کتاب لاحق کتابت سے سرق ہو اور بصورت محبت اس کے لازم آتا ہی کہ کتب
 مجتہدین کو فہم ہند وغیرہ اخبار میں طائفہ کہ نقل مضامین ان کے ماخوذ احقاق قاضی و کتاب الا
 مجلس فی سائنس ابھی سے ہیں سرق ہوں جس طرح کہ الہ ایک کتاب بدیع شہاب ہدائی و ترجمہ
 نقال شمیری و تحفہ اشیعہ و تشیید البانی و بارہ تہذیب و غیرہ تالیفات متاخرین سے سرق
 حالانکہ یہ سہم قدیم الی تصانیف ہی کہ ہر علم و فن میں اسی علم کے اولہ ملانہ و براہین ملکر
 بحث و تفتیش کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے لیتے ہیں خصوصاً ماشرعاً و علم کلام میں

جسکا مدار غالب لائل سہی پر ہی بنے اسکے چارہ نہیں اسکو کوئی استراق نہیں کتا بلکہ اقتباس کہتے
 ہیں والاثر میں استلال اسد و درہو جاکو اب بھی ہماری کتاب ہی لکھتے تباخرین سے ماخوذ ہی اور
 مواضع بسایہ میں ہر جگہ حوالہ ماخوذ شدہ موجود نہیں نکل کو اسے ہی سرفہ کدشنگے اب لازم ہی کہ
 جو دلیل و استدلال ایک شیعہ نے کیا ہوا اب سراو کو نہ لکھے والا سارق ٹھیکر گاسجان اللہ
 اپنے سارا رسالہ اپنا چوری سے بنایا وہ سرفہ نہوا تحفہ ادنی مائلت سے سسروق و حیرم
 شیر اشعر میخورد و بادگیران ستانہ برا بگزد و بد فرنگین ظلم و این بیداد و حاشا بگزد و بداد
 بعضے امامیہ جب شاعت اس قلم پر مطلع ہوئے تو اونہوں نے تقریر بد لکے یوں کہا ہی کہ
 اکثر مطالب تحفہ کے سسروق ہیں اگرچہ مجموعہ بعینہ سسروق نہوں سوا و سکی حقیقت یہ ہی
 کہ بحث تو لا و تبرا و شرح حدیث ثقلین تحفہ میں ہی اور صواقع میں نہیں اور مسئلہ انکار نبوت
 و مسئلہ اتحاد کو لازم نہ مطابقت ہی تحفہ میں شرح و بسط تمام موجود ہی اور صواقع میں نہیں
 اسے طرح باب مطابعت اصل صواقع میں نہیں اور تحفہ میں ہی اسے طرح صواقع میں اقتضایا
 بجلا میر کی ہی اور روایت کہتے ابامیر کو نقل قلیل ملار دیا ہی اور تحفہ میں اول دلائل کو محدود
 تکثیر روایات کتب طائفہ سے کی ہی اسصورت میں بنامین الکتاب میں فرق بین گو معاذ عاجد قبول
 فکر سے شاعر چہر چشم عداوت بزرگ تر عیب است ہر کل است سعدی و درہم و شمنان خلعت است
 ماسوا اسکے صاحب تحفہ قدس الشرح و دافاض علینا فتوحہ کو تالیف تحفہ پر کچھ مضارعت
 نہیں اور نہ یہ دعوی ہی کہ آج تک ایسی کتاب کسی نے نہیں تالیف کی یا جمیع اولہ و براہین
 جسکے نتیجہ طبع خاص ہماری کے ہیں یا ہم جمع کرنے ان حجج میں متفرغ و غیر سسروق ہیں
 کہ ارباب طائفہ کو اسقدر ناگوار ہو اگر تہمت ترجمہ و سرفہ لگانے لگے بلکہ اسی دور اندیشی و
 بینی سے خود صاحب تحفہ نے دیباچہ کتاب مدوح میں لکھ دیا ہی کہ انچہ دین قرون ضمیمہ
 از گفتگوی شیعہ علی الخصوص امامیہ اثنا عشریہ با اہل سنت و جماعت بوقوع آمدہ اکثرش
 دین رسالہ مدبر گزیدہ انتہی لفظیہ المقدس اب ذرا اس فقرہ میں سرسری دیکھو کہ کتفہ

سسروق ہونا شرط التحفہ کا

عام تمام صاحب تحفہ تالیف تحفہ
 و عدم فقرہ ویر مطابقت

عرض تالیف تحفہ

حقیقت تالیف تحفہ انشا عشرہ

یا علی صرت سناوی نمی کہ یہ کتاب جامع کل جمل نظم و نثر و اولین و آخرین شیعہ نبی خاصۃً لفظ اکثر کہ
 اخل تقضیل لفظ کثیر نبی جسکے معنی بہت ہیں میں دو تین لائق یہ نہ کہ انتہی مشرق کی خاص نسبت
 صواعق کے نہ لگاتے بلکہ سارق سناور شیعہ دینی کا ٹھہر لے کہ کل تصدیق جوف الفری آری
 ع جیجا بائس ہرچہ خواہی گوید حالانکہ غرض مؤلف رضی اللہ عنہ کی تالیف تحفہ سے صرف اتنی ہی
 کہ مسلمان آؤ دیکھ کر بطالان مذہب فضیلت و محبت مذہب اہل سنت معلوم کر لیں اور اپنے عقائد
 میں سبب شرت و محبت طائفہ امامیہ سنت نہیں اور شک نکر میں سو یہ بات لطیفہ تھا جو حسن
 اسلوب و بلیغ چال ہو گئی کہ ایک عالم عالم حق و طہیل ہو گیا اور لوگ مکالمہ شیعہ اور اہل حق چال لایہ
 مطلع ہو گئے و الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات اس اعتبار سے جس نے تحفہ کو برہان
 و حودی مسئلہ لا جواب کیا ہی بہت ٹھیک کہا جسکو خدا نے انجمن دین میں وہ دیکھتا ہی کہ صاحب
 تحفہ نے کمال تواضع سے و بیاچہ کتاب تحفہ میں اپنا نام مشہور نہ کیا تھا تاہم تالیف
 طلبی بارگاہ مفاخرت عالمی ہی نہ ہو اور کتاب کو طرف حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین احمد بن شیخ
 ابو الفتح دہلوی قدس اللہ سرہم کے منسوب کیا اس پر ہی اگر کوئی طعن کرے تو وہ قابل خطاب کے
 نہیں شہر انیکہ میگویم بقدر فہم تست و مروج اندر حسرت فہم درست و علاوہ اسکے حقیقت
 تالیف تحفہ کی مطابق ارشاد صاحب تحفہ قدس سرہ کہ یہ نبی کہ جسوقت تحفہ تصنیف ہوا تھا
 اسوقت کتاب اہل سنت سے جو رد و دفع میں ہیں اور کتاب امامیہ سے جو رد و اہل سنت میں ہیں
 تین قسم کی کتابیں ملیر آئی تھیں، پہلے قسم مجاہدہ میں مسئلہ خاص اثبات خلافت خلفائے ثلاثہ کے
 جیسے نواض الرد فیہ و مرقع فیہ الرد فیہ و شرح تجرید و صواعق محرقة وغیرہ اہل سنت کی
 طرف سے اور عصائب بنو صہب و رد و شہاب عور و اظہار الحق و مضیۃ الخجاء وغیرہ امامیہ
 کی طرف سے دوسری قسم وہ کتابیں جو مسئلہ امامت و شریعت امامت موانع امامت
 میں تفصیل تالیف ہوئی ہیں جیسے محبت امامت شرح مقاصد و شرح مواقف و طریقا
 الانوار و ارتقین اہل سنت کی طرف سے اور تصانیف علامہ حلی و مقداد و صدرائے

وغیرہ امامیہ کی طرف سے کسی قسم کی تردید ہی نہیں سنا کہ غریب امامیہ کا رد ہی کیا الہیات و کیا اہمیت
 ہو کیا نبوت و کیا معاد اور کیا روایت حدیث اور کیا اصول جیسے ابطال الباطل مع صلوٰۃ
 وغیرہ طرف اہل سنت سے اور نہ ہی حلقہ جلی و احقاق قاضی و ذہبائندہ غورہ طرف امامیہ سے
 الفرض ان میں قسم کی کتابیں وقت الیاف تحفہ کے موجود و متصرفین اوسوقت ترتیب صواعق کی
 کہ بہت مختصر و خوشنمایاں پسندیدہ بلند و خاطر آسمان پر بند حضرت مولف تحفہ رضی اللہ عنہ ہوئے
 اوسی ترتیب پر کتاب تحفہ میں ہی کلام واقع ہوا چنانچہ اس ترتیب میں احقاق و ابطال و توفیق وغیرہ
 بھی شریک ہیں فہم مالم و علیہم علیہم اور بر تقدیر تنزل کہا جاتا ہی اگر تسلیم کیا جاوے کہ تحفہ
 ترجمہ یا صرف صواعق کا ہی تو ہو لیکن آخر اثبات غریب اہل سنت و فنی مذہب فض کرتا ہی روافض کو
 اس سے کیا غرض ہی کہ مولف اسکا کون ہی کاہلی یا دہلوی جواب براہین طرز کتابکا دنیا چاہا
 صرف یہ کہ دنیا کہ تحفہ مسروق یا مترجم ہی جواب کتاب نہیں ہو سکتا اتنے کہنے سے ہرگز غریب
 روافض ثابت و غریب اہل سنت منقضی نہیں ہوگا جسکا فہم طرح ہو وہ نوع انسان سے خارج ہی
 قوا جا لاکہ جواب حرف تحفہ کے چند فاضل شیعہ نے کمال متانت و دلائل و براہین قاطع سے
 لکھے ہیں اور یہی جہل سے باز نہیں آتے اور بار بار تقریر اپنی کو بطر تازہ جلوہ دینے ہیں اور اعانہ
 اونیہ کالات کا کرتے ہیں جو بے صبر جواب تحفہ کا شیعہ نے لکھا ہی اوس طرح جواب
 اس جواب کبریات و مراث علماء اہل سنت نے ہی لکھا ہی چنانچہ آسامی بعض اجوبہ کے سابق
 مذکور ہو چکے اور تمت جہل طرز تازہ الہمنت پر حکم المرئیس علی نفسہ ہی اور جب طرح کا جواب
 تحفہ کا شیعہ نے لکھا ہی اوسکا نمونہ آپ کے کلام مسروق میں اور نمونہ اوسکے جواب کا ہمارے
 منطوق میں آتا ہی اوس سے جھوٹ سچ اور متانت و سہولت کجمل جامی کی قولا کہ شیخ و
 نے اپنے تحفہ میں طرفہ سراسری چرخ کیا ہی کہ سرسری محال ہر کسی کا نہیں کہ نفس الامر کو
 اپنی سترغ حادہ صواب کا پالے مصداق اسبات کا کچھ سنا چاہئے اور شیعہ نمونہ از خرد و
 دیکھا چاہیے جواب شعر واذ الہ و اللہ نشر فضیلتہ طویت اماح لیا لسان حسود اپنے

جواب اہل سنت کا

ساحی صاحب تحفہ

ہر چند بہر افعال بطور عباد و ولید و زید بہر قہم فرمائے علیٰ اس خلقت کذب سے نور صدق نمایان ہوئی
 ہے و شہر کتاب تہذیب نام فہم مجتہدین و اخبار میں میں غامی والا راہ صواب پر لگے ہلنے اور و مثل یہود
 کے خواہی بخوابی و در پی قبح و رد و ہوتے شیخ و مہوی نے محسوسامری اور او سیکے مریدوں کو
 کہہ دیا واکا برامیہ میں ایسا کہہ لا اور اس طلسم عجیب کو ایسا توڑا کہ اب سواد خیال و یہود و غیرہ
 کے کوئی خریدار انکے جادو کا اور حدیث اس انکے سرکار تا ظہور صاحب الزمان شوگا قتل اسکے اکابر
 شیعہ بھی پیغمبر کوسا حرا و قرآن کو سحر کرتے تھے جس طرح آپنے تمت سحر صاحب تہذیب کی ہی انسا
 سے کہو انشہاء ام انتم لاتصرون سبحان اللہ جب جواب تہذیب بنا و تہذیب مجہدین نہ آیا تو یہ بات بنائی
 اور اہل غلط اپنے کو بہرہ دہا کی اور جس مشے نمونہ از خروار پر لپٹے نازکیا بی و ہکامی انکی
 نہیں شباب ہر جو مہوچان کہ بغوائی برکس نہ نام رنگی کا فور معروہ ہمدانی ہی او سے یہ نہ پنا
 بکائی جسکا جو بکاسر لاسنان علما اہللام لکھ چکے اور ہم لکھیں گے اگر اور کسی تقریر میں پر
 فخر کا وہ مثل ہی کہ پٹان لڑائی میں رہنے دار ہی بہتکارین ایسی باتوں سے دو کا نزاری میں
 بلا لگتا ہی اور کچھ حاصل نہیں ہونا شعر بیان میں بدل کا انصاف شرط ہی ہے سہل ہت
 اشتر کر گین کا شرط ہی قول کہ شیخ نے باب مہتمم تہذیب اثنا عشر میں حدیث سیوم ربیعہ ان علیا بنی
 رواہ ابن علی و مولیٰ کل مومن بن بعدی کو باطل کیا ہی اسلئے کہ اسکی اسناد میں شیخ واقع ہی اور وہ
 شیعہ مہم الروایت ہی مہوہ نے اسکی تضعیف کی ہی پس اسکی حدیث قابل احتجاج نہیں حالانکہ
 احمد بن منہال ابوداؤد و طیبی و ابونعیم نے اور ابن ابی شیبہ نے ابوامامہ سے و حاکم نے اور
 حسن بن سفیان نے اسکو روایت کیا ہی اور بخیر او سکے روایت کے مطوف حامری و عمر و بن
 ثقہ بن اویس بن معین نے اسکی کندی کی خوشی کی ہی انتہی حاصل ہو چکا مانا کہ احمد و غیرہ شیخ
 مذکورین نے اسکو روایت کیا ہی لیکن یہ کہاں کہاں صحیح ہی تاحجت ہو مخالف برصہ و تخریج سکر
 محض وایت نہیں اور جسے اسکو صحیح یا حسن کہا ہی او سکے نزدیک جواز تہذیب داخل حدیث میں نہ
 روایت حسن بن سفیان و ابونعیم میں لفظ بعدی موجد نہیں ملادہ اسکے طیبی و حاکم و غیرہ نقادین

حدیث نہیں کہ انکی تفسیر صحیح تہا ہو یا نہ ہو اس حال میں کہ مخالفین روایت صحیح ہو اور کثیر ہو کہ حدیث
 و شریعت جو تہا مذکور اور جب جو ہوئے اسکی تصنیف کی کما فی القہر تو تو تہا صحیح بن من کی تہا بمقابلہ
 اسکی کہ تہا ہی ہوگی اسطرح اگر وہ راوی ثقہ ہوئے جیسے مطرف و عمرو اور باقی ثقہ نہ ہوئے تو ہی
 اس سے روایت موقوف نہیں ہو سکتی اسلئے کہ مطرح خروج ہوئے ایک راوی سے حدیث ضعیف یا
 معطل ہوئی ہی اسطرح ثقاہت و ایک راوی سے موقوف نہیں ہوتی پس جب اصل راوی مجروح ہی
 اور مطرف و عمرو ثقہ تو ہی تقدیم جرح کی ہی تبدیل پر غاصد بطریق امامیہ اسلئے کہ قاضی نے حقائق بحث
 میں لکھا ہی قد تقر فی الاصول ان الجرح مقدم علی التعديل انتہی معلوم نہیں کہ یہ قاعدہ خانگی کس لئے لگا
 یا نہیں ہوتا البتہ کو یاد رکھو کہ بہت کام آویگا جواب گیر شیخ نے تفسیر میں جہان حدیث پر یہ کو
 بطل ضعیف غیر معتبر ہم لکھا ہی و مان بہر کچا ہی کہ لفظ ولی کی اس حدیث میں مشترک ہی ضرور کیا ہی کہ
 مراد اوسکا اولی بالقرن ہو اور تہا حدیث مقید ساتھ کسی وقت کے نہیں اور نہ سبب بل سنت کا
 ہی ہی کہ حضرت امیر غنی وقت میں الاوقات امام مفسر اطاعت تھے بعد انحضرت کے انقی اور میں
 کہتا ہوں کہ بضرر صحیح روایت مذکورہ بقید من بعد ہی اس حدیث کو دلالت دعائی شیعہ نہیں اسلئے
 کہ ہنوز حقیقت ہونا لفظ بعد کا معنی اتصال میں محل وقوع میں ہی اول اسکو ثابت کرو پھر استدلال کرنا اگر
 ولایت پر تقویٰ بعد ولایت خلفائے ثلاثہ ہی تو ہی بعدیت نبوی حاصل ہی ہے صرف صرف ظاہر سے
 طرف مضمحل کیا ضرور القیاس علی حقیقہ ہے کہ صاحب تحفہ قدس سرہ نے جہان کاین کسی روئے پر
 جرح و قبح کو متوجہ کیا ہی و مان بعد تقدیر روایت کے جواب بضرر تسلیم و ثبوت روایت ہی رہا
 اگر یہ روایت ثابت ہی ہو تو ہی اسکو دلالت دعائے من سو کوئی شیعہ اسکو نظر نہیں کرتا تاہم کوئی
 ورنہ ثبوت روایت ہی وہ ہی طریق ضعیفہ سے حالانکہ اگر روایت ثابت ہو اور دلالت اسکی
 مطلوب پر ثابت نہ تو ثبوت اسکا و عدم ثبوت برابر ہی حکموں اسکو چاہتی ہی کہ ان جوابات کو
 جو بعد تسلیم ہے من مرفوع مرفوع کرو نہ یہ کہ ہر خس و خاشاک سے اولہو و سکین کیا کریں کہ الغرض
 نقیشت کمال حلیش آخر برائی نام کہنے کو جواب تحفہ کہہ تو چاہیے لگنا نہ لگے البتہ جواب ہر شے

جہان نا صا حقیقہ کا بیان ہے نہ جہان

مروں تھو کا چند فاضل شیر نے کمال تہانت و دلالتی قائلہ سے کہا ہی کسی زبان گزشتی است
 بہر طرف کہ میگرددانی میگردد و قول و قدر وی محمد بن من مدہ طرق اسخ جو پہا پنج اسکا بقدر صحت و
 بشر روایت گذر چکا ایجا بہ اثبات حسن و صحت روایت کی نہیں قولہ تعجب ہی کہ اجماع ہی تو احتجاج کر
 اور جو متبع سنتری معروف بتدیس ہو جیسے قتادہ و اس سے احتجاج کرینا ہی حاصلہ جو اب
 قتادہ نام چار شخصوں کا ہی ایک قتادہ بن عثمان صحابی کہ انکی حدیث ایام ہمیشہ بن سروی ہی کو
 نہان بن زید بن عامر الانصاری برادر ابو سعید خدری سے قتادہ بن الفضل بن قتادہ اخری جو تھے
 قتادہ بن ماسر بن قتادہ سدوسی ابو الخطاب بصری گذرانی القریب بلوم نہیں کہ آپ کو نہ قتادہ
 میں گفتگو کرتے ہیں اول سقیم فرمائے پھر جواب دیا جاوے قولہ شیع نزویک ہی نہیں بل سکت
 داخل بہت صفری ہی اور بہت تابعین متبع تابعین ہی شیع تھے اسخ جو اب پنج اسکا خود
 آپ نے چند سطر پہلے اسکے رقم فرمایا ہی او سکھ ملا خط فرمائے یعنی اس امر کو اس شیع الکامل

ذکر قتادہ

شیخنا بن حباب

مرالاء علی و اولادہ سلام اللہ علیہ و علیہم لا غیر و ہر محمد و کفایت کیوں سیالہ الجرح انتہی حاصل یہ ہی کہ
 جو شیع بہت صفری ہی وہ مولات مرقضوی ہی اندک پہ تھے تیس و نہایت حدیث و فاروق
 رضی اللہ عنہما سو ایسا شیع اگر کسی تابع تابع تابع میں ہو تو عیالی میں انکی روایت سے ہاتھ
 ہات کہیں نہیں بہت آثار خبریہ ضائع ہوئے جائے ہیں اور یہ لوگ شیعہ اولی تھے بیکہ القریب بلوم
 کو جماعت ہی اس سنی کو سنہوں سے روایت کرنے میں کیا صرف ہی کچھ روایت اہل بیت
 کبری سے تو نہیں کرتے جبکہ شعار و شمار فقید فائق ہی اس قسم کے روایات کی اگر اہل تہذیب
 قویوں کی ہوا تو قابل حجت ٹھہرایا ہو تو بتاؤ اور اہل حلیج بن عبد اللہ بن حجرہ گندی شیعہ طبقہ سابعین
 سے ہی گذرانی القریب قولہ ہر بن من حدیث روایت حدیث میں بڑا اختلاف کیا ہی جسکے
 نزدیک جیسا ثابت ہوا اوسے ویسا کہا اور ہم تصور اس اختلاف اور کچھ ذکر کرتے ہیں دا
 مزید ایضاح مکراد کے انتہی حاصلہ جو اب ماخوذ فیہ میں صرف کلام حدیث بریدہ و حاج کندی
 میں تھا نہ جرح و تعدیل کل روایات میں پرین کر کرنا اس اختلاف بے سرو پا کا اچھا یہی فعل

اختلاف علی و اولادہ

مخصوصہ کہ فرقہ امامیہ میں احادیث مضاعفہ کے اختلاف روایات ہو لکہ تضلیل و کفر اور انکی علیٰ خصوص
 اوس حال میں کہ قاعدہ اصول الجرح مقدم علی التعلیل مقبول شدہ ہو پھر تاویل کرنا بمقدور نہ رہا
 بن امین بن بکر بن عین و ہشام بن عمار و غیرہ کے واسطے اخراج انکی کے دائرہ طعن
 روایات حدیث ائمہ سے حرف بنے اصول حرکت نامقبول ہی حالانکہ اختلاف اہل سنت کا بخیر
 تکفیر و تضلیل نہیں اور نہ تکلیف حدیث کا علی الاطلاق دلیل اختلاف ہی اسلئے کہ محققین کثیرین نے
 محدثین کے طبقات مقرر کئے ہیں اور جرح و تعدیل میں مراعات اوسکی پیش نظر کی ہے
 پس جو اختلاف قصور اساکہ کہنے اس جگہ لکھا ہی وہ منافی وقادح اہل سنت نہیں چنانچہ بیان
 اوسکا مابعد میں سات بیان سیر روایات امامیہ کے کیا جاتا ہی و دو کو تو رد یکو کو کن کیسا ہی
 اور کسکا اختلاف ایسا و ایسا قول ہم کہتے ہیں کہ کبھی بن سعید و نسائی و یحییٰ القطان اور ایک
 جماعت نقاد نے توشیح کی ہی ابو زبیر محمد بن مسلم کے اور ابو زرعہ اور ابو حاتم نے کہا لا یصح
 اور بخاری نے اوس سے اخراج کیا ہی عوارہ دوسرے کے اور حدیث اوسکی عائشہ سے ہی
 صحیح مسلم میں مذہبی نے کہا جھگڑا گمان نہیں کہ اوسنے عائشہ کو دیکھا ہو الی قولہ والکلام فی البشار
 ہذا لیسفراق اجزاء جواب مقصود اس کلام سے من اتنا ہی کہ مثلاً ابو زبیر محمد بن مسلم و عبد الملک بن
 عبد الحمید بن یوسف بن فضالہ و بن یحییٰ و محمد بن بشار بذاری و یحییٰ و عبد ازراق و علی بن ابی طلحہ و یحییٰ
 بن حرب سے اصحاب صحاح اہل سنت نے روایت کی ہی آورد دوسروں نے اذکی تضعیف
 کی تو معلوم ہوا کہ اختلاف روایات سے روایت مقدم نہیں ہوتی اور اگر ہوتی ہی کتب
 جگہ ہونہ روایۃ دون روایۃ سو پانچ حکایہ ہی کہ اختلاف دو طرح پر ہی ایک وہ جس روایت
 میں فی الجملہ ضعف و ذہن آجہا و جیسے اختلاف آسامی مذکورہ میں کہ بعض نے اوسکے حق میں لایحج
 یا لیس بن بکر یا لیس بن عافظ یا مختلط یا ہر وسط یا لیس بن عقیل یا ثقہ یوسیس بختہ یا تکلم فیہ فلان و
 نال منہ بترجیح یا ہر مضطر یا حدیث یا فی حدیث ضعف یا ضعیف فی الحدیث کہا اور
 دوسروں نے اونکی توشیح کی کہ مارایت اثبت منہ یا حدیث صحیح عندی یا ہر لیس بن عقیل

صحیح و قوی میں اختلاف

حال تراشیدنیہ

یہ وہاں ان سب سے بڑا اور حدیث میں مذکور ہے کہ اس سے غیر تفصیل کے
 نہیں غایت باقی الباب یہ کہ توہین و تشنیع بھی سو وہ تاج نہیں خاصہ کہ سو رفت کہ معاضد
 شواہد اتوی و طرق بیشتر سے ثابت کیا گیا کہ اہل جہنم کس مرتبہ میں ہیں اور اہل جہنم
 کس درجہ میں اگر اصحاب جہنم ہم مرتبہ ارباب قید میں تو ہنوز عدالت برقرار ہے اور ترجیح
 دینا احد القولین کا آخر پر کام ہر کلمہ سقہ بن کا نہ عامہ محدثین کا چنانچہ یہہ موجب کتب اصول
 حدیث اور اسرار الرجال میں منہج منہج فرم ہے دوسرا اختلاف ایسا ہے کہ منہج منہج طرف تکفیر و
 تفصیل تفصیل و اتحاد و ات کے اور سبب و س کے احادیث و اخبار باہر اعتماد و اعتبار سے
 ساقط ہر جاوین جیسے اختلاف امامیہ کا ہشامین و شیطانی الطاق و زرارہ بن اعلیٰ و کثیر
 اعلیٰ و سلیمان جعفری و محمد بن مسلم و یحییٰ و امثالہم میں کہ شیعہ انکو باوجود اعتقاد جہت
 مابینہ علی آوری اہل آلہ درازل و اثبات جہت واسطے پروردگار عالم کے قتالی شاہد
 بقول نظامون علوا کبیر اخبار اصحاب ائمہ امام سے گمان کرنے میں حالانکہ منہج منہج
 اسناد و حدیث کافی کلینی سے کہ منہج اصول اربعہ شیعہ کے ہی طرق و قطع و تشیع شیعہ انکی ثابت ہے
 اور جیسے ذکر یابن ابراہیم کہ شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی اس سے تہذیب و غیرہ میں روایت
 کش میں نصرانی تہمتی کہ اس سے اپنے صورت و لباس کو نہیں چھوڑا اور جیسے ثمان کہ کثرت
 اسکی ابو احمد ہی اس کے حق میں جعفر صادق نے فرمایا یہ وہی حنا الا کا ذیہ و یقینی ملینا
 اہل البیت اور جیسے حسن بن شاعر و عمر بن سعید و غیرہم کہ انہوں نے امام وقت کو ساری
 عمر چھپانا اور خود دو عیدیات منیہ تجالیہ ہوئے اور جیسے ابی عمیر و ابن المغیرہ و غیرہ
 و ابن مسکان کہ امام سجن مطلق جعفر صادق نے انکم اپنے جاس سے نکال دیا اور یہی
 آئے کی مذی اور جیسے ابو بصیر کہ اس نے اپنے دروغ کا اقرار کیا اور جیسے ابن عقیل
 کہ اس کو منورہ حال گذشتہ میں لکھا ہے اس طرح ابن بابویہ صاحب رقعہ منورہ متقدمین میں
 اور شریعہ بر تفسی شاخین سے یا گار سید کہ کذاب و حجاج و ابی ثمانہ میں جو علمائے شیعہ

کہ او کو مطالعہ احوال سلاف و کتب جلال میری وہ اسکا انکار نہیں کر سکتے اور ہر دور و حال
 یا واقعہ کا تحمل و شریکیت نہیں آتا اگر ایسا اختلاف اہل سنت میں ہو تو بلاؤ قیامت ہی کہ وہ
 تشبیح کا ایسی جماعت پر ہو جنکو ایمان سے کچھ علاقہ نہ ہو کوئی مجسمہ ہو کوئی کذاب کوئی مغتری
 کوئی نصرانی علی بن العقیس اور دوسرے شیعہ جیسے صوامر جو میں وغیرہ تکلف و لکونوں میں
 اور بتاویلات بازو و دراز کار و لکونو اپنا مقتدا بنائیں اور ریاست دین و نفس کو اون تک منتہی
 فرماویں وہ تو سونے و معدنی نہیں اور اہل سنت جبکہ راوی بر طرح موفقی و مستند ہوں
 موضع طعن بنا بر اختلاف قلیل ہوں ایسی اقسام سے اجور و ہیا میں کفار کی اعانت کی اور
 مسلمانوں کو قتل کروایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دارالظالم خراب و لو معدین پچ بھی اذا استبد
 الانسان برأۃ عیبت علی المرشد قوا کہت قیال کل حدیث فی الصحیحین متلفی بالقبول الخ جواب
 حاصل اس سبب کا امتناع ہے کہ دارِ قطنی و ابنِ صلاح و ابو زرہ رازی و زہبی وغیرہ نے صحیحین میں
 جو میں اندوی و جمع کتاب و ترک بعض احادیث صحاح و اخیر بعض احادیث ضعیفہ کے طعن کی ہے
 و قطع نظر اسکے کہ طعن دارِ قطنی وغیرہ مقابلہ توثیق جو رو بہ کار ہے خود احوال مذکورہ دارِ قطنی وغیرہ
 سفید ثابت ہوتا ہے کہ بخاری و مسلم نے بعض احادیث کو باوجود بشرط مقررہ اپنی کے اخراج کیا
 بعض کو جو کہ بشرط صحیحین تھیں اخراج کیا بعض صحاح کو داخل کیا پس یہ بات نفس الامر میں کوئی
 وجہ طعن کی نہیں کہتی اسلئے کہ صحیحین نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ جو احادیث مسوائی صحیحین ہیں وہ
 موضوع مغتری ہیں یا ہماری شرط نہیں بلکہ یہ کہانی کہ ہم نے احادیث کثیرہ کو ویدہ و وادہ
 صحیحین کیا بعض جوہر سے جسکی شرح اپنے محل پر مرقوم ہے چنانچہ اسباب بر صاحب فتح مبین
 بلو فی اہل سنت ہے کہ اقال بالجملة بہت کہ صحیحین جامع جمیع اخیر و صحاح دیگر مذکور بہت و سائر
 کتب اہل حدیث از اخبار صحیحہ بران مشتمل بہت نیست و بخاری و مسلم پیچیدگانہ و اندو کہے نیز از
 محدثین میں نرفہ انتہی معذرا اگر دارِ قطنی وغیرہ نے بعض احادیث صحیحین کو مطابق شرط صحیحین کے
 نہایا تو یہ قلت نظر اور ساحت دارِ قطنی وغیرہ پر دلیل ہے نہ تسلیم اصحاب صحاح پر اسلئے کہ شرط

عدم اختلاف صحاح و احادیث صحیحین میں

تاریخ حیات محمد بن عبد اللہ

واطلاق شرط کو صاحب شرط خوب سمجھتا تھا نہ دوسرا ممکن ہے کہ وہ احادیث واقع میں ملی شرط البخاری
 مسلم میں لیکن انشاء اللہ اعلیٰ کہ وجہ و قیہ او کی واضح ہوئی باین کہ جب ہر دلیل سنت طبقہ بعد
 طبقہ متفق ہوں کہ صحیحین میں کوئی حدیث موضوع دہائی نہیں تو غلات انکا سبب بند و ذوق کے ساتھ
 ہی قابل ذکر ہے کہ نہیں خاصۃً بقابلہ خمس کے کہ سوائی مسلم و متواتر کے اور کو غلط لگاؤ خود و طبعین
 شدید فاضل ہیں ساتھ ہذا و اتوالی شاذہ قوم اپنی کے درجہ اعتبار سے اور عدم احتجاج و اعتراض کے
 ساتھ امثال و اتوالی کے بقابلہ اتوالی مطرودہ راجع و اخبار صحیحہ ثابۃ چنانچہ شواہد اس عری کے کثرت
 سمیرہ میں منسلک ہے بن اس صحت میں ہر اتوالی غیر تیشاذہ سراجہ لغیرہات قائمہ بنا و اعتراض
 ہونگے بلکہ صراحۃً ہندال سے بحر حل جدید میں اور سنن ابن ماجہ میں جو و ایک حدیث و دہی
 میں وہ تین ہیں و فقہان سیر سوجب اطلاق کے نہیں جوتا اسلئے ذہبی نے کہا ہے کہ ایست
 بالکثیرۃ واث شیعہ کی کوئی کتاب حدیث بحکم الا اکثر حکم الکمل لا لا اقل قابل قبول کے نہ ہے گی
 کہ غالباً مملو و شتون میں روایات مردودہ و ابیرہ سے الا علیہ کہ محمول ہیں فقیر اثر پر سبب مطابقت
 نہ سبب بل سنت کے قدر قبول نہی الکلام و فیما ذکرنا کہ کتابہ لندوی الافہام جو اب نامہ تم الکلام
 و فیما ذکرنا کہ کفایہ لاملی الالباب و الاعلام قولہ شیخ نے باب بیہتم تخلف میں حدیث چہارم روایت
 انس بن مالک کہ کہ لاندہ کان عند النبی طار قد طبع لہ وادی الیہ فقال اللہم اتنی باحب اناس الیک
 یا کل منی بذالطیر فجا علی اصبح ہی کہ لاکثر محمد میں نے اسے موضوع کہا ہے و من صرح بوضعہ لفظ
 خمس الدین بجزئی و قال امام الملک حدیث خمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الدمشقی الذہبی فی تخصیص
 لقد کنت زمرۃ طویلا لکن ان حدیث الطیر خمس الدین بحکم ان یروہ فی سندہ کہ غلما ملکت ہذا الکتابۃ
 رایت القول من الیہ منوعات الاتی فیہ احباب حدیث الطیر اخرہم القزوی عن انس و قال غریب اخرہم
 عن الیضا و اخرہم الحمری و غیرہ و اخرہم الحاملی و غیرہ و اخرہم الحاکم رحمہ و قال حدیث الطیر یروہ
 البخاری و مسلم اخرہم جعفری صحیح الا ان رجالہ ثقات رواہ عن انس جماعۃ اکثر من ثلثین ففساد و
 صحت لروایہ عن علی و ابن سعید و سفینۃ غلام النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اتفق ائمہ اہل العلم و

و جاءه من الحفظ على صحة انتهى فخصا جواب ثرمذی نے گواہی کیا لیکن غریب کیا اور کہا کہ ہم
 اوسے نہیں پہچانتے مگر حدیث سعدی سے اور یغوی نے سکوت کیا بیان صحت و تقیم سے و حنفی
 و حمالی وغیرہ ضعیفہ ابن لایعیا بہا و حاکم کی تخریج و تصحیح پر بہت اہل علم نے اعتراض کیا یہی جبکو
 پوری بحث و کچنا ہو وہ ترجمہ حاکم کو ثلثا میں دیکھئے اور کچھ حال تصحیح حاکم کا اوپر مذکور ہو چکا ہے
 الیس یہ اعتراضات بے مصارف تیرے اور امر ابن حنفی ہو اور مخالف پر صراحہ احتجاج نہیں بلکہ
 قول صاحب تحفہ منور بجای خود محبت تیرے ہی قولہ وہ جو ذہبی نے تلخیص میں کہا لفظ کشتی
 جبکو شیخ نے اپنی دلیل ٹھہرا کر حکم مناظرہ کر دیا نہ صرف ایک بلکہ کیا ہی اس طرح پر ہی کہ اول ذہبی کو
 علم صحیح حاصل تھا جب لفظ تھا ہوا تو قائل ہو کر مذکورہ میں لکھا و اما حدیث الطیر فلہ طریق کثیرہ خلقہ
 افرقہ ما بضعف و مجہو عما یوجب ان الحدیث لاصل جواب عبارت مذکورہ ذہبی سے اسبق
 جاتا ہی کہ حدیث کی کچھ اصل ہی یہ نہیں سمجھا جاتا کہ حدیث طیر صحیح الاصل ہی چنانچہ مختصر میں لکھا ہی
 اسکے بہت طریق ہیں و لیکن سب کے سب ضعیف اور ابن جوزی نے اسکو موضوعات میں ذکر
 کیا ہی کذا فی القواعد الجود اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر اس حدیث کی کچھ ہی اصل ہی سلطان قبول
 ذہبی کے تو وہ ہی اصل ضعیف ہی اور جبکو ایک سالہ میں جمع کیا ہی اور تصنیف مفرد نہیں لایا ہی یہی
 طریق کثیرہ ہیں جبکو صاحب مختصر نے ضعیف کہا اور تالیف کرنا ذہبی کا طریق حدیث طیر کو مقدم ہی
 علم وضع پر اسلئے کہ عبارت تلخیص لفظ کثرت مناظرہ لایا اظن ان حدیث الطیر الخ باربع نواسی ہی
 ہی کہ اول علم صحت تھا پر علم وضع حاصل ہوا نہ ضبط کچھ نہ فرمایا کہ اول علم وضع تھا پر علم
 صحت ہوا اسبواسطے صاحب تحفہ نے قول تلخیص لیا اور قول مذکورہ کو چھوڑ دیا معلوم نہیں
 کہ ایک عقل کہاں تھی ہی کہ وہ بہر میں یا خیم غدیر میں کہ سیدی بانگو او لٹا سوجہ کہ ساکنہ کون
 کی کہہ تے ہو قولہ فضل بن روز بہان شامی نے کہ باب مناظرہ میں آغذہ شیخ دہلی سے
 ہی ابطال الی اصل میں حدیث طیر کو تسلیم کیا ہی جواب شیخ دہلی نے ہی جواب حدیث طیر کا
 بغیر تسلیم دیا ہی لیکن اپنے ہوا کسی نفسانی ویدہ و دستہ اوس سے چشم پوشی کی غالباً یہ

یہاں اصل کا واسطہ حدیث طیر

شیخ الفضل بن روز بہان شامی نے کہ باب مناظرہ میں آغذہ شیخ دہلی سے

آپ نے علم الملکوت سے کہ پشت و دست است از قیطان الطاق و شام احوال کلینی اور سے ہی
 اریدہ کا برآمد شیعہ میں در اسطہ ایلا واسطہ سیکما ہی والا بعد قبولِ صحت روایت ہی اہل مکہ و مدینہ
 دلائل نہیں اسلئے کہ قزوینی مقتضی امر کا ہی کہ مراد احب الخلق الیک سے تناول طعام طیر میں ہو
 همراه ہی کے اور بے شبہہ جناب امیر اس وقت میں احب الناس تھے نزدیک خدا کے کہ ہم کو سہ
 وہم فالہو یا فرزند کا یا اور کا جو حکم فرزند میں ہو و جب قضاء صحت لذت طعام ہی اور اگر ظلمت
 احب الناس تو ہی حجت نہیں اسلئے کہ صاحبِ یست مانتہ ہونا احب الناس الی اللہ کو کچھ ضرور
 بہت انبیاء اولیاء احب الی اللہ تھے اور کوریاست نہ ملی جیسے حضرت ذکریا و یحییٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام
 وقت میں ریاست عامر بنض ایسی طاقت کو حاصل تھی نہ انکو اور نہ انکا کہ دلائل ہی لیکن انماست بلان
 کہ دال ہی اور فی وقت میں الاوقات کا کوئی مسکن نہیں اور اگر دال خلافت متصلہ پر ہی ہو تو بھی
 مقاوم نہ ہو گی اور ان احادیث صحیحہ کو کہ دال میں خلافت تحجین پر مثل اقتداء بالمدین من بعد علی ہی
 و عمر علاوہ اسکے راوی حارث طیر کے انس بن مالک میں بہ نزدیک شیعہ کے معتبر نہیں شیخ
 مضید نے کتاب الجباس میں لکھا ہی کہ انہوں نے تین باب جوٹ بولا کہ نبی خدا اکام میں
 میں مہود اشخ نے جہا جہا الزامی بقدر تسلیم دے میں اولنکا جواب کیوں نہیں دیتے اور علین
 استنادی صاحب الطال کا نسبت صاحب تحفہ کے وقاحت ہی اسلئے کہ مخالفت استاذہ و تالیف
 بلا واسطہ کبھی ہوتی ہی چہ جہا سابق و لاحق کی اور یہ خلاف موجب طعن نہیں ہوتا ورنہ شیعہ کو
 قدیم و جدید کو ہی مفر سے اختلاف سے نہ ملے گا کہ لا کمون اختلاف اخباریہ و اصولیہ میں واقع
 ہیں قولہ مولوی اسماعیل نے کہ جگر گوشہ شیخ دہلی سے ہی رسالہ امامت میں اس حدیث کو
 لکھا ہی جواب قطع نظر اسکے کہ استعمال جگر گوشہ کا لید پر ہی نہ ولید الاخ پر لکھنا مولوی
 اسماعیل کا یہ نظر اسکے ہی کہ فضائل میں احادیث غریبہ شاذہ ضعیفہ کو بھی لاسے میں اختلاف
 عقائد کے سورسالہ امامت میں ایسی جگہ نہیں لاسے کہ حجت مخالف ہو نہ لانا لعلینا قولہ
 شیخ نے باب پنجم تحفہ میں حدیث پنجم روایت جابر انامدنیۃ العلم و علی باہا کو مطلقاً کہ ہی

لکھنا مولوی اسماعیل جگر گوشہ

مدینہ نامہ لکھنا مولوی اسماعیل جگر گوشہ

اور کہا کہ سچ بن سعید نے کہا لا اصل له اور بخاری نے کہا منکر و ليس خبر صحيح اور ترمذی نے کہا
 منکر غریب اور ذکر کیا او سکوا ابن الجوزی نے موضوعات میں اور کا شیخ تقی الدین ابن قریب العیاض
 ہذا الحدیث لم یثبتہ اور کا شیخ محی الدین ترمذی و حافظ شمس الدین فیہی و شیخ شمس الدین جزیری
 نے ان موضوع الجواب اخرجه الترمذی والبیہقی والطبرانی والقیلی وابن عدی و احکام و ابو نعیم
 قد ائمه السیوطی فی الجامع الصغیر الذی قال فیہ ہذا الکتاب الی قولہ بالغت فی تحریر الخرج فیکت
 القشر واخذت المسبب و صنفہ عما تفرد بہ و مصلحاً او کذاب الی قولہ شیخ زوفنون غافل از ہر
 لا یفصح مال لابن حبت معاویہ میں آفتاب کو ابرو سے چپا تا ہی انتہی حاصل جواب بحیالہ
 الفح من الوسیلہ آپ نے دہو کا مینے کو گنتی نامو کی پوری کردی اور یہ بیان کیا کہ اسناد روایا
 غیر جن میں مذکور میں علماء تحقیق نے کیا نظم کیا ہی کہ اس سے حقیقت حدیث کی کہلنی چکے تا حرمین
 کے آپ سے بھی زیادہ یاد دہن لیکن ہر سند اس کی مخرج ہی کہا سچئی اور صاحب تحفہ نے کتب
 صحیح ترمذی کیا تھا جواب نے اخرجه الترمذی عن علی الخ کہا اور طبرانی و حقیلی و ابن عدی و حاکم
 و غیر صحیح نہیں ہیں انکی روایات غالباً واسطے تعقیب احادیث صحیحہ کے منقول ہوتی ہیں کہ کثرت
 طرق سے راوی ثبوت اصل ہوتا ہی نہ لایا نظر و بلکہ بالانفراد کے روایات ساقط الاعتبار میں اور سوطی
 نے ذکر ضیانت جامع صغیر کی وضاع کذاب سے بیان کی تو اس سے لازم نہیں آتا کہ جو کہ اس میں
 ہو وہ صحیح ہو کیونکہ اقسام حدیث غیر صحیح کے موضوع و کذب میں خصوصاً کہ ضیانت جامع میں
 کی وضاع و کذاب سے موجب الزام خصم ہوا حدیث غیر صحیح بہت قسم میں جیسے شاذ و منکر
 و متعلی و کس و مقطوع و احاد و مطعون و متبرج و واهی وغیرہ کہ ان میں فیہ میں حجت نہیں اور یہ
 کیا ضروری ہے کہ جو راوی نزدیک سوطی کے وضاع و کذاب نہ ہو وہ نزدیک اور وکی بھی نہ ہو
 اپنی ذیل حدیث اجل میں ایک صفحہ ماقبل اسکے کہا تھا کہ ان الحفظ الماہرین فی الفن قد تخلصوا
 فی رواۃ الحدیث اختلافاً کثیراً و کما کل منہم مباشرت لمدین احوالہم و اطلاع علیہ من عقائدہم و اقوالہم
 انتہی چھڑا ہی او سکوا ہوں گئے لان الذلذب لاحفاظہ لآب اس مثل سائر عمل کروا کرتے کہ

صفا و تہذیب

تجارت اسانید و تصانیف

علوم و ادبیات

فکر کرنا سمجھنا سب سے پہلے کی سہولت کی سہولت یہ ہے کہ اس کی بنیاد اس میں کہنے کے مطابق
 بغیر زمین فرمایا اور نہ ظاہر ہو جائے کہ مراد سب سے پہلے کے نفی کذب و وضع بالافتراد ہی نہ بلکہ مشترک
 بالاکملہ مجروح ہونے سے بعض واری سے اگرچہ باقی ثقہ ہیں اور حدیث معلل مہر جانی ہی کہ اس جوہر متنا
 علی التذیل کما حقہ الغامض فی الاحقاق پس میں حسوت میں کہ بخاری و ترمذی و یحییٰ بن سعید بن ابی
 جوزی و ابن قتیب العبد اور تودہ و جزی و دہمی اور سکو موضوع بے اصل کہیں اور صوفی و سحر
 عقلی و ابن عدی و اشالہما کے بقایہ ان شیعہ حدیث کے کیا وزن رکھی گئے علی کہ منہ
 جبکہ صالح الاسانید و الثبوت ہی انہوں اب ارشاد ہو کہ ذوفنون آپ میں یک شیخ آ رہے اگر
 میراث جو ثانی کی دلیل لاثانی ذوفنون لبیب الزمانی ہی یہ ہے کہ استناد طبرانی میں ابی اسلمت ہر
 عبد السلام بن صالح کی کہانی کہ بہر حدیث اسی نے بنائی ہی اور اسناد ابن عدی میں احمد بن سلمہ
 جرمانی ہی کہ ثقات سے ابیہل کو نقل کرنا ہی اور استناد یحییٰ بن عمران بن اسماعیل بن عمار کہ نہ
 ہی اور میں یث کر ابن حبان و خطیب نے یہی روایت کیا ہی سو استناد ابن حبان و غیرہ میں اسماعیل
 بن محمد بن یوسف غیر صحیح ہی اور استناد یحییٰ بن خطیب بعض بن محمد بغدادی منہم ہی اور ابن یوسف
 فہمی اسکو اخراج کیا ہی سو اسکی اسناد میں ایسا شخص ہی جس سے امتیاز جائز نہیں اور ابن
 عدی نے اسکو جابر سے مرفوعاً بیان نظر روایت کیا ہی ہذا یعنی عایا امیر البرہہ قال الکفر شمر
 من اضره فخذول من خذله اما مدنیہ اہل علم علی ما بہا من اراد اہل علم فلیات الباب سو اسکے حق میں
 لا اہل لا غیر صحیح کہانی کہ کافی القوائد الجودہ جو ثانی کہ ما کہ حدیث مدنیہ اہل علم عبد اللہ و ثانی
 ثابت ہی لیکن اسکو امامت پر کتبہ لالت ہی غایۃ الامر یہ ہے کہ ایک شرط تخریج مشرطاً علیہا امامت کے
 کہ علم ہی بائی گئی سو وہ شرط واحد سے وجود مشروط کا لازم نہیں آتا مہذا ایسی مشرطاً
 اور اصحاب میں ہی پائے جاسق ہیں جیسے کوکان بعدی بنی کنان عمر پس اگر روایت
 سنیہ کا اعتبار ہی تو ہر جگہ چاہیے نہ اپنے مطلقاً اور جو ایک شخص مثلاً اب مدنیہ اہل علم ہوا
 تو کیا ضروری ہے کہ صاحبیت یا مستدامی ہر وہ شخص غمی سو اطلاق نہ شیعہ کسی کو نصیب

نہیں ہوئی تو اس حدیث میں روایات متواتر متکاثر موجود ہیں مگر اسی کو روایت آفتاب سے
 کیا فائدہ جو اس حدیث میں متکاثر اپنے ہجگہ لکھے تھے اور اس کا جواب دندان شکن ختم اس فلک
 اوپر گزر چکا ہے ہم شتاقی شاکر روایات متواتر متکاثر کے ہیں لہذا وہی حدیث لطف ہوں
 اور قرین تواتر ہی عنایت ہو کہ متواتر ایک اصطلاح میں کسکو کہتے ہیں حدیث موضوع منکر مطعون
 خروج لافلاد غیر صحیح کہ متواتر کہنا بیجا ہی کا برقعہ سونہ پر لہنا ہی الدبہ کثرت وضاحت و تقم او ککا
 متواتر ہی قول شیخ نے تھخہ میں کہا حدیث ششم حکم امیر روایت کرتے ہیں مرفوعاً انداز قال من اراد
 ان یظفر الی آدم فی حکمہ والی فوج فی فتوہ والی ابرہیم فی حکمہ والی موسیٰ فی لبطشہ والی عیسیٰ فی جہاد
 قلیہ نظری علی بن ابی طالب علیہ السلام الخ احجواب ماہذا لا دکار انظیم یہاں شیخ الخفیم فقہ روی
 البیہقی ہذا الحدیث و اخراج ابو الخیر الحاکمی و اخراج الملا فی سیرہ و اثبتہ محدث الشام محمد بن یوسف
 الکلبی الشافعی و اثبتہما احمد بن فضل بن محمد الکی الشافعی انتہی لخصاً جو جواب حبصرت میں کہ خود
 صاحب تھخہ نے لکھا ہے کہ ابن طہر حلی اس حدیث کو اپنی کتاب میں لایا ہے اور کہی او ککو منسوب
 بطرف بقی کے او کبہنی طرف بنوی کے کرتا ہے حالانکہ دونوں تصانیف میں او ککا حدیث انورین
 پہلے ہی جگہ کہ جواب میں لانا اور ابن طہر خیر کی طبع طرف بقی کے منسوب کرنا بغایت جہل و بے علمی
 ہے اگر اس روایت بقی کو کسی اور سنی نے اپنی کتاب میں بحوالہ بقی لکھا ہے تو او ککا نشان دو
 تہہ حاکمی و ملا سوا الکی روایت صحت قبول نہیں کیجاتی اور نہ او ککو کوئی پہچانے کہ کون ملا
 غالباً مثل کخی کے شیعہ ہیں صاحب کشف الغمہ نے ذکر امام زین العابدین میں لکھا ہے شیخ
 اباعبد اللہ محمد الکی کان تلمیذ لہل استہ بصورۃ الشافعیۃ بالتقیۃ والروافضیۃ چونکہ اکثر
 لقب و علم موجب کیدیت شیعہ الشیعان ہی اسلئے یاد رہے کہ محمد بن یوسف و شقی حاکمی
 شافعی صاحب حق و ایمان فی مناقب ابی حنیفہ النعمان سنی ہیں اور صاحب تھخہ نے بھی
 کید چل و پیٹ میں لکھا ہے کہ اکثر شیعہ شافعی بن جایا کرتے تھے اور سنیوں کو دہوکا
 دیا کرتے تھے یہاں تک کہ حلی نے منہج الکرامہ میں لکھا ہے کہ اکثر سنی الشافعیۃ

روایت حدیث نامذکورہ

حدیث ششم امیر روایت کرتے ہیں مرفوعاً انداز قال من اراد ان یظفر الی آدم فی حکمہ والی فوج فی فتوہ والی ابرہیم فی حکمہ والی موسیٰ فی لبطشہ والی عیسیٰ فی جہاد

شیخ ابو الخیر الحاکمی

فی زمانہ تاحیث توفی اونی بان بیوئی امر فی عسلہ و بختیرہ بعض المؤمنین وان یدفن فی شہد
 الکناظم علیہ السلام بلکہ کل کی بات ہی کو آپ کے باپ سے کوئی پوچھتا کہ تمہارا کیا مذہب ہے
 کہتے الذی یقال لا الشافعی حالانکہ زیدی مذہب تھے سوا اکثر شوافع جیسے اپنے اور
 علماء امامیہ نے استننا کیا ہے اور انکو سنی ٹھہرایا ہے وہ شیعہ ہیں اس صورت میں ہونا
 اس حدیث کا کتب اہل سنت میں غایت منج سے محتاج بیان نہیں علاوہ اسکے ذیل
 حدیث مذکور میں خود صاحب تحفہ رضی اللہ عنہ نے ایک قاعدہ امتیاز حدیث کا ایسا بیان
 کر دیا ہے جس سے سارے شکوک و اوہام زائل ہو جاتے ہیں لیکن جسکی پہلے کی پہچان
 ہوں اور سے کیا خاک نجمانی دے وہ قاعدہ یہ ہے کہ قاعدہ مقررہ اہل سنت ہی کو حدیث
 کو ائمہ فن نے کسی کتاب میں روایت کیا ہے اور التشریح صحت مافی الکتاب کا نہیں کیا اور تشریح
 ساتھ صحت اس حدیث کے بخصوص صاحب کتاب نے یا اسکے غیر نے محدثین ثقہ
 سے نگی ہو تو وہ حدیث قابل احتجاج کے نہیں اسلئے کہ ایک جماعت نے محدثین اہل سنت
 سے جو طبقہ متاخرین میں پیدا ہوئے جیسے دیلمی و خطیب ابن جسا کر وغیرہ جب کہا کہ اتحاد
 حسان صحاح کو معتد میں مضبوط کر گئے اور جگہ سعی کی باقی نہیں تو یہ مائل ہوئے طرف جمع
 کرنے احادیث ضعیفہ و موضوعہ کے کہ مغلوبۃ الاسبانید و المتون بن سوا و انکو نظر میں آیا
 ایک جگہ فرما ہم کر لیا کہ بجز نظر ثانی کریں اور موضوعات کو حسان لغیرہ سے امتیاز دیں لیکن
 بسبب قلت فرصت کے اور کوتاہی عمر کے نوبت انجیام اس مہام کی نہ بھی لیکن جو بعد ازاں
 آئے اور انون نے امتیاز دیا جیسے ابن جوزی نے موضوعات کو علیحدہ کیا اور سخاوی نے
 حسان لغیرہ کو مقاصد حسنہ میں علیحدہ کیا ہے اور سیوطی نے تفسیر و تشریح بنا مای اور خود ان
 صاحبون نے مقدمات کتب مذکورہ میں اس فرض کو نظر کر دیا ہے تو باوجود اس علم کے
 جسکی تصریح خود مؤلفین کتب نے کی ہے احتجاج کرنا اون روایات سے روانہ نہیں اسلئے
 صاحب جامع الاصول نے نقل کیا ہے کہ خطیب نے شریف مرتضیٰ راہ بر رضی سے اتحاد

مشیعہ کو واسطے عرض نہ کر کے روایت کیا ہی کہ بعد جمع و تالیف کے انہیں نظر کرے اور بحث
 و تحقیق کرے کہ کچھ اصل ہی کہتے ہیں یا نہیں اتنی حاصل بالترجمہ پس جب یہ بات معلوم ہو گئی
 تو اب ارشاد قدوسیہ البرہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ کہ یہ حدیث کتب اہل سنت میں موجود نہیں تو بطریق
 منعینت یا بغیر ثبوت کو پہنچ گیا اسلئے کہ نسبت اسکی طرف صحیحی کے زبان شیعہ سے ہی نہ زبان
 اہل سنت سے اور بخفی خود شیعہ ہی اور باقی مجاہدیں اور اگر کسی کتاب میں ہوئے اور مروج
 ہوئے تو یہی گویا موجود نہیں ہی کہ انصافی حکم العدوم اب انکار اور کما نسبت کتب اہل سنت کے
 بہت درست ہی اور اس قاعدہ مقرر ہو کر اگر آپ یاد رکھیں گے تو بہت کام آویگا اور کچھ نفع مال
 و دنون دیگا جواب ثانی مانا کہ یہ حدیث ہی لیکن کیا اصل اسلئے کہ احادیث اہل سنت میں تشبیہ
 ابو بکر صدیقؓ کی ساتھ عیسیٰ اور ابراہیمؑ کے اور تشبیہ عمرؓ کی ساتھ نوح و موسیٰ کے اور تشبیہ ابوذر
 غفاریؓ کی ساتھ عیسیٰ کی امیؓ ہی چنانچہ یہ تشبیہ آپسے ہی صفحہ چخاہ و پنجم میں بمقابلہ اہل سنت نقل
 کی ہی اس سے معلوم ہوا کہ مطلق مشابہت دلیل مساوات نہیں ورنہ یہ مساوات یہاں ہی
 ثابت ہی جلد اسلئے کہ عقل سلیم سمجھتی ہی وہ ان تشبیہات سے متوہم نہ ہو تشبیہ پنجم
 سمجھتے بلکہ ہر ایک کو اس کے مرتبے میں کہتے ہیں اور شیعہ نے جو اس سے مساوات
 بھی جواب دینا چاہا طرح پر فضل بدل تحفہ شریف میں موجود ہی ملاحظہ کر لو انصاف کس کے حکم
 و حوالہ سے روایت ثابت کیا چاہتے ہو غلام مدثر ثبوت کے ہی دال علی البدع ہوا ہوا اور حوالہ
 مابعد الثبوت و علی تقدیر تسلیم کا کچھ نہیں دیتے بجز جمع و خراج زبانی کے کہ شیعہ نے جواب
 بحرف تحفہ کا دیا ہی اور کچھ ہونے موندہ سے نہیں نکلتا الحمد للہ کہ جسے اس جگہ ثبوت عدم ثبوت
 روایات جبرودہ صاحب تحفہ کا کما حقہ لکھ دیا اور رد و علو کو اس کے گھر تک پہنچا دیا قول یہ حال ہی
 تحفہ عبدالعزیز کا کہ ثمرہ و کما حدیث مشابہت ہدائی سے بیان ہوا تمام کتاب شریف اسی ہی طبع
 ہی جواب شہر شکر ایزد کہ ہر آن چیز کہ خاطر بخیر است پھر آخر آمد و رسید وہ تقدیر دیدہ جو حال تھا
 تھا وہ ان اجوبہ تحقیقہ و از اسید سے کما حقہ واضح ہو گیا کہ یہ کتاب بہ مطالب کس مرتبہ اتفاق

جواب شہر شکر ایزد

حال حاضر

و مقصد میں ملحق ہے اور جواباً علی الاما لہ علیہ السلام سے جن میں ہر ایک نے
 شعر لایہ رک ابو جعفر الطوسی نے قصہ ۱۰۰ والی کہیں بالثانی کل ما وجدنا اور اگر اس سے زیادہ
 اور ہی ہو جسے یافت ہونے لگی و تحقیق یہ کہ ایک حکایت یہ واقعہ طرزا اور ہی بسیر و نما سحر
 فرمائی وہ یہ ہی حکایت جب تحفہ اثنا عشریہ بلا و شرقیہ میں بقالب طبع آیا اور اطراف عالم
 و اکثاف مساکین بنی آدم میں گیا امامیہ و سکودیکہ کہ بہت اچھے کو دے یہاں تک کہ سر تک
 بگاڑ کر آمادہ کیا اور اس کتاب کو پھر حکما ایران کے اہل باغ نمایان بھیج کر لکھا کہ حضرات کو دے
 چیر کی تکلیف دیجاتی ہے ایک یہ کہ مطالب اس کتاب کو اول سے آخر اصولاً و فروغاً خوب پڑھیں
 اور اعتراضات و اشکالات مولف تحفہ کو عقاید اصولیہ و فروع فقہیہ امامیہ پر کہے ہوں اور اس کتاب
 میں فوج میں بیخ و بنیاد سے اور کمالات میں دو سر سے زلات تلی و فترات لسانی و اسکی کو چوبی
 درست کریں تاکہ آفتاب رسو نہ کجا و اسکے الفاظ و معانی پر ہی مٹ سجاو اور کسی کو بعد اس مدد
 کے مجال گفتگو نہ ہے چونکہ مقدمہ دین و مذہب کا ہی واسطے خدا کے سب بیکر بافتاق کی گیکر کشش و
 گوشش بہت کریں حکما ایران و مشایخ پلافت نشان نے کرا و وقت بانا پافاوت و جھکا
 افاقت گرم کہتے تھے جو کہ جواب میں لکھا الخلف و سکایہ ہی کرا جماع ان سب کتابوں کا کہ حضرت
 تحفہ اثنا عشریہ نے روحانیہ و سائل فروریہ میں ساتھ اس کے تشریح کیا ہے اور جواباً
 کہ دربارہ بیانات و نصیبات و قول و تبرک و غیرہ کے وار د کہے ہیں اس زمانہ میں شعر و مستغز
 پس تطہیر نقول کی ساتھ ماخذ و اصول کے جیسے کچھ چاہے نہیں ہو سکتی اور اگر اسکا بھی اتفاق
 ہو تو کام میں اہل سنت کی ان تہرون میں کو ان کہ بعد و لوج مذہب اثنا عشریہ کے اس دہان
 کتب اہل سنت ہم آغوش خفا میں والا قیل و قال و بحث و جدال معانی و مطالب اس کتاب میں
 کی جاتی اور کمر ثانی کا یہ حال ہے کہ جو کوئی فن و فنائین ہمارے رکھتا ہو وہ اس قسم کی عبارت
 لکھ سکے مجال ہر کسی کا نہیں کہ ایسی عبارت لکھ سکے بغیر و کدورت خالی تعقید سے لکھ سکے
 اور آغاز سے انجام تک اس عمدہ سے ایک طور پر پراکھ صاحب ازاد انہیں ابقا ہم اللہ تعالیٰ

بعد نقل اس حکایت کے لکھا ہی کہ اس شریفین ہر اعلیٰ اکوثر شریازی مدون سے رہتے ہیں اور
 شیعہ بن کا تب محرون نے بلا واسطہ صحت عبات مولانا کی اوٹکی زبان سے سنی ہی بلکہ مشہور یہی
 کہ انکا ہندوستان میں واسطہ زیارت صاحب تحفہ کے ہوا تھا لیکن تقدیر نے مساعد
 لگی انتہی اسطرح مزار محمد حسین قتیل کہ سکند بلادہ مشرقیہ علامہ معلم الملوکات اور سکوفاری میں استاد
 مسلم الثبوت جانتے ہیں کتاب چار شریف میں مقرر زیارت نگار سی بلاغت شعاری صاحب تحفہ
 شعر اللہ قد شہد العبد للفضلہ و الفضل کا شریعت بہ الامداد ہے جس کتاب کے لفظ و معنی کا یہ
 حال ہوا اور علمایہ الف کا یہ مقالہ اسکی نسبت اعتقاد جواب نویسی حون بحرف خیال چھان
 یہ چار اعتراض عدم المثال جبکہ کہنے پر ان وجودی مسئلہ لا جواب سمجھ کر اسکا یہ بطور انتخاب احوال
 یا انتقال مثال لکھا تھا حقیقت انکی پانی سے ہو کر نہ گئی اور نکلے کا سا بل گنگلیا یہ حال علی حوالہ
 کا ہی یہ نال عمدہ علماء طائفہ بد اقبال کا اسی پر بقیہ کتب جوابیہ تحفہ کو تفکیک کرنا چاہئے مع
 تھیس کن نگلستان بن بھاریہ جب چھنے چھنے اعتراض اس پنج شریف پر بن تو بھرتی کے
 اعتراض خدا جا بے کس وضع لطیف پر ہو گئی یہ حال ہی مدیہ مردودہ شہادہ حرم بچہ ان اور
 ہدیہ مسروقہ دلاور جوان کا سار کتب شریف روغن اسی پنج لطیف پر بن شہر اند کے پیش تو
 لقمہ خرم دل ترسیم ہم کہ دل آزرہ شوی و رخسار بہت قولہ اما شہادۃ عشریہ قرآن مجید کہ
 بے شہدہ کلام اللہ جانتے ہیں جواب فیہ وہ قرآن شریف جسکو جناب امیر علیہ السلام نے اپنا
 بات سے لکھا ہی اور مطابق نزول ہی کے ہی اور عہدہ تہذیب کات انبیاء و اوصیاء کے نزدیک حضرت
 صاحب الامر کے موجود ہی وقت ظہور یہدی آخر الزمان کے زیارت اسکی نصیب بنین ہوگی انتہی
 بلکہ ظنم الا جو قرآن بالفعل موجود ہی اور مروج و متداول ہی اور سکوفلیفہ ثالث نے اپنے وقت
 میں جمع کروایا ہی اور جو مجموعہ سابق تہذیب اور سکوفلیفہ اول اسکی خاکستر کو خاک میں ملوایا کہ انا قال
 المؤمن الجاشی اور روایت کلینی وغیرہ سے ثابت ہی کہ آیات قرآنی تقریباً پندرہ ایک ٹکٹ کے باقی
 ہی سو وہ ہی بحجت تبدیل کلمات بعضہا بعض کے حقیقت میں قابل اعتبار کے نہیں علاوہ اسکے

طلبا بقرآنہ متبع الغافلین میں لکھا ہے کہ ادا امر و نواہی و اخبار الہی ہوا دہ میں قرآن ہی عادت
 جزا و عذاب حادہ ہوا تو کلام الہی نہ تھیرا اسلئے کہ کلام اللہ قدیم ہی نہ عادت قول اللہ علیہ السلام
 کو جو جیب حدیث تقلید وغیرہ میں قرآن کلام الہی اعتقاد کرتے ہیں اور اس پر عامل ہیں جو اب منبر عطا
 اللہ کا جس نظر و ترکیب حدیث تقلید سے استنباط کیا ہوا و کثافت نشان دہ ہے اجتہاد بی استناد
 و زور و قضا و نہیں قولہ معاذ اللہ کہی صحیح کہ نہیں جلایا اور بے ادبی نہیں کی جواب معاذ اللہ
 منصف کو بھی جلایا اور بے ادبی بھی کی خواجہ طلوسی نے کہ مصداق اہل طوس بقرآن تھا جسے
 ظلمہ کو بھڑکا کر کاؤڑی مدعی سنو کی کہ خالی مصاحف متعددہ و کتب حدیث سے زنتی بھڑکا
 یہ عادت تو قدیم کا ہی عہد بلا کو خان کا اور چار دن کی بات ہے کہ جب اجودہ بیامین کھانا بھجوانے
 کلام الہی شہید کئے اور غریباہ مسلمین نے وہ اور ارق بیوضہ حکام کو کہ ہند کو کہ مصداق الکوفی
 لایونی ہیں کہ ملائے تو سب نے انھوں پر پی ماندہ کی کاغذیں قیل قال لیا قایہ سو سالیست
 انتقام نہوا آخر قرآن کی ایسی مایہ نری کہ سارا طبقہ اولٹ پٹ گیا مضمون بیرفع قوما بیضع آخرین
 سامنے آگیا اور بے ادبی اس سے زیادہ کیا ہو گی کہ کلینی نے امام نجاشی علیہ السلام سے حضرت
 سے آخر روایت طویلہ میں نقل کیا ہے کہ اودھی سیدہ فطر حمانہ یعنی ہات سے اشارہ کیا چہرہ
 او مسکو امانت کی راہ سے زمین پر سے مارا قرآن سے یہ بے ادبی ہی یا نہیں عکاس ہو سکے
 رجل المتین عالمی و من لا یحضرہ الفقہ من بڑبنا قرآن کا حاضر و میں بقدر آیت الکرسی جائز لکھا ہے
 اور استنباط میں ہی لا باس ان تکرار الحاضرات بحسب القرآن اب کہیں ہونہ سے پھوٹے کہ
 بے ادبی کون کرتا ہے اور قظیم کون سبحان اللہ حرم و طرح قرآن آپ کریں اور دوسروں کو
 ناحق لے مرین طرف یہ ہے کہ حق الیقین سے واضح ہے کہ استخفاف قرآن مجید و جب اذداد
 اور قوال جراح مصاحف مستلزم کذب و شیخ و سید امامیہ ہی اور تفسیر سکا و کلینی شاذ ہے اسباب
 کہ قرآن مجید نقل اکبر ہی اور اہل بیت نقل اصغر قدر قولہ اعتقاد امامیہ کا یہ ہے کہ اصل قرآن
 حمید میں تغیر و تبدل نے راہ نیائی و نہ ائمہ علیہ السلام آگاہ کر دیتے جو اب علی بن ابیہم

جلوانا طلوسی و غیرہ کا قرآن

استقامت کلینی نے روایات سنوائے المعنی اپنی تفسیر میں واسطے دعویٰ نقصان و تبدیل و تحریف و تنویر
 حمید کے لکھے ہیں اور باعتراف امامیہ اسکو کسبات میں غلو شدید ہی اور اس کے شاگرد محمد
 بن یعقوب کلینی بھی باعتراف علما طائفہ کے سچا اور نکلے صاحب تفسیر منہج السدا و طالع الشاہ
 معتقد تحریف ہی بلکہ استقامت کلینی نے روایات احاق و زیادت حمل کو بھی اپنی تفسیر میں کہ سمی
 تفسیر اہل بیت ہی معصومین تک پہنچایا ہی اور دوسرے قراء امامیہ نے بھی اس باب میں بہت
 عرق نشان کی ہی ہرگز علمائی طائفہ نے عدم تحریف قرآن پر بھڑائی فرقہ وادیم کے انصاف
 نہیں کیا اور عبارتہ صواریم سے بھی ظاہر ہی کہ نقصان قرآن کا بے شبہ اختلاف ہی
 اور جس صورت میں کہ انستار اس احتمال کا طرف الہ اس اعتقاد کے کہ عدتین میں تبدیل آیات
 قرآنی میں بہرہایت عقلی ہو سکتا ہی تو چہ جا سکے کہ کلام ثانی و باقر و اما و شیعوہ و ماسن صاحب
 وافی میں برالات مطالبی موجود ہو این ہمہ برکنار اپنے خود صفحہ شانزدہم میں لکھا ہی بعضے امامیہ
 کہتے ہیں کہ خلیفہ ثالث نے چند سورہ قرآن کو محو کیا اور اپنی ترتیب میں داخل کیا اتنی پس یہاں
 اعتقاد و مذکور کا کہ مخالف تصریحات اکابر طائفہ ہی جگہ ہوا یا عمدہ بطور تفسیری و اہل عساکر
 کہ مکوشہ از ہار شہد ہوا تو کہہ سیکامقد و زمین کہ کلام حمید میں ایک حرف زیادہ لکھی کرے
 کلام خالین و مخلوق صاف ظاہر ہوتا ہی بلقاء کفار عرب نے تمام عمر فکر کی ایک فقرہ ہی پلے
 او سکے نہ بنا سکے جواب بہرہ مقد و رشعہ کا ہی اور کسی کا نہیں اسلئے کہ روایات احاق و حمل
 کی انکی کتب معتبرہ میں موجود دہن چنانچہ ناظرین تفسیر مسعود عیاشی و قی پر غیر مخفی ہی بلکہ کلینی کج
 وال ہی اسپر کہ اصل میں سترہ ہزار آیات ہی بیان تک کہ مجلسی نے بعض اونسور و آیات
 کو ذکرہ الاممہ اور اندازہ سکی میں بہرگز نشہوش کوشش رواں معتبرین سے حاصل کر کے لکھا ہی
 چنانچہ عبارت معارضہ سورہ بروج کی یہی السماء ذات البروج و الخیل ذات السروج و النساء
 ذات البروج نحن علیہا نموج بین اللوی و الفلوج الی آخرہ لکنہ اللہ علی قائلہ اور عبارت سورہ
 الولایت کہ منقول ہی مصحف عتیق سے کہ بخط ابن مسعود مکتوب ہے اور نظر دوم

مہذب و مشہور قرآن کا بطور امامیہ

زیادت و قرآن کا بطور معتبرہ

اعتقادات شیعہ میں منجملہ شیعہ دہستان کے مرقوم ہیں اور مکتوبہ میں ملاحظہ کرنا ضروری اور
 اہل سنت و جماعت بجز اب اس ہدیات کے یہاں کہ یہ تلاوت کرتے ہیں لیکن کون ہوں
 وَمَا يُؤْمِنُ عِندَ اللَّهِ وَكَفَرُوكُنَّ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ وَهُمْ يُكْفَرُونَ قولہ ابو جعفر قمی معروف بشیخ صدوق
 نے اعتقادات میں لکھا ہے الی قولہ اور کتاب کافی میں بسند موثق مروی ہے شیخ جو اب
 شمس ستی ہشیار گر و نیم شب دست باقی روز محشر یاد آمد لول عبارت مذکور
 میسار رد و قبول حدیث و مناظر امتیاز اخبار طبیب از خبیث ہی نہ مضید اثبات عدم تغیر
 و تبدل نظم قرآنی و عدم تحریف کلام ربانی کیونکہ قمی صاحب کافی تو یہ کہتا ہے کہ جو حدیث
 موافق کتاب اللہ منوہ باطل و ذرعت و دس ہی یہ کہان کہتا ہے کہ قرآن محزون و سبک و غیر
 و منقوص و مستلزم ہے کہ دلیل مطلوب سامی ہر سکے ذرا حواس جمع کر کے دیکھا جائے
 کیجئے والا بلا ثبوت ہو گا سا کہہ جاتی ہو گی قولہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ فرماتے ہیں شیخ
 جو اب یہ فرمانا مخالف تصریح جمہور امامیہ ہے اس لئے کہ کلینی نے لکھا ہے حدیث کہ کوئی
 نقصان قرآن کے وارد کیا ہے اور الفاظ و عبارت منقوس کو بیان فرمایا کہ اکثر ائمہ
 کتاب کچھ میں درج ہے اور اسی کے قائل ہیں امامیہ چنانچہ تفسیر اہل بیت و صوارم و ذوالفقار
 و تفسیر منہج السداد وغیرہ سے ظاہر ہے تحت جی کوئی ہند نے جو اب سن لکھا ہے کہ
 قد ما و ہمارے نے ائمہ انکار نقصان قرآن کا بھی کیا ہے مگر یقیناً اس امر پر کہ نقصان
 او میں نہیں ہوا مشکل ہی تھی اور آپ نے خود صفحہ آئینہ میں لکھا ہے کہ بعض علماء امامیہ قائل
 بنقصان ہیں انتہی اور یہ بھی لکھا ہے کہ ظاہر ہے کہ ترتیب عبد عثمان خلاف نزول و جی
 صد آیات کو نہ وبالاکر کے مقدم سو خر لکھا ہے کہ نقصان و نفع اس کا ماہران خیر بر سر پویدہ
 نہیں انتہی سو اس کا نام تغیر و تبدل ہی نہ اور چیز کا والا تصریح نقصان و تبدل و تغیر
 ارشاد کیجئے کہ وہ کیا چیز ہے قولہ ابو علی طوسی نے تفسیر جمع البیان میں کہا ہے شیخ
 جواب اگر آپ محاسب و امت کے قائل ہوں گے اور قائلین نقصان قرآن کو غیر معتد

نقصان قرآن بطور شیعہ

ہر سو سے دوسرا حصہ بنا یا گبر جاویکا اسلئے کہ سابق معلوم ہو چکا ہے کہ اولین و آخرین
 شدید قابل نقصان و زیادت ہیں جب وہ معتد بہ نبوی موسیٰ و روایات واجتہادات کو
 نامعتبر سمجھیں اس صورت میں اثبات کسی بات کا آپ سے بلکہ کل باب نشاط طائفہ امامیہ سے
 مشکل ہوگا اور بجز معصوم کے کوئی عمدہ جواب اعضا التاہل سنت سے نہ برا ہوگا تو
 قاضی نور اللہ شمسو ستری علیہ الرحمہ مصائب میں لکھتے ہیں جواب مجلسی نے بجا را لا نور
 اور حوالہ یقین میں روایات بیٹھا را ائمہ ابراہیم سے نقل کئے ہیں کہ جب اصحاب پیغمبر نے
 آیات و سورت کو کہ حضرت امیر نے جمع کئے تھے متضمن اپنے فقہیج کا دیکھا تو دیکھو واپس دیا
 امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اب اسکو نہ دیکھو گے مگر جو کوئی میری اولاد سے معصوم ہوگا
 پھر وہ کتاب حسن جعتی کو ملی پھر شہید کر دیا کہ یہاں تک کہ قائم آل عبا کے پاس پہنچی نہ تھی
 پس اگر قول قاضی ظل بوق صاحب مصائب کو قبول کیا جاوے تو خطبہ حقیقین امامیہ کا مثل صا
 حق یقین امثالہ کا لازم آتا ہے اور غرض سخت عارض ہوتا ہے اس کے حل کی یہ مشکل ہوگی
 قولہ پس گاہ کہ عقیدہ امامیہ کا یہ ہے تو اعتراض معترض کا اوٹھ گیا اور سخن مدعی کا طبل بٹھا چڑھا
 حقیقت یہ عقیدہ فاسدہ امامیہ کے باقی میں قول علی بن ابراہیم کلینی امور و تہن جالبی و
 ثنائی و باقر داماد شہید و ملا حسن سجود و عیاشی و صاحب سنج السداد و مالک بن
 حاکم جالبی یعنی محمد بن کوٹوند و غیر ہم سے کال نور علی شاہن الطور واضح و آشکار ہو گئے اور
 اعتراض معترض مدعی کا کہ عبارت صاحب قہر قدسہ مولف تحت اثنا عشر یہ سے ہی بچا ہے
 ضرور بخار و پلار رہا اب پھر نئے سرے فکر عمیق و خور و قین جواب صاحب کی کیجئے اصل
 یحیٰ بن عبد اللہ مرافقہ بان پر کہتی ہیں کہ خلیفہ ثالث نے قرآن کو بطور خود ترتیب دیا
 اور آیات و سورت کو مقدم و منخرک دیا جواب اس کہنے کی سند کیا ہے وہ بیان کیجئے
 اور جواب کیجئے حالانکہ خود اپنے صفحہ بعد میں حارث محاسبی سے نقل کیا ہے کہ عثمان
 جامع قرآن نہیں بلکہ حامل الکتاب علی القرآۃ جو جو واسطہ میں معتمد اگر جامع ہی ہوں تو

غائب ہوا اور ان مرصوم کا

عقیدہ امامیہ پر حنفی و ان سلف

فتح احمد خان کا ذکر

اد کے بطور خود دیکھ کر ہر سے آپ ثابت کرتے ہیں اسلئے کہ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے
قرآن کو مشورہ پچاس ہزار صحابہ کے کہ بہتر اور نہیں جناب امیر المؤمنین تھے جمع کیا اور انہوں
کی صوابدید پر ترتیب واقع ہوئی اس صورت میں تنہا عثمان کیوں مکرطعون ہو گئے اور سب کو
تو دوسرے صحابہ ہی خاصہ دشمنان حضرت امیر اہل ازہرہ مغیرہ بن ہر گئے قولہ اشراق مصنف
کتاب اہل سنت میں مسطور ہے جو صاحب اشراق تبارق فانیہ کتب مذکور میں مسطور ہے اور
بالفرض اگر مصنف میں آپ سے اگل لگ جاوے اور وہ جل جلالہ تو اس میں بجا پر سنو گا کیا قصور ہے
طوسی نے گاؤر وی سے مصنف کو جلوہ یاد وہ تو نگہاں ہوا بجا پر اہل سنت بصورت اشراق ہی
قصود وار ہیں قولہ بخاری میں ہی ان عثمان ارسل لی کل فی مصنفنا واسموا سواہ من القرآن

اشراق مصنف

حرف خرق قرآن شریف

فی کل صحیفۃ او مصنف ان بحرق جواب مدلول اکثر روایات ثقات و معتبرین کا یہ ہے کہ لفظ خرق
اسجگر بجائی سوجہ یعنی بھاٹنے کے ہے کجی گو روایت دو طرح پر ہو لیکن اثبت و منسبط بخانی
و تفصیل فی رسالہ واقعۃ الفتویٰ و ازالہ انہیں اور موضع روایات میں تردید ہی میں اللہ و اشراق
اور اہل حدیث یوں تطبیق دیتے ہیں کہ اول بھاٹ کر پارہ پارہ کیا پھر وہ بیا پھر خیال بقا
فتوش حروف بھلا یا چنانچہ حدیث ابو ذر غفاری حبکو علی بن ابراہیم قمی استاذ کلینی نے آج
تفسیر میں لکھا ہے مؤید خرق بخانی سوجہ ہی اسلئے کہ صدر حدیث میں لفظ منقٹا آیا ہے کہ مروی
خرقنا ہی پوری حدیث ازالہ میں مرقوم ہے اسطرح روایت کلینی مؤید خرق بخانی سوجہ ہی آورہ
اس صبر میں ہی کہ جب بھاٹنا یا جلانا قرآن کا ثابت ہوا اور یہ بات ہنوز محل اہل میں ہی آ
کہ عثمان نے جسکے بھاٹنے یا جلانے کا حکم دیا تھا وہ ماسوی القرآن تھا نہ قرآن چنانچہ
لفظ ماسوی روایت بخاری میں موجود ہے فقہ برقوقہ طوسی نے نوح مجید ہم اتقان میں
لکھا ہے الی قولہ ان بحرق جواب اگر مراد مصنف سے آیات نسخ التلاوة و احکام میں تو
جلی نے منہی الطلب میں لکھا ہے کہ نسخ آیات منسوخ احکام و التلاوة جنب محدث کو روای
اسلئے کہ تحریم میں نسخ ہی اور جب نسخ حکم و تلاوة ہو گیا تو نام قرآن کا جاتا رہا

قرآن ہونا نسخ التلاوة و احکام کا

ونظيره كذا القرآن المنسوخ الحكم السابقية تلاوته لا يجوز مسددا المنسوخ حكمه وتلاوته او المنسوخ كذا
 فاجوب انه يجوز لها سبها لان التخرج نابع للکسم وقد خرجنا بنسخ عنه بقى على الاصل انتهى اور اگر
 مراد صحف سے آیات غیر منسوخ ہیں تو لازم آتا ہی اوست اور نہ امامیہ کا چنانچہ خرج جیدہ
 مجتہد اور عبارت انزالہ الغین سے ظاہر ہی معذرت امامیہ ہی جلانا اور صحیح ثابت ثابت
 کفار وار کہتے ہیں بلکہ تفصیص کی ہی خرق و حرق پر چنانچہ تذکرہ شیخ علی و کتب مصنفہ ابو جعفر
 طوسی حرق القرآن اور سپر گواہ ہیں پس اگر صحابہ کرام نے فتویٰ حرق و خرق ماسویٰ اھم
 دینا اور منسوخات کو حکم کتبہ مساویہ منسوخہ میں رکھا تو کیا زبر گول یا قولہ بعضہ امامیہ کہتے ہیں
 کہ خلیفہ ثالث نے چند سور قرآن کو محو کر دیا اور اپنی ترتیب میں داخل کیا جو قطع نظر ہے
 کہ یہ کہنا خالی تصحیح روایت طبری و قاضی جزیہ و غیرہ ہی بصیرت ثبوت اس بات کے امامیہ
 اپنے مذہب کو کہ تحقیق عثمان ہی کمان پہنکے گین اسلئے کہ اس صورت میں شریک غالب کا خانہ
 الہی ہر نا عثمان کا بلکہ ثغین کا جامع اول وہ ہیں لازم آتا ہی حالانکہ قرآن طعن بحفظ قرآن ہی
 قولہ قول معتبر ہی کہ جب عثمان نے مصحف ابن مسعود کو جلایا ابن مسعود کہا کہ اگر میرے حق چلتا
 تو میں ہی اسلئے مصحف کے ساتھ رہی کرتا جو انھوں نے میرے مصحف کے ساتھ کیا
 جو اب اصل بات اتنی ہی کہ جب قرآن کی قراءتوں میں اختلاف کثیر ہوا اور اکثر عوام الفاظ غیر ستر
 بننے لگے اور اختلاف قراءت کو بہانا پکڑا اور بعض مصاحف میں مثل مصحف ابی بن کعب
 و ابن مسعود قراءت شاذہ ہی اور اکثر آیتیں منسوخ التلاوة اور بعض الفاظ تفسیر خلکو زبان نبوی
 سے وقت تلاوت کے سناتھا اونہیں داخل تھے اسلئے عثمان نے بمشورہ خلیفہ ایمان
 اور بہت صحابہ کہ فضل بن ونین اور شریک غالب حضرت امیر تھے چاہا کہ قرآن ایک مصحف میں
 جمع ہو جائے تا اختلاف عرب و عجم بالکل مٹ جائے اور وقت ابی بن کعب نے اپنا قرآن خوشی
 سے دے دیا اور ابن مسعود نے نہا عثمان نے ان سے لیکر ماسویٰ القرآن کو
 کہ منسوخ التلاوة و حکم و قراءت شاذہ وغیرہ الفاظ تفسیر پر شامل تھا جلایا اون کو

استقامت عثمان خلیفہ سوم قرآن

حاجہ عثمان کا مصحف ابن مسعود کو

ضائع ہوئے الفاظ تفسیر وغیرہ پر جو اوسمین شامل تھیں انفسوس ہوا سوسوہہ جلو انا سعادۂ
 امانہ نہ تھا باکہ صیانت نہ تھا چنانچہ تیسرے اصول میں ہی الاحراق اذکان للصیانت لالامانہ فلا کہ
 انتی اسی جگہ سے ایک تداویذ کو کہ غالباً اسمائی الکی و حروف و قرآنی پر متعلق ہے جس میں
 وغیرہ میں واسطے شفا فی مریض وغیرہ حاجات کے دہرے جلالتے ہیں کوئی اوسکو محمول
 بے ادبی نہیں کرتا پس بر تقدیر اس روایت کے اگر عثمان نے اوراق غلط و مشکوک
 خیر مرتب کو نظر رفع فساد تلف کیا تو وہو نا پچاڑنا جلالتا صوت محوین برابر ہی اگر یہ بات
 سنوئے تو آج یہ وہ و نصاری کا سا اختلاف اس امت میں ہوتا دشمنوں کے دل پر یہی واقعہ ہی
 کہ مانند تورات و انجیل کے نسخے صحف کے مختلف کیوں ہاتھ نہ آئی کہ کچھ دواؤں چلتا شعر میرا
 بر ہی اسی حدود میں رہتا ہے کہ اگر مشقت اور جہیز برگ نتوان سرت اس عدم اختلاف پر
 قویہ حال ہی کہ امامیہ ہزار ہا تحریف لفظی و معنوی کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ قرآن کو
 مثل البیت رضوان کے محل و بے معنی ٹھہرا دیں اور صلاحیت افعال استدلال سے کرنا
 خدا جانے اگر مصحف مختلف حاوی الفاظ تفسیر منسوخ التلاوة و احکم ما ثقتا تو کیا قیامت
 برپا کرتے قولہ روایت کیا ہی کہ عمر نے ایک مصحف لکھ کر حفصہ کو دیا تھا ابن عمر نے وہ
 قرآن عثمان کو دیا یا عثمان نے اس اندیشہ سے کہ اختلاف راہ پیا و اوسکو جلالتا
 میر جلالتا گیا ماسوی القرآن تھا کما مرارۃ قرآن اور سب اس احراق کا رفع اختلاف تھا کما
 اس صورت میں و جہ طعن غیر ظاہر ہی معذایہ روایت بالفاظ کذا فی جس کتاب میں ہوا و سکا
 دو او جلالتا عثمان کا مصحف کو ثابت کروا کر اس میں اہقر رکھا ہی کہ جب مروان حاکم مدینہ ہوا
 اوسنے بعد انتقال حفصہ کے مصحف کو کہ جو بنی تعلق اختلاف جلو ایہ اسلئے کہ وہ بے ترتیب
 محض تھا اوسکا جلالتا ہی طاعت تھا تو یہ طعن مروان پر چاہئے نہ عثمان بلکہ مروان کے اندر
 کو ہر ای سوچنا ہی اگر طوسی بھی قرآن جلو ای تو ہی طعن اوسکی عثمان پر آئے شعر
 تو انہم انکما نیازم انزرون کسے و صود را چکنم کو ز خود برنج درست قولہ پس اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ اور صحف میں آیات زیادہ ہونگے جبکہ کتمان عثمانؓ نے ضرور جا کر شامل کیا
 ورنہ جملہ نے کے کیا معنی اگر فرق تھا تو ترتیب میں تھا جو اب وہ آیات زیادہ جو آپ کو
 معلوم ہوتے ہیں نزدیک حضرت امیر کے باقی رہے یہ نہیں علی الثانی سلسلہ اخذ میں ایمان کا
 باعتبار شیخ برہم ہوا جاتا ہے اس لئے کہ جملہ صحف مجید سے کہ اکثر ظہیر ہی راہ تحقیق و
 عرض حدیث بر قرآن اور اخذ موافق و ترک مخالف کے چنانچہ جلد اول بجا میں بہت احادیث
 اس بات مروی ہیں اور و ایک حدیث اپنے ہی کتاب کافی و سارا اعتقادات سے باہر ہیں
 نقل کئے ہیں سند و دیکھو اور تقدیر اول پر کفر جہت میں شیعہ کا قطعاً و یقیناً لازم آتا ہے اس لئے
 کہ مصحف مجید کو کہ واسطے ہدایت خلوق کے نازل من اللہ ہوا تھا چنانچہ اول و سارے کتمان میں
 کوشش کرنا کہ موجب سلب ایمان ہے اور اس کتمان کو طرف حضرت امیر وغیرہ ائمہ معصومین کے
 منسوب کرنا حدین کفر و ارتداد بل جہی حلالہ اسکے مستلزم ہی اس بات کو کہ یہ قرآن کہ بقا و
 تاقیامت واسطے رہنمائی امت کے یقینی اور اہل اسلام مامور ہیں کہ ساتھ اس کے مشک
 کر میں کما ہو مخصوص فی حدیث ایشقلین حکم قورات و انجیل میں ہو و ہو خلاف الاجماع و کتب
 الصدوق و علم الہدی من کاہر الامامیہ الفرض مدعا پر تقدیر حاصل ہے کہ اپنا اگر کہ نہیں
 کیا سہذا اگر وہ آیات زائد فضائل احکام اہل بیت میں تھے تو ایسے آیات اب بھی قرآن میں
 موجود ہیں انکو کیوں باقی رکھا او نکلے اخراج و احراق کا کون مانع تھا کس نے مات پکڑا
 و نہ کو بھی جلایا اور قرآن سے نکالا ہوتا اور اگر وہ آیات احکام و اوامیر اب خلاف و مات
 تھے کہ جنکو عداوت سے معدوم کیا تو وہ اب بھی داخل قرآن میں انہیں بھی غیر معدوم
 و بھیجا ہوتا ہاں البتہ ذمت خلفاء و مہاجرین و انصار و اصحاب بدر و جیت الرضوان
 و رصائب و مذلت و خواری اہل بیت غفران و مرثیہ ہائی سکندر و مسکین و بر جاد
 یان وغیرہ مضامین حق یقین کا لعیان و دخل قرآن و شامل فوقان نہیں بھی و طعن
 بطوفان ہی و بس مع ذلک یہ تو ارشاد ہو کہ وقت حرق و خرق مضاحف کے چنا

جسٹا شاذ قرآن

استفسار حال آیات مذکورہ

امیرکسرت تھے اگر ہمراہ اصحاب تھے تو عین مدحی بل سنت ہی بلکہ حبیب ایاہا ہوا
 شریک غائب اس مشورہ کے جناب امیر ہی تھے ولذا صاحبہ افضل الروافض سے
 لکھا ہی کہ قال علی علیہ السلام لو دیت لملت بالمصاحف ما حل بہا عثمان اور اگر
 اصحاب تھے لیکن خرق حرق سے راضی نہ تھے اور سبب عجز و چارگی کے چپ تھے
 تو شاید ذوالفقار کو اور سوقت جبریل علیہ السلام آسمان پر لگیے تھے یا ذوالفقار سب
 قرار و شیعہ کے اصل میں ایک شاخ خرما یا فاش خرزہ یا سیب تھی کہ اپنی اصل
 جامی آخر یہ ظلم کمتر اوس ظلم سے نہیں جو رعایا کی مذک پر کیا تھا اور حضرت حبیب
 بابت میراب کے نافذ ہوا تھا اور اسکا تذکرہ جناب امیر کی طرف سے جیسا تھا
 ویسا حل میں آیا تھا سبحان اللہ وہاں تو مجروح ظلم سکھ مذک کے ذوالفقار و انکار
 و اشجاعت ہاشمی دیوبند اور انتقام و اہی یسویں اور یہاں وقت حرق و خرق قرآن
 کہ اکبر ثقلین معجزہ باقی مستدام و مرجع تمامی اور شرعیہ تاقیامت ہی سانس ہی ملین
 اور چین بچین ہی نہوں باوجودیکہ یقین صریح علی مع القرآن و القرآن مع علی بن ابی طالب
 حتیٰ یروا علی الحوض موجود ہو مع اینہا نزواید چنین ہا تو کئی ہا کو کہ سستی مستقدین کہ
 ترتیب عثمانی کی کثرت الترتیب فی لوح الرحمن ہی اور یہ بات عقل نقل سے ثابت نہیں
 ہوتی صرف دعویٰ زبانی ہی جواب تصریحات علی کی کبار شیعہ سے کہ اکثر اول
 میں ملقب بصدوق و علم الہدی و ثقہ الاسلام ہیں اور قول و کما حجت ہی طائفہ
 امامیہ پر ثابت ہی کہ یہی ترتیب عثمانی عند نبوی میں تھی چنانچہ عبارت ثقہ الاسلام
 ابو علی طبرسی جمع البیان میں یوں ہی کہ ذکر السید الاجل المرتضیٰ عالم الہدیٰ نو المجد
 ابو القاسم علی بن حسین الموسوی ان القرآن کان عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 جموعا من اعلیٰ ما ہو علیہ الآن و استدل علی ذلک بان القرآن کان یدرس بحفظ جمیعہ
 فی ذلک الزمان حتیٰ عین علی جماعۃ من الصحابۃ فی حفظہم و ان کان یعرض علی النبی

فاش سبب یا خرزہ ہونا و ذوالفقار کا
 شجاعت ارتضیٰ و ذکر
 ترتیب عثمانی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونبی علیہ والہ وسلم جماعۃ من الصحابة کعبہ اللہ بن مسعود وابی بن کعب وغیرہما
 ختموا القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ختمات وکل ذلک ما دنی تامل میل علی انہ کان مجموعا
 پر متابعین شورو لا مہیوت و ذکر ان مخالف من الامامیہ وکشیوۃ لایعبد بخلافہم فان الخلاف بخلاف
 الی قوم من اصحاب الحدیث نقلوا اخبارا ضعیفۃ ظنوا جہتا لایرجع بمثلہا عن العلوم المقطوع علی
 صحیحہ نہی اور ملا صدوق شایع کافی کلینی نے کہا ہی و یظهر القرآن بهذا الترتیب عند ظهور الامام
 الثانی عشر علیہ السلام ویشہرہ واما قبل الظہور فالواجب ان یسلم بالترتیب الذی رہتا عثمان
 بن عفان کما ورد فی صریح عبارات الائمة نہی اور قاضی شوسترے نے مصائب میں کہا
 ہی بالنسب الی الشیعۃ الامامیہ من قولہم بوقوع التفریق فی القرآن لیس مما قال جمہور الامامیہ واما
 قال بہ شرفہ علیہ السلام لا اعتداد بہم فیما بینہم نہی اور نیز کافی کلینی میں واسطے ترک کرنے حدیث
 مخالف اس نظم کے آنحضرت اور حضرت ابی عبد اللہ علیہ السلام سے حکم ہی اور نیز صاحب تہذیب
 ترک اکثر اخبار کاجیت مخالف کے ساتھ ظاہر لسی نظم قرآنی کی کرتا ہی چنانچہ بعض یہ روایات
 آچے بھی صفحہ پانزدہم میں کتابا ہل سنت سے سہ ذکر کے سیکھے ہیں اور خود کتب الطہرین
 بسبب کمال تجسس کے نہیں دیکھے از انجملہ عبارت مرفعی یہ ہی کہ ان العلم بجمہور القرآن کالعلم بالیلد
 او الحوادث الکبار والوقائع العظام المشہورۃ واشعار العرب المسطورۃ فان العناۃ اشتدت
 والدواعی توفرت علی نقد وبلغت الی حد لم تبلغ الیہ فیما ذکرناہ لان القرآن مخیر النبوة وماخذ العلوم
 الشرعیۃ والاحکام الدینیۃ وعلما المسلمین قبل ان یوفی خطہ وعناۃ حتی عرفوا کل شی فیہ من اعراب وقرآن
 وحروف وآیات فکیف یجوز ان یکون مغیرا او منقصا مع العناۃ الصاۃ وقد ضبط لہ شدید نہی پس
 جس صورت میں کہ اشتغال علم الہدی و طبری و تہذیب شوسترے و ملا صدوق و قس صدوق وغیرہ
 قائل ہیں ساتھ صحیح ترتیب عثمانی کے تو اب ثبوت ترتیب کور میں انزوی نقل کتب امامیہ کے
 کیا بجائی انکار ہی اور کیونکر کہا جاوے کہ صدوق و صدوق وثبہ وغیرہ کافی و یکو یوب و مرد
 ہیں اور یہ دعوی انکار زبانی ہی خاصۃ جسوقت کہ خود آپنے انکے اقوال سے بقا اہل سنت

واسطے ثبوت قرآنیت صحوت کے استدلال کیا ہوا علیٰ خصوص اسی رسالہ میں اب وہ بات آگئی جو حضرت
 سید زہم بن کھنی ہی صادق نامی کہ سبحان اللہ ایک جگہ مفیدہ طلب کیا جانے کے ساتھ کلمہ حق کے
 ترک کرنا اور دوسری جگہ پارس کویش نامی تو تعصب محض واسطے سبقت میدان مناظرہ
 کنارہ کرنا کس قدر زیادہ اہل ایمان پر ہی انتہی اور تشریفاً سحر علی بطور اہل سنت یہی کہ
 تبلیغ قرآن کی ذمہ پھیر پر واجب ہی کما قال اللہ تعالیٰ بلغ ما انزل الیک وان تم تقنع فلعلت
 رسالہ اور ظاہر ہی کہ آنحضرتؐ نے تبلیغ اور کئی موافق نزول کے واسطے کہ جو کوئی عہد آنحضرت
 میں مشرف اسلام ہوتا اول و سکویہ قرآن سکھایا جاتا ایمان تک کہ آنحضرت کے سامنے ہزار
 آدمی نے سیکھ لیا اور بعض غزوات میں شتر شتر قراشید ہوئے بعد اوسکے آج تک مسلمان
 ہرقریہ و شہر کے تلاوت قرآن کو اعظم قربات جانتے ہیں اور رات دن نماز و خارج نماز پڑھتے
 پڑھتے ہیں بلکہ بچوں اور بزرگوں کو اول سن نیز میں سب سے پہلے کتاب اللہ کو یاد کرتے
 ہیں کچھ قرآن شریف صحیفہ علی یا صحیفہ طبری یا جعفر جامعہ تہذیب کہ خلاص طبع و صلاح سراپا تہذیب
 راہی میں سنور ہوا اور نہ کتاب کلینی و تہذیب ہی کہ صدوق تقیہ میں نقل ہو گا ہر گاہ بیکہ تنہائی و خوت
 میں کا پڑھتے ڈرتے ہوئے اغیار سے دم بھر کو نکالیں اور ایک دو صفحہ اور سکے سطر العہد و قرآن
 کہ کوئی تورانی نہ آجائے اور ایک دو اعتراض لاکھ کہ بجز معصوم کوئی ہاؤ کا شکل کشا نہ ہو جڑ و دیوے
 پھل و س سے چھپا چوڑا نام شکل پڑے آخر یہ قرآن وہی ہی کہ ہر سال رمضان میں حضرت
 جبریل علیہ السلام تشریف لاکر مدراست و تلاوت اور کئی ہمراہ ختم المسلمین کے کرتے تھے حتی
 کہ عام حلت میں اس آیت کو کہ لا یاتیا الباطل من بین یدیه و لا من خلفہ ہی الخ دو بار لائے
 اور یہی ترتیب تعلیم نبویؐ تبلیغ مصطفویؐ صیابہ کثیر کو محفوظ تھی اور یکے موافق جناب عثمانؓ نے
 قرآن کو صحف میں مرتبہ مجموع کیا اب یہ وہی قرآن بعینہ ہی ہے نفص و تغیر میں حیث الظلم
 الترتیب عللہ اسکے لوگوں کو ایسا کیا ڈرایا پس خلاط عثمان تھا کہ وہ تبلیغ نبویؐ و نزول
 الہی کو چہرہ ترتیب متحد عثمان کو نقل متواتر است کو پہنچا تے اور عثمانؓ کو ایسا کیا

کیا اقتدار زمین و آسمان پر حاصل تھا کہ وہ ترتیب بنی آدمی میں لایا کر باوجود حیانت و حفظ و امانی کے
 کہ منطوق کلام سب اعلیٰ نبی کا روائے اور نظم جدید کو علی الرغم الہی اشاعت کرتے تھے یہ بات
 کسی حق کے ذہن میں بھی معقول نہیں فضلًا عن العاقل و لیکن بات یہ بھی ذریعہ انسانی سنگاری
 و ماہم بیکارشی لکن غداً بآلہ شہید علاوہ اسکے اگر ترتیب عثمانی مخالف نظم میں لایا جاتی ہو
 تو امام حسن عسکری او کی تفسیر کہتے حالانکہ وہ تفسیر حروف اسی قرآن عثمانی کی تفسیر ہی
 مصحف مصحفی کے علی بن القیس شواہد اس عوی کے بہت ہیں تاہم صاحب منہی و شریعت
 عمر بن محمد کو کہ احمد بن حنبل سے پہچا کہ خلفا ثلاثہ سے اس قدر کرامات و خرق عادات
 مستخرج نہ ہوئے جتنے اولیاء امت و صلیہ اسلام سے ہوئے کہا انکا ایمان قوی تھا حاجات
 کرامات وغیرہ کی نہ کہتے تھے ایسی روایتوں سے شرح ہوتا ہی کہ انبیاء و اوصیاء و ائمہ کرام
 و کرامات دکھانے تھے نیز بابت ایمان قوی نہ تھا جواب اصل ولایت کے موافق نقل
 شواہد وغیرہ کی ہیں اوس میں مخصوص کر خلفا ثلاثہ کا نہیں مگر ایک باعث اشاعت نقل پر محض
 کہ امام احمد پر یہ جمع المہنت پر ہی و کلمی بہ شناعۃ معذرا جواب اسکا عبادت بواقیت موجود ہے
 بظاہر ہی وہ پہنچے کہ وہ مسئلہ امام احمد رضی اللہ عنہم کم تشہر عن اصحابہ رضی اللہ عنہم کفرہ کرامات
 کما تشہر عن اولیاء الامۃ و صلیہم فاجاب لان ایمانہم کان فی غایۃ القوة بخلاف ایمان میں
 بعد ہم کھلم ضعیف ایمان قوم کثرت کرامات اولیاء عصر ہم تقویۃ یقین الضعفاء و منہم امتیعی
 صدور کرامات بنی نبی ضعیف ایمان اقوام مابعد پر آور صحابہ کے عہد میں ایمان اکثر اقوام کا
 قوی تھا ضرورت صدور خرق عادات کی چندان نہ تھی تو اس صورت میں مقصود موجب کا
 بیان لمیت صدور کرامات کا ہی نہ اثبات ضعیف ایمان انبیاء و اوصیاء کا حالانکہ امور عامہ سے
 انبیاء و اوصیاء و پیغمبر متشی ہوا کرتے ہیں اس بات سے اطفال بچہ جوان بھی واقف ہیں
 اگر آپ سب کثرت را و دستہ دوکانداری کے آگاہ نہ ہوں و آزا سجا کہ مقصود سامی ذکر خلفا
 ثلاثہ سے تعرض ہی طرف اس بات کے کہ شیخین و عثمان سے مثلاً کرامات نبوی و جناب امیر

صلا و نمونہ کرامات کا صحابہ کرامت

بہی صحابہ و اہل بیت علیہم السلام

نسخہ ہونا علی کا

مذکر کتابت صحابہ

وائے یہی سے ہوئی تو وہ خلفاء ثلاثہ سے افضل تھے۔ سو یہ بات غلط صریح ہی ہے۔
 کہ کتب پر تواریخ مثل طبقات شعراوی و شواہد النبوة وغیرہ شاہدین صدور کثرت کو ادا کرتا
 صحابہ سے عموماً اور خلفاء راشدین سے خصوصاً اور خود آپ سے اسی جگہ نقل کیا ہی ہے
 المؤمنین سے کہ صنعت الکرامۃ فی التقویٰ اور ثبوت تقویٰ صحابہ کا قول قرضی صاحب احقاق اور
 ملا عبد اللہ شہیدی سے ظاہر ہی لیکن جو وارڈ کرنے اس روایت کی اس مقام پر وہ صحیح
 نبوی اس لئے کہ ما قبلہ بابت حکایت کے بحث حرق و خرق قرآن و محبت عدم صحیح نظم
 فرقان اور تخریب ترتیب اختلاف قرائت سب سے ہی لاغیر پس ورد اس جملہ آجینی کا مندرجہ
 نہیں کون سے وادی یاد و کان سے ہی علی ان خصوص تعلیل اس روایت کے ساتھ اس
 جملہ کے کہ اس صورت میں ترتیب حیدری مثل ترتیب صحیح محفوظ ہو سکتی ہی جسکو ہر صاحب
 بالکس خالی کیا ہی قولہ حضرت نے فرمایا علی مع القرآن و القرآن مع علی الی قولہ کہ کتب تہریر
 سنت جماعت میں مذکور ہی کہ اکثر مسائل مشککہ میں ثلاثہ و تمام صحابہ رجوع بچنا یا امیر کرتے تھے
 اور تشفی پاتے تھے الی قولہ ابو جہل و ایسے روایات کے اور بیان رجحان امیر المؤمنین کے
 پھر کہ نہیں سمجھتے انتہی متفرع جواب بعد تسلیم مجموع ان روایات رطب یا بس و موسوع
 عجوج کے التماس کیا جاتا ہی کہ یہی دلیل ہی سنیوں کی حقیقت طریقہ اصحاب پر اور اتحاد
 ملت مرتضوی پر ساتھ ملت صحابہ کے چنانچہ شواہد اس کے ما قبل میں بمقام نفی قد است
 مذہب تشیع مذکور ہو چکے اور مؤید اسکے ہی قول شایع کافی کلینی کا کتاب الحجۃ میں کہ خلافت
 ظاہری خلفاء ثلاثہ کو ہی اور خلافت معنوی حضرت امیر کو قولہ اکابر سنیوں نے ثعلبی کو
 امام مفسرین کیا ہی اور بعض نقشب کی راہ سے وقت مناظرہ کے مثل عبد العزیز وغیرہ
 نام ثعلبی کا مطلب اللیل کہتے ہیں اسخ جواب اکثر روایات ثعلبی کے کلینی سے
 ہیں اور وہ راوی ہی ابی صالح سے اور ابن خلکان نے حق میں کلینی نے کہا تھا
 کان من اصحاب مہد اللہ بن سببا الذی کان یقول ان علی بن ابی طالب لم یبت وائے

ہرچ الی الدنیا اور بعض روایات ثعلبی مہنتی ہوئے ہیں طرف محمد بن مروان سندی وغیرہ کے
 کہ یہ شیعہ شیعہ غالی سرسلسلہ کذب و وضع ہی اہل سنت اہل روایات کو مفت قبول نہیں کرتے
 اسلئے شیخ دہلوی نے بتائی تھا، اوسکو مخاطب لیل کہا ہی اب آپ فرماویں وہ کون کون
 ہیں جنہوں نے ثعلبی کو امام المفسرین کہا ہی اور سابق گذرچکا کہ صاحب بخاری و سحان علیہما
 وغیرہ قابل ہیں ساتھ شیخ ثانی کے فکن و کورا قولہ عبدالعزیز شیخ النواصب جو
 جسے حال امامیہ کا محبت و بغضت اہل بیت میں کجما ہی اور جو کچھ اساطین ابن مذہب سے
 دربارہ اہل بیت صادر ہوا ہی اوسکو نہیں نشین کیا ہی وہ خوب جانتا ہی کہ نسبت نصر کی
 کیسے سنا تہہ چہ پان ہی البتہ شعی خلفاء راشدین کو متصف بصفات حمیدہ و قسیہ
 حسب کلام کتابہ اللہ و احادیث کثیرہ ائمہ ہدی کہ بعض انہیں سے مہنتی کلام
 وغیرہ میں منقول ہیں جانتے ہیں سو یہ دوست رکھنا اسلئے نہوا کہ وہ دشمن
 فاطمہ علی و حسنین تھے نہایت بد ہی کہ بد و نکو نیکوں میں گنتے ہیں اور یہ اس
 سے بہتر ہی کہ نیکو نکو بدوں میں گنیں فاضل کاشی نے لکھا ہی جو محبت کہ لہ ہوا
 اجر ہی اگرچہ محبوب اہل دوزخ سے ہوسم طرح کتاب لایا ان کافی میں ہی اپنا یہ عقیدہ
 ہی اشعائے در خلافت صدوق و مرقم بجا افتاد نہ نہ عدالت فاروقیم بحال نطق
 نہ در سخا و ستو عثمان چو شیعہ بدگو یہ نہ در شجاعت حیدر چو خارجی احمق چو سخران
 خواہم شگافتہ جوانانہ و ل نوا صیب ملعون کفیرہ چون جوزق قولہ عبد العزیز
 تحفہ میں لکھا ہی کہ بالقطع معلوم ہی کہ مرتضیٰ علی کو زیادتی علم قرأت میں ابو بکر و عمر
 نہ ہی بلکہ یہ تینوں ایک مرتبہ میں تھے اور عثمان کو تو زیادت یقین تھا اس امر میں اتنی
 سو یہ بات باطل ہی اسلئے کہ حدیث میں آیا ہی کہ قرآن کو ابی بن کعب و یزید بن ثابت
 و معاذ بن جبل و ابو زید سے سیکھا اور جامع الاصول و اتقان وغیرہ کتب
 احادیث موجود ہیں انہیں نے کر عثمان کا نہیں اگر اوسکو قرآن میں دخل نہ ہوتا تو اوسکا ذکر ہی

فارسی نامہ عثمانی از قاضی العزیز کا

جواب حدیث مذکور میں اگر ذکر عثمان کہ انہیں خود ذکر علی رضی اللہ عنہ نہیں اگر علی قاری ہی ہوتا تو ان کا بھی ذکر ہوتا مگر اس حدیث کے بطور حصر نہیں فرمائی کہ ان میں سے کون کون تھے اور ان کے نام ذکر قرأت عثمان کا کتب احادیث سے دلیل ہی کمال استقرار و سامی کی خاصہ ذکر حدیث مذکور میں حوالہ کتاب کے حالانکہ یہ حدیث بخاری کی ہی ہے اور اس حدیث کی ذیل میں مستطانی شراح بخاری کے ارشاد و الساری میں اثبات قرأت بلکہ اقرویت خلفاء راشدین کا بکمال وضوح اور قویہ دلیل سے کیا ہے فلیرجع الیہ علاوہ اسکے قاری بلکہ اقراء ہوا عثمان کا خود جمع قرآن سے ثابت ہے اس لئے کہ جمع کرنا قرآن کا سوائی لوح رحمان کے ہے علم قرآن نہیں ہو سکتا اور علم قرآن میں پہلے بسم اللہ علیہ قرأت ہی جس کو قرآن پڑھنا ناویگا وہ قرآن جمع کرنا کیا جانے گا خاصہ تہذیب ترتیب کے محتاج بعلم روابط و وقوف و اعراب و حرکات و سکونات ہی اب قرآن سے بڑھ کر اور کیا دلیل قرأت عثمان ہوگی لیکن غلطی سے سعدی و در چشم دشمنان غارست و پستیزا روایت حارث بن عسیٰ حکو اپنے اسجدیکہ عبداللہ بن کے کچھ بھی دلیل نہیں ہی قاری ہوئے عثمان

کہ انما حل عثمان الناس علی الفراة بوجہ واحد علی اختیار دفع بنہ وین من شہد من لہما جرینا والا انصار اتی اس لئے کہ آمادہ کرنا لوگوں کا محضر و جہیز انصار میں کہ بچا پس سزا آدمی تھے اور بہتر اور نہیں جناب امیر علیہ السلام تھے قرأت واحدہ پر بدون علم بوجہ قرأت نہیں ہو سکتا والا سکوت صحابہ کا اختیار قرأت واحدہ پر خاصہ صاحب ذوالفقار کا بغایت ناممکن ہے اور اتفاق کو کتب حدیث میں شمار کرنا آپ ہی سے ذی اتفاق صاحب کان کا کام ہی قولہ ذہبی نے طبقات میں عثمان علی و ابی و زید و ابن مسعود و ابو و دار و ابو موسیٰ ہفت شخصوں کو قاریوں میں گنا ہے اوس سے بھی فوقیت عثمان کی حاصل نہیں جو اب آپ کو کثرت داد و ستد سے سودا ہر گیا ہے ذہبی کا کلام اس مقام میں محل اثبات فوقیت میں ہوسون نہیں کر اوس سے مزید علی علیہ السلام ہو بلکہ بطور تعداد قرأت ہی اوس سے نہ مساوات بخلی اور نہ زیادتی یہ لکھا کہ یہ سب قاری تھے اور ابین ہر بیان بھی حصر قرأت قصود میں اس لئے کہ قاری صحابہ میں

تعداد قاری صحابہ

اہل کثرت سے تھے کہ بعض غزوات میں شتر شتر قاری شمشید ہو گئے ورنہ تیرا حق ایک
 اگر فقیہ پندار بجلی تو زنت علی کمان کلی بات کرنا بات بچنا آپکا کام ہی دس شتر جاری ہا
 رب اللہ وہاں شیریں ترہ خندہ شہیدین سخن گفتن ازان شیریں ترہ قولہ باجملہ ابن بابویہ
 رسالہ اعتقادات میں لکھا ہے الخ جواب پاسخ اسکا اوپر گذرا اور بصورت تصدیق اس روایت
 کے تکیذ بہم اور امامیہ کی لازم آتی ہے کہ مایع ماسبت قولہ باقر مجلسی نے عین الحیات میں
 جواب تلامذہ میں جو آپ پر مخالفاد اسکے ہی جسکو آپنے صفحہ شانزدہم میں لکھا ہے اور تحت
 اہل بہت کی شیعہ پر بابت محنت قرآنیت صحیفہ مجیدہ عدم فقہان زیادہ قرآن حمید چاہے
 اسی جہت سے خواجہ نصیر طوسی محرق القرآن نے الزام نقصان قرآن کو تخرید العقائد میں
 مظاہرین عثمان میں ذکر نہیں کیا دیکھا کہ جو قرآن آج تک نوشتہ اوطار میں جا بجا موجود ہیں
 وہ ہی قرآن عثمانی ہیں لا غیر اگر یہ قرآن منقوس ہوتا تو ضرور مہر ہوتا حالانکہ سب اللہ ہی
 اسی قرآن کو پڑھتے سہے بلکہ جو کرسی و خدم و اطفال اپنے کو سکھاتے سہے اور ساتھ عوام
 و خاص محل مسین و خیرہ و جہہ نظم سے قرآن کے ہمیشہ تمسک و استدلال کرتے سہے اور
 استہدایہ میں لایا اسکے اور تفاسیر آیات بیان کیا سکے فلہذا الحمد علی اتمام الحجتہ و اذعان الحجۃ
 شہد عدو و شہد سبب خیر کہ خدا خواہد خمیر یاد و کان شیشہ گر سنگ است قولہ صحیفہ حضرت امیر
 موافق نزول وحی تھا اول اوسکے سورہ اقرء بعدہ سورہ مدثر بعدہ سورہ مزمل بعدہ سورہ
 علی ہذا القیاس کہ بعض محققین نے لکھا ہے الخ قولہ سرخنی پیشانی سور قرآن سے صا
 عیان ہے کہ سورہ یکایہ عقب سورہ مدنیہ مرقوم جواب کتب صحیحہ شیعہ میں ہی روایات مشیار
 شیعہ نزول آیت ثابتہ التقدیم بعد آیت ثابتہ التاخر اور نزول آیت مکہ بعد ایسے واقعہ کے جو
 مدینہ میں بکثرت موجود ہیں چنانچہ شہرہ اس عوی کے کتاب کافی کلینی سے شوکت عمر
 میں منقول ہیں بسبب اہل عبارت کے اسکا وہ نہ نہیں لکھا پس جو جواب اوکا فضلا لفظ
 اپنی طرف سے دیوین اوسیکو یا اسکے مثل عثمان کی طرف سے ہی قبول فرماوین

شکالہ شہادی بقرآن عثمانی

لہذا صحیحہ متن و تفویض و افاضی و نزول وحی

تقدیم خود مدینہ مدینہ

یہ ترتیب اور قرآن کا اجماع صحابہ

توفیق ابو ابراہیم اور قرآن کا

توفیق ابو ابراہیم اور قرآن کا

اور جواب تحقیقی یہ بھی کہ سارے صحابہ نے کہ پچاس ساٹھ ہزار آدمی تھے قاطبۃ اسی ترتیب پر اجماع کیا اور نسخے اس صحیفہ کے آفاق میں شیخ ابو سب محمد بن نے اور سکوت تلمیذی بالقبول کیا اور جن لوگوں نے کہ مخالفت اس ترتیب کے کہنا تھا جیسے ابن مسعود و ابی بن وہ بھی مخالفت سے دست بردار ہوئے مذہب اکثر علماء مالکیہ حنفیہ شافعیہ وغیرہم کا یہی ہے کہ یہ ترتیب باجہاد صحابہ واقع ہوئی اور آنحضرت نے اس بات کو چہ نہیں فرمایا بلکہ توفیق نے اس کے تشریف لیکر اور دلیل اسکی یہ بھی کہ اگر یہ ترتیب توفیقی ہوتی اور آنحضرت نے اسے ارشاد کیا ہوتا تو مخالفت اس ترتیب کی حرام مخصوص بدعت شنیعہ ہوتی حالانکہ ابن مسعود و ابی بن نے کہ کبرائی صحابہ سے تھے اور قبول اس کے علی مرتضیٰ نے خلاف اس ترتیب کے اختیار کیا اور زائد مرگ مراعات اسی ترتیب کی کرتے تھے اور قبضہ صحابہ نے مقام احتجاج میں ان سے سوا اجماع جہور کے اور کوئی دلیل دار نہیں کی اور یہ نہیں کہا کہ آنحضرت خلاف تمہاری ترتیب کے فرما گئے اس سے ثابت ہوا کہ یہ ترتیب توفیقی نہ تھی والا مخالفت انکی اور سکوت انکا اجماع عین کر توفیق سے ہے وجہ ہوتا مہذا ایک گروہ علماء کا اس طرف بھی گیا ہے کہ ترتیب مسطورہ ذکر کی توفیقی ہی بشارہ و ارشاد نبوی علی میں آئی ہے اور دلیل انکی یہ بھی کہ صحابہ حقائق انہوں میں ارشاد آنحضرت سے تجاوز نہ کرتے تھے اور کوئی چیز ہرگز انہی طرف سے نہیں نکالتے تھے بلکہ مقدمہ عندہ میں بدون ارشاد نبوی کس طرح اپنی عقل سے دخل کرتے اور اجماع انکا ہر اہل مصطفوی کیونکر تحقق ہوتا چنانچہ اسی جگہ سے صدوق امامیہ و علم الہدی و امین الدین انشا انکے نے تصحیح کی ہے ساتھ حجت ترتیب قرآنی کے کہ کافی مجمع البیان وغیرہ قواطع ظاہر ہے کہ ترتیب عبد عثمان خلاف نزول ہی ہے صد ہا آیات کو تو بالاکر کے مقدم موخر لکھا ہے کہ نقصان و نفع اسکا ماہران خبیر پر پوشیدہ نہیں جو اب ترتیب آیات ہر سورت کی بالا جماع توفیقی ہی ہیں کیونکہ سوا آپ کے اختلاف نہیں ہے شہدہ آنحضرت نے بموجب فرمائے جبریل علیہ السلام کے عمل کیا اور اس ترتیب میں تقدم کی کامدنی پر بہت ہی سوریہ تقدیم و تاخیر

احداث عثمانی نہیں بلکہ اخذ کیا رہی تھی اس سے معلوم ہوا کہ ترتیب نزول نظر شارع میں ساقط
 از اعتبار تہی لہذا جو چیز کہ نظر شارع میں کسی جگہ ساقط ہو گئی ہو اور سکو بار دیگر اوسط سطح کے مقام
 میں اعتبار کرنا سنانی غرض شریع و تدین ہی لایقہم علیہ الا اجماع اہل علاوہ اسکے اعتبار کرنے
 میں ترتیب نزول کے طرف سے انتظامی در بیان سورہ قونکی لازم آتی اور سورہ قصصہ سورہ طویل
 پر مقدم ہو جاتی اور تخیل سورہ طوال کا در بیان سورہ قصار کے دبا لکس ہو جاتا اس صورت میں ترتیب مذکور
 بنایت لازماً معلوم ہوتی بلاتشبیہہ حبیطح کوئی شاعر در بی جمع کرنے دیوان شعر اپنے کے ہر
 اور جواد لفظ کیا اور سکو مقدم کرے ترتیب میں اوپر اور سکو جسے جی مان متاخر میں نظم کیا ہے
 پچھلے ایک فرد لکھی بعدہ غزل بعدہ فرد و دیگر پچھرا جی پچھر شہزادی میلی جنون اشال رنگ پچھرا ایک
 فرد قطعہ لکھی علیٰ ہذا الفیاس سورہ ترتیب نزدیک اہل عقل و اہل طبع موزون کے نتیجہ
 نہایت مکروہ معلوم ہوتی ہی چنانچہ اسی لئے شاعر وقت تالیف و دوا میں کے اعتبار تقدیم
 و تاخر نظم و فکر کا نہیں کرتے بلکہ اول قصائد کو لکھتے ہیں پچھر شہزادیات کو پچھر غزلیات کو
 پچھر قطعات کو پچھر رباعیات کو پچھر افراد کو اور جو کوئی ایسا نہیں کرتا بلکہ اعتبار بقدم و تاخر نظم
 و فکر کرتا ہی وہ ملام و مطعون ہوتا ہی متعذر اسراعات تقدم و تاخر نزول بھی ناو صفت اس ہے
 انتظامی کے ممکن نہ تھی اس لئے کہ فک آیات ایک سورہ کا دوسرے سورہ سے غیر ممکن تھا
 پس تقدیم متاخر و تاخیر تقدم لازم آتی اور اس سے کیطرح گریز نہوتا پس محضت میں ارتکاب
 اس بے انتظامی کا کیا حاصل کہتا تھا اس سے ثابت ہوا کہ نقصان ترتیب بصورت مرثا
 وضع نزول متوقع تھا اس صورت واقعی تو فیضی میں قول کہ کیطرح حال تمام ترتیب عثمانی کا
 واضح ہی جبکہ تفصیل یعنی ہی قابل جواب ماسبق سے ثابت ہو چکا کہ ترتیب عثمانی اگر
 ابنزدی آیات ہی تو تو فیضی ہی نہ احداث دی النورینی اور اگر انزدی سورہ ہی تو اجماعی ہی
 اور اجماع حجت قاطع ہی اور ایک قول میں وہ بھی تو فیضی ہی پس ہر تقدیر پر خباب عثمان
 جامع القرآن ایسی طعن ہونے سے مبرا ہیں اور محاکمہ میں الفرقین اس طرح پر ہے

واجب ترتیب القرآن

ناکرم الفرقین ما بین سورہ و آیات محمد

کہ دو فرقہ بنے چکے تھے کہ ایک جس نے کہا کہ تشریف بہت ادا ہی اس راہ سے کہا کہ صاحب اس تشریف
 کے اور واضح ہر سورۃ کے اور کے موضع میں صحابہ بین اور حضرت نبویؐ نے خود بنفس
 نصیب میں مل تشریف نہیں کیا بلکہ بطور محدثین اصحاب چھوڑ کر تشریف لے گئے اور جس نے کہا کہ
 ترتیب توفیق ہی اس راہ سے کہا کہ صحابہ نے ہجر و عقل اپنی کے یہ کام نہیں کیا بلکہ اتباع
 اقوال افعال نبویؐ کا اس راہ میں منظور رکھا یہاں تک کہ نزدیک جہور صحابہ کے متیقن ہو گیا
 کہ اگر حضرت نبویؐ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کام کو کرتے تو یہی نبیؐ وضع اختیار فرماتے
 نہ اور کچھ جھڑپ سے اور اجماعیات صحابہ کا حال ہی کہ بدون مستند قوی کے تصور میں نہ
 سے ہر چند فرادی فرادی اور کا موجب قطع و یقین نہ ہو لیکن بیعت اجماعیہ قطعی یقینی میں ہرگز
 اقدام اجماع پر نہیں کرتے تھے اور اس سے حل ہو گئے اختلافات بسیار جو امور توفیق
 واسرار جہاد یہ میں واقع ہوا کرتے ہیں جس طرح لفظ کنا ابو بکر صدیق کا واسطے ملاشت کے
 کہ باجماع تھا یا بغیر علیؑ ہذا الکلیس اور کار کا بر صحابہ جنہوں نے مشاہدہ اسباب نزول کیا
 اور معانی وحی کو خوب سمجھا اور سبب طبع صحبت شریف نبویؐ اور پر طبع نے جناب مصطفویؐ
 کے ایک سوت کو بعد دوسری کے علی الترتیب مدت دراز تک سنا اور انکو اس فعل پر وقوف
 تمام حاصل تھا گو دوسرے و کمویہ وقوف میر نہ ہو اور سب وقوف او سکونہ بجمیع قتال قول
 بعض علماء امامیہ کہ فاعل بقصان سیر میں رد و قبح سنو بکا اونپڑائی ہی اس لئے کہ انکے علمائے
 ہی اس راہ میں گفتگو بھی نہیں جمالی الدین نے روضۃ الاحباب میں بروایت ابن جریج روایا
 کہ ہم اس آیت کو حدیث نبویؐ میں یوں پڑھتے تھے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من
 ربک ان علیا مولیٰ المؤمنین اور بروایت ثعلبی صحیح ابن سعد میں اس طرح ہر تھا کہ ان
 اصطفیٰ آدم و نوحا والبراہیم وال محمد علی العالمین اور سیر طبری نے اتقان میں لکھا ہی آخر
 الطبرانی مرفوعاً فی المستدرک عن ابن عباسؓ لی قولہ سورہ خلع و خدیجہ میں انتہی مختصر
 جواب الزام خصم کا سلمات و متواترات خصم سے ہوتا ہی نہ روایات ناورد و غیر یہ

اول نقصان قرآن بطور اسنت و توشیحہ

شافعیہ سے چنانچہ یہ بات صواریم موسیٰ جانیسی و کاتب سجان علی کنبہ سے ظاہر ہے اور
 اولہ اسقاط روایات شافعیہ کے بقایا اخبار صحیحہ کے کتب مامیہ سے کما حقہ ثابت ہیں
 اور شکوت عمر وغیرہ میں مکتوب بنا علیٰ ذاکما جاتا ہے کہ حال جلد دوم روضۃ الاحباب
 اور حال خراجات طبرانی و حاکم صاحب مستدرک کا اور حال تشیع ثعلبی کا باقرار شیخ سابق
 میں گذر چکا ہے اب حاجت اسکی نہیں کہ کلام نفس ولایت اور تاویل حکایت میں کیا جاوے مہتمم
 روایت طبرانی باقرار سیوطی متکلم فیہ ہے چنانچہ ذہبی نے کہا کہ قد حمل لک علیٰ مانسوخ اور
 منسوخ التلاوة و احکم ما نحن فیہ سے خارج ہے اور لکننا ابن مسعود کا معوذتین کو اپنے
 مصحف میں اور لکننا ابی بن کعب کا دعا و قنوت کو اپنے مصحف میں یعنی ابی اوکی راسی پر خلافت
 اجماع معتمد جرح انکا اس اسی سے اور داخل ہونا اجماع میں ثابت ہے کما حقہ السنودی وغیرہ
 اور لکننا عثمان کا فاتحہ الکتاب معوذتین کو مصحف میں مطابق اجماع صحابہ سے چنانچہ علی
 بن ہریم استیاد کلینی نے تفسیر ابی بیت میں بروایت ابی بکر حضری نقل کیا ہے قال قلت
 لابی جعفر ابن مسعود کان یحییٰ المعوذتین من مصحف قال کان ابی یقول منافع لک ابن
 مسعود و برائہ و جاسن القرآن اتقی نظر اسی امر کے عثمان نے بمشورہ حذیفہ بن الیمان وغیرہ
 اصحاب مصحف ابن مسعود وغیرہ کو لے لیا کہ انت میں اختلاف واقع نہو سو یہ روایات دلیل
 نقصان قرآن نہیں ہو سکتی اسلئے کہ سابق اولہ عدم نقصان کتب مامیہ سے منقول ہے
 اور نیز لاکما جاتا ہے کہ آیات منقوصہ جسکو بعض مامیہ نے فراہم کیا ہے اگر حکم قرآن میں ہیں
 تو ہر ہذا و سکا نماز میں کیوں روا نہیں کہتے کذا فی تحریر الاحکام المحلی قولہ تیسرے اصول
 میں ہے کہ عمر بن خطاب نے ہشام سے سنا کہ تلاوت قرآن غناء میں معلوم عمر کرتا ہے پو
 کہ یہ قراوت کس سے سیکھی کہا آنحضرت سے عمر نے کہا تو جھوٹا ہے پھر ہشام کو پاس
 پیش کر کے لینگے اور کہا میں ہشام سے قرآن کو حروف کثیرہ پر سنا ہے فرمایا پڑھو شاک
 نے پڑھا فرمایا قرآن سات حروف پر اور تہائی یعنی سات لغت عرب پر فاقروا مامیہ منہ اور عمر

اختلاف قرآن و آراء

بہارِ احکام و مسائل

تفسیر قرآن و احکام

بجائی قاسم و امیر کہتے تھے فقہی جامعہ جواب جو اختلاف قرآن بہت مقدار و قرآن
کتاب اہل سنت سے ثابت ہوتا ہے دو ایسا اختلاف نہیں کہ جس سے اثبات نقصان آتا ہے
قرآن یادادت فرقان ہو سکے اور اگر میرزا و سکا نقصان و داسی لفظ قاسم و امیر
و یکو کہ کی طرح منہ قرآنی نہیں قاصد و اختلاف ہی کہ جس سے مثبت منہ ہو جاوے
یا حرام حلال ہو جاوے لکھیں پس اختلاف قرآن کو دلیل اثبات نقصان قرآن بطور دلیل مثبت
دلیل کمال خوش فہمی ہی معذرا مراد سبب احسن سے یا سات لغت عرب بین قریش و ملی و دیگر
و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب قرآن مشہور ہیں اور اثبات واضع ہی ہی گواہی
ہی کہ ایسا سوال اختلاف میں معنی ایک ہی ہے مگر بعض الفاظ کا تفسیر میں اختلاف ہے یہ تفسیر
انہی نام پر ہی اور مدعا پر منطبق نہ ہو اب فکر و دیگر کچھ قولہ المختصر ایسی بہت روایتیں کتاب
سنت میں موجود ہیں الی قولہ امامیہ کو الزام دینا اور انگشت نہ کرنا اور اپنی بات کو مہربان
در التندی علماء اسنت و جماعت کے اور کیا ہے جواب اپنی بات کو مہربان ہے یا ہر
اسی جگہ پہلے اپنے فہمی و کافنی و طبری و نور اللہ وغیرہ سے اقوال تصحیح کمال قرآن و
نقصان فرقان اور صحت نظم و تالیف کے بے تغیر و تحریف و تحریف کے نقل کئے تھے
و دیگر تفسیر سے صفحہ میں اس ساری بنیاد کو دکھانا کہ اگر کیا کہ امامیہ کے نزدیک قرآن
حاضر نام تمام وغیرہ و تبدل ہی اور قرآن کامل غیر مقصور نزدیک امام غائب کے ہی ہے
کسی فراموشی ہی سمجھنا حقیقت روایات منقولہ سامی کی تھی وہ ظاہر ہو گئی اور یہ امر
علیٰ رؤس الشہاد ثبوت کو پہنچ گیا کہ با اتفاق فریقین قرآن مجید میں شبانہ نقصان و تغیر
نہیں اب اگر آپ اسکو بزور انکی گٹے باندھتے ہو تو اس پر دے میں اپنا عیب چھپا
منظور ہی کیا یہ بات ہی و خلل اجتہاد ہی کہ جو چیز ثابت ہو خواہی خواہی اسکو ثابت کیجئے
غیر کے مذہب میں اجتہاد انکا کب معتبر ہو گا آپ اپنے نقصان پر بیٹے اور فاکلین عدم
نقصان کو ظالم امامیہ سے جو چاہئے سو فرمائے سستی و تہذیب و حال فارغ البال بن

اس لئے کہ اگر شدید مثل آپ کے اثبات تخریف اور نقصان قرآن کا کرینگے تو اسے جواب
 آیات حفاظت بقول و عمل المذہبی اور تصریح محمد بن شہید قائمین بعدہم نقصان کا مطلب ہوگا
 وائی لم نکدہ دہل یومئذ لکنذبن اور اگر قائل بعدہم تخریف وحتی نظم و کمال قرآنی پہلے
 تو بالکل مہرب شیع سے دست بردار ہونا چاہیگا اس لئے کہ سبک اصول عقائد میں خلاف صریح
 رکھتے ہیں ساتھ کتاب اللہ کے یہاں تک کہ اگر سب قرآن کو زور و دفع کیسے تو دست
 نماذا بعد الحق الا الضلال قولہ جو حستی الزام دیتے ہیں کہ امامیہ اثنا عشریہ دعوی
 ولانی اہل بیت کا کرتے ہیں اور اکثر آل نبی کو شمار اہل بیت سے باہر جانتے ہیں
 بلکہ توہین اونکی کرتے ہیں حسب طرح کہ کتاب تحفہ وغیرہ میں مسطور ہی ایسے اظہار سے سبک
 اغوا ہی جہال کے اور کوئی فائدہ پایا نہیں جاتا جواب ملا باقر مجلسی نے فصل
 مبحث سیوم منہج الفضلین میں اور قاضی زہب اللہ بنورہ نے احقاق الحق میں لکھا ہی
 کہ قیود ام کلثوم نہ دختر آنحضرت ہیں اور زینب خدیجہ سے غرض اس سے انکار دامادی عثمان
 رضی اللہ عنہ ہی حالانکہ کلام الہی باطن ہی انکے دختر ہونے پر قال اللہ تعالیٰ ایہا النبی
 قبل ان یزوجک نبأناک انک بلکہ خود زاد و اعاد اصول کلینی وعلل الشرائع سے دختر ہونا
 اور خواہر فاطمہ ہونا ثابت ہی اس طرح حضرت عباس عم رسول خدا اور زبیر بن عقیلہ
 آنحضرت کو داخل نہیں گنتے اور توہین اہلبیت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ صاحب
 استغاثہ نے دربارہ ام کلثوم دختر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام جعفر صادق علیہ السلام
 نقل کیا ہی کہ اول فرج غضب بنا اور کلینی کے کتاب النکاح میں بروایت زرارہ اس لفظ
 سے آیا ہی وذلک فرج غضبنا اللہ اکبر اس لفظ کو دیکھو اور جناب سیدہ کی حدیث
 دیکھو اور جعفر صادق کی طرف نسبت کرنے کو دیکھو اور بے ناموسی آل طہارہ کو دیکھو
 قرین ہی کہ آسمان گر پڑے اور زمین پیٹ جاوے کس بہتان طوفان کو جس جناب کا
 سے نسبت دیتے ہیں نقیضہ علیہ السلام و الذین یخونون بہم اس طرح حضرت صادق

نونا قیود ام کلثوم کا دختر آنحضرت

غضب بن علی بیت

امت مسلمہ کی ہونے کی ضرورت

عَدِيمِ حَسَنَاتٍ سَلَامًا وَآمِينَ

مادی بن کر فرمایا خدا تر جوار بنا لانا فرقہ بن لکم اسپطرح کہتے ہیں کہ اللہ ہی اپنی وحش و خوار
زوحیت کفر و فخرہ بن دیتے تھے جسطرح سکینہ کناج معصوبہ بیعت نہیں اسپطرح صبر کی
صادق علیہ السلام سے روایت کیا جی کہ لقب امت پر جو سہ کا امت ملعونہ ہی اور بعض اخبار میں
تشبیہ امت بنوری کی ساتھ خنازیر کے آئی جی ۔ واد کلینی منہ عن مالک انہ نفس ان موجود ہی کفر
خیر امت و جہانم کہ امت وسطا علی ذالقیاس صدامفتریات ہیں کہ واقعہ کتب امامیہ پر کا الصبح ازا
اسف و اصبح میں ہیں اسکے اختفاء میں بجز سناطہ وہی جمال اور کوئی فائدہ پایا نہیں جاتا تو کہ
امامیہ اصول فروع میں شیوۃ الامجاد کے دوسرے سے سرکار نہیں رکھتے جو سب
بہر فطرت ہی بلکہ سرکار امامیہ کا بایہ ابن سبا یودی وغیرہ اشتیائی یہود و ملا سید خاص انخاص
مسلم الملکوت سے اور نہایت شیطان الطاق و شام حول و ذرارہ بن اعیان و دیگر زمین اعیان
و مالک جہنی و دارم بن حکم و محمد بن سلم وریان بن الصلت وغیرہ سے ہی جنگی تذبذب بلکہ کثیر
تخریج امام یحییٰ ناطق جعفر صادق وغیرہ علیہم السلام سے خود کتب امامیہ میں منقول ہی علاوہ
اسکے سلسلہ اسناد روایت کا اکثر تک حسب فرائد متروکہ امامیہ درجہ صحت و روایت نہ سچا کیونکہ کثیر
بہت کم ہیں کا بعض علیہ صاحب الہدایہ میں الامامیہ اور سبکو صحیح کہتے ہیں جب او سبکو تصدق
تواحد شیوہ موزون کیجئے تو وہ بھی ضماں نہیں رہتی ہیں یا مضرع پھر ان سبکے حارصات
و مخرجات ہیں پھر انہیں عجائب خرافات و غلطی سہذا وہی قابل و وثوق نہیں اسلئے کہ عقیدہ
امامیہ کا یہ بھی کہ عیب علی جو گناہ کریں اوس سے سوال نہو گا گویا پ کو مار ڈالے یا مان
نہ کرے حتی کہ قول تعالیٰ وَلَا تَحْسَبْ عَنِ غَيْرِ الْقِسْ لَآ جَانَ کو اسی پر حمل کیا جی اور امامیہ کو
شاہد اس میں مویلا لائے ہیں کہ ذاتی التحفہ پس جو دین ایسے روایات ثقات سے حاصل ہو اور
جن میں سب میں منع کرنا احادیث کا واسطے تا مین دین تشیع کے مستحسن بلکہ مستحب ہو اوس
میں سلسلہ کا کیا پوچھنا اور او اسکے اصول فروع کا کیا کہنا اب جو کریں وہ توڑائی شش
فی فروعت محکم امر فی اصول ہمشہر مبادت از خدا و از رسول بقولہ آیتہ عقائد میں کیا جی

اعتقاد ان حجج المدد تعالیٰ علی خلقہ بعد نبی محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم الاثنی عشر علی جواب
 جسے صولت حیدریہ علی مجوس القدرہ کو دکھایا وہ بالیقین جاہل تاجی کہ مضمون امامت
 اثنا عشر کا بطور مامیہ کے سخت ہی ہرگز زمان مشہور و لما باخیجین اور کا عین و اثر کو نہ تھا
 اور حیلہ امامت ثابت نہوی تو اور انہ امامت بالاوی خیر ثابت ہیں کہ الشی اذا انقی نقضی بل ورنہ
 یہ عقائد نہ وائد کالاسی بدیش خا و مذہب ہمہ حجت نہیں معہذا جواب ان عقائد کا ذیل احوج
 آتہ میں ہوا ضیع خود مرقوم ہی قولہ سوا دوازده امام کے سائر سادات و برادران
 اللہ و علوی و بنی ہاشم واجب التعلیم ہیں نہ منقرض الطاعنہ جو اسباب یہ بات خلاف نصیر
 اساطین و تہدین ابامیری اسلئے کہ اباب طائفہ زید شہید کو اور اسکے فرزند محبی بن زید کو
 کہ برے عالم مقتی تھے مردانیوں سے نہ اور کو شہید کیا دشمن کہتے ہیں اور ابراہیم بن
 موسی کاظم اور جعفر بن موسی کاظم کہہ سکتے ہیں اور جعفر کا لقب کذاب کہا ہی حالانکہ وہ
 برے اور دیا و خدا سے تھے یا زید بطلانی اور اسکے مرید ہیں جعفر بن علی کو کہ برادر حسن عسکری
 لقب کذاب بنشایا حسن بن حسن مثنیٰ اور اسکے فرزند عبد اللہ محض اور اسکے بیٹے محمد لقب
 بنفس کیا اور برہم بن عبد اللہ و زکریا بن محمد باقر و محمد بن عبد اللہ بن محمد بن الحسن اور
 عبد بن القاسم بن الحسن اور جی بن عمر حنفیہ زید شہید کو کافر مرنہ کہتے ہیں علی بن القباک
 بل جماعت سادات حسی حسینی کو کذاب امامت و فضیلت زید بن علی تھے ضال مضل جاتے
 بن چنانچہ روایات اس عوی کے کتاب تحفہ اثنا عشر میں کتب مامیہ سے منقول ہیں اور
 جہ اسرا عفا کی غلامی کہ نزدیک شیعہ کے منکر امامت ایک امام کا شل نہوت
 بیانی کے کافر نہ تھا اور کافر خدنی الزاری چنانچہ اپنے ہی عقائد مذکورہ میں اسی جگہ
 مامی کہیں انکروا و اسلمنم فقد کفروا من شک فی کفر اعدائهم فلا شک فی کفرہ اور کتب ایسا
 و اسچ عادات دلائل صریح کرتے ہیں اسبات پر کہ اعلیٰ بیت حسی حسینی منکر امامت
 علی انکہ بلکہ منکر امامت ہر ایک امام وقت اپنے کے تھے بلکہ منکر بعض زکراست کے

کافر مرنہ ہوا سوا امام علی و علی بن ابی طالب

وہ اعتقاد کافر و انانہ مامی

شمال از اجزاء ان یوسف علیہ السلام

ہی تھے اس سے ثابت ہوا کہ سزاؤ اللہ پر سب کا فرشتے بلکہ چرائے کے کہ نہیں شک کرے ہو
 ہی بقول آپ کے کافر ہی اور کافر باطن فریقین مخلوقی انکار ہی مگر نہ سب ایک گرد و لعل کا یہی
 کہ یہ سب اعراف میں رہینگے جیسے عکس وغیرہ اور بعض نے کہتے ہیں کہ بعد عذاب شدید کے
 انشاعت بعد خود نجات پاؤں گے سو یہ دونوں قول موافق قواعد و اصول شیعہ کے
 مردود و رکب ہیں اسلئے کہ شفاعت حق میں کفار کے بالا جماع مقبول نہیں اور اعراف دار
 انخلد نہیں اور رہنا اعراف میں بھی بے وجہ ہی ہو سکتے کہ یہ سب منکرا امامت تھی اور منکرا امامت
 کافر ہی مگر یہ کہتے ہیں کہ محب علی و ذریعہ میں نجات دے گا اور اس میں شک نہیں کہ یہ سب محب
 جناب امیر تھے گو معتقد امامت ائمہ نہ ہوں لیکن اس صورت میں دیکھئے وسیلہ دفع قیام
 کی کیا ہوگی باجماع بعد ملاحظہ ان امور کے کہ سیکو اس میں شک باقی نہیں رہتا کہ سب اس سلسلہ
 و اخوان ائمہ و علوی و بنی ہاشم نزدیک امامیہ کے بغایت درجہ محترم و مہمان و ذلیل و خوار
 ہیں اور سلطان بے اعتبار اسلئے کہ کافر اذل خلق ائمہ ہوتا ہی اور یہ سب معاذ اللہ کافر
 تھے نولائے تعظیم نہیں ہرے بلکہ درخور تعظیم ہوتے تھے قائلیم ائمہ انی یؤلفون قولہ جنوں
 سادات میں سے مٹان دے ابائی کرام اپنے کے عمل کیا بہتر کیا قاعدہ جہان شہابی
 کہ اگر اکیس شاہ کے کئی بیٹے ہوں اور میں سے جانشین اور سکا ایک ہی ہوتا ہی سب کو
 سلطنت نہیں پہنچتی اور جواب کے تحت پر بیٹا ہی بادشاہ و صاحب حکم وہی ہوتا ہی باقی
 سب بہائی او سکے شاہزادے ہیں اگر اطاعت میں ہے صاحب توقیر و تکیا نام
 ہوئے ورنہ عاصی و مورد ملامت ہوئے گو صاحب عقل و ثناء و حسن ہون قصہ پیران
 یعقوب شہور ہی حضرت یوسف پر مشیت الہی پیغمبر و بادشاہ ہوئے اور بہائی او سکے اپنے
 پیغمبر زادے عقلمند تھے بسبب سلوکی کے ساتھ حضرت یوسف پر مشیت کے مصدر ندا
 و ملامت ہوئے جواب یہ تقریر مخالف ہی جملہ سابق کے جسمیں اپنے واجب
 ہونا بقیہ اخوان ائمہ وغیرہ کا اقرار کیا تھا اس بخود ہی او کو مصدر خجالت و لائق ہرگز

شجر برین عقل و دانش یادگاریست کہ خود گفته و خود نماند کہ حیثیت بہ معجزا بہ مثال جگہ
 قیاس مع الفارق ہی اسلئے کہ پیغمبر ہی یوسف علیہ السلام کی مابین فریقین منصوص کلام
 الہی ہی اور امامت ہر ایک امام وقت کی متفق علیہ شیعہ ہی نہستی اول امامت کو نزدیک اہل
 کے منصوص ثابت کرو چہر ایک کو بادشاہ بقیہ کو شانزادہ شیر اور نام و ملام بنا و مثبت
 العرش قلم نقش علاوہ اسکے اخوان یوسف کو کوئی سزا داند کہ فروتر نہ نہیں کہتا اور شیعہ
 اخوان منکرین امامت کو کو کا فر کہتے ہیں اور نکمین تو خود کا فر ہوں اور اخوان یوسف
 ساتھ یوسف کے براہ حد نبوت بدسلوکی کی تھی او سپر یوسف نے فرمایا لا تشرب علیکم الیکرم
 لیفرانہ لکم اور انکی خطا سے درگزر سے اخوان امس نے ساتھ امس کے ساتھ
 انکار امامت کے اور کوی بدسلوکی نہیں کی کہ مور و ملام ہوں اور یہ انکار داخل بدسلوکی
 نہیں اسلئے کہ مقدمہ امامت نزدیک اس کے غیر منصوص تھا والا باوجود ان کے کیا گنجائش
 انکار تھی قولہ عاشر حصہ کی جو شیعہ تعظیم نہیں کرتے سو قصہ ان کا مشہور ہی اور آئینہ
 مذکور ہوگا جواب یہ قصہ ہی مثل قصہ حکمین کے جس کا وعدہ ذکر اپنے سابق کیا تھا
 آئینہ مذکور نہوا اور اہل ثنوں بچان چشم براہ و گوشن سزاوار ہے شجر کائنات عواید
 عرب و بلاد مثلاً و ما بواعیہ الا الا باطیل یہ قولہ جو یہ گشتگو واسطے تحقیق حق کے
 تعصب طرفداری و پاس سخن دل میں نہیں ابتداء کلام سے جو کچھ کہہ گیا اور اب جو
 کہا جا گیا جگہ کتب معتبرہ سنت و جماعت سے تھا اور ہوگا اور تاویل و طول و مقال
 و قیاس و تقلید کہ نہیں جواب بشرم گذار و بادشاہی کن بہ ابتداء کلام سے اس مقام
 تک اپنے کہہا کہم الا انکر حکم الکمل فالباکرتیہ معتبرہ اہل سنت سے جس کا حال بہنیں
 گذر لکھا ہی اور بعض کتب شیعہ کو کتب اہل سنت قرار دیکر نقل کیا ہی اور جہاں کہیں اتفاقاً
 کوئی روایت صحیح لکھی ہی او سکو تقابلاً شیطان الطاق و غیرہ تاویل و طول و مقال لایا
 سے غیر موضع میں نقل کر کے بگاڑا ہی اور یہی صفت آئینہ ہی مثل میں ہی ہی بلکہ

خلافت و عدلی شیعہ
 کہ شیعہ و سنی الی امت مسلمہ

محقق حضرت مولانا محمد اسد اللہ
ناقص ہونا عام اسرار کا

مصنفین علیٰ قافہ

نشی زائد پس پر وعدہ کہ آئندہ ہی کتب معتبرہ سے نقل کیا جاوے گا شیل مولانا سید
قرین وفاداری نہیں شہا بر قول تو اعتقاد تو ان کروں خور و بگذاں شاہنشاہ کروں
از کثرت وعدہ نامی بی در پی تو یک وعدہ راست با و توان کروں قولہ مدعا یا
عراق مستقیم کا ہی اور واسطے مناظرہ و طبع آزمائی کے مثل طلب و تربیت و ہندوستان
دریاضی و تجدد و صرف و منطق و مسائل حکمت وغیرہ بہت علوم میں کہ مناظرہ والوں
ناحق شامل و داخل کر کے قضیہ کو مسکوس کر دیا ہی جو اب علوم عقلیہ فلسفیہ کہ
اصل میں حرف و صنعت اہل ایمان ہی جب مانہ منصور و وائقی و بارون سرشید میں
کہ حسب تصریح صاحب احقان احق زمرہ شیعہ میں شیعہ بسبب محبت عا جم کے یونانی
سوی میں مترجم ہوئے اور حلقہ درس میں آئے چنانچہ عن مصنفین ان فنون
معلم ثانی ابو نصر فارابی و ابو علی سینا و قاضی ابوالوید بن الکرشیدی و وزیر اکبر
مشہور بابن الاسلام و ابن الصانع اندلسی بن اوہول نے کتب فیلاطون و ارسطو
و لقا و جالینوس و اقلیدس و بطلیموس وغیرہم کو ترجمہ کیا تو اس وقت سب سے پہلے
بمقتضا انجمن اہل ان علوم نے اول قدم سرزمین عجم میں جمایا اور بطور
شیعہ نے میراث مجسم کو اسی باب الامتیاز میں الاقران شہر لایا اور اس پر دسے میں برابری
شیعہ و ملت مصطفوی کا قصد کیا اور مدار مناظرہ و تقریر و تحریر شریعت کا اس پر رکھا
چنانچہ جو فسادات و اختلافات و شکوک و اوہام دین میں واقع ہوئی بدولت انہیں بے
و میزان کے ہوئی حتی کہ الی الان جو مزا و ملت ان علوم کی زمرہ اہل شیعہ جن ہی وہ اور
فرق میں نہیں ستیرون نے جو اس کو کہی سیکھا تو صرف اس لئے کہ اہل اہلین نے مار
استحان فضیلت و خود غامی و شہرہ و در تعلیم کا اسی پر منحصر کیا ہی اور ہر گاہ مناظرہ و لال
عقلیہ و بر آہن فلسفہ سے بیشتر استدلال کرنے میں اور منقول کو حجت نہیں سمجھتے
مگر یہ کہ مطالبین حقوق جو ناچار الزام الخصم و انما بالخلاف ضرورت اس کی ہوئی کہ قوانین و اس

علامہ مذکورہ بھی یاد ہوں نفس الامنی میں ہر صنعت شیعہ شیعہ کی ہی ذیل صنعت کی پس احتجاجاً
 نسبت انکے بابت شمول علوم مذکورہ کے بنائیت و دراز نگاہی مستندین کا تو یہ حال ہی کہ حسب
 سعد بن وقاص نے ملک فارس و ایران مفتوح کیا اور زنان نازک اندام و پاک فرشتہ آوازی
 اہل اسلام ہوئیں اور کتا بچانہ بچہ و حساب فلاسفہ خانہ خراب کا مات آیا تو اس وقت حضور
 امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہہ کر کیا کرنا چاہیے خدیفہ ثانی نے فرمایا اطر حاضی
 فان تکن ہدی فقد ہرانا اللہ بادی سنا وان تکن ضللاً لا نقدر کفانا اللہ یعنی اول کتاب نگو بانی
 میں مثال دو کہ اگر وہ ہدایت میں تو خدا نے سکھواؤس سے بہتر ہدایت نصیب کی اور جو ضلالت
 میں تو خدا ہمیں بس ہی حاصل بہ کہ احتیاج ہر طرف کتب فلاسفہ حکماء کے کسبیل چرچہ
 ایک ہوں یا ہر چنانچہ ایسا ہی کیا کہ او کو بانی میں چھوڑ دیا و لیکن علم صرف و نحو موضوع
 جناب امیر علیہ السلام ہی اور فہم کتاب اللہ و احادیث ائمہ ہدی کا اور سپر قوت ہی اور
 حکماء اسمین و خلائین و سکی بات فہم عربیت میں گور زشت ہی مستندین کا یہ مجال نہیں کہ فعل
 امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو تاحی اطل مجہین گو صد در باطل کا جناب مدوح سے یا ائمہ ہدی سے
 کہ ہمیشہ شکم بعربی سے نزدیک ار باب رطافہ کے جائز و رواہ خاصہ اس وقت اخیر
 میں جب تک طرفہ و نحو آد سے ایک جملہ ہی عربی کا سمجھنا مشکل ہی نتیجہ کا لئے کا کیا کرنا
 او بالقرض اگر فہم بعض لغات عربی کا کسکو سبب بہر بانی بعض و ما قین و مقین عرب
 سکند و دارین یعنی حیدر آباد وغیرہ کے حاصل بھی ہو گیا بطرح حال ہمارے
 بعض جناب کا ہی حیدر آباد کا کذائی واسطے افہام و فہم مواقع استعمال و موارد بیان
 و وجہ بلاغت و فصاحت و فوائد قدیم و تاخیر سند و سند الیہ وغیرہ کے زینہ کا کافی
 نہیں ہوتا اور بدولت اسکے استخراج مسائل و استنباط احکام و درک مواضع استدلال
 غیر ممکن ہی چنانچہ اسی جگہ سے اس زمانہ اخیر میں نزاع دینی کی یہاں تک
 پہنچی کہ ہر حق کو دعویٰ اجتہاد ہی اور ہر جاہل کو ہمہ ساری اکابر معتقد و مؤثر و ملک یہ

دو یا تا کہ کیا کا کافی ہیں

ذکر علم صرف و نحو وغیرہ

پر تیرا شرف ہوا تقبیلہ حرمی الہی

دار و عنان بشیہ سستی دوزخین علت ہو باجک جو آتی شدہ کہ آہ
 علیٰ ہجرت ہو نے لگا اور فی دنیا دنیا می کا لو کر اس پر پڑا ہوا ہوا
 میں ہوا جہاد دوزخین علیہ سے گرا نا علیٰ مخصوص او سو رفت کہ جناب نبوی سے
 کہ بے علم مرد۔
 اسباب میں اشارہ بجا جاو چنانچہ حکایت میں نے لکھا ہی کہ بعد از
 آنکہ وہما تقبیلون بن دون انشد حصص جہنم ابن الزبیری شاعر نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
 علیہ وسلم سے لڑو گا چنانچہ آپ کے پاس آیا اور کہا اےس قد عبت الملائکۃ الیسر
 المسح فیکون ہوا لا حصص جہنم یعنی آیت شریف سے معلوم ہوتا ہی کہ معہ
 سبکے سب جہنم میں جاویں گے سالانہ ملائکہ و مسیح ہی معبود غیر اللہ میں تو چا۔
 ہی حصص جہنم ہوں آنحضرت نے فرمایا ما اہلک بلسان قومک یعنی تو کتنا جاہل
 سے اپنی قوم کے حاصل یہ کہ کلمہ ما انشدون میں واسطے غیر ذوی العقول کے
 عیسیٰ و ملائکہ ذوی العقول ہیں تو اس مضموم سے خارج ہیں اگر کلمہ میں ہوتا تو یہ
 ہو سکتا تھا ابن الزبیری نے یہ جواب سنکر سکوت کیا پس ثابت ہوا اگر وہ اس
 کرنے صراط مستقیم کے طالب جن کو حاجت علوم صرف و خمر و مال یہ کی
 اور یہ علم داخل علوم ناحق نہیں اور اسکے شامل کرنے میں کس طرح کا خلل
 میں نہیں آتا بلکہ نعم دین و ایمان اسی پر موقوف ہی بلکہ اگر علوم ہو گا نہ کو بھی
 خیر یعنی مناظرہ خصم ہے دین سیکھے تو اسکا بھی کچھ گناہ باہت تعلیم و استعمال
 نہیں کہ وسائل کو حکم مقاصد کا ہی اور یہ علوم خادم علوم شرعیہ ہیں و
 غائی انکی اس منجاشی کی یہ ہی کہ اگر جواب رسالہ بدیہ المؤمنین میں کوئی گفتگوی نا
 کریگا اور مناظرہ عالمانہ کو برتے گا تو جواب الجواب میں عجب مشکل لاصل پیش آوے گا

اشارہ نبوی

علمتہ حاجی ابو الفضل عباس از علوم متداولہ

اور کہا تھا کہ کس کس سے پہچان پوچھ پاؤں یا چاہو گا کہ قضیہ والا اب حسن تھا اس سے
 بہتر ہے کہ پہلے سے دفع دخل معتد رکھئے اور تحریک علی چھڑانے دیجئے سو یہاں
 پہلے سے ہم نے ہی یہ مجبوری نہ کہ ہم نے اس علی قدر عقول ہم تعین اختیار کی اور یہ
 و دانستہ تحریر علی سے کام نہ کیا با این حرم امید نہیں کہ آپ سے ابو الفضل الکمال اس
 جواب سہل لا طراف عام فہم کو بھی سمجھ سکیں اور لطف ضبط و ربط حسن معنی کو دریافت
 فرما سکیں کہ حلوا خوردن بروی باید اگر شیطان نے وغیرہ جواب نویسی کیا اور فس
 امارۃ بالسور بہر خود کامی ہوا تو یہی چند صد یا چند ہزار و شش نام کو وضع لاجوابان رند
 منش نام کام ہی بجائے یا رخ صواب فرجام سراخام ہو گئے کہ اذالم تغلب فاعلم انک
 مولانا ہی اسی سے ظاہر ہی کر لے و ہند و حساب و حکمت و ہیئت وغیرہ کو کہ
 فروع علم ریاضی فلسفہ بین علوم مستقلہ جدا گانہ قرار دیکر ایک فہرست علوم نا حق کی
 لکھی تھی اور اس کے شمول کو علم دین میں قضیہ عکس قرار دیا یہی شہر این کار از تو آید و
 بروان چنین کنند پیر فہم و دانش تو ہزار آفرین کنند قولہ اکثر مفسرین معتبرین سنت
 جماعت سے ثابت ہوا کہ یہ آیت شان میں علی و فاطمہ و حسین رضی اللہ عنہم کے اور
 ہی امام احمد و مسلم و ثعلبی و ترمذی و موطا و ابوداؤد وغیرہ اصحاب صحاح نے
 ام سلمہ و عائشہ و ابو سعید خدری و عبداللہ بن جعفر طیار و غیرہم اس کے روایت کیا ہی شان
 ازواج میں چنانچہ یہ آیت اتری آنحضرت نے اپنی چادر اوپر ڈال کر فرمایا اللہم عولاء
 اہل بیتی و خاتمی و سب عنہم الرحمن ملہم رحم تطہیر او سوت ام سلمہ و زینب نے کہا کہ ہم
 تمہارے ساتھ ہیں ای رسول خدا فرمایا تمہاری عاقبت بخیر رہی اور تم ہی بیرون رسول خدا
 میں ہوتی بلخصہ جو اب ثعلبی تو شیعہ ہی اس کی روایت ہمہ رحمت نہیں اور روایات
 ہشیہ اہل صحاح صالح بن مکین ان میں باوجود تغلب و تصرف سامی کے کہ الفاظ روایت کو
 الٹ پھیر کے بڑا گھٹا کے نقل کیا ہی چنانچہ اسی لئے منقول عنہ سے مطالب نہیں

ہمزہ انحصار نزول کا شانِ چختن پاک میں ثابت نہیں اور ممکن ہے ورجوحت عنہ یہی ہے کہ
 لاغیر ورنہ کوئی سختی منکر دخل جوئے الٰہی کا آیہ تطہیر میں نہیں اور جسے کہا کہ مراد
 تطہیر سے فقط آلِ عباس ہیں موقوف ضابطہ قدام کے کہا اسلئے کہ عادت صحابہ تابعین کی
 یوں جاری تھی کہ اکثر اوقات نزول الایہ فی کذا کہتے تھے اور مراد یہ ہوتی کہ آیہ مذکور میں
 اس حکم کے ہی یا محتوی اس فرد پر نہ یہ کہ اس حکم میں فرد خاص میں نازل ہوئی ہی چنانچہ
 نے اتفاق میں لکھا ہی قال بن تیمیہ قولہم نزول الایہ فی کذا براۓ تبارک سبب النزول و
 براۓ تبارک ان ذلک اخل فی الایۃ وان لم یکن سبباً لقول عنی ہندۃ الایۃ کذا وقال اللہ
 فی البقرة ان قد عرف من عاۃ الصحابة والتابعین ان احکم اذا قال نزول بذو الایۃ فی کذا
 فانه یرید بذلك انما تنفس من احکم لان ہذا کان سبب فی نزولہا نحو من جنس الاستلال علی
 احکم بالایۃ لاس من جنس النقل لما وقع انتہی اور صاحب صواب سے ہے مجتہد کریمہ امانا و لیکم
 و رسولہ میں لکھا ہی قد تقرر فی اصول التفسیر قول الراوی نزول فی کذا لیس بضابطہ
 امانا جو من جنس الاستلال اذ اثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال قلب اذا اجمع لہما
 علیہ لوثق علیہ جہا ہر جم ودل علیہ نقل اور صاحب قرة العینین فی تفضیل الشیخین نے
 لکھا ہی کہ روزمرہ سلف متعینی آیت کہ در مثل نزول فی کذا معنی دخول ایمن فرد باشد
 ورجلہ لول بہ اگرچہ ہزاران در ان دلول داخل باشند لکن اس تقدیر پر جسے نسبت نزول
 آیت کی طرف آلِ عباس کے کی ہی مقصود اور کذا داخل ہونا انکا ہی اس حکم میں نہ خصوصیت
 افراد کی اور انحصار حکم کا معنی اکثر مفسرین و محدثین اسطرت گئے ہیں کہ نزول آیہ کا جو من
 ازواج طہارت کے ہی چنانچہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہی کہ یہ
 آیت من من انما نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوتری ہی اور ابن جریر نے مکرر سے روایت
 کی کہ وہ بازار میں نکارتے پھرتے تھے کہ قول اللہ تعالیٰ کا انما یرید اللہ لکذا یتطہرکم
 الرحمن الٰہی البیت و یتطہرکم تطہیر انما نزل ہو ای من من ازواج نبوی کے اور ظاہر

سابق و سابق آیہ سے بھی یہی ہی سلسلہ کہ ابنا ہی یا انسا را بنی لستین کا عہد میں انفسا
تا قولہ اظہر للند بلکہ تا قولہ و انکلمہ خطاب ازواج مطہرات کو ہی اور امر و نہی انہیں کو واقعہ پس
انتہاء کلام میں حال دوسروں کا لانا بے تنبیہ کے انقطاع کلام سابق پر و اقتراح کلام
جدید پر مخالف روش بلاغت کے ہی کہ کلام خدا کو اس سے پاک سمجھنا چاہیے اور
اضافہ بیوگن ہی اسی پر وال ہی کہ مراد اہل بیت سے ازواج مطہرات ہیں اسلئے کہ اگر
آنحضرت کا سوا اور گھروں کے جنین سے بیان سے معہ میں نہیں مہر سکتا اور لانا
مذکور کا یعنی عنکم بملاحظہ لفظ اہل ہی اسلئے کہ بقاعد عرب جب ایک چیز کو کہ فی تحقیق منو
ہی بلفظ مذکور ملاحظہ کرتے ہیں اور تفسیر اسکے تذکرہ جاسکتے ہیں تو صیغہ مذکور کا اسلئے
حق میں احتمال کرتے ہیں قال تعالیٰ انھیں بنی انرا رخصۃ امس و برکاتہ علیکم اہل البیت
انہ حمید مجید یہ خطاب ہی حضرت سارہ علیہا السلام کو کہ مونس میں بلفظ مذکور اس طرح مراد
آیہ مذکورہ میں عنکم سے ازواج مطہرات ہیں اور مؤید اسکے ہی روایت نزدیکی کی جبکہ
اپنے نقل کیا کہ جب آنحضرت نے اہل عبا کو زیر کسا و لیکر بہر دعا کی اللہ مولانا اہل بیت
الہم سلمہ نے کہا مجھے بھی شریک کر کو فرمایا انت علی خیر و انت علی مکانک اسلئے کہ اگر نزول
آیت حق میں اہل کساء کے ہوتا تو حاجت دعا کی نہ تھی اور آنحضرت تحصیل صلہ فقرات
ام سلمہ کو اسی لئے شریک نہ کیا کہ انکے حق میں اتحصال حاصل تھا سمعنا تحقیق
ہی کہ باوجود ہونے اس آیت کے ہنما طلبہ ازواج سب اہل کساء ہی ہمیں شریک ہیں اور
و عافانا آنحضرت کے واسطے چار شخصوں کے نظر مخصوص سبب ہی کہ قرآن خصوصیت
ازواج کے کلام سابق و لاحق سے معلوم کر کے ڈرے کہ سبب وادید باقی رجاء و
ولمذرا و روایت صحیحہ میں ایسا معاملہ ساتھ عبا و اولاد عبا کے ہی نہایت
ہی مدعا آنحضرت کا یہی تھا کہ سارا اقارب و اعزہ خطاب اہل البیت میں کہ مندرج کر رہی
داخل ہو جاوین جس طرح کوئی بادشاہ کریم اپنے مصاحب سے کہے کہ تم اپنے

خطاب منبشہ لفظیہ

سلطان حفظ مطہرات برائے رواج نبوی

میرزا کریم الدین

خارجی ہونا خارج کا

شیعی ہونا ابن عباس کا

گہرا لون کہے آؤ ہم او کو خلعت ونگے اور مہربانی کرینگے وہ مالی ہمت سب پہنچ
متوسلون کو لیجاوے اور کہے کہ یہ سب میرے گہرا سے ہیں تاخاستہ و کراش
بادشاہی سے سب بہرہ ورمون اور عجیب ماجرا ہی کہ با اتفاق شیعہ و سنی بلکہ جمیع اہل
اسلام لفظ مطہرات کا حق میں ازواج نبوی کے ہوتے ہیں تعظیماً کہن چنانچہ کلام نام
شورستری و ملا عبد اللہ شہیدی وغیرہ مین ہزار جگہ یہ لفظ دیکھا گیا ہے اور ظاہری
کہ یہ لقب مانورائی آئے نظہیر سے حتی کہ کچھ زبان پر ہی چڑھا ہوا ہے اسی رسالہ میں
و خذہ کمی جگہ اس لفظ کو لکھا ہے اور بعض جگہ کہ بجائی مطہرات لفظ طہارت اختیار کیا
ہے او سنین اور زیادہ مبالغہ طہارت ہی اس لئے کہ مطہر مین ایک راسخہ عدم طہارت سب
ہے اور ظاہر مین سبق طہارت ہی تہہ مذاکی شان ہے کہ دشمن کے مونہ سے کلمہ حق
نکلتا ہے اور وہ نہیں جانتا ظفر تہہ یہ ہے کہ تہذیب الکلام مین ابی عبد اللہ علیہ السلام
نقل کیا ہے کہ گریہ اہل بیت مین مدد وہی سبحان اللہ بقی قولہ بیت مین ہوا اور زیادہ
اہل بیت مین نہون شعر فاکنت لاندری فکلک مصیبتہ وان کنت تدری فال مصیبتہ عظم
قولہ اور جو اسکے خلاف کہے وہ صحیح نہیں اور قول اور کا قول خواجہ ہی مثل روا
حکمر غلام ابن عباس کہ تہذیب الکمال وسان المیزان وغیرہ کتب رجال مین خارج ہوا
اور کا ثابت ہے جو اب ابن عباس نزدیک شیعہ کے اجل اصحاب و شیعیان حضرت
امیر سے ہیں چنانچہ جانی نے خلاصۃ الاقوال مین لکھا ہے ہون اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان محبا لعلی وکلمیذہ و حالہ فی الجلالۃ والاخلاص لایزالہ منہ من ان یخفی

انتہی اس طرح قاضی ذہب اللہ بن زہرہ نے انکو شیعہ مین شمار کیا ہے اور کلمہ حلیہ خاص
انحاصل ابن عباس تھے اور شاگرد دیشید جناب مروج کے پس اسکا کیا ذکر ہے کہ باوجود
ان خصوصیات کے وہ طریقہ ابن عباس سے اور انکے عقیدے سے واقف نہون
یا ابن عباس یا وجود تلمذ و اخلاص تحت و تشیع مرقضوی کے انکے خروج و نصبت

قطع نمون یا با وجود اطلاع کے اور کو خالص موالی و ملا میز سے کچھین اور رواد و صحبت و
 رفاقت میں حالانکہ باوجود اس طول صحبت کے پوشیدہ رہنا احوال کا محالات عادیہ سے
 اور نسبت خبیث کی طرف کتب مذکور کے محتاج نقل عبارت ہی قولہ اسی قبیل سے ہی سخن
 ابن جبر و ابن ابی حاتم کا کہ خلاف واقع شان ازواج طہرات اسماء المؤمنین میں چاہئے
 میں جو اس روایت ابن جبر و غیرہ کو صاحب تحفہ نے الجگہ لکھا ہی پس نقصان
 محتاج بیان سند ہی صرف عرب زبانی سے الزام اہل سنت میں نہیں آتا و بالضرر اگر بہت
 و مطلق آیت سے ترک نظر کریں تو ہی او سکودالات مدعا پر نہیں اسلئے کہ القرآن بغیر بعضہ
 بعضاً محاورہ قرآن پاک شامد ہی کہ مراد ازواج مطہرات ہیں و بس اسلئے کہ تعبیر نمونہ فقط
 مذکور بہت راجح ہو سکتی ہے قصہ حضرت موسیٰ بن فرمایا ہی اذ قال موسیٰ لا یأتی انثیٰ نارا
 اعلیٰ انکم نہما یخبر او انکم نہما یخبر فیس تعلکم نقصان یمن خطاب آیتکم اہل بیت موسیٰ کو
 ہی اور ابوعلی طبری نے مجمع البیان میں لکھا ہی کہ امت نے اتفاق کیا باجمعا کہ مراد
 اہل بیت سے گھر والے پیغمبر کے ہیں پھر اختلاف کیا تو عکرمہ نے کہا کہ مراد ازواج
 نبوی ہیں اسلئے کہ اول آیت متوجہ ہی طرف اوست کے اس سے معلوم ہوا کہ اگر نزول آیت
 تطہیر کا حق میں آل عبا کے متعین ہوتا تو امت میں اختلاف نہ پڑتا اور عکرمہ قول فیض نہ کہتے
 اور جب عکرمہ نے کہا تو امت نے سکوت کیا پس اگر کوئی دلیل محض موجود ہوتی تو سکوت
 نہ کرتے مہذا مقصود شیعو کا اس تخصیص سے اثبات عصمت آل عبا ہی سو ثبوت اور سکات
 بغایت دشواری مسئلے کے جو چیز پاک ہی او سکے حق میں نہیں کہتے کہ ہم او سکے پاک کرنا
 چاہتے ہیں غایت الامر یہ ہی کہ جب ارادہ الہی متعلق باذیاب جس ہوا تو اب یہہ مطہر ہو
 گو پہلے نمون اور یہہ ہی بطور اہل سنت ہی نہ اصول شیعہ اس واسطے کہ نزدیک عکرمہ
 و حق مراد الہی لازم ارادہ الہی نہیں بہت امور ہیں جنکا ارادہ خدا کرتا ہی اور شیطان
 و بی آدم او سکود واقع ہونے نہیں دیتے کما فی بحث الالکیات من التحفہ اور اگر خدا کو

داخل نمونہ ازواج طہرات میں

نزول کر کے ہے انا وہی عصمت معصومہ و ہر جاویدون فرمایا اِنَّ اَشَدَّ ذَنْبٍ عَلَيَّ اَنْ اَكُونَ
 وَطَرًا كَمَا تَطْهَرُ اَيْ تَدْبَابُ اَيْ غَاہِرَی كَدُغْبِی ہِی اَوْ سَكُو بَحْتَاہِی كُوَا كَمَا اَشْجَعُ تَجْہِی ہِی اَوْر
 بصورت مفید ہوئے اس کلمہ کے معنی عصمت کو لازم آتا ہے کہ سب صحابہ علی الخصوص حضرت
 بدر قاطبہ معصومہ ہوں اسلئے کہ انکے حق میں فرمایا ہِی وَلَكِنْ يَرَىٰ فِي ظَنِّكَ لَكُمْ وَنِعْمَ نِعْمَةً عَلَيْنَا
 نَعْلَمُ تَشْكُرُونَ وقال تعالى وَيَذَرِبُ عَلَيْكُمْ خِزْيَ الشَّيْطَانِ اَوْ ظَاہِرَی كَا تَامَ نِعْمَتِ عَمَّا
 دیگر ہِی علاوہ ارادہ تطہیر کے اور اول ہِی عصمت پر اسلئے کہ تمام نعمت کا بدو ن حفظ از
 معاصی و شر شیطا ن بعد تطہیر مقصور نہیں آور جو وجود کہ لفظ تطہیر و جس میں بطور جناس
 متطرف ہیں وہ سب اب ہباز انشور اہول ہِی اَوْر مَوْدِ اسکی ہِی روایت طبری کی مجمع البیان
 میں ابو حمزہ یامانی و محمد بن ابی عمر سے تازید بن علی و علی بن حسین کہ انہوں نے فرمایا
 ہم امیر وارثین و واجر کے واسطے حسن اپنے کے اور و و چند عذاب کے واسطے
 مسی اپنے کے جیسا وعدہ ہِی ساتھ از و ارج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نے
 امام زین العابدین سے پوچھا کہ تم اہل بیت مغفور ہو غنا ہو کہ فرمایا کہ ہم لائق ترین
 ساتھ اس بات کے کہ جاری ہو ہم میں وہ چیز جو جاری کی اللہ نے از و ارج نبی میں کہ
 ہمارے محسن کہ و اجر اور کسی کو و دنا عذاب ہو پھر و فو آیت کو تلاوت فرمایا انتہی اس سے
 تصریح کچھ عدم عصمت اہل بیت کی آور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام مدوح از و احو و اخل
 الہیبت و شہرہ کی غالب حکم تطہیر جانتے تھے چنانچہ روایت ترمذی و سوطا و ابوداؤد
 و ضبرہ جسکو اپنے نقل کیا ہِی مَوْدِ اسکی ہِی اسلئے کہ اگر آیت تطہیر عصمت ہوتی تو
 اسکی کیا ضرورت تھی کہ ہر وقت چہ مہینے تک دروازہ سیدہ پر کھڑے ہو کر فرمایا
 الصلوٰۃ یا اہل البیت پس متحقق ہوا کہ یہ ارادہ ہِی شریعی تہانہ تکوینی کہ مراد و قور
 اوس سے مختلف نہ ہو کہ جو مصحف عثمانی میں یہ آیت ابانہ مخاطبہ یعنی از و ارج میں درج
 ہِی اسلئے یعنی آدمی کو مخاطبہ پڑا و ظاہر ہِی کہ ترتیب عثمانی خلاف نزول و حقیقت

و مقدم و مفرد و رفع ہی جو اہم ہے ہر شبہ دفع ہی جواب سبق جبین قطع نظر کلام سابق
لاحق سے کر کے پاخ دیگیا ہی فلیہ جمع الیہ قولہ بعضے سستی الزامات کہتے ہیں کہ شیعہ
قرآن کا نام صحیفہ عثمانی نہ کہا ہی یہاں قابل جماعت علماء کے نہیں اسلئے کہ یہ حرف سستی
ہی کہتے ہیں اتفاق میں چند جگہ یہ لفظ لکھا ہی جواب آپ حضرت لاوری اور حضرت
لفظ بیاصل و محبوبہ عثمانی کو چھوڑ کر صرف بغیر من استجابہ صحت اہل سنت پر لفظ صحیفہ کو اختیار
کیا ورنہ ظاہر ہی کہ کوئی سستی اس باب میں طاعن شیعہ پر نہیں اسلئے کہ اضافت مصحف
کی طرف عثمان کے بسبب اشاعت و اذاعت قرآن کے ہی نہ بنا بر تصنیف کر کے عثمان
کے آوج سے عبادۃ النجو ہی پڑھی ہوگی وہ ہی جانتا ہی کہ اضافت ادنی ملا بہت سے
صحیح ہوتی ہی ہاں اگر کوئی دلیل حدت فقہ مایض عثمانی وغیرہ دے گی و کان میں موجود
ترا و سکو ہمارے ہاتھ جو کہ امتحان سمرہ و ناسرہ ہو قولہ ترمذی و مطا و ابوداؤد
و مسلم و جامع الاصول و مشکوٰۃ و مسند احمد و سنن و مسند ابی داؤد و مسند ابی یوسف
الصحاح ستہ و سنن عبد بن حمید و مجمع بین الصحیحین حمیدی و نسائی و مختلف المجاہد و زل الابرار
مستدرکات و موطا سید علی ہمدانی شافعی وغیرہ متواتر اس و ابن عباس
مسند و قاص و ابو سعید خدری و وائلہ و ام المؤمنین عائشہ و ام سلمہ وغیرہ بہت روایت
مستند سے مروی ہی کہ بیشک سوائی آل عباس کے اور کوئی مرد وزن اس آیت میں مقصود
نہیں پس بہت ہوا کہ ازواج مکرات البیوت انحضرت سے جبکہ پیر و اشاعہ شریعہ میں
علو و میں الخ جو کہ قال اللہ تعالیٰ و قد خاب من قرئی ان کتب میں یہ مضمون
کہ سوا آل عباس کے اور کوئی مرد وزن مقصود نہیں تخصیص حرف تاکید و حصر مقصود ہی اور
غیر موجود اور اس پر طرہ یہ ہے کہ اس ہذیان کو متواتر کہا جاتا ہی یہ قریب متواتر ہی
کہ عثمان و عثمان روایت مثلاً متنازع المجاہد و زل الابرار وغیرہ میں مرقوم ہی عباس
غرائب اجتہاد ہی رعای وقت تو خوش وقت خوش کردی بلکہ اس فخریہ

اطلاقاً صحیح ہے کہ کلام اللہ

مخصوصاً ازواج مکرات البیوت

ذکر عثمان

ایک بڑی قیامت دار دہوتی ہے کہ جمیع روایات احادیث اسلی صورت میں متواتر نہ ہو جائیں گی
اور وجود غیر متواتر کا عالم امکان سے مفقود ہوگا اسلئے کہ اب کثرت بالذات سے
ہزار ہا بلکہ لاکھ کتاب ہمایہی اور غالباً ایک دوسرے سے ماخوذ ہے پس بصورت وجود ہزار
احاد کے چند کتب میں تواتر اسکا ثابت ہو جاوے گا حالانکہ نزدیکاً اہل سنت کے متواتر
کتاب اللہ اور چند احادیث کے کچھ متواتر نہیں تہذا روایات ترمذی و ابو داؤد و مسلم
و مطا وغیرہ کو اگر دلالت ہے تو اسی پر کہ محلی طائفت ازواج مطہرات ہیں اور اہل عبا
بطریق تبع بنا پر دعا نبوی او نہیں شامل داخل میں کہامنی توفیقہ تخصیص تزلزل پر سنا ہے
عبا کے حالانکہ لفظ اہل بیت کا ترجمہ یہی ہے کہ گھر کے لوگ نہ اور کچھ اہل کے معنی لوگ
اور بیت کے معنی گھر اور گھر کے لوگ عبارت ہے بی بی سے نہ اما و بیٹی و نواسہ
آخر یہ ایسی لغت نہیں جسکے ہزار پانسی سنی ہوں آج تک عرف میں مراد الیٰذا سے نہ وجود ہوتی
ہے نہ اور کوئی آدھ سے نہ چو کہ ہمارے گھر کے لوگ کیسے ہیں وہ اس لفظ سے بی بی
کو سمجھے گا اور مثل مشہور ہے کہ گھرنی بی سے ہے اور جب ایک بی بی سے گھر ہوتا ہے تو وہ
یا گیارہ یا زنی بی سے کیونکہ گھر ہوگا حالانکہ خود حق تعالیٰ نے پیغمبر کے گھر کو اسکا گھر فرمایا
و قرآن فی بخیر کن پس جس صورت میں کہ خدا انکو اہلبیت پیغمبر میں داخل کرے وہ کون ہے
جو انکو گھر سے نکالے یہ کچھ خالاجی کا گور نہیں کہ وہ بیگانہ شتی سے جو چاہتا ہے ثابت کر دو
علاوہ اسکے کسی لغت و استعمال میں معنی اہل بیت کے اما و دختر و احفاد نہیں کہے
اور اگر یہ معنی ہیں تو چاہیے کہ جہاں کہیں لفظ اہل بیت ہو وہاں یہ معنی ملے سکیں
کہ لا یصار الی الجا زال اعند تغذہ کھینقتا اور یہ معنی اس لفظ کے حقیقی ہیں اور معنی ازہ
مجازی ہیں حالانکہ یہ معنی محاورات قرآنی میں ہرگز نہ بن سکیں گے اس صورت میں
تفسیر اہلبیت باما و دختر وغیرہ کرنا معنی قرآن کے بگاڑنا ہی علی الخصوص جسوقت
کہ کوئی روایت مخصوص مرجع ہی موجود نہ ہو اسوقت یہ تفسیر باقرائی ہی شعر

توین عدم الانشقاق انکالاتی می باشد و انکالاتی می باشد و انکالاتی می باشد
 کاسدہ میوات وغیرہ حسب فہم سامی حاجت تطبیق کی اور وقت ہو کہ دو نو روایت ایک مرتبہ
 میں ہوں شہرت و محبت و افادہ وغیرہ میں حالانکہ یہاں خلاف اسکے اخبار صحیح جمع علیہا
 وغیرہ موجود ہیں جس سے مخاطب بالذات ہونا ازواج کا اور شامل داخل ہونا آل عبا کا
 بحکمہ العبرۃ لعموم اللفظ لا خصوصاً بسبب ثبوت نبی کا نبوی ثابت ہی اور اگر دو نو روایت کو ہم
 ہی رکھیں تو بھی حسب ضابطہ مقبولہ مومن جہالتی و حسام وغیرہ کہ اس حدیث یفسر بعضہ بعضا
 ترجیح اسی کو ہوگی اس لئے کہ قرآن پاک مؤید اس کا ہی اور وہ اکثر ثقلین ہی اور ائمہ ہدی کہ
 نقل اصغر ہیں مع القرآن ہیں اور بقول آپ کے مفسر فرقان و ترجمان کتاب رحمن میں تو
 سنی ابو جریج کہ اپنی کتابوں میں بسبیل تواتر حدیث ثقلین کو لکھتے ہیں لیکن اس پر اعتقاد
 و عمل نہیں کرتے جیسا عمر بن خطاب نے کہا حسب کتاب اللہ یہ ایسی بات ہی جیسے ایک
 بیمار کے پاس کتابیں طب کی موجود ہوں اور وہ علاج میں رجوع طرف طبیب کے نہ کرے
 اور کہے کہ سارے علاج بیمار یوں کے کتاب میں مفصل لکھے ہیں میں اپنے علاج
 آپ کو لون گا حاجت حکیم کی کیا ہی وہ ضرور نسخہ میں خطا کرنے کا اور غالمی اوس کا
 نسخہ مفید نہ ہو اب حدیث ثقلین اگرچہ کتب اہل سنت میں مزوی ہی لیکن کسی
 نزدیک تواتر نہیں آپ کے داغ میں بسبب حق حق بنی دو کا نداری کے اختلاف ہو گیا
 ہی ہر چیز متواتر نظر آتی ہی خدا خیر کرے عمر نے جو حسب کتاب اللہ کہا نو روایت
 نہیں کہا جو حق ہے خبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث ثقلین فرمائی کہ اوس سے انکا
 متشکک اہل بیت (علیہم السلام) ہو سوتا آپ کی تقریر سے ثابت ہی کہ سنی قرآن پر تو عمل
 کرتے ہیں لیکن حیرت سے متشکک نہیں سو جواب اوس کا یہ ہی کہ معنی متشکک یہ تو ہے
 جو حسب قرآن کہ باقر شیعہ اکثر ثقلین ہی سودت و موالات اہل بیت ہی لا غیر خانیچہ بقا
 قرآن کا قیام ساعت اسی غرض کے لئے ہی کہ ہمیشہ عقائد و اعمال کو اس پر عرض کریں

حسب ضابطہ تطبیق دو روایت

حسب کتاب اللہ کہ سنی و شیعہ

حرمِ رافق ہوا وہی قبول اور جو فی البدیہہ ہوا وہی ترک کریں اس میں کسکی اور عترت و دو نور ہر مہین
 جس جس صورت میں کہ عمر فاروق نے او ایام کتاب اللہ کلمہ جہا کہما تو اس میں عترت لگتی
 اس لیے کہ قرآن و عترت کا ساتھ ہی جو قرآن کو مانیک گاہ و عترت کو پہلے مانے گا آخر یہ بھی تو
 قرآن ہی میں ہی لاکھ سکھ علیہ السلام جبر الہامی فی القرآن اور جس نے قرآن کو نہ مانا اور حرف و
 بیاض عثمانی جانا وہ عترت کو بھی نہ مانے گا چنانچہ کا فرم نہ جانتا و افق کاسو کے
 ائمہ اثنا عشرہ کے اکثر عترت کو سابق گذر چکا ہی اور مثال کتاب طب کی اس جگہ
 نہیں بلکہ قیاس مع الفارق ہی خاصہ بمقدمہ فاروق اس لیے کہ عمر کا مرتبہ امت میں مرتبہ
 حکیم کا ہی نہ درجہ علیل کا اور جس نے حکم تک بعت کا فرمایا ہی اسی نے یہ بھی فرمایا ائمہ
 بالذین بن بجدی الی بکر و عمر پس اگر یہ لوگ بیمار ہوتے تو آنحضرت ان کے اقتدا کا کریں
 حکم کرتے کہ راسی العلیل طیل اس طرح فرمایا ہی علیہ السلام سنتہ الخلفاء الراشدین
 پس طعن انکی واقع میں معاذ اللہ منجر ہوتی ہی طرف ختم المسلمین کے و کفی بھلا اللہ معہ ایک
 حدیث نقلین میں یہ تصریح ہی نہیں کہ عقائد و اعمال کو عترت سے سیکھو کہ مسامح
 تشبیح ہو بلکہ مثالہ کتاب و الہدیت صریح وال ہی اس بات پر کہ قرآن مجید و سنتہ لم نبوی
 اوس سے اخذ احکام و اوامر و نواہی و ادراک حق و باطل کرو اور عترت آل نبی ہی
 ان سے دوسنی و یاری رکھو اور اگر عترت کا فی ہوتی تو بحیر بقار قرآن لغو تھا اور نہ
 قرآن ایسا مشکل ہی کہ جز عترت کو ہی اوسکو سمجھ سکے لفظاً آنزلنا آیاتہ و تمایات و ہل
 مدکر و غیر بہت جگہ وار وہی آب کو ہی دلیل حسن فہم قرآن و دلیل بہت ضرر ان اگر کیے
 کیسہ معلومات میں تفتیش چہی و مری ہو تو اوسکو کالو بچہ کہ دن کام آویگی اور فساد
 اس فہم کا ظاہر ہی کہ تنک ساتھ قرآن کے ہر زمانے ہر آن میں میسر ہی بخلاف
 عترت کے کہ ہر زمانے میں موجود نہیں تنک کس سے کیجئے ایک امام مہدی
 میں کہ صد ہا سال سے نجوف اعدا غار میں چہی بیٹھے ہیں اور ہمیشہ فریاد اخرج

یا مولانا اجماع ملبولانا زبان شیعہ مومنین سے سنتے ہیں اور زینہار ملقت نہیں جوتے
 اور جو ان گذشتہ میں ان کے محدثین بھی متکلم بسبب نقیبہ و توریہ کے میسر نایا اور
 نیز متکلم اوس سے کرتے ہیں جو مقصوم ہوا اور عصمت عترت کی ہنوز محل توقف
 میں ہے اور جن تعالیٰ نے قرآن کو شفا فرمایا ہے جب اوس سے بیماری نکلے اور اوس کو
 طبیب سمجھا تو اب عترت سے کہ خود محتاج قرآن میں اور اصغر نقلین کیا بہبودی ہوگی
 و جد ابا قبل شہرا اول آخر قرآن زچہ بآمد و بین فی معنی اندر و دین رہبر تو قرآن میں
 قولہ اسطرح جو کوئی دعویٰ عمل کتاب اللہ کا کرے اور رجوع طرف اللہ الہیبت کے
 نکرے کتاب اوسکی مادی نہیں جیسا امیر المومنین نے غزوہ صفین میں فرمایا ہذا قرآن
 صامت و اما قرآن ناطق اور اگر کتاب خدا مادی ہوتی تو آنحضرت عترت اطہار کو قرآن
 کتاب فخر لے کر دو ہونے سے متکلم کرو اور یہ نہ کہتے لاقدمو ہما فہم لکواللہ الخ اس
 معلوم ہوا کہ فائدہ بدوین متکلم اہل بیت کے کتاب اللہ سے ممکن نہیں اور نجات
 انہیں کی اطاعت و فرمان برداری میں منحصر ہے جواب حضرت امیر علیہ السلام
 جواد قرآن ناطق فرمایا سو سئلے کہ خوارج اوسکی تاویل طبل بمقابلہ امیر برحق کرتے تھے
 اسلئے نہیں فرمایا کہ قرآن صامت غیر مفید ہے محمد ابن ابی الحدید شیعی نے فرمایا
 نج البلاغۃ میں ناطق فرمایا چناں میر کا قرآن کو نقل کیا ہے اور عبارت لاقدمو ہما الخ
 باوجود غلط سلط ہونے کے روایت شیعہ ہی ذیل سنت اور حال متکلم ہل سنت
 ساتھ عترت کے غیر محتاج بیان ہے اسلئے کہ سارے سلسلے مجتہدین امت اور الیاء
 ملت کے ظاہر و باطن میں منتہی ہیں طرف اللہ ہی کے اور اگر کما ہذا قرآن صامت
 دلیل ہی عدم مادی ہونے کتاب اللہ پر بدوین عترت کے تو کما ہذا قرآن ناطق کا
 دلیل ہی استحفاظ کتاب اللہ پر اور اس کلمہ سے اور کلمہ فاروق سے کہ جب کتاب اللہ
 ہی فرق زمین و آسمان کا ہے عمر نے اس کلمے میں بھی قرآن کو جمعین ذکر متکلم الہیبت

کافی ہذا قرآن مجید

مردود و مردودین مخالف قرآن کا نزدیک نام لکھو

کافی سمجھا اور عترت کو اس میں داخل جانا تو حضرت امیر نے باوجودیکہ قرآن نقل الکریم ہی ہو سکے
 عظیم فرمایا اور نقل مسخر کو کافی ٹھہرایا حالانکہ اس کی میں برابر کہ ادب ہی اب بھی کلہ فاروق
 اعظم غالب پا اور کلہ اسد اللہ غالب غلوب انصاف سے گذرنا سچا بیگے کہ مستک ثقلین کا
 کون ہی طرف یہ ہے کہ خود عترت نے تصریح کی ہے ساتھ کافی ہونے کتاب اللہ کے ہر
 عترت کے چنانچہ آپ نے صفحہ پانزدہم میں بعض روایات مؤید اس دوسری کے نقل کئے
 ہیں از انجملہ یہ ہے کہ ابو جعفر مرقی نے اعتقادات میں لکھا ہے کل حدیث لا یوافق کتاب اللہ
 فهو باطل وان وجد فی کتب علماء ائمتنا فهو مدلس اور کتاب کافی میں بسند مرفوع عن
 ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علی کل حق حقیقہ
 و علی کل صواب نوز فوافق کتاب اللہ فحدودہ و ما خالف کتاب اللہ فدعوہ و ایضا عن ابی
 بن الحرف قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول کل شیء مردود الی الکتاب والسنۃ و
 کل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فهو زخرف پس یہ دلائل مطلقہ ہیں اس بات پر کہ اصل اصل
 مستک قرآن مجید ہی اور جو حدیث اس کے خلاف ہے وہ باطل و مدلس و مردود
 و زخرف ہے اور اس میں کہ مستک عترت کا نہیں آیا اور قرآن پاک میں خود قرآن کو پر
 مقارنت عترت کے کافی فرمایا ہے قال تعالیٰ اولم یفہم انما اشرکنا علیک الکتاب
 تبلی علیہم ان فی ذلک لرحمۃ و ذکر لری لقوم یؤمنون اسجگہ نظر اسکے کہ قرآن نہا
 نزدیک شیعہ کے کافی نہیں مرجع منہ آؤ لم یفہم اگر امامیہ کو ٹھہرائیں تو گویا حق بحقد
 رسید یا جملہ اس سے نکلا کہ مستک بعزت عقائد و اعمال میں بہت کم بلکہ مروت و عفت
 و احرام میں ہی اور یہی مذہب ہی اہل سنت کا بخلاف شیعہ کے کہ انہوں نے
 قرآن کو تو بیا ض عثمان ٹھہرا کر مہجور کیا اور عترت کو غائب قرار دیکر مطمئن ہو چکے
 اب جب جہا جب الامم و الزمان ثقلین اور قرآن جدید نکالیں تب کہیں مستک ثقلین
 روزی ہو اور جن مجتہدین و اخباریین سے اب مستک ہی وہ سب مٹو و عترت

مرحوم حضرت ابن کماثر پس منسک مطلب کو کہاں متعصر عقاشکار کس نشود و انہما بنی
 کا بنی ایشہ تا بدست دست دام راہ قولہ ظاہری کہ تمام کتب حدیث و تفسیر و فقہ سنون میں
 بذات حق سے اثر و خبر نہیں اور اگر احیاناً کسی جگہ شاذ و نادر لکھا ہی تو اس جگہ کہ مفید مطلب خود
 ہو یا مقام ضعیف کہ کرنے نہ کرنے میں اس کے حسب ان ضرورت نہ ہو اور محل ضروری میں
 کیا ممکن کہ اقوال ائمہ کو زبان پر لادین جو اس ظاہری کہ خدا نے آپ کو چشم بینا و گوشت
 عطا نہیں کیا ورنہ کوئی کتاب سنون کی دیکھتے تو حال خبر و اثر ائمہ ہدی سے کچھ اثر و خبر
 بتو اب کسی عالم ہی مسلم ابن ماجہ ابو داؤد و ترمذی و نسائی وغیرہ کتب حدیث کو پڑھ کر
 سنو کہ انہیں کوئی روایت ائمہ سے ہی یا نہیں آوے اگر سبب قلمیت فرصت کے بنا
 خرید و فروخت بازاری اور انصرام خدمت مختاری یہ نہیں ہو سکتا تو شوکت عمر یہ کو ملاحظہ
 فرماؤ کہ اوہیں کیا ثابت کیا ہی مختصر یہ ہی کہ نزدیک اہل سنت و جماعت کے ہزاروں
 روایتیں حضرت امیر و دیگر ائمہ اطہار سے انکی کتب میں کہ جمعا و فردتہ سے واسطے تالیف
 ہوئی ہیں موجود ہیں چنانچہ لال کاٹی نے محدثین اہل سنت میں سے ایک کتاب فقہ مضمون
 کی کتاب اطہار سے لیکر تا آخر ابواب فقہ جمع کی ہی اور تفسیر شاہی محض واسطے جمع روایات
 ائمہ اہل بیت کے بابت تفسیر تالیف ہوئی ہی اس طرح اور تفسیر اہل سنت مثل تفسیر کبیر و در
 منثور و معالم التنزیل و کتب حدیث و فضائل اہل بیت و صحابہ روایات ائمہ اطہار سے
 مطلوب ہیں انتہی پس دعویٰ تکلّف اہل سنت کا روایات ائمہ سے و تفاوت ضروری و بدھم و
 محض واسطے عیب پس مقلدان شیطان الطاق و ہشام احوال و کلینی اعمور و غیر جم
 کے ہی ولیکن انہما کے مانند ان راز کے کہ سازند محملہ قولہ جنون سے بچا
 الی قولہ کہا حق بلی تھا جو اسب و جبربط اس حکایت مجنونانہ کی کہ شعر خط جو کہیں سبذی
 ماقبل ما بعد سے کچھ واضح نہ ہوئی ورنہ کچھ گفتگو کیجاتی آرے احادیث اہل سنت و جماعت
 قولہ فی سبہ و بنی عباس سے بارہ نام باختلاف اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں از انجاء ملا علی

نور و احاطہ الی کتابہ

نامہ امام بنی عباس

قاری نے شرح الکبر میں لکھا ہے کہ بعد چار بار کے معاویہ خلیفہ پنجم و یزید علیہ السلام و عبد الملک
 بن مروان ہفتم اور فرزند اسکے یزید و یسکان و ہشام و ولید و منہم عمر بن عبد العزیز بہارہ
 امیر فزوش بموجب حدیث کے ہیں جو اب یہ سب بنی امیہ بن امیہ بن کوئی بنی عبد شمس بن
 ان بارہ کو دونوں سے قرار دیا غالباً نشانہ کمال تہجرت علم تاریخ بنی کہ ماوراء کلات و دیگر
 فن میں ہی انکو دستگاہ کامل حاصل بنی حالانکہ ذکر یزید و فرزند و خلفاء میں ستائش سب کونین
 کہ اوںکو شمع شریک امامت جانا ہر خصوصاً اسوقت کہ جب خود انہیں علمائے تصریح
 کی ہو کہ مراد خلافت عام بنی حق ہو یا باطل اور منجملہ انکے ایک یزید بھی بنی اسی جگہ سے
 بدالائے مطابق معلوم ہوا کہ یزید ملا حجت خلافت کی نہیں رکھتا تھا چنانچہ اسی لئے سید
 و طاعلی قاری وغیرہ نے باوجودیکہ یزید کو خلفاء میں ذکر کیا ہے لیکن تکفیر اوںکی سے ویش
 نہیں کیا غایۃ مافی الباب کہ اس تعداد میں مساحت ہوئی سو یہ محل نزاع نہیں بلکہ نزاع
 حسن سیرت و حقیقت خلافت میں بنی اور وہ باطل بنی محمد الامین طاکس ثانی کی کیا کوس
 و شیعیہ دیگر آفرار اوںکے اور بہت سے غرابیب سود قائل ہیں ساتھ حسن سیرت یا مومن ہونے
 کے حالانکہ انھوں نے قطعاً پیغمبر اور ائمہ ہدی مرثوۃ بعد از نبی وار و ہیں اوںکے امن میں تخصیص
 اور شتر اسبات پر کہ وہ قائل علی بن موسی الرضا علیہ السلام بنی بہرہ و اہل فاقہ قاقولہ بن
 آخر صواعق میں لکھتا ہے کہ لایجوز الطعن فی معاویۃ لانه من کبار الصحابۃ انج جو اب صحابی ہوا
 معاویہ کا عبارت قاضی شوستر سے ظاہر ہے کہ اوائل مجلس سیوم محاسن المؤمنین میں لکھا
 ہے کہ قمرین صحابی بنا بر نظر التوالیست کہ ملاقات منورہ باشد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و
 کہ ایمان باو آوردہ باشند انتہی آور یوں ہوتا معاویہ کا صلح امام حسن سے واضح بنی
 اسلام کہ اگر مومن بنوقی تو امام معصوم کما کسی ظلم و جہول کی ویدہ و دانستہ کیون غنا
 کرتے اور وجہ عدم طعن معاویہ کی آئندہ ذکر معاویہ میں آوگی قولہ ولایجوز لعن یزید
 و تکفیر غایۃ مافی المؤمنین انج جو اب مومن ہونا یزید کا اس اعتبار سے ہے کہ وہ اگر

علی بن معاویہ
 لعنہ بن صحابی

لعنہ بن یزید و مومن ہونا

مسلمان کہتا تھا اور اطلاع خانہ پر شخص معین کی متعذر ہی جب تک کہ خاتمہ او کا کفر پروردگار
یا ستوا ثبات سنت سے ظاہر نہ ہو مستوجب لعن نہیں حالانکہ لعن کا فرسین پر ہی ناروا ہی
بچہ جاکر اسکے جواب کو مسلمان کہے نہایت یہ کہ مسلمان فاسق تھا ماسوق سے ایمان الکل
نہیں ہوتا بلکہ ایمان و مشق جمع ہر سکنا ہی کہا قال تھا خطیلاً علماً صراحاً و آخر سیدنا عیسیٰ اللہ
آن یوثب علیہم اور جب تک ایمان باقی ہی اگر چہ ضعیف ہو اطلاق کفر کا اور سب نکرینک اسلئے
کہ قرآن میں وعدہ جنت کا محض ایمان پر فرمایا ہی و وعد اللہ المؤمنین و المؤمنات جنتاً تجري
من تحتها الانهار فالذين فيها هم آيت سورة توبہ میں ہی اس سے معلوم ہوا کہ لعن کن نہایت
پر اور عذاب چاہنا اور سکے لئے گویا حکم کرنا ہی خدا کو واسطے خلافت و عدلی کی کہ حجت
نقض ہی ان ائمة لا یخلف الیہا و معہذا کسی شریعت میں بدکننا بدون کا موجب جبر و ثواب
نہیں مگر کرئیس سارے بدون کا ابلیس ہی او سکوبی بدکننا حد نہیں اسی جگہ سے
جناب امیر نے سید و دشنام اہل شام سے منع فرمایا کہ اگرہ لکم ان تکونوا سبا میں کذا
فی بیع البلاغہ لیکن امامیہ باوجود دعویٰ متکلفین کے قول عترت کے برخلاف گالی
گفتے کو عین عبادت سرایا حسنات جانتے ہیں جبکہ اما قبل شہر و دشنام ہر سب بدکننا
باشدہ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم و باجملہ قول ابن حجر کا استوری میں اکثر حجرہ صحابہ
نہیں اپنے او کو نقل فرمایا لیکن ادا کہ تردید کو ضبط نکلیا مہمبت اللہ ہی کفر قولہ و قاتل حسین
لا یافق مذہب اس عبارت سے شمر وغیرہ پر منع لعن کیا ہی جواب بعد وضوح علت منع
لعن کے کہ اس میں اس عبارت کا ماحصل نہ ہو گیا اور تعین شمر وغیرہ محض اپنی خوش فہمی ہی اسلئے
کہ بعد ثبوت انما و استبشار ان زیاد و شمر کے اس فعل شنیع پر بے تعارض ادا کہ کے
کسی کو اسلئے لعن میں ترقف نہیں قولہ مذہب غزالی کا در باب منع لعن یزید حیوۃ اکیو
میں مرقوم ہی کہ ان تک کلمات کفر کو نقل کیا جاو فقرہ اخیر سے معلوم کر لو انا الترحم
فجائز ارج جواب حیوۃ اکیو ان میں مذہب غزالی کو اس طرح کہنا ہی کہ یزید صحیح اسلام

وعدہ جنت عترت پر ایمان

منع لعن یزید امام غزالی

روایت بخاری از تواتر

تواتر بخاری از تواتر

روایت بخاری از تواتر

روایح قتلہ حسینؑ ولا امرہ ولا رضاه بزرگ و منہا کم یصح ذلک لم یجزان طبق ذلک؛ فان
اسانہ الفل ایضا بسلم حرام انتہی سواس عبارت کو آپنے خیانتہ باتمام نقل کیا بغرض انجا
ملعون کے حالانکہ علت عدم ملعون لعن کی اوس سے ظاہر ہی مع ذلک احقاق وغیرہ
کتب معتدہ شیعہ سے تشیع امام غزالی کا ثابت ہی پس اگر تخریلا او کو سستی کہئے تو
حرف انصاف یہ ہی کہ جسطرح غزالی قاتل حسین کو فاسق کہتے ہیں اسی طرح قاتل
ذی النورین کو بھی پس اگر او کو بنا پر تشیع عداوت امام حسین سے نہی تو چاہیے کہ
بنا بر تسنن فی النورین سے بھی ہوتی حالانکہ کوئی قاتل اس کا قاتل نہیں قولہ بخاری نے
بعض خوارج سے اور ایک جماعت ملعون نہیہم سے احتجاج کیا اور امام محمد باقر و جعفر
علیہما السلام سے نکلیا یہ ظہور ہی او سکے تعصب کا مسنت میں ہذا نشان اکابر ہم جو
یہ ظاہر ہی آپ کی سرقہ کا تشیع میں کیونکہ یہ ساری عبارت بجز التفاس میں لکھی ہی یعنی ہا
اس خیال پر کہ بیٹے کو باپ کے مال میں تصرف جائز ہی علی الخصوص بمقابلہ المسنت وقت
حاجت ضروری کے او کو بے حوالہ کتاب نقل کیا سو بخاری نے مروان سے پوچھا
کی ہی کسی اور خارجی سے اور وہ ہی بالانفرد نہیں بلکہ ہمراہ او سکے مشور بن محرمہ ہی ہی
اور وہ ثقہ ہی اور یہ مقرر ہی کہ جب کوئی منافق متبع نقل کرنے بعض اخبار میں شریک
الطبی ہو تو اوس سے اخذ کرنے میں مضائقہ نہیں خصوصاً بخاری میں روایت مروان
باین صفت دو جگہ سے زیادہ نہیں ایک تو قصہ حذیبیہ میں دوسرے قصہ بنی مائدہ
و بنی ثقیف میں سوان و دونو مقام کو سیطرح کا علاوہ عمل و حقیقہ سے کہ نہیں اسی طرح
روایت او کی بصفت مذکور اور جگہ بھی ہی اور مدار روایت بخاری کا امام زین العابدینؑ
ہی اور سند بھی او کی منتهی ہوتی ہی طرف انکے پس جس صحت میں کہ خود امام مروان سے
روایت کریں تو بخاری سے بخاری کو او کی روایت سے بعیت ثقہ کیا احتراز لائی ہی
سمند بخاری نے اب مفرد میں امام جعفر صادق سے روایت کی ہی اور نہج البلاغہ میں

کہ اغز مروان ابوہریرہؓ کو کھلنا شروع ہوا جس پر حسین علیہ السلام الی امیر المؤمنین علیہ السلام نے سبیلہ
قولہ احمد بن حنبل نے اپنی سند میں لکھا ہے کہ لوگوں نے سبیلہؓ کو دیکھا اور بعضوں نے
 سبیلہؓ کو دیکھا اور علیؓ کے بہت فضائل علی کو چھپایا اور ظاہر کیا اور بعضوں نے احادیث
 خلاف اور سکے وضع کئے اور یہی فضائل علیؓ اس قدر ہیں کہ صحابہ میں سے کسی کے فضائل
 برابر پائے نہیں جاتے جو اب سند احمد میں یہ روایت کذا ہے یا بنی نعلی اور تقدیر
 ثروت مراد صاحب ہیں نہ اہل سنت والا احادیث مخالف فضائل علیؓ میں منقول ہوتے
 اور تکریم یا شیعی کے بہت روایت امامیہ ثابت ہے عبدالرزاق لاہجی شیعی نے گوہر مراد
 میں لکھا ہے در بیان علیؓ اہل سنت دور تر از عناد محمد بن ایشان را یا فتم کہ از فضائل حضرت

امیر المؤمنین علیہ السلام ہاں کہ مخالف معتقد ایشان بہت بیچ بہان نکر دہ اندر چہ بایشان سیدہ
 روایت کردہ اند و این زہد بہت ہمارست فن شریف علم حدیث بہت انتہی قولہ حمیدی کہ تہا ہی
 لابن عمرؓ نے کہا کہ ابوہریرہؓ بہت جھوٹا ہذا تہا ہی جو اب یہ روایت مفتی ہی اصل کتاب

اور کہا کہ گزشتہ نہیں ان بقول ان الا کذباً صحیح تر مذی میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ قال ابی ہریرہؓ
 انت کنت الزنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحفظنا الحدیثہ اور دوسری حدیث سے
 ثابت ہے کہ آنحضرتؐ کا دعویٰ تہی قوت حافظہ کی اس لئے جو حدیث آنحضرتؐ سے سنتے
 او سکونہ ہوتے اور یہ صحابہ صفہ سے تھے رفیق میل منہار نبوی اگر انکو احادیث نبوی یاد ہوتے
 تو پھر کسکو یاد دہانی کی یہ جھوٹ تہا ابوہریرہؓ پر باندھا ہے نہ ابن عمرؓ نے صاحب کشف نے

ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ ثبت عندنا فی الاحکام ثلاثہ آلاف من الاحادیث روی ابوہریرہؓ
 ہذا الفا وخمسائے وقال البخاری روی عنہ سبعائے نفر من الاولیاء ہاجرین والا لضر وقدر

بما حقہ من الصحابہ عنہ فلا وجہ الی رد حدیثہ بالفساد اور کلام قاضی خان علی ما نقل فی الصواعق
 بھی اسکی تاثیر کرتا ہے کہ انی انتہی قولہ بخاری مسلم میں ہے کہ ابن عمرؓ سے کہا کہ ابوہریرہؓ کہتا
 ہے کہ رسول خداؐ نے حکم قتل سگ شکاری و سگ شہان کا نہیں دیا اس طرح حکم قتل

عہد انصاف و عدل میں ان حدیث فضائل احمد بن حنبل

کتاب ابوہریرہ

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

گندہ زحیٰ کہی بنید با عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہ اکابر ہریرہ کہ زحیٰ کہ کتابی جو اس وقت
 حنفیہ الشیعہ سے سورت ہی اور اس نے زہیر نقالی کشمیری سے اخذ کی ہی لیکن اسمین کوئی بہت
 علم کی سلامت نہیں ہوتی اسلئے کہ متصور ہوں کہ کایہ زحیٰ کہ سب زحیٰ نزدیک ابو ہریرہ کے ہی
 انہوں نے اسکا حکم آنحضرتؐ پوچھا ہوگا کیونکہ جو چیز جس شخص کے پاس ہوتی ہی اسکو فکر
 اس کے مسئلہ کی ہوتی ہی اور جس کے پاس نہیں اسکو خیال طلب اس مسئلہ کی نہیں ہوتی ہی
 اسی جہت سے صحیح ترین میں بروایت عبد اللہ بن قتل آیا ہی کہ آنحضرتؐ حکم دیا تھا کہ یہ منہ کلید
 و طیب جث و طیب ختم کا اور یہ حدیث حسن ہی ہے جس صورت میں کہ حکم سب زحیٰ کا احادیث دیگر
 سے بھی ثابت ہی اور وقت اسجا طعن ابو ہریرہ پر بھی ہی نہ کوکتے نے کا تا ہی اسلئے اناب پناہ
 کہتے ہو و تفصیل فی الفتی قولہ ابن ابی اسحہ یہ کہتا ہی کہ الکذب الناس سول خایہ ابو ہریرہ تھا
 سفیان ثوری اعتبار نہیں کرتا اخبار ابو ہریرہ پر مگر جو بقدرہ بہشت مدوخ ہوں ابو جعفر نے کہا
 کہ قول ابو ہریرہ کا ہمارا کشا رخ مقبول نہیں کرتے اسلئے کہ عمر بن خطاب نے اسکو مذکور
 سے ملا اور کہا اتنے بہت حدیثیں بنائی ہیں بہ حال ہی انکے کہ اسکا کلام کا واسطے دوسروں
 جو آپؐ سب اقوال سورت میں سوارم مجتہد جاثی سے بخلاف نقل اور اسنے ان سب
 ابن ابی اسحہ پر سے نقل کیا ہی اور ابن ابی اسحہ پر سے معارف ابن قتیبہ سے اور ابن قتیبہ ہی
 چنانچہ اصل عبارت سوارم یہ ہی کہ ابن ابی اسحہ پر شیخ خود ابو جعفر نقل سیکند کہ اوگفت ابو ہریرہ
 زہیر شیخ ما داخل وغیرہ مضیست در باب روایت زہیر اور زہیر زہیرہ و جہم کہ بکتاب اور زہرہ
 و زہرہ قد اکثر الروایۃ و جزیک ان لکونی کا ذبا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و از سفیان
 ثوری مروی است کہ او از صفور بن ابی اسحہ جم التیمی روایت نموده کہ گفت با کا کوا یا خذون
 عن ابی ہریرۃ الا ما کان من ذکر حبتہ او نار و ابو اسامہ از اشعث روایت نموده کہ گفت ابو ہریرہ
 صحیح الحدیث و ہر گاہ من از کسی حدیث سے شنیدم را عرض سیکردم پس کیا روز اور ہم
 پیش او احادیث و ابی اصل کج را کہ او از ابی ہریرہ روایت نموده ابو اسیم گفت احادیث ابو ہریرہ

بلکہ انہم کا وائیکرن کثیر ان کا ویرہ و مروی است کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام فرمود الا ان
 الکذب الناس او قال الکذب الاحیاء علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ہریرۃ الذہبی فی قولہ ابن ابی الحدید
 نقل ابن روایات گفتہ کہ ابن قتیبہ تمام بخیرین ذکر کردم و کتاب معارف و در ترجمہ ابو ہریرہ مذکور
 ساختہ انتہی بلفظہ مختصر پس جس صورت میں کہ بہر سب روایات کتب شیعہ سے منقول ہوئی
 تو کیا سیخ طعن بابت اسکے اہل سنت پر ہی خصوصاً جبکہ تشیع انکا باقر اہل تشیع ثابت ہو
 سبحان علی خائن مکتوبات مطبوع میں لکھا ہی کہ ابن ابی الحدید مقتضی نقضی است انتہی اور
 تشیع اسکا جملہات بحار الانوار خاصیت جلد السماء و العالم سے بقرآن بلکہ بدلائل ثابت ہی
 اور تصانیف علماء ایران ہی اسی کی مقتضی ہی اور سوارم و حسام و ذوالفقار حاکم جالینی ہی
 گوہر اش مدعا کی ہی کہ عبد الحمید بن ابی الحدید معروف بفاضل مدینی شیعہ ہی اسبطر تشیع اور سکا باقر
 استرلابی و ما زنی مدانی ثابت ہی اور ابو جعفر نقیب شیعہ ابن ابی الحدید ہی اور کثرت میں شیعہ بخیر
 سے ہی سابق القیم ہی چنانچہ تالیفات و روایات اور سکے دلائل تاسہ رکھتے ہیں اور سکے
 غلو نقض پر اور حال شیعہ ابن قتیبہ صاحب معارف کا آئینہ او گیتا جس جواب میں بیان کا اسے تقدیر ہی
 کہ جو جب تصریح پس صاحب صوارم نقل شیعہ مستی رجحان نہیں کما قال طرفہ انیکہ روایات مذہب
 خود سے ارد و اتباع ازما میخواد کاشان کتب شیعہ ان روایت را نقل میکرد و باز اگر اتباع ان
 میخواست چند ان مستعجب نہ بود کذا فی رسالہ الضمیمۃ فی علی ہذا ہم کہتے ہیں کہ طرفہ بہر ہی کہ روایات
 اپنے مذہب کے لاتے ہو اور اتباع ہم سے چاہتے ہو کاشان روایات کو کتب اہل سنت سے
 نقل کیا ہوا اور پھر اتباع چاہا ہو تاکہ چندان دور نہ تھا یہ حال ہی مولانا شیعہ کا وائے
 دوسروں پر حال انکہ ابو ہریرہ وہ شخص ہیں کہ صاحب کشف الغمہ نے لکھا ہی کہ امام محمد باقر نے
 اونے سند حدیث کی ہی اور صاحب تحفہ نے نقل فرمایا کہ جب معاویہ نے ابو ہریرہ کو
 شام سے طرف مدینہ کے واسطے خواہد گاری ام خالد کے ساتھ یزید کے بھیجا تو ابو ہریرہ
 عبد اللہ بن زبیر و عبد اللہ بن جعفر و عبد اللہ بن مطیع بن الاسود نے بھی انکی زبان پی پیام

نسخہ موجود انامہ توحید فی الاموال ابو ہریرہ

نظم خالد و الفت ابو ہریرہ ما لبیت

وضع احادیث و درج ثقات و ائمہ

مفسرین و ائمہ فاضلین ابو بکر

ایز ایچ خطبہ کا دیا حبیب ابو ہریرہ پہنچے ام خالد نے اسے مشورہ کیا ابو ہریرہ نے کہا ہاں
 لہذا کہ میں کسی کو برابر سبط رسول و قرۃ عین قبول کے نہیں جانتا چنانچہ ام خالد نے اس کے
 کہنے پر اموال و متاع یرید سے دست بردار ہو کر کھراج اپنا سا نہا امام حسین علیہ السلام کے کباب
 اور شرف باین شہرت ہوئی یہ حال ہی الفت ابو ہریرہ کا ساتھ اہل بیت نبوی کے علماء
 اسکے تہذیب میں امام ابی عبد اللہ علیہ السلام سے ہونا ہریرہ کا اہل بیت میں نقل کیا ہی عجیب
 کہ ہریرہ تو اہل بیت میں ہوا اور ابو ہریرہ محب اہل بیت ہی نہوں لیکن تم کیا کرو تا نیز بغیر سچا سے
 دل سیاہ ہو گیا ہی ہریرہ زبردست غلامت نظر کرتا ہی شہر اذالم کن للمروءین صحیحۃ فلا غرو ان
 یرتاب الصبح سفر بقولہ سیرت ثابت ہی کہ حق میں صحابہ کے واسطے مصلحت کے احادیث
 وضع ہوئی میں خصوصاً شان میں عینوں نامور کے جواب و تخصیص وضع حدیث
 کی شان میں عینوں نامور کے معلوم نہ ہوئی اسلئے کہ وضاعین کذابین نے سیرت کے حق میں
 احادیث وضع کی ہیں کیسی خفین اور کیا خفین اور جو ایسی احادیث ہیں وہ بقید وضع کتب
 موضوعات میں مرفوم ہیں اور اس سے موضوع ہونا کل احادیث فضائل کفار و اعدا کا لازم نہیں
 اور یہ عین الضاف اہل سنت کا ہی کہ باوجود عقائد حسنہ و سریرت خفا و ثلثہ کے ہر حدیث
 سب سے سند کو اسکے حق میں قبول نہیں کرتے جب تک صحت اسکی ثابت نہ ہو قال تعالیٰ فبشر
 عبادی الذین یتبعون القول فیتبعون آسوا و لکن الذین ہدایہم اللہ و اولئک ہم اول الاولیاء
 قولہ قال بغیر و آبادی ما درونی شان ابو بکر فی سن المفسرات التی یشتد بدایہ عقل کہ با
 کذا فی سفر السعاده جواب عبارت سفر السعاده فارسی ہی نہ عربی و لفظہ کہذا در باب
 فضائل ابی بکر انچہ مشہور ترست از موضوعات احادیث ان اللہ تعالیٰ بکام القیامہ لکنا لک
 ولابی بکر خاصۃ الی قولہ اشال الین از مفسر یافے ست کہ بطلان ان بحدایت عقل سلوہ
 انتہی اس سے ثابت ہی کہ علی الاطلاق احادیث فضیلت ابو بکر موضوع نہیں بلکہ جو
 مذکور کے ہیں وہ موضوع ہیں کتب واسطے اظہار مہارت علم و کدیت کے فارسی اور عربی

جنا یاد وہی غلط کہ مضائقہ منہم بحسن کہا کہ فی شان ابو بکر حالہ کہ یہ غلطی مبتدیان علم خوہ
 ہی تھی نہین چہ سچا صاحب سوس کے متعذرا اگر نقل سفر السعاده ترویکہ تہا سوس مذہبی
 تو بصرہ قس ثانی نے کہا گناہ کیا ہی کہ او کو سوس نہین سمجھتے یعنی در باب فضل علی بن ابیطالب
 احادیث بیشمار وضع کردہ اندر الخ قول جمع ترمذی من لکما ہی من اراد ان یظفر الی آدم
 حملہ الی آخر الحدیث فلینظر الی علی بن ابیطالب جو اب ہکچہ حدیث ترمذی من نہین علی ایسے
 طوفانوں سے بے شبہ اہل سنت لاجواب ہو جاوے گی شعاع سخن چین را تو انہم چارہ کور
 کہ تا خود من گویم او چہ چند دہلے از مفسری نتوان برآمد کہ او از خود سخن سے آفریند
 قولہ علی غیر البشیر بعدی من ابافقد کفر خزانہ فی اسکو ابن مسعود سے روایت کیا ہی
 اور ہدایت السعداء میں بروایت حذیفہ مسطور ہے جو اب پیر رازی والی طوسی شیعی ہی
 اور ہدایت السعداء کتاب جمہول کمال ہی فلا ینتہضن الحجۃ علی الہل انتہ اور کتب صحاح اہل سنت
 میں اس حدیث کا اتنا پتا نہین قولہ وایضا من الموضوعات اصحابی کا نجوم بابیم اقتدیم
 ابہتیم الی قولہ نقولہ انہ لوی عبد العلی فی شرح المسلم عنہ جو اب جرج اس حدیث کی حتم نے
 نقل کی ہے وہ خاص ہی ساتھ روایت مذکور کے اور روایت اوسکی اور راویوں سے
 کثرت میں بطرق تاخری بوجہ صحیح ہی آئی ہے اس لئے موضع ہونا اور کا مسلم نہین کہ ان فی البقرہ
 والارائے والسبع اور عمدة المحدثین انامید حسام الدین محمد صالح بن احمد زائرانی نے شرح
 کافی میں فرمایا ہے کہ الحدیث معتبر وان کان الراوی کذوبا لان الکذب قد یصدق اور
 منتہی الکلام میں واسطی الکرام شیعہ کے کتب مفصل اس حدیث کی رائے معصومین سے بدالات
 روایات معتبرہ کہتے ہیں مابعد نقل کی ہے خلیج الی قولہ یعنی شرح بخاری و کتاب الترغیب
 الترہیب اور اشال اوسکی سے کیفیت وضع حدیث کی معلوم ہوتی ہے صاحب شوق
 مطالعہ سے لطف اوٹا سکتا ہے اس مختصر میں گنجائش نہین کہ زیادہ اس سے
 لکھوں جو اب وجہ عدم گنجائش کی یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں کثیر ہے حدیثہ لکھنا

اقرا تہ تہذیبی

صحت حدیث اصحابی کا نجوم حدیث ترمذی

الاسماء والرواۃ یرون کلامہم ویشاہدون فی الفاظہم وذا القی فی الفاظہم ہدم السلباتہ انتہی اور
 شرح بابا بطلان الروایۃ بین لکھا ہی ولما كانت ہذہ الاحادیث من تقریرات الرواۃ فان راایت
 القصور فی عباراتہا فہو من الرواۃ لانہم کانوا فی الاکثر عاین رضوان اللہ علیہم والاشانہم علیہم
 اعلی و اہل من ان یکون عباراتہم قاصۃ فانہم علیہم السلام فی اعلی مراتب الکمال فی عرشہا لا حول
 ولا قوۃ الا باللہ انتہی پس جب یہ اشخاص سبب بے علمی کے مطلب عبارت انکو نہ سمجھے اور نہ
 بے طور تفسیر دیا تو انکی روایت واحادیث کا کیا اعتبار ہی دلیل موضوع ہونے اخبار اماراتی
 کافی و شافی ہی اسبطح قلابی نے بحار میں اور شیخ الطائفی نے علل الشرائع میں امام
 جعفر صادق سے نقل کیا ہی لاکندہ و اسحدیث انا کہ مرجی ولا قدری ولا خارجی نسبت الیہما کلم
 لا یرون لحدیثی من الحق فتکذبہ اللہ فوق عرشہ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ امامیہ کو احادیث
 مخالفہ میں جاقیل و قال نہیں بے عذر او سکو قبول کرنا چاہیے پس مہذا طعن کی ہمتدار
 برواۃ ہی شہر چشم کشائی جبکہ ان ۳ چون ہی در حجب خود کو دی ازلان و قہ کہ
 کتب میرین ہی کہ معاویہ سے ایک جماعت صحابہ و تابعین سے کہنا کہ قیج جاہا میر کہ میری خبر
 روایت کردی و انکے ابو ہریرہ و عمر بن العاص و مغیرہ صحابہ اور عروہ بن زبیر و کعبہ اخبار
 و غیرہم تابعین سے معروف ہیں چوبہا یہ روایت جسکو تنہا مصدر بلفظ کتب میر کیا ہی
 ابن ابی الحدید شعبی مقرر لی نے لکھی ہی نہ کسی سنی نے اور اوس سے موسس جافقی
 رسالہ ضعیفہ میں نقل کیا ہی اور تنہا ضعیفہ سے سرکہ کی اصل عبارت یہ ہی کہ ابن ابی الحدید نے
 شیخ خود ابو جعفر اسکا کافی روایت نمودہ کہ معاویہ قومی از صحابہ و تابعین اسعین کردہ ہون
 کہ اخبار قبیرہ کہ متفقین طعن برامیر المؤمنین علی بن ابی طالب شہد وضع نمایند و ایضاً روایت نمود
 کہ کسی کس از صحابہ انوجاہب معاویہ سالانہ سے یافتند تا احادیث خاطر خواہ او وضع نمایند
 انتہی اور یہی عبارت صوارم میں ہی سوہدات اگر صحیح ہو ہی تو آخر کل یا بعض روایا
 مذکور کتب ہی سنت میں مسطور ہو ہی حالانکہ ایک حدیث بھی اس قسم کی کسی کتاب ضعیف

روایت امام احمد بن محمد بن حنبل

کتاب الایمان

کتاب الایمان

اور صحیح میں باقی نہیں جاتی بلکہ جو احادیث موضوعہ عن مرقسوی میں کتب موضوعہ اہل سنت میں
 لکھی ہیں وہ یہی بابت فضائل ہیں نہ بابت فضائل و فایز معتمد اصحاب و تابعین مذکور میں کتاب
 مرقسوی میں پیش قدم جماعت اصحاب و تابعین ہیں کما ولت علیہ کتب صحاح اہل سنت قولہ ابن
 ابی الحدید کہتا ہے کہ ایک جماعت اہل میر سے متفق تھی اس بات پر کہ علی نے فرمایا کہ کعب کذاب
 اور وہ مخوف تھا جتنا امیر جو اب ان آیات عیسا ملا و مجلسی کی ولالت کرتے ہیں شیخ و اخلاص
 کعب جبار پر چنانچہ بحار الانوار میں بروایت حسن معتبی جناب امیر سے مروی ہے کہ میں نے کعب
 پکس عمر بن خطاب کے بنائے خلافت فاطمہ علیہا السلام نے کعب کو بچا کہ علم امت بعد جنت
 موسیٰ کے کون تھا کعب نے کہا کہ یوش بن نون اس طرح ہر وحی بعد نبی کے علم و فضل امت کا
 ہوتا ہے عمر نے کہا کہ وحی چار چیزوں کا ہو کر ہے کعب نے کہا حاشا کہ ابو بکر وحی ہو بلکہ وحی پیغمبر
 الزمان کا علی بن ابی طالب ہی اور اس وحی پر بہت دلائل و براین اور قصہ پانچیشین بیان
 کئے ہیں کہ بخت محافظت تطویل کے ملخص ضرورت پر اکتفا کیا پس باوجود اسے روایات
 مخوف ہونا کعب کا جناب مرقسوی سے بغایت بعید ہے فانہم قولہ علی بن محمد بن یوسف کتاب
 الامت میں کہتا ہے الی قولہ یہی حال علی بن ابی طالب جو یہ کتاب جمہور الحال ہی کوئی کتب
 نہیں پہنچتا اور فیصل ایسی کتاب سے جائز نہیں خصوصاً بقابلہ منہم کہ جز سلمات ذکر کو ماننے
 یہ احادیث تمہارا ہی نہ علی بن محمد کا قولہ عداوت سے اوائل عمر عمر بن العزیز تک تریہ سال
 برسرہ میر سب و لعن جناب میر و یاران جناب امیر مثل لک شہر وغیرہ جابری ہی رہا تا تک کہ قبول
 ابو الفداء و صاحب امتیاز سید جبری و قبول صاحب حبیب سید سال کو صہ جبری میں عمر بن
 عبد العزیز نے مانع کی میں کہتا ہوں ان کے حق میں کوئی کتب و رسم نہیں مانا جو اس بات
 گذر چکا کہ اتفاق فریقین روایت کتب نسخ معتبرین علی انھیں خصوص روایت تاریخ شعیبی ہی
 مثل حبیب السیر علاوہ اسکے جس صورت میں خیال میر سب و لعن سے منع فرماوین تو سنہ
 کیا لائق ہی کہ خلافت اس کے اقامہ کریں مجلسی نے تذکرہ الامم میں کہتا ہے کہ اہل کوثر و یاران

لعنت کردند و معاویہ را دشنام میدادند منع فرمود آن لعنت کردند و دشنام دادن را
 انتہی بلفظہ اور فخر الدین بخفی نے مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ السب الشتم و الشتم السب بان
 نصف الشتمی باہوار زائد نقص انتہی بخوفہ اور بہ عبارت دال ہی عدم تفاوت سب و شتم بعین
 و نحو المطلوب اور نسخ البلاغہ میں ہی انما سمع اصحابہ یسبون اہل الشام قال انی اکوہ لکم ان تکونوا
 سببا میں متخذ اسنیو کے دم مارنے کا یہ حال ہی کہ انکار سعد بن قاص کا دالی شام پر
 اور انکار عامی اہل مینہ منورہ کا عاتقہ اوصاف یزید پر اور انکار شد یزید بن ارقم کا ابن زیاد ملعون
 بابت بے ادبی کرنے اور اسکی کے ساتھ سر مبارک امام حسین علیہ السلام کے اور انکار معاویہ بن
 یزید رحمہ اللہ کا اپنے جد و پدر پر علی بن موسیٰ الاشہاد بے سبب و وقت طع خلاف کتے اور انکار
 عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا بلکہ برہم کرنا ان رسوم بد کا اور جاری کرنا تنزیہ کا بعض حکمین
 سب و غیرہ پر شہرت و ظہور میں کا لغو علی شاہین الطوہری اور کتب صحاح و کتب تاریخ مسیحیوں
 اوس کے ہوا اور احتجاج طبری میں رد حضرت امام حسن کا دالی شام و عمرو بن العاص اہل الشام
 بھنایت کثرت و شتاء مت مذکور ہیں انکار انکا بطور سب کی کہ در حق ابن کسان احدی از سنیان
 غیر منہ انتہی بلفظہ قابل حاشا اہل بازار و دکانیں ہی فاعترضہ و اسناد الا بصار قولہ جو دیکھا کہ قتل عثمان
 میں کسی ہزار صحابہ و تابعین و اہل اسلام و ضادید شام متفق ہیں اور معاویہ نے جناب امیر سے
 لڑائی کر کے حکم دشنام عام دیا اسلئے اپنے عقائد میں لکھا ہے کہ سب شیخین کفر ہی اور سب
 ختنین مفت جواب شرکت کی ہزار صحابہ و تابعین کی قتل عثمان میں محتاج بیان سند ہی اور
 تفرقہ در میان سب شیخین و ختنین کے قول قدما اہل سنت ہے اور متاخرین اب تفرقہ نہیں ہے
 و جو قول دل کی ہونہ ہی کہ بنیاد احکام شمس علی ظاہر ہی نہ باطن پر مثلاً جو کوئی سجدہ بت کا کر
 یا قرآن کو سعادۃ و تہذیب و اخلاص میں دل سے اسکو حکم کفر کا دیا جاوے گا اسلئے کہ بحسب عادت یہ بات
 متنع ہی کہ بجنبت کا از روی اعتقاد کے یا دالنا مصحف کا ذور لٹ میں اذکر و عناد کے نہ ہو سیکر
 جو کوئی سب شیخین کرتا ہی اوس پر حکم کفر کیا جاتا ہی اسلئے کہ بحسب عادت یہ بات محال ہی کہ سب

شیخین کفر

شیعہ کا منکر اور کئی مخالفت کا منہ اس واسطے کہ وہ جو کچھ ان کی عقیدہ میں ہو اور حجت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفت کے اور کچھ معلوم و مشہور خنین اور یہ ایک ماضی ہوائی طرف انکی طبع اولیٰ تو اتر کے جسیرت نبوت کا مادی بنی تو سب خنین بے شہر کفر بنی اور وضع سب کا اہل مصر سے نسبت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے یعنی بنی اور حمایت مروان کے اور وقوع سب کا اہل شام سے نسبت حضرت امیر علیہ السلام کے جسکی حکایت اہل تاریخ کرتے ہیں تہنی بنی اور عدم قدامت قتل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کہ فی الواقع بوجہ صحیحہ موجود بنی تو یہ سب کرنے والا انکی کافر بنی نہیں فاسق بنی اور فاسق لائی مع کے نہیں اسلئے کہ کفر منحصر بنی انکار الوہیت و رسالت میں اور جو راجع ہو ملن اور سکے و کسری وجہ یہ بنی کہ حضرت خنین نے اپنے ساتھیوں کے حکم کو کفر کا نشانہ چنانچہ شکوہ بن بنی کہ جب حواری نے محاصرہ حضرت عثمان کا کر لیا اور سجد بنوی میں امام اہل حق سے مقرر کیا اور بناب مروج سب کی تو اور وقت کو گون نے اور لئے بوجہ کہ تمام امام عام ہو اور جو بلا تہر اور سے ہی وہ تم دیکھتے ہو اور انام فتنہ حکم نماز پر پناہ بنی اب کیا کہتے ہو حضرت عثمان نے کہا کہ بہت اچھی چیز غازی جسکو لوگ عمل میں لاتے ہیں سو جب تک انچا کام کریں تو ان کے ساتھ اچھا کام کرو اور جب برا کام کریں تو انکی بدی سے بچو العرض اجازت دی کہ نماز سات ان ہتھ میں کے پڑھو اور حکم کفر کا نہیں کیا اور اگر حکم کفر کا کرتے تو کیونکر نماز ادا ہوتی اسلئے جناب امیر سے دارقطنی وغیرہ میں مروی بنی کہ جب ان سے حال باغیر کا بچا کہ انکی حق میں کیا اعتقاد کریں فرمایا انھوں نے انبوا علیہ الغنی ہنوز مسلمان ہیں لیکن بسبب بغاوت کے مرتکب کبیرہ و بدعت کے ہوئے ہیں اسلئے اہل سنت سب خنین کو فتنہ و بدعت کہتے ہیں لیکن وضع عظیم چنان سب خنین کا وہ میں جس قسم کے آثار وار نہیں اگر کوئی کہے کہ خنین نے کس حکم کفر کا اپنے مراتب پر لکھا حالانکہ تمکین اور لہ صحیحہ اور پناہ میں فوج اسکی یہہ بنی کہ حضرت خنین نے شہاب ہتھ میں کو نظر باعتیا ط کفر مسلمان معتبر کر کیا اور بیان کہ تغیر سب خنین کا حضرت عثمان سے اور ہمت قتل عثمان کی حضرت علی پر اسقدر انکے اذمان میں اسخ بنی

کہ ہرگز احادیث مناقب علیؑ و زجات ہاری کو خاطر میں نہیں لاتے یا او میں تمہیں نہیں کرتے
 اور بعض آیات قرآنی کے ساتھ تنسک میں گویا یہ مقصد بنداری انکار میں افراط کرتے ہیں نہ یہ کہ وہ
 منکر احکام قرآن و ضروریات دین میں گویا یہ بات لازم سبب طعن ہر اس لئے کہ لزوم کفر نہیں ہوتا
 بلکہ التزام کفر ہی اس لئے شبہ کی جگہ انکی تفسیر سے احتراز فرمایا سبحان اللہ یہ کیا مرتبہ احتیاط کا
 ہی جو خباب عثمان اور حضرت امیر سے وقوع میں آیا لیکن تاخیر میں اہل سنت نے جبہ کیا کہ اب سب
 شیعہ زائل ہو گئے اور حق باطل سے ممتاز ہو گیا اور تہمتیں اولن مبتدعین کی بے اصل محض ہیں
 اور قبیح احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ منکرین خندین کے
 معاملہ کفار کا سا کیا جس طرح ترمذی میں ہے کہ جازہ ایک شخص کا آنحضرت کے سامنے لائے
 تاکہ اس پر نماز پڑھیں کہ پنے نماز پڑھی اور نہ اور و کو حکم دیا نماز پڑھتے کا اوپر جب وہ چلا
 کہ یہ عثمان کو دشمن کہتا تھا میں ہی او کا دشمن ہوں اس طرح حق میں منکرین جناب امیر کے فرمایا
 چنانچہ صحاح احادیث میں آیا ہے کہ دوستی علی کی نشانی ایمان ہے اور دشمنی علی کی نشانی فتن
 کی اور آیا ہے کہ دوست نہیں کہتا جھگڑا مومن اور دشمن نہیں کہتا جھگڑا مگر منافق اور آیا ہے اللہ
 وال من والاہ و عا د من عا داہ اس لئے اب حکم ساتھ کفر ساتھ تہمتیں کے کرتے ہیں اور
 یہی مذہب مضر و مفسد ہے اور نیاس ہی چاہتا ہے کہ سب ان سبکی کفر ہو اس لئے کہ بڑی
 و علوم نہ بدکا متواتر و ضروریات دین سے یہی قول کہتے ہیں کہ حمارہ علی و معاویہ کا بابت
 ریاست کے تھا ان مردین میں دو فویر سر حق تھے معاویہ مجتہد حاطی سنی ایک نواب کا ہی اور
 قابل قتل و دہشتی آجگہ حدو میں اپنی کتب صحاح کی اور آیات حکمت بھول گئے آنحضرت نے
 من سب علیا نقد سنی و من سبتی فقد سب اللہ عز و جل و من سب اللہ عز و جل اکبر اللہ علی خیر
 فی النار اخرجه الکلبی و غیرہ الی قول اخرجه النفاذ الثری و اخرجه الطبرانی وابن عساکر و خطیب و قال
 تعالیٰ الذین یؤذون رسول اللہ لیم عذاب الیم تم لیک برسب حکم خدا و رسول شیمان نفس ہوں
 مستحق لعنت خدا و انکس و ملائکہ اجمعین میں اور بموجب خبر لایجب علیا منافق و لا

کفر ہوا اس لئے منافق اراستہ کا

منہ لعلی و برضی اللہ عنہ

مدار محبت دینی

میں نے خبر الترمذی فضیل کے دہل تکم ان المناہجین فی الذکر الاستفاد من التاریخ میں اس انتہی حاصل جواب اگرچہ ممکن اور انہر و شغفین فقہار سار حرکات و عدال قتال کو جو معاویہ نسبت جناب امیر کے وقوع میں آئے عمول متکا اجہاد پر کرتے ہیں لیکن محققین اہل حدیث بعد متبع روایات صحیحہ کے یوں معلوم کیا ہی کہ یہ حرکات خالی نہیں ہی شاکیہ نفسانیت محبت امویت اور غصب قرابت سے جو معاویہ کو ساتھ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے حامل تھا معذافاتہ ما فی الباب اسقدر ہی کہ ارتکاب کبیرہ و بغی و فسق ہی سو فی حق مستحق لعن نہیں پس اگر مراد سب سے اتنی ہی کہ اس فعل کو بد جانین اور بد کمین تو بے شبہ نزدیک محققین کے یہ امر واقع ہی اور اگر مراد لعن و شتم ہی تو معاذ اللہ کوئی مسلمان اس کا قائل نہیں اس لئے کہ نزدیک اہل سنت کے صاحب فسق و ترکب کبیرہ لائق استغفار کے ہی بلکہ استغفار اس کے حق میں ہوتا ہی پس لعن حرام مہوی خاصہ جس مرتبین کہ مروی صحابی ہوا و سورت شفاعت رسول و غوصا حق مثل جناب مرتضیٰ اور اسکے حق میں نسبت اور فساق و اہل کبار کے زیادہ و تر متوقع ہوا ہی اور یہ بات ہی بالقطع معلوم و محقق ہی کہ عہد نبوی میں بعضے صحابہ ترکب کبیرہ ہو گئے ہیں سلمیٰ وغیرہ اور ان سے زنا و شرب خمر وغیرہ ہو گیا اور جیسے حسان بن ثابت کہ شریک دین عائشہ صدیقہ ہو گئے تھے لیکن انھیں حضرت انیر حکم کفر کا جبار نہیں فرمایا باوجودیکہ ہمزہ فذون قرآن میں منصوص التحريم ہی نہوا تھا بخلاف اس وقت کے کہ اب قاذون عائشہ بلا شبہ کا فر ہی سب اسرار رضی عنہ کے اور مدار محبت دینی کا صرف ایمان پر ہی اور قرآن سے معلوم ہوتا ہی کہ ولایت اور محبت مومنین کی کسی گناہ صغیرہ و کبیرہ سے زائل نہیں ہوتی قال تعالیٰ **لَا تُؤْمِنُ حَتَّىٰ تَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِي نَفَسْنَا وَنَمْسُکَہَا مُرَاد و طائفہ سے ہوزلہ و ہوجار نہ ہوں کہ جنگ احد میں قبل قتال کے باغوا می عبید اللہ بن ابی منافق قاصد فرار ہونے لگے تھے کہ اب لا کبار کبیرہ ہی خصوصاً ایسے جہاد سے حسین بن علی بن ابی طالب و ان کے ہاں ہلاک ہوئے مگر علی بن ابی طالب ہوسوا و صفت اسکے حق تعالیٰ نے ولایت سے ان کو در طائفہ کے ہات نہ اٹھایا بلکہ ان کو مومنین**

فرمایا کہ علی اللہ فلیتوکل المؤمنون پس معلوم ہوا کہ اس قدر محبت باوجود کبار کے نسبت ایمان کے
 لابد نہ آکر میری اور مدار عدوت مطلقہ دینی کا کفر پر مبنی توہر کا فکر دشمن رکھنا چاہیے کہ اہل تقی
 لاتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء اور یہ بات بالاجماع ثابت ہے کہ صحابہ سے کوئی امر موجب
 کفر و حیطہ اعمال کا صادر نہیں ہوا مگر یہی مخالفت یا محاربت حضرت امیر کی بابت خلافت
 جیسا شیعہ کو ہم ہی سو یہ دونوں امر موافق تھے معتبرین شیعہ کفر نہیں ہیں اور جب کفر نہ ہو
 تو مرتکب کا دشمن ہی ہو گا کتاب منج البلاغہ میں کہ نزدیک کسی کفر حرف اوس کا متواتر
 جناب امیر رجب سے مروی ہے اصبحنا قاتل اخواننا فی الاسلام علی ما دخل فیہ من الذریع والاربع
 والشبہۃ والتاویل یہ صریح ہے اس بات میں کہ محارب حضرت امیر کا مسلمان ہی نہ کا فساد
 محاربہ اوس کا مبنی ہے اشتباہ و تاویل پر جسکو بلفظ خط اجتہادی تبخیر کیا جاتا ہے اس پر
 صلح امام حسن رضی اللہ عنہ کی دلیل اسلام معاویہ ہی اسلئے کہ اطاعت کا فری درست نہیں
 ایسے امام معصوم سے کہ نہ ثنائی اللہ ہی میں ہر خواجہ نصیر طوسی نے تجرید العقاید میں

لکھا ہے کہ کفر نام ہی عدم ایمان کا خواہ بضر ہو یا بے ضرر اور منق خروج ہی طاعت خدا سے
 مع ایمان کے اور اتفاق اطہار ایمان ہی باخفاء و کفر اور فاسق مومن ہی مطلقاً اور غیر ابھنا
 کبیرہ کا منقطع ہی اسلئے کہ مستحق ثواب ہی ثابرا ایمان انتہی حاصلہ نہ ثنائت ہوا کہ صاحب کبیرہ
 و صاحب منق ہنوز مومن ہی علی الاطلاق اور من تبرا اوس پر جائز نہیں بلکہ مستحق عفو و مغفرت
 ہی والکن شفاعت و دخول جنت گو بعد العذاب ہو کہ جاہ شفاعتی لابل الکیا لہ من ہی
 اور ظاہر بھی ہی ہی اسلئے کہ تبرا و لعن و سقوت رواہی جب ہی جہت کی موجود ہو
 اور یہ خاص ہی موت علی الکفر یہ کیونکہ بعد کفر کوئی عمل خیر باقی نہیں رہتا اور جب تک منق
 و ارتکاب کبیرہ ہی ثب تک ایمان و اسلام باقی و برقرار ہی گو منق و عصیان مکروہ ہی متعذر
 طوسی میں لکھا ہے کہ احباط عمل ظاہر ہی اسلئے کہ مستلزم ہی ظلم کو کفر (تعالیٰ من عمل شقاۃ و کفر
 خیر اثرہ لیس جب تک کہ کفر متحقق نہیں کوئی عمل حیطہ نہیں ہوتا اور نہ معاویہ کا کفر بے حیطہ

ثابت نہیں نہایت افسوس یا بعد رکیرہی اور یہ مجرب نفس منج البلاغہ و عبارت تجربہ و حب
 نفسی اسلام و لعن تبرائین اور ملا علی نقی مشہدی نے کہ معتبرین شیعہ ہی کا نقل و ترجمہ
 التحدی قدس لاندہ لکھا ہے کہ محارب حضرت امیر کا کافر نہیں بلکہ فاسق و صاحب کبیرہ ہی اسلئے
 کہ اس نے تکذیب نفس پیغمبری نہیں کی بلکہ السبب دلیل جہل یا انکار نفس کے محارب حضرت امیر
 روا کہا تو منق و عقادی ہوا نہ کفر انتہی اور خواجہ نصیر نے جو کہدیا کہ مخالفہ فتنہ و محاربہ
 کفرہ سو یہ قول بسبب مخالفت نفس منج البلاغہ اور تصدیق ملا مشہدی و صلح امام حسن بلکہ
 خود قول خواجہ کے کہ سابق نہریت کفر میں گذر اساقط ازا اعتبار و غیر مستند دلیل بلکہ
 محکم بحث ہی آپس اسحق با اتفاق فریقین اسبقدری کہ محارب جناب امیر کا بغی ہی اور بغی نہی
 ہی نہ کفر اور وہ ہی اگر بغی شیعہ و تاویل پر ہو تو محض شکار اجتہادی ہی اور ہو جانا آندہ کی
 و ناخوشی کا درمیان بزرگوں کے باعتبار امور دنیا کے تیر الوقوع ہی لیکن جانبین سے
 کوئی سستی یا انت و تحقیق کا نہیں ہوتا حسب طبع و درمیان یرسنت علیہ السلام اور ان کے اخوا
 کے اتفاق ہوا اب ہر کوشش اسکے کیا چارہ ہی کہ سب کو تعظیم یا ذکرین اس بطرح نزدیک
 مشیو کے درمیان المذہب و دون کے بہت امامت کے بڑا اختلاف و مناقشہ ہوا ہی لیکن ایک
 دوسرے کی تحقیق و اہانت نہیں کی بلکہ تعظیم کو ملحوظ رکھا پس جمیع و جہ اس تعظیم کی نزدیک مشیو
 لہو ہی و جہل سنت کی طرف سے حق میں امیر معصوم و معاویہ خاظمی کے قبول فرما دین
 اور صاحب منق و کبیرہ کو لعن و ترے سے معذور کہیں اسلئے کہ وہ ان ہی سوا ایک شخص کے
 دوسرے معصوم نہوا اور جانب مقابل غیر معصوم ہونگے اور اس فقرہ سے جو استہلال اپنے
 احادیث و آیات مذکورہ سے کیا تھا بالکل مبادا آشور ہو گیا سہذا روایت کنجی شیعہ
 وغیرہ کو حدیث صحیح و کتب صحاح اہل سنت قرار دینا دلیل جہل و عناد ہی اور جہل و استہلال
 و خطیب و طبرانی وغیرہ کا پیشتر معلوم ہو چکا ہے کہ تحریجات ان کے مخصوص ہیں ساتھ نہضات
 و مضرعات کے باوجود اسکے انہوں نے حکم ساتھ صحت حدیث کے نہیں کیا اور نہ اس کا

ہیں اور اکثر انہیں جو سرسلسلہ میں وہ اولاد ائمہ ہی ہیں اور جامع میں درمیان نسبت دینی
 اور اجماع دینی کے تحتہ الوفاق و نعم الاتفاق جیسے حضرت اعظم کہ حنفی حنفی ہیں اور جیسے سید
 معین الدین چشتی اور شیخ ابو الحسن شاذلی وغیرہم اور مثنوی کل سلاسل ولایت کا نزدیک
 اہل سنت کے ائمہ ہی ہیں لاغیر چنانچہ کتب تصوف شاہد اس عاکی ہیں اور غالباً عبارات اور
 شاخ کے الفاظ و کلمات ائمہ ہی ہیں کہ طبقہ بعد طبقہ منقول ہوئے رہے اسلئے کہ
 اس کے پڑھنے میں توقع برکت و قبول رکھتے ہیں اور جن مخالف و اذیہ کو کسب طریقت
 ائمہ ہی کے نسبت کیا ہی وہ فی الواقع عبارت اکابر طائفہ ہیں نہ حضرات ائمہ ہی ہر ایک
 اس کے وہ لوگ ہیں جنکو ائمہ نے اپنے مجالس سے نکال دیا اور کذاب و مفتری تہید کیا ہے
 جب انکو قرآن سے ملاؤ تو بڑا اختلاف پاداس سے ثابت ہو کہ وہ ائمہ ہی سے مانور ہیں
 ہیں ورنہ جب کا قرآن کا ساتھ ہو گیا ممکن ہی کہ اسکی ایسی بات ہو جس صورت میں کمزور گشت
 کے حضرات صوفیہ صافیہ کہ مقتبس انوار اہل بیت نبوی ہیں صرف نظر بابتساب مذکور ایسے با قدر
 ہوں تو کلام ائمہ ہی کہ شیخ المشائخ صوفیہ اہل سنت ہیں اگرچہ صحیح مانور ہوں کیا کہ اگر
 بہکت ہوگی یہ امر منقول ہر حق غیبی ہی جہ بجا ذکی و لیکن شمع گر نہ بیڈر و ز شہر چشم
 چشمہ آفتاب چہ گناہ اور جواب الزامی یہ ہی کہ جب صاحب نوافض الہدایہ نے انکار
 صوفیہ کو طرف امامیہ کے نسبت کیا تو قاضی نور اللہ شوستری نے روشنی اور سپر کیا اور
 جامع الاسرار حضرت تصوف حقیقی کا شیعہ میں اور حضرت حقیقی کا تصوف میں نقل کیا چنانچہ
 عبارت مصائب قاضی کی شوکت عمرہ میں لکھی ہے اور بغداد و سکاہہ ہی کہ صوفی حقیقی نہیں
 ہوتا مگر شیعہ امامی اور شیعہ حقیقی نہیں ہوتا مگر صوفی اور تفصیل اسکی مجالس المومنین سے معلوم
 ہوگی کہ کس قدر صوفیہ اہل سنت کو عباد شیعہ میں گناہی بناؤ علیہا جو درمیان شیعہ و تصوف
 کے فرق کرے وہ کابر ہی یا جاہل اور اہل سنت نے احوال و فضائل اہل بیت میں کتب
 جلدہ مستقلہ لکھے ہیں جیسے فصول ہمہ فی معرفۃ الاممہ و ذخائر العقبی فی سوادہ اہل القریۃ

حضرت نور اللہ شاہ
 صاحب نوافض الہدایہ

امامی تصوف و اہل بیت

و کتاب الفضائل فی مناقب علی بن ابیطالب و شوالہ النبوة و احیاء المیت و سدا سفادات حتی کہ
 ابن یونس رحمہ اللہ شیخہ صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ ابن جریر نے کتاب یوم الغدیر و ابن شہین نے کتاب
 المناقب ابن ابی شیبہ نے کتاب الاحبار و الفضائل لمقنونیہ و ابو نعیم اصفہانی نے کتاب مناقب
 المطہرین و ابو جحسین بویہ فی مناقب نے کتاب جعفریات و موفی علی نے کتاب الاربعین فی
 فضائل امیر المؤمنین و ابن مردویہ نے کتاب رد الشتم فی فضائل علی و شیرازی نے کتاب
 نزول الفرقان و امام احمد حنبل نے کتاب مناقب اہل البیت و فظیری نے کتاب حصان
 و ابن معاذ شافعی نے کتاب المراتب و بصیری نے کتاب درجات المؤمنین و خطیب نے کتاب احیاء
 تصنیف کی ہے اور مرتضیٰ علم الدی نے کہا کہ میں نے عربین شاہین سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا
 کہ میں نے ہزار جریر فضائل امیر المؤمنین میں فراہم کئے ہیں کذا فی ترجمہ السماء بانوار العرفان میں
 القزوینی الاثنا عشری اب جابر الفضل ہی کہ اس قدر تصانیف شیعہ کی فضائل اہل بیت میں ہیں
 دیکھی جیسی تھی یا کہین عالم میں مشہور ہی بلکہ استقرار سے معلوم ہوا کہ شیعہ قدیم و جدید
 فضائل مقنونی امام ہدی میں نحو چین اہل سنت و در یوزہ کہ کتب جماعت میں جہاں دیکھو
 ابنین کی کتابوں سے نقل لاتے ہیں اگرچہ بدو اعتبار صحیح و سقیم ہو حتی کہ بفضل بلکہ
 کل میں ایک کسٹی نے ایک رسالہ متوسط بنام حایر المیت بذکر مناقب اہل البیت تالیف کیا ہے
 اوس سے ہی یارون نے بے حوالہ نام حذر طالب کو تغلب بقرن و صحیف و تحریف اور اگر و ج
 فوائد حافظیہ جیسے رسالہ ختم ہی کر دیا و الی اللہ الشکلی غم الی اللہ الشکلی شکر کنیا موجب علم تیر
 از منہ کہ مراعات نشانہ نگرد چنانچہ عبارت مناقب بیتی وغیرہ اوس سے مسروق ہی
 اور وہ پہر ہی کہ بیتی نے مناقب شافعی میں لکھا ہے کہ کہا گیا شافعی سے کہ لوگ صبر نہیں کرتے
 سماعت مناقب فضیلت اہل بیت پر اور جب کسی کو دیکھتے ہیں کہ اس طرح کی بات کرتا ہے تو کہتے
 ہیں کہ الگ رہ اس شخص سے کہ یہ افضی ہی امام شافعی نے فرمایا کہ بری ہوں میں طرف
 خدا کے اون لوگوں سے جو حب نبی فاطمہ کو فرض جانتے ہیں انتہی لخصاً استیضاح اور یہ ہے

انسانی وغیرہ کے کتب اہل سنت میں قوم بین ابن حجر نے دیباچہ فصول میں لکھا ہے
 کہ سنہ ۱۰۰۰ میں طبقات کبریٰ میں سنائی سے نقل کیا ہے کہ امام سنائی صاحب جامع شریعت
 میں داخل ہو کر لوگوں کو دیکھا کہ بغض علی میں غلو تمام نہ کرتے ہیں انہوں نے کتاب بغض اہل
 فضائل علی رضی میں بنائی لوگوں کو کہا کہ جسے فضائل شیخین میں کسائے تصنیف کی
 ہے کہا کہ میں دمشق میں آیا لوگوں کو علی رضی سے سخت پایا اسلئے بہ فضائل لکھے ہیں لوگوں
 امام سنائی کو خوب مارا کڑوا اور مسجد کمالیہ اور قلعہ میں قید کیا یہاں تک کہ بعد مدت دراز کے
 طرف تملک کے نکال دیا پھر وہ زندان میں مر گئے رحمہ اللہ تعالیٰ انتہی پس ظاہر ہے کہ شافعی ائمہ
 سے ہیں اور سنائی محدثین جماعت اگر انکو ائمہ بھی سے بغض مہوتا اور تحمل سماعت مہوتا
 عزت ہو سکتے تو یہ حال انکا کسب کو ہوتا آخر دنیا میں کوئی انکو شیعہ ہی نہ کہے گا اور جن لوگوں
 نے سنائی کو مارا وہ رافضی خارجہ تھے بستی اور اگر کسی تھے تو شافعی سنائی کون ہو
 وہ بناؤ مغربہ جہاں کہ ان حکایت کو اپنے محل اہل سنت میں لکھا ہے حالانکہ یہ برہنہ اور کما
 دلیل فریاد تہذیب اہل سنت ہی نسبت اہل بیت کے متعجب چشم باز و گوش باز و این ذکا
 خیر و ام در چشم بند ہی خدا قولہ محی الدین عربی نے متوکل عباسی کو قطب وقت لکھا ہے
 اس کے سمانہ اور لکھنا تھا کہ قاضی شوستر و بہائی عالمی تقی مجلسی وغیرہ نے شیخ اکبر
 زمرہ شیعہ میں معدود کیا ہے اور ان کے کثرت و کمالات کے قائل ہوئے ہیں اس پر شرح
 متوکل عباسی کا کلام باقر مجلسی سے تذکرہ الائمہ میں اور کلام محمد تقی مجلسی سے کہ والد
 باقری لوامع میں کچھ آئی ہے حتیٰ کہ کتب رفقہ سے بطور نسخہ صحت ہی ثابت ہے کہ خلفاء عباسیہ
 باطن میں شیعہ اور عداوت او کی ساتھ ائمہ اہل بیت کے بطور تہقیر کے تھے اس صورت میں اہل بیت
 متوکل کی جسکو آپ مابعد میں نہایت کیا جاتے ہیں ثابت نہو کی قولہ حیرۃ الحیوان میں
 ہے کہ ان المتوکل کان یغلو فی بغض علی و کثیر الوقیعہ فیہ والاستخفاف برواہ اعیان المسلمین
 بنشر الاثار النبویہ و امات البدعہ و تکلم فی مجلسہ بالبدعہ و اعراضا ہما جو آئے عبارت حیرۃ

قطب وقت متوکل عباسی کا

دشمن اہل السنۃ و جماعت

مطابق اپنی مراد کے محذوف و مقدم و مخرور کو کے واسطے اثبات خروج متوکل کے نقل کیا
 ورنہ اصل عبارت اس کی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ابتدائی جلوں میں توجہ طرف احیاء
 وغیرہ کے کی تھی پھر بغض علی مرتضیٰ ہوا اس صورت میں اجماع سنت و نصیب کا لازم نہیں آتا
 کہ موجب طعن ہو چنانچہ عبارت حیرۃ الحیوان کی سبب خیانت نقل سامی یہی ہوا ولی المتوکل
 اجماع السنۃ و اہل البدعہ و کتابی الاوافق ہر فرع الخیر و الظہار السنۃ و حکم فی مجلسہ بہتہ و اعرارہا
 و انحرث المعتزلۃ و کائنات فی قوۃ و غناء الی ایام المتوکل فخر و اول کمین فی غزہ الملتہ الاسلامیۃ
 بدفعۃ شریعہم لغویا باللہ من شریعۃ اللہ و منالہ من الزنج و الزلل و کان للمتوکل من
 علیا علیہ السلام و سیتفقدہ فذر علی یدہ اعزہ ففقدہ منہ ففقدہ وجہ ابنہ المنصر لہ لک فشمۃ المتوکل
 و اللہ سواہما لہ غضب الفتی لابن عمہ بن رسول الفتی فی حرارۃ فحقہ علیہ و اعزہ ذلک علی قتالہ
 کان یخلو فی بعض علی و کثیر الواقعۃ فیہ و الاستخفاف بانہی بلفظ قولہ میں حیران ہوں کہ
 متوکل نے کیونکر احیائی سنت کیا حالانکہ فاسق فاجر شریبی متبع مخرف سنت نبوی
 دشمن علی و آل نبی کا تھا جواب آپ میرا نہیں متوکل نے جس طرح احیاء سنت کیا انہوں
 اور کا عبارت حیرۃ الحیوان میں گندہ اور جمل تقریر یہ یہی کہ مامون عہم متوکل و معتصم پر
 متوکل و واثق برابر متوکل اپنے ایام خلافت میں دعویٰ خلق اللہ کی طرف مذہب اہل
 کے کرتے تھے اور علماء اہل سنت کو بابت انکار اعتزال کے افراج ایذا و اہانت و تکلیف
 دیتے تھے چنانچہ احمد بن نصر خراسانی کو سولی دے دیا اور احمد بن حنبل وغیرہ اکابر کو
 کوٹے مارے اور خود کیا اور افراج ایلام تعذیب دی یہاں تک کہ بعض نے جس
 بین وفات پائی اور یہ ہنگامہ آخر ایام مامون سے تا وفات واثق قائم رہا اور جب مامون
 مر گیا اور اس کی جگہ متوکل بیٹھا تو اس نے علماء اہل سنت کو چھوڑ دیا اور علمائے حدیث
 کو روایت سے منع تھے اجازت نشر روایت کی وہی اور علماء معتزلہ کو سبب حقیقت
 محض کر دیا اور نظر سے گرایا اور خطہ درجیات اہل اعتزال میں کو شش تبلیغ کی مسمی

احیائی سنت کا متوکل کا

متوکل حکیمانام ہو گیا شیخ اکبر نے بجز واسطی کے اور کو نیک سمجھ لیا لیکن شیعہ کو کفر الکل ال
 شیخ اکبر اور عقیدہ تشیع متوکل میں اس بات طعن کرنا اہل سنت پر سیطرہ نہیں پہنچا تو یہ
 بات اہل سنت کے کہنی کی تھی کہ خلفاء و عقب پر بعضے انکے ناہنجی تھے جیسے متوکل و ہشیر
 معتزلہ جیسے مامون معتز و اتن شیعہ اور کو نکل اللہ اور شیعہ کال نبی جانتے ہیں نفوی کا
 شیعہ ناہنجی ہیں گو فقیہ سے دعویٰ تشیع کرتے ہیں اور شیخ اولی النفس الامر میں سستی ہیں
 کہ دشمن معتزلہ و نواصب تھے حتیٰ کہ اکابر اہل سنت کیا کیا ایذا ہات سے عیب کیا اور ہائی
 ہی پس اپنے عیب چھپانے کو دوسروں پر تہمت لگانا انصاف کے گلے پر چھری چلانا ہی اور
 جس صورت میں کہ مخوف ہونا متوکل کا سب سے نزدیک آپ کے ثابت ہی تو اہل سنت پر کیا جا
 ملاحت ہی کہ یہ بھی ہر مخوف سنت کو متوع جانتے ہیں چنانچہ اسی جہت سے متوکل کو نہایت
 کہتے ہیں و سبھی بیان یہ قولہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہی کہ سنہ تین ہجری میں
 متوکل نے حکم کیا واسطے ہرم قبر امام حسین علیہ السلام کے اور جو اس کے گرد ہو گھر و کھیت
 اور ہوسے زراعت کے اور روکا لوگوں کو کوئی زیارت سے شاید عقیدہ سنین میں دشمنی
 امام حسین کی ثواب ہوگی اسلئے اس قطب سنین نے ایسا عمل کیا جو سب جہان کی سیوطی
 وہ کہہ لکھا وہاں یہ بھی لکھا ہی کہ کان المتوکلن اصبا اس جملہ کو کہنے کیوں حذف کر دیا اور طعن
 ناحق سنین پر چڑھ دیا اول سنی ہونا متوکل کا ثابت کہ وہ چھپو کہ کہنا ثبت العرش ثم انفسش کی سی
 متوکل کو قطب نہیں کہا الا شیخ اکبر نے نظر بظاہر حال کہ حدیث میں آیا ہی ان اللہ لیرید بذر اللہ
 بالربل الفاجر اور شیخ اکبر تصحیح اکابر شیعہ بڑے شیعہ تھے اور متوکل بھی شیعہ تھا اور
 جو کچھ ساتھ مرقد مبارک سید الشہداء کے کیا اعمال شیعہ نہایت ملائم ہی معزز انہم کلام
 شیخ کا بطور شیعہ بغایت معیاری ملائقی مجلسی نے بعد اثبات تشیع شیخ کے لکھا ہی کہ اگر دیکھیں

ناہنجی متوکل کا

را حالت خمیدن کلام شیخ محی الدین بودہ باشد میدانہ کہ فضیلت و ماہ او در جہ مرتبہ
 الی قولہ بلکہ جمع تحقیقین خوشہ چمن خرمین افضال او یزدانہی اس صورت میں قطبیت متوکل

کی باوجود صاحبیت کے نزدیک منسبت کی نسبت ہی بالبرہوت کلام شیخ اکبر کے ماقبل ہی زعمی ظاہر
 اور اہل سنت کو تو صاحبی ہوتے اور کسی سے ایک بڑا فائدہ حاصل ہوا کہ حکم اہل سنت کا ہی کو
 ایسا مرد و جانتے ہیں کہ متوکل کو بار جو عظمت و فرمانروائی کے ہمیشہ چھوڑتے رہے بلکہ وہ
 بغداد پر کہ محل دولت عالیہ تھا کافی بہتان الفتہ الی اللہ تباعج و فتنایع اور سکے لکھے اور
 داؤد شیری اور حضرت فریت طاہرہ آنحضرت میں جان کے دریغ کیا تجلات شیعہ کہ انیسے جہن
 اہل نفاق کے کوئی اور فرقہ مخلص جبکہ ظاہر و باطن ایک سا ہو ظاہر ہو چنانچہ روایات کلینی و
 طوسی و طبرسی سے ظاہر ہی ہلکا عاظم و اکابر ان کے کلمہ پکارتا صاحب سے اور داؤد صاحبیت باطنی و
 ظاہری دیتے رہے اور نام تقیہ کا کر کے ہمیشہ عداوت الہی کو کام فرماتے رہے شاید عقیدہ
 میں دشمنی امام حسین کی اور دوستی ان کے دشمنوں کی قزاق ہوگی جب تو خلفاء عقبہ کو کہنے
 اہل سنت ہمیشہ ایذا پاتے رہے اور لڑتے رہے شیعہ اور متوکل صاحبی کو قتل و قتل اللہ کہتے ہیں
 اور تفصیل اس اجمال کی ازالۃ الغین میں لکھی ہی اس مطلب کو بھی کہے یوں ماسی کے سالہ
 تشیعہ سے سرفرازی یاد رہے قولہ اسطرح علی بن جهم شاعر بھی دشمن حضرت امیر تھرا
 کہ اپنے ناپ پر لعنت کرتا تھا کہ کس لئے اور کس نام علی رکھا نکات اہل سنت و سنی بہت تعریف
 کرتے ہیں اور عقیدین متوسع کہتے ہیں ابن خلکان نے کہا کہ وہ معذور تھا بغض علی میں
 مخوف ہونے میں علی سے اسلئے کہ محبت ان کی جمع نہیں ہوتی ساتھ استن کے جوہر
 علی بن جهم بن مبر بن جهم قرشی کشتہ لڑا صاحب تھا چنانچہ اپنے بھی اور سکو مابقنا بھی لکھا ہی
 اور دشمنی اہل سنت کی مناسبت نہ لڑا صاحب کے نہایت وضوح سے محتاج بیان کی نہیں جس سنی نے اسکو
 سدید متوسع لکھا ہو اور کس نام لڑا صاحب تحفہ نے یوں لکھا ہی کہ وہ بنا بر مصلحت اظہار
 کیا کرتا تھا اور اپنے نصیب چھپاتا تھا اور مقصود اسکا مخوف کرنا لوگوں کا تھا جانا سب
 اور قول ابن خلکان کا بطور طعن ہی اور سپر بطریق تحسین الایہ کیوں کہتا کہ ہم مع انحراف
 عن علی و اظہار استن کا ان مطبوعہ علی فکر الشعر یہ کوتاہ فہمی لکھی تھی نہ ابن خلکان کی رع

سناویہ ہا شیعہ کا

ناصبی اہل سنت کی بنا پر شیعہ کا دشمنی

جوڑ جانی لفظ تھا

ذکر ابن عربی مالک

مقتول ابی اسد حسین کا بیٹا بنو خوذ

مخبر شمس بن دہر اخطا ہست۔ قولہ جز جانی یہی دشمن نہیں تھا دارقطنی نے اسکو مخبر لفظ
 و خلاف معبر کے لکھا ہے جواب جز جانی نسبت ہی ظلم نہیں اور اس نسبت کے کئی آدمی ہیں معلوم ہیں
 آپس جز جانی کو دشمن ٹھہرانے میں اگر مراد جز جانی سے ابراہیم بن یعقوب بن اسحق جز جانی
 یہی کہ نزہل دشمن تھے اور ترمذی و ابو داؤد و سنائی نے اول سے روایت کی ہے تو یہ ہرگز
 دشمن نہیں نہ تھے اگر دارقطنی نے او کی توثیق کی تو بیان واقعی ہے آپ دشمنی او کی ثابت کیجئے
 پھر جواب دیجئے قولہ ابن عربی مالکی کو سنی اپنا پیشوا و ولی کامل جانتے ہیں حالانکہ اسنے کو مذہب
 کہ نہیں قتل کیا نیز نے حسین بن علی بن ابی طالب کو مکران کی جہد کی تلوار سے جوہر آپ پر جوہر
 کمال نجر و مہارت فن تاریخ وغیرہ کے بہت امور واضح نہیں ہوا کرتے یا دیدہ و نہایت حکم
 یغتری الکذب الذین لا یؤمنون بالحدیث کتاب دروغ کیا جاتا ہے ابن عربی جو ولی کامل و شہر
 طریقت تھے اور کلام محی الدین ہے اور یہاں عربی مالکی نقیبہ جبکا نام ابو بکر ہے اور شخص
 ابن جبر بنی ملی سے کتاب المنع المکیہ فی شج العنیدۃ المزیہ میں اس کے قول کا رد لکھا ہے چنانچہ
 اصل عبارت طریل عربی او سکی بالاجوبہ نقضیہ تحقیقا والزاما الزالہ الغین میں لکھی ہے اور حسب
 تنبیہ السفیہ نے جواب جالشی غبی غوی لکھا ہے کہ حامل کلام ابو بکر بن العربی کا یہ نہیں ہے کہ ایم
 فی الحقیقۃ باغی تھے اور یزید فی الواقع خلیفہ برحق تھا بلکہ غرض او کی یہ ہے کہ یزید نے اس
 مشک اس حدیث کے امام حسین کو شہید کیا پس وہ خطی فی الفہم تھا اور معذور گو یہ شہداء و شہداء
 اور فہم اسکا خطا لکین جس لسان میں اس شہیدہ کافی ہے کہا ان الحد و تذکر بالشہادت
 اور باقی اہل سنت اس قدر کو بھی مسلم نہ کہا اور یزید کو خطی فی الفہم سمجھا بلکہ ظالم و منافق
 اور حق یہی ہے اسلئے کہ یزید بکمال غرور و نخوت و بی باکی و سفاکی کے پروا اس بات کی نہ کیا
 تھا کہ ہر واقعہ میں مشک سات کسی حجت کے حج شہ عید سے کرے مگر چاہے اس کے فہم میں
 خاطی ہو دلیل اس مدعا پر یہ ہے کہ ابو بکر بن العربی نے یہ نہیں کہا کہ قتل حسین بسبب جہد
 بلکہ یوں کہا کہ لم یقتل یزید حسین الا بسبب جہد یعنی یزید نے اس شہید سے قتل کیا اور

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت

امین اولیٰ ہون اور مٹانے خدا و مومنین کو ابوبکرؓ کو آفرمایا انہیں کسی قوم کو کہ انہیں ابوبکرؓ
 ہو کہ امت کرے انکی کوئی شواہد ابوبکرؓ کے اخراجہ الترمذی اور حبیبہ جابر سے فرمایا کہ ابوبکرؓ
 کہ نماز پڑا دین لوگوں کو متفق علیہ بنانچہ ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ نے پانچ دن تک حیات نبویہ میں
 کی ہر حد و حد و تر کو پہنچی ہی راوی اسکے علی بن ابی طالب ابن عباس و عمر بن خطاب
 و ابن مسعود بن اور ہند لال کیا جناب امیر و خلیفہ ثانی نے خلافت ابوبکرؓ پر ساتھ اسی استخلاف
 نماز کے کام پر معر فی مواضع اور مقرر کر جانا آنحضرتؐ کا سیکو مدینہ میں وقت سفر کے
 استخلاف کبریٰ نہیں ہو سکتا ورنہ محمد بن سلمہ جبکہ آنحضرتؐ نے صوبہ مدینہ کیا تھا اور سباع بن
 عریضہ جبکہ کو نوال مدینہ اور ابن مسعود جبکہ پیش نماز اپنے مسجد کا مقرر فرما گئے تھے ستمی خلافت
 کبریٰ ہونگے پھر وصایت و ولایت جناب مرفعی کہ ان رہی اور شریک فیہی پیدا ہو گئے تو
 حال غصب خلافت کا قطع نظر کتب نامیہ سے کتب متبرکہ کا برسنیوں میں مرقوم ہی جو ابوبکرؓ
 ان کتب خدایتین قولہ معنی حدیث ابن مسعود استی کے یہ نہیں ہیں کہ امت میری خلافت
 پر جمع ہوگی بلکہ مراد یہ ہے کہ ساری امت میری منالیت پر جمع ہوگی جو ابوبکرؓ ساری امت
 للاکثر حکم الكل حسب قرار و اساقی اہل سنت و جماعت ہیں بے شبہہ اجتماع انکا بموجب حدیث
 مسطور کہی خلافت پر نہ لو اور نہ ہو گیا صفحہ چارم سال میں جہان اپنے گنتی بلاد اسلام کی کہ
 مذہب اہل مذہب جماعت ہیں لکھی ہی اور صفحہ ششم میں جہان تعداد اہل مذہب شیخ کی لکھی ہی
 اس سے واضح ہی کہ سنی اکثر امت ہیں اور شیعہ بعض امت اور جناب امیر نے بیخ البلاغہ میں
 الزمر السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعہ وایاکم والفرقہ فان الشاؤ من الناس للشیطان
 لکما ان الشاؤ من اللہم للذی ابوبکرؓ فرمایا الا ان الناس جماعہ رحم اللہ علیہا و غصب علی ہیں
 الخلفہ کذا فی بیخ البلاغہ اور قرآن پاک میں فرمایا ای ان الذین فرقوا دینہم وکذا اوتیایا ستم
 انی فی فی اور فرمایا تم کفر تھو میں کل شیعہ ابوبکرؓ علی الرحمن عتیبا پس نقلین سے ثابت ہوا
 کہ شیعہ فاروق جماعت ہیں اور پیغمبر خدا اور خدا ہی پیغمبر کو اسے کام نہیں اور یہ بھی معاذ

حالی تاج طبری

حدیث میں کتب مولانا علی ہودا

۴۳
 و الخاتم غایب عن العارض فکنت اذا قادمها اشهد المناوی والناقص انتهى اور باقی حال طبری
 کتب امامیہ سے آئین لکھا جاوگا قولہ ان روایات عدین سے گذر کے کتب کباب بیجا زہم
 بیان کرتا ہوں جو کہ وجہ بیان اس لکھ لکھ کی جس سے کتب لیب بان مشتق ہوئی ہیں یہی
 بنا غلط بحث و مزہب و روایات امر واقعی ثابت نہو اور ناظر رسالہ دیکھو کہ اس کے
 حق سمجھ لے والا شہر و دہریہ جو عقل مست دم فرو بستن بد وقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی
 قولہ فرمایا سن کنت مولاً و علی مولاً اللہم وال من والاد و عا و من عا واد و انصر من نصرہ و انصر
 من خنہ کہ واد الحق حدیث کان جو کہ یہ روایت بالفاظ گذاری کتب اہل سنت میں موجود نہیں
 بلکہ کتب امامیہ میں ہی متحدہ اقبال لفظ والاد کا ساتھ عا واد کے دلیل صریح ہی اس پر کہ مراد واد
 ہی اختلاف اسلام کے ضد شنی کی دوسری ہی نہ تصرف فی الامور اور جود و کو مقابل منصرف کتب
 وہ جاہل ہی لغت عرب سے آور ہوئے ہی اسکا قول حضرت امیر کا اپنے عم غلامت بن علی
 طلحہ و زبیر کہ واللہ ما کانت لی فی الخلافہ رغبۃ ولا فی الولاۃ و لکنکم دعوتونی الیہا و علمتونی علیہا
 پس اگر یہ حدیث وصیت ہوئی دربارہ خلافت تو اس عذر کی کیا گنجائش تھی چنانچہ اسی حدیث
 مفاد احادیث غدیر کا ولایت باطنی ہی نہ خلافت ظاہری صاحب شافعی شامی کافی طبری
 کتاب الحجۃ فی باب نفس اللہ عز و جل علی الامۃ واحد و واحد لکما ہی کہ خلافت ظاہری خلفائے کبر
 اور خلافت معنوی علیہ السلام کو ہی انتہی اور یہی قول اہل سنت و جماعت کا ہی چنانچہ سارے
 سلاسل ولایت اولیاء و مشائخ امت و اصفیاء و عوفیہ باصفاء کیا چستی و کیا قادری و کیا
 سرور دینی وغیرہ انتہی ہوتے ہیں طرف جناب مولیٰ علی کے بلکہ یہی واسطہ ہیں انفاذات
 و افادات ولایت کے ناقیام قیامت اور اگر مراد خلافت معنوی تو ہے شہد ظہور اس درجہ
 نبوی کا ہونا لا اقل جو خاذل جناب امیر تھے جسے خلفائے ثلاثہ باعقاد امامیہ معاذ اللہ وہ مخدول
 ہوتے حالانکہ قوت و شوکت او کی اور مدد معاون ہونا جناب امیر کا ہمراہ اون کے سیکھار
 الحق مع حدیث کان کتب امامیہ سے بھی ثابت ہی اور یہی دلیل حقیقت خلافت شیعین وغیرہ

موریدی معنی مطابق ہم اہل بیت ہیں چنانچہ ابو نعیم سے حسن مثنیٰ بن حسن اسبط سے روایت کیا ہے
 کہ کہنے اذن سے پوچھا کہ کیا حدیث میں کنت مولاً نص نبی خلافت علی پر فرمایا اگر آنحضرت ارا
 خلافت کا اس سے کرتے تو واسطے تقسیم اہل اسلام کے واضح تر فرماتے مسئلے کہ آپ افسح النہار
 تھے البتہ یوں کہتے کہ ہذا والی امری والفقائم علیکم بعدی فاسمعوا واطیعوا اور ظاہر ہی
 کہ آنحضرت ادنیٰ واجبات بلکہ سنن کو مثل آداب قعود و قیام و اکھن و شرب و استنجاء و غیرہ
 اسطرح بیان فرما گئے کہ بے تکلف معافی مذکور الفاظ پر نور نبوی سے ہر کسی کے سمجھ میں
 حاضر و غائب سے بعد معرفت اہل بیت عرب کے آجاتے ہیں پس ایسے مقدمہ عمدہ
 کیونکہ التفالیسے کلام مجمل پر فرماتے کہ موافق قاعد عرب کے حصول معنی کا اور سے
 نہ وہ بہ بات منافی بلاغت رسالت ہی جو ایسا گمان کرے وہ گویا قائل ہی بقصور
 مسالمت نبوی امر تبلیغ میں والعیاذ باللہ قولہ بموجب ارشاد آنحضرت کے طوائف
 خلافت نے حضرت امیر کو مبارکباد دی وہی چنانچہ اول عمر بن خطاب کے بیعت
 کی اور کہا خیر یا امیر المؤمنین لقد اصححت مولای و مولاکل ہومن چوب مبارکبادی

طوائف خلافت کی اور بیعت عمر بن خطاب کی غیر ثابت ہی دوسرا دعویٰ فعلیہ البیان علیہا
 ردہ بالبرہان البتہ بعض نے تنذیت وہی سو یہ مبارکبادی بابت حصول نص خلافت
 نہ تھی بلکہ بنا بریرالات مر تصدی تھی دلیل اسکی یہی ہے کہ اگر حدیث مذکور نص خلافت ہی
 تو چاہیے تھا کہ سب حاضرین بیعت کرتے جس طرح بقول آپ کے عمرؓ نے کی اور جناب
 امیر ایسے تنذیت و بیعت کو وقت انعقاد خلافت کے موقع احتجاج میں لاتے لاقول وقت
 خلافت عمر ضرور کہتے کہ تم وہی ہو کہ ہم سے بیعت کی تھی اب ہم سے کیا بیعت کیے ہو
 حالانکہ باتفاق فریقین یہ استدلال واقع نہوا معہذا با وجود جناب نبوی بیعت کرنا
 عمر بن خطاب کا عبث محض ہی اسلئے کہ نتیجہ بیعت کا امتثال و امر و نہا ہی و زمانہ ہی
 خلیفہ ہی وہ خود حیات مصطفویٰ میں کن نہ تھا اور بعد آنحضرت گو یہ بیعت سابقین

بیت انصار و انصار

قصہ کربلاستان کا تہذیب نبوی میں

گیارہ حدیث پر خلافت باطل

بصورت خلافت مرتضوی حیات لایح کرنا پڑتا علاوہ اسکے عبارت مولای دسوا کل مروج
 اولی بالتصرف مجتہد خلافت نقل عقل ہی مسئلہ کہ مولیٰ معنی اولیٰ غیر متصل ہی اور اگر یہ تعلق
 بضمیمہ اللہ وال من والاہ ولالت کرتا ہی معنی مولات پر کہ مقصود نبوی وفاروقی ہی نہ تصرف
 والا یہ تصرف حیات نبوی میں حاصل ہوتا چاہئے تھا مسئلہ کہ حدیث میں کثرت مولاہ میں تہذیب
 بعدیت و اتصال انفضال کی نہیں بلکہ مولائیت بالفعل بملاحظہ صیغہ میں کثرت صحیحی جاتی
 جسطرح لوگ تمکو مولانا کہتے ہیں لیکن اولیٰ بالتصرف نہیں سمجھتے والا آج ریاست تمکو لائے ہی
 نہ اور کسی کو قولہ حسن بن ثابت نے اس تہذیب میں ایک قصیدیں لکھکے حضور نبوی میں گدانا
 اور مورد حسنت ہوئے ایک شعر اوس میں کا بہہ ہی شعر فقال کہ رقم باعلیٰ فانی + رضیتک
 بعدی اما وادیا جواب قطع نظر اسکے کہ حسان موبد بروج القدس تھے اور سرخیل تھو
 اسلام و افصح عرب اور یہ شعر بغایت مرتبہ فصاحت و بلاغت سے نازل ہی اور سبب
 اس شعر کے عجبوہ اشعار ماثورہ حسان میں جبکو بعض اہل علم نے جمع کیا ہی گذرانا قصیدہ
 تہذیب کا اور گدانا اس شعر طبرہج کا حضور نبوی میں خلافت عقل سلیم و منافی فیکس تقسیم ہی
 کہ قصائد مبارکبادی اوسکے حضور میں گذرانتے ہیں جبکو کوئی مرتبہ منصب حاصل ہوتا ہی
 ترقی منزلت کی ہوتی ہی نہ اوسکے حضور میں جو دوسرے کو انعام اکرام خلعت منصب بخشے
 مولائیت تو مولیٰ علی کو ملے اور قصیدیں تہذیب خدمت نبوی میں گذرے سبحان اللہ شایر تہذیب
 اس راہ گذرانا ہوگا کہ منوبہ بحضور خلیفین جناب امیر تہی تو درخور تہذیب نبی تحیر سے نہ وہی قولہ
 بیان دوسرا کہ چند حدیث میں کہ خلافت بلافضل پر دال ہیں جواب ہمہ گیارہ حدیثیں واحد
 باختلاف بعض کلمات حواسمجگہ اپنے لکھی ہیں کلام مرفوع باطل میں سوا ایک حدیث کے کثرت
 مولاہ فعلی مولاہ اللہ وال من والاہ و عاواہ عاواہ جہانچہ وضعی ہونا اکتبا کتب اس فن سے
 نوافع ہی سمجھنا بعض روایات انہیں کے کتب شیعہ سے ہیں جیسے محمد بن یوسف کجی وغیرہ
 باین ہمہ معلوم نہیں کہ کونسی لفظ و عبارت خلیفہ بلافضل ہونا مولیٰ علی کا اپنے مستند کیا ہی

کہ اس سے تعرض کیا جاوے حالانکہ حدیث نرضوی موجود ہے کہ بنا کیا تمام فرمایا کہ مجاہد خلیفہ چارم کو
 اور جو کوئی بھوکہ خلیفہ اول کہے گا وہ ایسا اور ایسا ہی تصدیق اس مدعا کی کہ کتاب میرے ہی ہے
 مجمع البحرین وغیرہ بروایت امام ربیعہ از امام کاظم از حضرت صادق از حضرت باقر از شہید کہ بلا از
 جاب علی رضی اللہ عنہ اس لئے کہ فرمایا میں ہمراہ آنحضرت کے راہ مدینہ میں تھا کہ ایک بزرگ کوفی
 بعید یامین المنکبیر نے آنحضرت پر سلام کیا اور میرا کہا پھر یہ لفظ التفات فرمایا اور کہا سلام ہی
 تمہاری خلیفہ چارم اور رحمت و برکت خدا کی پھر آنحضرت کی طرف التفات کیا اور کہا کیا یہ خلیفہ
 چارم نہیں ہی حضرت نے فرمایا یاں سچ کہتے ہو پھر چلے گئے اور پتا نہ لگا چنانچہ صاحب تراجم
 ہی ساتھ اصل حدیث کے اعتراض کیا ہے کہ ذانی النہی قولہ آنحضرت نے فرمایا اکل نبی وصی و
 وان علیا وصی و وارثی اخرجہ البغوی الی قولہ ان علیا منی وانا منه و ہر ولی کل مومن من عب
 اخرجہ السیاحم الخ جواب حدیث بنوی بالتفان اہل حدیث موضوع ہی اور حدیث بلالی جنس
 ابن جہان نے بھی بروایت کیا ہے ذہبی و ابن جوزی نے اس کو موضوع کہا و وضع او کا مظهر
 بن میمون اسکا ہی اور حدیث کبھی شعیبی ہی اور جو حدیث کہ بن زبیر نے ابی ذر سے اور علی
 ابن خطاب سے روایت کیا ہے اس کی اسناد میں محمد بن عبد اللہ بن ابی رافع مستہم ہی اور عطاء
 و رافضی ہی اور دوسرے بن یحییٰ رافضی ہی اور علی بن ابی رافع مستہم ہی اور عطاء
 مذکور کذاب ہی اور اس حدیث کو حاکم نے بھی بطریق دیگر روایت کیا ہے لیکن کما غیر مجمع ہی اور
 اور ریزان میں اس کو ترجمہ استحقاق بن بشر الاسدی میں کذاب ضلع کہا ہے اور حدیث ابن ابی
 میں جہد علی کی کل مومن بعدی زائد ہی اصل روایت پر اور حدیث احمد بن حنبل میں کذاب
 و افتراء ہی اس طرح حدیث ابن السنان اور حدیث النظر الی وجہ علی عبادۃ جسکو طبرانی نے ابن
 مسعود سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس کی اسناد میں یحییٰ بن عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ بن علی بن علی بن علی
 طرق اسکے مجموعہ و ضعیف میں کسی طریق میں کوئی کذاب ہی کسی میں کوئی و ضلع کسی
 میں متروک کسی میں متہم لیکن بعد جمع طرق و جمع علی التماس معلوم ہوتا ہے

حدیثنا حدیثنا حدیثنا

لکھنے سے ایسا علم اور تفسیر کا کلمہ

افراد صاحب تفسیر پر اپنا تفسیر

کہ حدیث مذکور از قسم حسن لغیر وہی نہ صحیح ہی نہ مضعف اور حدیث دہلی بصری ہی اس طرح پر ہے
 یا نبی علیہ السلام یا نبی اور حدیث مارٹ منکس یا نبی جیسو اپنے مابعد میں کہا ہی مضعف ہی نہیں
 باوجود اسکے انکو دلیل خلافت بلا فصل ٹھہرا بنا و غاصد علی الفاسد ہی قولہ مثل اسکے کہ
 آنحضرتؐ نے جناب میر کر امیر کسی سریتہ کا کر کے کسی جگہ پہنچا تھا اور نہ اس نے ایک نوٹ ہی غیبت
 میں سے لیکر اپنے تصرف میں لایا جب فوج پھری لوگ آنحضرتؐ کے سلام کو آئے چار آدمی سے
 شکایت جناب میر کی کی آنحضرتؐ نے اس وقت غضب میں ماکو بہ حدیث فرمائی اس سے صاف
 اولی بالتصرف ہوتا جناب میر خلیفہ برحق و بلا فصل کا بعد پیغمبر کے ثابت ہی جواب یہ تھا
 تفسیر مورخین اہل سیر ہی اس لئے کہ خطبہ مذکور از اول تا آخر وال ہی اس بات پر کہ منکر از ان
 دو دوستی حضرت امیر کا ہی لاغیر اور یہ الفاظ واسطے از ان کہ شکایت ہی بچا صرف تفسیر کے فرماست
 نہ واسطے اثبات تصرف کے کیونکہ بہت اولی بالتصرف ہوئی کہ اجتماع ولایتین کا زمانہ واحد
 لازم آتا ہی زیر کہ تقدیر باغظ بعد نہیں بلکہ سوق کلام واسطے تسوید ولایتین کے ہی تفسیر
 میں بجمیع وجود اور ظاہر ہی کہ شرکت جناب میر کی ساتھ آنحضرتؐ کے تصرف میں بجمیع
 آنحضرتؐ متعلق ہی پس معلوم ہوا کہ مفاد اسکا اگر یہ شان درود حدیث مطابق کہے بیان کی
 اولی بالتصرف ہوتا نہیں بلکہ ایسا ہی محبت مر تفسیر ہی اور اجتماع محبتین میں کہ ہی مخدور نہ ہو
 بلکہ ایک مستلزم دیگر ہی اور اجتماع تصرفین میں بہت مخدورات میں وان قید ناہ با بدل علی
 فی المال دون محال فرجا بالرفاق لان ہل استہ قالون بذلک فی عین امامتہ علیہ السلام اور
 قرینہ مابعد کہ اللہ وال من والہ الخ ہی صریح وال ہی افادہ معنی موالات و مروت پر وال
 فرماتے اللہ وال من کان فی تصرف و عا دن لم یکن کذلک قولہ عبد العزیزؒ نے کتاب تفسیر
 بحث حدیث من کنت مولاً میں خرابان لفظ بعد ہی ہو کر کہا ہی کہ اگر در حدیث لفظ
 سے بود البیتہ مفید دعوی خلافت بلا فصل میشد اسلئے صحاح کتب سنن احادیث صحیحین
 بعدی کی صاف مذکور ہی لکھی گئی جواب کتاب تحفہ کچھ صحیفہ فاطمہ صحیفہ علیؑ نہیں کہ فرما

یہی کسیکو دیکھنے کو نہ ملے آج ہزار نسخے تحفہ کے میرا آسکتے ہیں اوسمیں کہیں آج ہر اہل لفظ بعد
 واسطے افزادہ دعویٰ خلافت بلافضل کے بحث مذکور میں مسطور نہیں! اللہ اکبر جب ایسی کتاب
 مشہور پڑے افترا ہوتے ہیں تو غیر مشہور میسر کا خدا حافظ ہی ولیکن آپسے بہرہ دلاؤ
 بتقدیر پر دلا رہے مروت کی ہوگی کہ اوسنے ہی جواب بصارت العین میں اسطر کے جوڑ لکھے
 ہیں مثلاً لکھا ہی کہ صاحب تحفہ نے مسلمین قیدیہ کو رخصتی لکھا ہی حالانکہ تحفہ میں کہیں اسکا
 عدین اثر نہیں پہنچا ہی وکن کہ جسے حکیمتہ اور انعام تیرم و پیرمہ فقید چمک جاتا نا و انعام تیرمہ معد
 شہابی علم الہدی سے معلوم ہوتا ہی کہ لفظ بعد چمک لکھی اور عام تیری وفات و حیات و اتصال
 انفصال میں اور کلام رازی ہی دالی ہی اسپر کہ اتصال انفصال دونوں بعد بیت ہیں اور
 ایک کو دوسرے پر جہان نہیں اور احتمال مضاعف و بلغا بلکہ محاورات قرآنی سے اتصال
 انفصال قرینہ مگر معلوم ہوتا ہی قال تعالیٰ حکایتہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ انزل من قبل محمد
 وقال یا ربی من بعدی ائمتہ احمد علیہ السلام اگر لفظ بعد افعال میں حقیقت اور انفصال میں مجاز
 تو معنی آیات مذکورہ کے کیا ہونگے پوری بحث اسکی ازالۃ الغین میں ہی اور جن حدیث مؤثر
 سے آپسے لفظ بعد کو نقل کیا حال اوکا ہم میں گزر چکا اور تقدیر صحت ہی جواب انکا ظاہر ہی
 کہا مگر ولیکن حق تعالیٰ نے فرمایا ہی وکن تکلیل اللہ فاما سن قل ہی بعد قولہ و منثور میں
 حدیث مواخات لکھی ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ تو نزدیک میرے بمنزلہ بارون کے ہی موسیٰ سے
 اور وارث میرا ہی جواب حدیث مذکورین کی لفظ کہ تو وارث میرا ہی اجتہاد و ایجاد سامی ہی
 اصل روایت میں موجود نہیں معہذا مواخات کو دلیل خلافت بلافضل ٹھہرانا مخالفت عقل نقیض
 جس صورت میں کہ اخوت یعنی موجب اختلاف نہیں ہوتی تو مواخات کس شمار میں ہی معہذا
 یہ حدیث آنحضرت نے او موقت فرمائی تھی جسوقت کہ مرلی علی کو واسطے خبردار سی حال
 و امور خانگی کے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے پس یہ خلافت بران اختلاف کہی نہیں ہو سکتی
 اور جواب تفصیلی اسکا تحفہ میں دو تین طرح لکھا ہی فلینظر ثم قولہ ان گیارہ حدیث خطاب

استعمال لفظ بعد

حدیث اثبات حق انوار اللہ

یازد اعظم الشوری

تحقیق معنی لفظ اولی

امیر المؤمنین کا اعلیٰ و بی دوا رت و مرتبہ شرف و تہی و دن و فاروق امت و عیوب المؤمنین
 صدیق اکبر و صاحب ایمان گران و دلی و متکی ثابت ہوا سیکم الذین جانتا ہی کہ معنی ہر لفظ کو
 دلالت ہی خلافت بلا فصل پر حاجت تاویل و تفسیر کی نہیں جواب ثبت العرش ثم انش سائین
 یہ گیارہ حدیث جن سے خطاب مرقضوی ہو و شک آپ کائناتے ہیں تیرہ ہو چکی ہیں
 خطاب کہاں اور دلالت کسی حالانکہ عیسوی کہنا حضرت امیر کا اور صدیق کہنا امام محمد باقر کا
 اول کر کتاب الیاسیہ سے گزر چکا ہی پس وہ دلالت بیان ہی موجود ہی بلا ترجیح علاوہ اسکے کہ
 سجدہ میں نہیں آتا کہ آنحضرت باوجود اسکے کہ افصح المخلوقات تھے اور کلام آپکا نہایت مفصل و
 ہر تاحنا مضمون خلافت مرقضوی کو بطور پہلی و بیستہ ان فرماتے اور گیارہ لفظ پورے اولی
 لفظ صریح غیر مشترک صاف صاف ایسی نہ کہنے جسکو دلالت خلافت حاصل ہو تو حضرت امیر
 حال میں معلوم ہوا کہ اعداء و منافقین بلکہ منافقین کے گینگے اوصوت او صوب تھا کہ تبلیغ رسالت
 با تم وجہ واضح کلام کرتے مہذا اگر ان الفاظ کو دلالت مدعا پر ہو تو ضرور حضرت امیر وقت
 انعقاد خلافت اولی کے ساتھ ان کے احتجاج کرتے حالانکہ باتفاق فریقین نہیں کیا معا
 احتجاج و اجتہاد المانع ہوا فہم واجتہاد مرقضوی سے قولہ لفظ ولی کے عربی میں چند معنی ہیں
 از احتجاج و اجتہاد و صاحب اختیار و اولی بالتصرف و اولی بیان مراد میں اسے
 کہ سارے مؤمنین ایک دوسرے کے ناصر و محب ہیں کہ قال تھا والذین یؤمنون بوعقوبہم اولیاء بعض بلکہ
 فرشتے ہی ناصر و محب مؤمنین ہیں کہ اولیاءکم فی الحیۃ الدنیا و فی الآخرة بلکہ کفار ہی ناصر و
 مسلمین ہوتے ہیں پس معلوم ہوا کہ مراد دو معنی آخر میں جو اسباب دو معنی آخر جب میں
 کہ محاورہ قرآن مساعد ہوا حالانکہ قرآن سے جس جگہ دیکھو معنی ناصر و محب کے نکلتے ہیں نہ مانع
 و اولی بالتصرف کے قرآن کو چہرہ زکر ہر طرف جانا ہے وجہ سوجہ کے تقلید میں جدائی و التباہی
 حالانکہ ان معنی اخیر کو اہل لغت نے بھی ضبط نہیں کیا اگر کیا ہو تو حوالہ دیا ہو دیکھو اگر
 معنی بشمارت لغت ثابت ہی ہوں تو اس سے خلافت بلا فصل کہ مقصود بالذات اس سارے

مکمل طور سے اثبات اور گناہی ثابت نہیں ہو سکتی نہایت بیکہ فی وقت من الاوقات مصروف ہوں اور یہ عین مذہب الہدیت کا ہی اور باوجود ناصر و محب ہونے مومنین کا فرض و ملائکہ کے کید و گیر کو و تخصیص حضرت مرتضیٰ کی یہی کہ انھیں ملکہ وحی سے معلوم ہوا ہو گا کہ ان کے زمان امت میں باقی و فساد ہو گا اور بعض آدمی انکار امت کا کریں گے علاوہ اسکے ان فساد و بستی ایک شخص کا ضمن عموم میں جس طرح آیا کہ یہ بعض میں ہی اور چربی اور ایجاد دوستی اور شخص کی بخصوص اور چربی اگر کوئی سب انبیاء و رسل پر ایمان لائے اور بالخصوص نامی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ اور کا اسلام معتبر نہیں یہاں دوستی ذات حضرت امیر کی بشخصہ منظور ہوئی اور آیات میں دوستی اور ایمان کے عام ہی حاصل ہوئی اور بر تقدیر استخار و مضمون آیت وحدیت کیا قباحیت ہوئی یا غیر کا حکم کہ تاکید و تذکرہ مضامین قرآنی کیا کرے خصوصاً اور دم کہ کسی طرح کا وہن وستی ممکن نہیں ہے قرآن کے سچ کوئی مضمون قرآن میں نہیں آیا لیکن تاکید اور کسی چندا حادث میں آئی ہی تا الزام و اتمام نعمت ہو جاوے جسے قرآن کریم چاہی بلکہ دیکھائی وہ ایسی طرح ہو جات کہ کہیں کہیں گاہ والا تاکید و تقریرات پر ثابت نماز و روزہ و زکوٰۃ و تلاوت قرآن وغیرہ سب لبوہوں اور نزدیک شیعہ کے فضل امانت جناب امیر کو بار بار کہنا اور تاکید فرمانا سب یہود و عیث ہو گا لغو و بافشد منہ تمہذا جس صورت میں کہ معنی ولی کے اولی بالتصرف تھے یہ سے تو چاہئے کہ جہاں خود لفظ اولیٰ موجود ہو وہاں یہ معنی بالاولیٰ مراد ہوں حالانکہ یہ کہ میرا ان اولیٰ الناس من بعدی کے کورایہ الکتبی اولیٰ بالتصرف میں ہے میں معنی تصرف کے صحیح نہیں لے لئے کہ امتناع ابراہیم علیہ السلام اولیٰ بالتصرف حضرت مروج میں تھے کہ یہ طرح آیت ثانی میں نسبت تبعی کے نفی کی ہی تبعی سے نہ اثبات معنی تصرف تو جب صورت میں خود اولیٰ سے معنی اولیٰ بالتصرف نہ نکلے تو ولی سے اولیٰ جو محض تصرف ہو ولی مقالی کا ہی قول نیست عرب میں اکثر ایک لفظ کے بہت معنی ہوتے ہیں اور محل مناسب ہے جو جدا معنی بخشے ہیں از انجاء لفظ ولی فاموس میں زیادہ یہیں معنی پر آئی ہی سہا المالكات والعبد والصاحب والمعتق والمعتق وابن العم واسجار والکلیف والابن والعم

وہ خالصہ کی کتاب لکھی

سید علی اکبر علی محمد علی

امیر المؤمنین ابن ابی النعمان والرحمۃ والبر والنجاة والصلوة والسنن والسنن علیہ الصلوٰۃ
مدح منی مولانا کے مالک دست آئے ہیں اور اس پر اسناظرہ فریقین کا ہی جواب
معدومانی لفظ واحد کا مسلم ہی لیکن محل مناسب میں منی چہرہ کا نہ بخشنا موقوف ہی قرآن پر
مالیہ و مالیہ ماقبل ما بعد پر علی الاطلاق پس مانحن فیمن جو معنی مولانا کے اپنے قرار دینے کا
قرینہ کیا ہی حالانکہ صد و عجز حدیث صریح قرینہ ہی مسبات پر کہ مراد مولى سے محبوب ہی مالک
عادت شریعت نبوی لبون واقع ہوئی تھی کہ کلام ایسا غالباً مشابہ و تابع کلام الہی ہوتا تھا چنانچہ
جسطرح قرآن میں فرمایا ہی اللہ تعالیٰ اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم ایستطیع ان یخفی عنہم فی عذر خیم میں فرمایا
الست الی بالمؤمنین من انفسہم اور جسطرح حق تعالیٰ نے ارشاد کیا کہ المؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیٰ
بعض ایستطیع ان یخفی عنہم نے فرمایا من کنت مولاه فعلی مولاه اللہم والی من والاہ پس جس نے ہر
استعمال قرآن کے حاجت و دلیل کی نہیں اور بدرون قرینہ جلیہ کے تعیین مولانا کا معنی مالک صحیح
الغرض یہ بات ٹھہری کہ لفظ ولی و اولی و مولی وغیرہ کلام نبوی میں اس معنی میں استعمال ہی
جس معنی میں قرآن وارد ہی اور فرقان میں بہہ الفاظ زمیندار کسی جگہ معنی مالکث اولیٰ بالقرآن
تو حدیث میں ہی یہ معنی مراد نہ ہو گئے سبے وجہ صرف ظاہر سے انجا و خجہ ہی قولہ ابن جریر
صالحی میں کہا ہی کہ اگر فرض کیا جاوے کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ ہی تو یہ کہان سے ثابت ہوا کہ اولیٰ
ہو وہ لائق و مستحق خلافت جواب و کتاب یہ ہی کہ اگر اولیٰ لائق خلافت کے نہیں تو یہ کہان سے
ثابت ہوا کہ اولیٰ لائق خلافت کے ہی جواب قرآن سے ثابت ہوا اس طرح کہ طاعت
مفضل ہو دینے کے نبض الہی عہد حضرت شمول میں باوجودیکہ طاعت سے اولیٰ و فضل تھے مگر
یامت عامہ ہو اسے ثابت ہوا کہ خلافت ادنیٰ کی باوجود اولیٰ کے جائز ہوتی ہی اگرچہ لائق
لفظ ادنیٰ کا ساتھ علی کے ہی نہ اسات اولیٰ کے لیکن جو ایسا ہونا بہ لقب مولانا کے نام سرور
مطلوبی التفات طرف علوم کے خاصۃ لغت و صرف و نحو کے نہیں اسلئے مورد استعمال ہی
علی معلوم ہوا حالانکہ یہ ادنیٰ جہل نہیں بلکہ علی ہی جو بالاولیٰ ثابت ہوا تو کیا برسرین

وہ اعتدال ہے

خلافتِ اولیٰ و باوجود حاکمی

واپس سے حفاظت اصول مذہب اپنی کے احادیث صحیحہ کو کثرت حضرت امیر مین و اردوین مشکو
 کے سلب ضعیف و شاذ و موضوع مین درج کیا ہی اور راویوں کو رافضی یا کذاب نظر کیا
 جو اہل سنت کے نزدیک جبطح لشک حدیث موضوع سے حرام اور ضعیف سے
 اور شاذ سے شاذ و موضوع ہی اس طرح موضوع کہ دینا یا متروک و منکر تہمید یا حدیث ثابت کا
 حرام بلکہ قریب کفر ہی اس لئے کہ انکار رضی لازم آتا ہی اگر سنو کہ کو ایسی ہی دشمنی جناب امیر سے ہو
 تو احادیث صحیحہ او کے فضائل مین اب کتب حدیث اہل سنت مین موجود ہوں اور کثر فضائل مین
 نہیں انکو کیوں نہ سلب وضع ضعیف و شاذ و مین درج کیا اور امام سنائی سے کتاب مخصوص
 مناقب مرتضوی مین بنا کر دشمنوں کے ہاتھ سے کیوں مار کہا کے انتقال فرمایا اور صاحب گوہر
 فراد نے کہ شیعہ ہی اس لئے اقرار کیا کہ اقربا بصفات بمنہ محمدین اہلسنت کو پایا کہ مناقب
 مرتضوی کو اوہنوں نے نہ چہا یا کما سبق سیف مسلول مین دیکھو کہ ماثربہ جناب امیر کفر کتب
 اہل سنت سے نقل کئے مین آخر فقید سنو کہ نزدیک حرام ہی پھر کسی دوستی یا دشمنی سے اسکو
 لکھا ہی شعرو مین الرضا عن کل عیب کلیدہ و لکن مین السخط تبدی السوا یا قو کہ کسی جگہ مفید
 اپنے مطلب کے ہجرا احادیث رواں شیعہ سے شک کیا ہی اور اس کے عدم صحت مین کہہ دیا
 جو اسب یہ وہی مثل ہی دروغ گویم بروی تو وان الکذب لا حافظہ لہ ابی ابتداء سائرین
 بعضی چہارم حدیث انامن علی وان علیا مین گزر چکا کہ اسکو صاحب تحفہ نے معلبت ہی
 ہونے اجل کندی راوی کے ہل غیر محتج بہ کہا ہی جس پر آپ نے بڑی دود و ہوب کی تھی آپ
 یہاں پھر وہی حدیث امی بنے معنی کی مہذا جویسے موضع ہوں اور کثافتان و دلائل صحاح
 قولہ حدیث دوم و ہم کو کہ بطریق مستند کتب سنت و جماعت مین وارد ہوں محمد شوکانی قاضی
 مین نے کہ دعویٰ چہا کا مثل ائمہ اربعہ کے کرتا تھا فوائد مجموعہ مین آور دیا ہے لکھا ہی
 بعد تحریر عبارت طویل کے کہتا ہی کہ راوی ضعیف اور مین یغلو فی الرضا مین جو
 قاضی مدوح رحمہ اللہ تعالیٰ نے اجتہاد و کسی راوی یا حدیث کو رافضی یا ضعیف نہیں کہا

حکم سلب بحدیث موضوع و غیرہ

حاکم سنائی

حاکم سنائی

صفت اجہاد

موضوع ان کا صاحب تحفہ کا احادیث میں ترجمہ نوی کو

ذکر اسرار علیہ السلام

بلکہ کلام متقدمین کو بابت جرح و تعدیل کے نقل کیا چنانچہ حدیث دوم و سوم بلکہ بقیہ احادیث میں
 اسی قسم کی ہیں اور جسکی جرح کو راجح پایا اوسکو ترجیح دی حالانکہ تقدیم جرح تعدیل پر نزدیک ہے
 ہی ثابت ہی اور یہ امر عداوت نہیں والا جن احادیث کی تصحیح کی ہی اوسکے منہج کے بعد سے پہلے
 کون مانع تھا اور اجہاد و نام استخراج و استنباط و ضربات مسائل کا ہی کلیات و اولیٰ علیہ
 شہرہ ہے نہ اسکا کہ جس اوی کو چاہا کذاب و ضاع شیعی را فضی کمدا یہ افادہ آپ کے اجتہاد
 ہی نہ قاضی صاحب کے معہذا قاضی صنعانے دعویٰ اجہاد کا مثل ائمہ اربعہ نہیں کیا تا لیسات مستند
 اوسکے موجود ہیں جہاں یہ دعویٰ کیا ہو یا چہاں کچھ نکل سکتا ہو اور مکاف نشان و مد قولہ
 مقدمہ بعینہ اسکا ہی کہ تحفہ میں احادیث میں حضرت امیر کو موضوع و مشرک کہا ہی اور علی
 اما میں نے صحت اوسکی نہایت شرح و بسط سے کتب مشہرہ اہل سنت سے ثابت کر دی ہی چنانچہ
 تحفہ اسکا لکھا گیا جواب شیخ نے اپنی خودی سے اوں احادیث کو ایسا نہیں کہا بلکہ
 جرح و تعدیل اوسکی وہیں اقوال سلف محققین سے نقل کر دی کہ امر اور جن کتب سے امیر
 دعویٰ اثبات میں وہ سب مجاہدیل الاحوال غیر متبرنا شہرہ میں چنانچہ جواب سنجو اسے و فرج
 کہا ہی لیکن بحکم خوشی برابر بہا بیار اگر ہر طرح احتجاج معن صاحب تحفہ پر مقصود ہی گئے
 گئے قولہ بیان سوم در احادیث نقیین جواب جو تطہیل لا طائل فیہ اس جگہ کہ ثابت
 طریق ثابتہ و وابیہ حدیث مذکور میں کی ہی اہل سنت پر حجت نہیں سہئے کہ معیث عنہ امر لا
 حدیث علی المدعا ہی نہ نفی و اثبات حدیث اگر حدیث ثابت ہو ہی اور اوسکو موعا سے مسکا
 ہوا و کیا جمل کوئی مستثنیٰ منکر حدیث کا نہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ غیر متواتر ہی اور مدعا
 نفس نہیں جمل اوسکا حرف مودت اہل بہت و احترام و عظمت عتہ ہی پس چنانکہ مقابلہ قرآن
 کہ اگر نقیین ہی نیز ای بات کہ چاہتا ہی و قدر سیانہ فیما مضی قولہ عقل انصاف وائے زہرا
 تامل کے اس حدیث کو نہیں کہ حضرت نے بابت تمسک قرآن و اہل بیت کے کیا ہے
 شدید فرمائی اور عدم ضلالت کو متعلق ساتھ اقتدا و تمسک انکی کے کیا الی جواب

اہل سنت کا یہی ہے اور اسی پر عمل کرنے میں دلیل اسکی یہ ہے کہ سارے عقائد و اعمال حکام
 فقہی اہل سنت کے ماخوذ ہیں کتاب اللہ سے جسکو شہد ہو وہ کتب عقائد و اصول فقہ کو
 قرآن سے ملا دیکھو اور جتنے طریقے سلوک و سیر و احوال و مقامات ارباب باطن میں وہ سب
 مستفاد و مستفاد ہیں ائمہ ہدیٰ سے چنانچہ نمونہ اس کا ہے والا ہی فاضل و الیٰ بحکمہ بنی المیزان جلال
 شیعہ کہ انہوں نے قرآن کو محض غنائی تھیہ کر کے ایک طرف چھوڑ دیا اور عزت کو غائب عن الالبصیر بنا کر
 ایک طرف نکال دیا اور جو ائمہ فاضل تھے ان کے اقوال حق کو تفسیر و توریہ پر محمول کر کے الگ پسیدہ یا اور
 میں کہتا رہو و عرض کو نثر جدا ہونے کے بجائے ذال می معلوم نہیں کچھ خبر نہ کر کیا موند و کہلا میں گئے اور
 اس گناہ کا کیا عذر بزرگ گناہ لا یشک کے قولہ و آون لوگون پر جنہوں نے حکم آنحضرت کو طاعین کیا
 میں کہ کس طرح تقلید ائمہ مصنوعی امویہ و عباسیہ وغیرہ کا گلے میں ڈالا و یکدست متابعت ائمہ مصنوعی
 سے دست بردار ہو کر کتب فقہ اپنی میں اقوال نعمان و جنبل و مالک و شافعی و ابو یوسف وغیرہ کو لکھ کر
 ائمہ ہدیٰ سے موند پیرا اور اعتماد فرمان اہل بیت پر کہ وارث دین نبی و عالم کتاب اللہ ہیں کیا جو
 موند مصداق ادس کے شیعہ شیعہ ہیں نہ اہل سنت سنیہ و من ادعی فعلیہ البیان اور وجہ عدم اخذ فقہ
 مسائل کی ائمہ ہدیٰ اور وجہ اخذ کی ائمہ اربعہ سے یہ ہے کہ امام نائب نبی کا ہی اور نبی صاحب
 نبی نہ صاحب ہے اس لئے کہ مذہب نام اور راہ کا ہی جو بعض امتیاز کو فہم شریعت میں کشادہ ہو
 اور اپنی عقل سے چند قاعدہ مقرر کر میں کہ موافق اس کے مسائل شریعہ کو اس کے ماخذ سے استنباط
 کر میں اس لئے اور میں احتمال خطا و صواب ہو تا ہی اور جب تمام خطا سے معصوم ہو اور حکم نبی کا کوشتا
 تو انساب مذہب کی طرف اور اسکے معتقد نہیں اسی سبب نسبت مذہب کی طرف حقیقتاً و جبرئیل وغیرہ
 ملائکہ و انبیاء کے کہ ناما وانی محنت ہی بلکہ فقہائی صحابہ کو کہ با یقین ابو حنیفہ و شافعی سے افضل ہیں صاحب
 مذہب نہیں بنتے بلکہ اس کے اقوال و افعال کو ماخذ فقہ کا اور دلائل احکام کا سمجھتے ہیں اور وسائط
 وصول علم شریعی کا غیب سے جانتے ہیں اور نیز اتباع فقہائی مذکور کا عین اتباع ائمہ ہدیٰ ہی
 اس لئے کہ انہوں نے فقہ و مذہب قواعد استنباط کو حضرت ائمہ سے حاصل کیا ہی اور شمس الملک کا

وجہ اتیان ائمہ اربعہ و عدم اتیان اہل بیت

منصب الامور والاعمال

ان حضرات میں سے ایک شخص ایسی ہی ہے جس نے تبارک و تعالیٰ کی ہر سنت کے مرتبہ پر واضح کیا کہ کیا ہے اور کیا نہیں ہے
 معصومہ کی تکلیف انساب و نسب کا کوئی طریق نہیں کرتے شیعہ ہی اگر ذوالنصاب پر ائینہ نو معلوم کریں
 کہ یہ بھی اتباع اور نگوں کا کرتے ہیں جو ایک پر مشرب طرف ائمہ کے کرتے ہیں اور عویٰ خد کا علم
 اور اسے کہتے ہیں اتباع ائمہ کا بلکہ واسطہ چنانچہ معصومہ ششم سالہ سے جہاں اپنے فرق چھوٹی
 و اختیابی لکھا ہی ثابت ہی مرنے اتنا فرق ہی کہ مرنے اہل سنت کے اصول عقائد میں مخالفت ائمہ پر ہی
 نہ تھے اور ائمہ نے اس کے حق میں بشارات دے دیں کہ کافی کتاب اللہ کا احقاق و منہج الحق و
 منہج الکرامۃ بجلال قبرعان شیعہ کے جیسے ہشائین احوال طلاق و ائینہ وغیرہم کہ اصول
 عقائد میں صحیح مخالفت ائمہ ہی ہیں اور ائمہ نے اوسنی سیراری کی ہی اور اس کے بطلان
 گوئی ہی اور کہ اب اور مفتی القیاب لکھا بلکہ مخالف سے نکال دیا کہ مرنے و مرنے پر کیا سبب
 اس حدیث قطعی سے ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ سے مقتدات دینی و احکام شریعی ہیں جو کہ ان دونوں
 کی ایسی ہی ہے جو کوئی شک کرے وہ مہدی و ہادی ہی اور جو کوئی مخالفت شقیں کرتے گمراہ
 ہے دین ہر جواب حقیقت الامر یہی کہ منصب امام کا اصلاح کرنا عالم کا اور دوزخ کا فساد کا
 پس جس فن میں تصور پاک و اس کی تکمیل کرے اور جو روشن صواب پر ہوا و سکو سجا و چوڑے
 باختمیل حاصل اجمال ضروریات لازم تا وہ سے سو حضرات ائمہ نے اپنے زلف میں اہم مقامات
 مقدمہ سلوک و طریقت کو قرار دیا اور مقدمہ شریعت کو ذمہ اصحاب شریعت پر چھوڑا کہ کیا اور خود
 متوجہ طرف عباد و دنیا و تہذیب و تمدن کے ہوئے اور عہد کو تعین انکار و اور او و تعلیم و عہد و علم و
 و تہذیب و تمدن اور ان کا فرائد سلوک بر طلبہ و ارشاد و طریق اخذ حقائق و معارف از کلام خدا و رسول
 وغیرہ میں مصروف کیا اور سبب علت و سبب خلوت کے التفات طرف استنباط مسائل اجتہاد کے
 بقایا اسی جہت سے دلائل عالم طریقت و علوم فیض حقیقت و معرفت اور اسے بکثرت منقول ہیں
 اور اس سلسلے ولایت اہل سنت کے انہیں کی وفات عالیات میں منحصر ہیں حدیث تعلیم ہی
 شریعی اسلئے لکھا باشد واسطے غماہ شریعت کے کافی ہی اور علم لغت و اصول جس کا تعلق ہے

عقل سے ہی اعانت فہم شریعت میں کافی ہے اور معین حاجت ارشاد کی امام کی نہیں جو چونکہ محتاج تعلیم
 امام ہی وہ وقایع سلوک طریقت ہیں کہ کتاب مذکور سے واسطہ مفہوم نہیں ہوتے اس لئے ائمہ ہی
 نے اس سے قطع نظر فرما کر ساری بہت مصروف مبارک کی اور اراذل کو بطریق اجمال انکار کے عقل
 و علم محمد بن چوہدری ایما جماع شیعہ کوئی کتاب کسی امام نے تصنیف نہیں کی اور نہ کسی علم
 اصول فروع کے مدون کیا کہ سبب تنوع وین و کتاب کے ہفتنا حامل ہو بلکہ روایات و احکام چھا
 ائمہ منتشر تھے اور قواعد مستنبط محضی و مستتر تو ان گزیر تھی کہ ایک شخص ایسا ہو کہ اون سب بات کو
 جمع کرے اور قواعد کو متبع کر کے علمی طمع کے اور دنیا و رسم آئین اجتہاد ڈالے بنا دے
 ثابت ہے کہ بسطح نسبت مذہب کی طرف کسی امام کے بے معنی ہے اس طرح اتباع امام کا بے واسطہ
 بغیر محمد بن کو نامکن لہذا مقلد کو اتباع شریعت میں بے واسطہ اہل اجتہاد کے چار نہیں اور شیعہ اگرچہ
 اول ہدایت عوی تابع ائمہ ہی کا کرتے ہیں لیکن مسائل غیر مخصوص میں متبع حقیقی اپنا
 محمد بن طائفہ کو مثل آبن حقیقی و غضاثری و مرتضیٰ و شیخ شہید وغیرہ کو تھیراتے ہیں اور ان کے
 اقوال پر فتویٰ دیتے ہیں اگرچہ مخالف روایات صحیحہ اخباریہ ہوں اور جب تقلید محمد بن باوجود
 بعض روایات ائمہ کے ان کے نزدیک بھی جائز ہے اور مانع اتباع ائمہ سے نہیں پس اہل سنت کو ان کا
 ابو حنیفہ و شافعی میں کیا گناہ لازم آتا ہے غایۃ مافی الباب یہ کہ بعض اقوال ان کے بھی مثل اقوال محمد بن
 شیعہ کے مخالف بعض روایات ائمہ ہی ہوں حالانکہ فی الواقع یہ روایات و مخالفت باوجود اتفاق
 و اتحاد اصول عقائد کے خاثر نہیں اور نیز اتباع سے باہر نہیں لاتے جسطرح محمد بن حسن بن
 وقایہ ابو یوسف کے ابو حنیفہ میں اور بعض جگہ ان کی مخالفت کرتے ہیں اس طرح جمیع مذاہب میں
 مخالفت جزئی موجب ضرر نہیں ہوتی اور سبب لعن طعن جب یہ مقدمہ مخفہ مہم ہو گیا تو اب
 بات ٹھہری کہ اتباع شافعی و ابو حنیفہ وغیرہ عین اتباع ائمہ ہی ہے اور تسک تقلید ہی ہے
 جو اہل سنت بن پڑا جسے اسکے خلاف سمجھا تصور فہم سے سمجھا قولہ بیان چہارم در
 حدیث سفینہ جو اس پر بیان نہیں اپنے حدیث مذکور کو روایت حاکم و احمد و سیوطی و ابن

دستند غم و وس و تورات سید علی ہمدانی سے لکھا ہی سہ روایت حاکم میں لفظ متل باب
 حلقہ یعنی اس کی مثل اسی اصل روایت پر اور ابن معاذ فی شیعہ ہی کیستی کہ انی سائر الکاتبین اور
 روایت خود کوس و موقوفات موضح مفسری غیر ثابت ہی علمہ رضافیہ کے کتب میں کہ میں آماجک
 موقوفات کا نہیں اور روایت ابو ذر اگر ثابت ہو تو بھی اور موقوفات مستحیجہ مسکن نہیں اسلئے
 محال اس حدیث کا اس قدر ہی کہ فلاح نجات دوستی اہل بیت میں ہی اور ہاک ان سے نجات
 سہو بہات مجر و لکھا اس فیسیب اہل سنت ہی کہ یہ سب اہل بیت کو محبوب و مقدر اجاڑتے ہیں اور
 لا تفرق بین اعدائهم کہتے ہیں بخلات شیعہ کے کہ بجا کو یمنون حبیب بن یوسف سوا اللہ
 کے سب کو کا فر و خارج ایمان سے جانتے ہیں کما انتہا و فیما مضی اور اہل سنت بقدر تسلیم کہیں
 جس طرح آنحضرتؐ سے یہ فرمایا ہی اہل بیعتی مثل سفید لوح میں کہا نجی و من تخلت ہنا عرق اسیر
 یہ بھی فرمایا ہی اصحابی کا نجوم باہم اقتدیم استقیم اور یہ حدیث نزدیک شیعہ ہی ثابت ہی
 کما مرایہ فیما سبق اس ثابت ہو کہ جس طرح صفر ظاہر و ریا کا بدون ناؤ کے محال ہی اسلئے
 مقصد تک بدون مراعات نجوم کے محال ہی اور جس طرح فقط رعایت تار و لکی بدون ناؤ کے
 بے سود ہی اسلئے ناؤ بے تار و لکی معرض تلف بین ہی قال لغا و عظامات و الخیر ہم ہر دو
 پس شیعہ یہ نسبت آنحضرتؐ میں الہیت کر سفید اور اصحاب کو نجوم سے یہ اشارت ہی کہ طریقت کو
 اہل بیت سے حاصل کرو اور شریعت کو صحابہ یہ نکتہ نہایت عمیق اور افادات مولانا محمد یعقوب بنانی
 رحمہ اللہ نقلی ہی اسمین ادنی نائل سے معنی حدیث کے بخوبی متخل ہو جائیں قولہ بیان ختم
 حدیث دو اندازہ غلیفہ جواب یہ حدیث نزدیک اہل سنت کی ثابت ہی بطریق متعددہ بالفاظ مختلفہ
 از انجاء روایت صحیحین متوال علیہ ہی اور روایات سیوطی و ابن عدی ضعیف اور روایات مودا و
 و مفسری معذک نزدیک اہل سنت کے مراد خلفا و اثنا عشر سے موافق فخر قدس شہیدی و تفسیر عیاض
 شیخ عبدالحق دہلوی و امام نووی شامی و غیر جمہور قدس اللہ سرہم خلفا ہستعلیق و پیغمبر دین
 کہ حسب تسلط عام و منفذ احکام شرع ہوں روایت زمین پر اور والی خلافت نبوت ہوں

بالتفاق و تغلب تصرف با اتفاق اور ہونا اسکا علیٰ سبیل الاتصال لازم نہیں بلکہ اتمام اس حد
وقت ظہر خلافت راشدہ قریباً ساعۃ تک چنانچہ سچلے انکے بعضے ظاہر و بعضے جیسے خلفاء
اربعہ و حضرت امام حسن مجتبیٰ و عمر بن عبدالعزیز اور باقی جو دینکے اکثر طرق حدیث میں مذکور ہیں
کے بین جبطرح صحیح مسلم فتح الباری وغیرہ معلوم و ثابت ہوتا ہی جسکا ازالہ نہیں ہے لہذا
کہ باتفاق روایت فریقین نہ مانا ان بارہ خلیفہ کا قیامت تک کچھ گناہ پیش تریب جو وہ بیان سامی
اونکے ذمہ اہل سنت پر غیر لازم ہی کہ ہنوز قیامت کو مملکت وراثتی انتہی اور صدر حدیث
قرینہ جلی ہی اس امر پر کہ مراد خلفاء سے صاحب الامر و الامام ہیں لا غیر چنانچہ لفظ لا یرا

ہذا الذین عزیز اسمعیا الی اثنا عشر خلیفۃ کلمہ من قریش سے ظاہر ہی اور یہی حق ہی اسلئے
کہ دین محمدی عہد خلفاء راشدین میں ہمیشہ عزیز و منبع رہا بجا لان ائمہ ہدی کے کہ انکے
میں ایسا ضعیف و ذلیل ہوا کہ خود ائمہ کو ضرورت نقیب کی درپیش ہوئی حتیٰ کہ جو انہیں ناقب
و قائم و صاحب الامر ہیں وہ ہنوز غار سمرامین سستور میں اس اثنا میں اگرچہ بسال ہزار و پچھتر
حدوث صفویہ میں غبار شیعہ ضعیض خاک سے اوج فلک لافلاک تک پہنچا اور سرزمین ایران
کلاب علی و خازنہ ائمہ سے پڑ ہو گئی لیکن جناب مہدی بادی نے حال زار اہل فضیلت جو ہنوز
اور اہل اسلام سے انتقام نہ لیا اور ارضی بخروج نہوئے پس ماند اسکا مصداق ان احادیث کا
نہو علاوہ اسکے طرق حدیث مذکور میں ہر جگہ لفظ خلیفہ و امیر و رجل و کلام من قریش ہی
نہ لفظ امام و بن ہی ہشتم اور ائمہ باتفاق فریقین بلقضا امر او رجال و خلفاء یا نہ نہیں کہے جا
اور کلام من قریش ہی عام ہی بنی ہشتم وغیرہ سے نوچا ہے کہ مصداق ان حدیثوں کے
وہ لوگ ہوں جو خلیفہ کہلاتے تھے اور قریش تھے گو بنی ہشتم نہوں نہ وہ جو امام کہلاتے
ہیں اور انکے باہر سے کوئی کام تنفیذ احکام شرع کا وجود میں نہ آیا اور یہ نہیں کہ خلفاء
راشدین یا بعض امراء بنی امیہ و بنی عباس حتیٰ کہ امامیہ بھی انکو بلقضا خلفاء لقبیہ کرتے ہیں
چنانچہ اپنے ہی اسی سال کہ میں کئی جگہ بلقضا خلفاء بنی امیہ و خلفاء عقبیہ تعبیر کیا ہے سہذا

اہل سنت و جماعت تین خلفاء و اثنا عشر میں مختلف و متوقف ہیں سو یہ اختلاف مضر مقصود
 نہیں اسلئے کہ اختلاف فرق کشیدہ کا نہیں امام میں بعد جناب مرتضیٰ کے بدتر ہی توقف اہل سنت
 سے کہ بعض پانچ اور بعض سات اور بعضی آٹھ اور بعض بارہ اور بعض تیرہ کہتے ہیں اور جو
 بارہ پر قانع ہیں وہ بھی خواں ائمہ سے انکار امامت نقل کرتے ہیں جس طرح انکار زید شہید
 امامت حمزہ یاقر سے اور تنازع کرنا محمد بن حنفیہ کا امام نہیں العابدین سے بابت امامت کے
 یہاں تک کہ جگر اسود نے فیصلہ کیا بنا علی بن ابی اہل سنت موقع طعن نہیں اور امامت
 کی خلافت مذکور نہیں بلکہ یہ امامت بمعنی پیشوائی ہی قولہ بیان ششم در منصب خلافت جو اب
 ثبوت غصب کا موقوف ہی دو امر پر ایک یہ کہ وصیت و نص نبوی خلیفہ بلا فصل ہوئے
 مرتضیٰ علی پر کتب صحیحہ اہل سنت سے ثابت ہو ورنہ خطا القاد و دوسرے رغبت کما ابو بکر عمر
 وغیرہ کا خلافت میں اور یہ بھی غیر ثابت ہی اسلئے کہ کتب امامیہ سے بے رغبتی بلکہ کنارہ
 جوئی ابو بکر کی تقلد خلافت ثابت ہی خواجہ نصیر طوسی نے تجرید العقائد میں لکھا ہے کہ ابو
 نے کہا است بخیر کم علی فیکم اسلیح ملا عبد اللہ مشہدی قائل ہی سانہ کمال زیدین
 کے زخارف دنیا میں اور جواب امرا قول کا سابق گذر چکا ہی قولہ یہ قصہ پر غصہ کتب شیخین
 بشرح و بسط مسطور ہی یہاں لب لباب اور کا مختصر ذکر کیا ہی جواب یہ لب لباب کتب
 شیعہ منقول ہی اہل سنت پر حجت نہیں معذرا اس سے ثابت ہی کہ خلافت ابو بکر کی
 باجماع مہاجرین و انصار ہوئی اگرچہ بعد رد و بدل بسیار ہوا ورنہ لیل عدم غصب
 بحیث سخن شناس دلبر حنظلہ بجا است تو کہ شیخین لشکر اسامہ سے جدا ہو کر سقیفہ
 ساعدہ میں مجلس ارا ہوئے جواب جس صورت میں کہ روایت حوالہ یقین ملا باقر مجلسی سے
 رجوع کرنا خود اسامہ کا شدت مرض نبوی کو سنکر ثابت ہوا تو مراجعت شیخین کی کیوں نہ
 تخلف ٹھہری اسلئے کسی فرقہ اسلام نے عتاب نبوی کو ابو بکر وغیرہ پر بابت اس
 رجوع کے نقل نہیں کیا اور نکلنا شیخین کا ہمراہ لشکر اسامہ کے اور رجوع کرنا اونکے

غضب خلافت

ذکر سقیفہ بنی ساعدہ

نسبتاً مسلم فریقین ہی خصوصاً انوقت کہ اس امر نے خوبیت ابو بکر سے کی اور اس بیعت میں امامیہ
 جبر و اکراہ بیان نہیں کیا ہی قولہ الامامین عبادہ نے بیعت نہیں کی اور شاہدات ملتفت ہو کر
 جواب بصواعق محرقہ منتہی الکلام میں دیکھ لو کہ بیعت کرنا سعد کا ابو بکر رضی اللہ عنہما سے ثابت
 ہی رد سبب الکلام فیہ قولہ بخاری و مسلم وغیرہ میں ذکر توقف بیعت جناب امیر کا صاف لکھا ہی
 جواب جہان بہ لکھا ہی وہاں عذر توقف بھی لکھا ہی اور مسکو کیوں اپنے ذکر نکلیا اور لائق
 القتلۃ پر عمل کیا حالانکہ توقف بیعت اگر ثابت ہو تو یہی قاضی صحت خلافت میں نہیں کہ لاکھ کھراک
 قولہ ولایات ائمہ سے ثابت ہی کہ جناب امیر نے سو ائمہ شیعہ کسی سے بیعت نہیں کی اگر
 جناب امیر بیعت کرتے تو سازعت نہوتی امر دین میں جناب امیر سے شامل توقف بے معنی ہی
 اور سستی جو کہتے ہیں کہ دوسرے دن اکیلے اگر ابو بکر سے بیعت کی محض مدوع ہی جواب
 اگر یہ بات ثابت ہو تو شیعہ کو بڑی مشکل پڑیگی اسلئے کہ ابن مہتمم بحرانی نے شرح نہج البلاغہ میں
 بنیل ذکر خطبہ تشقید لکھا ہی کہ اکثر امامیہ طرف گئے ہیں کہ جناب امیر نے ہرگز خلیفہ اول سے
 نہیں کی طوعاً نہ کرہاً پس بیان سے اس بات پر حکم کر سکتے ہیں کہ جناب امیر مثل امام حسین کے نہ تھا
 معتقد تفتیہ تھے یا قائل ہوں اس بات کے کہ اہل بیت پر اہل وقت کا ظلم و ستم واقع نہیں ہوا اور مظلوم
 حضرت امیر تھا اور یہاں اکثر مطاعن بہیم ہو گئے انتہی حالانکہ تاریک تفتیہ مثل تاریک اصلوہ ہی ملکہ
 بدرین حتی کہ بعض اصحاب امامیہ جناب امیر اپنے عہد خلافت میں ہی تفتیہ کرتے رہے اور قوت ملاوٹ
 مرتضوی کی نہ پائی اس صورت میں دیکھئے کہ وجہ دفع اس تعارض کی کیا ہوگی قولہ متواتر انکار حجت
 اور اظہار تلف حق خود شیون لکھا ہی جواب پانچ اسکا بجز تلاوت کریمہ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ
 اور کچھ نہیں ہو سکتا اور نیز معلوم نہیں ہوتا کہ متواتر آپ کے اصطلاح جدید میں کسکو کہتے ہیں کہ
 ہر جگہ آپ متواتر لکھتے ہیں قولہ خطبہ تشقید جناب امیر سے حال ثلثہ و غضب خلافت کا ظاہر ہی
 کہ آئندہ مفصل کہا جاوے گا جواب اگر یہ خطبہ کلام مرتضوی سے بطور شیعہ ثابت بھی ہو جاوے
 تو کیا اہل سنت پر حجت ہی کہ کچھ ان کے مسلک سے نہیں والزام خصم دونوں مسلمات صحیح ہیں

بیعت انکار حجت

توقف مرتضوی کی بیعت

بیعت انکار حجت

اصطلاح تشقید مرتضوی

حالا کہ امامیہ کے پس نفس الامر میں کوئی دلیل واسطے صحیح اس خطبہ کے موجود نہیں خود شمار حسین
 منہج البلاغہ نے نزوات خطبہ مذکورہ کو ضعیف کہا ہے اور خطبہ کو احادیث میں بھی نہ پایا ہے چنانچہ فرمودہ
 و مقری ہونا اسکا جناب میر پر باد و عقلیہ نقایہ کلام قدماہ شیعہ تا خلافت ائمہ نہیں پرمانندہ ہر غرور کے
 روشن ہے معذک لک بقدر اشعر کا شرف و دلائل کو کرنا سیکھ ہے ای وہ چنانچہ نہیں جو علمای سہمی ہیکہ ہونو
 شوق خطبہ شیعہ و زافزون رہا اور یہ وعدہ ہی مثل اور روحیہ عرفیہ کے قرین ایفانہوا اور
 مزید اشتیاقی بہرہی کہ عبارت مجرباغت اور کیست نامی کہ بہتر نظم قرآنی سے ہی خیال ہے کہتا سبط
 عبدالمجید و اثنا عشر سی واضح ہوتا ہے وہی ہذا و من احب خصائصہ ان القرآن اختصت الناس فی

فصاحتہ و بخت فصاحتہ علی بن ابیطالب الی انما تنفق علیہا عند حاجدی فصاحتہ القرآن و غیرہ
 من سائر الناس اتھی مقام انور و قہ قولہ بقول ائمہ ۲۴ صفحہ وفات شریف ہوئی اور اہل سنن میں
 مشتبہ ہی غرور سے لغایت مابہرین بیع الاول مختلف کہا ہے جواب کلینی نے کافی میں مابہرہ
 البنی وفات میں لکھا ہے کہ تولد آنحضرت مابہرین بیع الاول کو ہوا ہے اور وفات ہی مابہرین کو ہوا
 و مشتبہ ہوئی ہے اور صاحب جامع عباسی نے وفات ائمہ المہدیین مبغور اور ہی ائمہ مہدیین و بیع
 الاول کو لکھی ہے تو بہرہ اشتباہ شیعہ میں ہی ہوا نہ تنہا سیدین میں حالانکہ وایت اصح نزدیکی اصل
 کے واسطے ولادت وفات کے دوازہ مہر بیع الاول یوم الاثنین ہی نقطہ قولہ اول وقت کوئی
 کے واسطے ثانی کے ثالث کے ماہرہ سے وصیت نامہ مشعر و مہدی کا لکھوایا ثانی نے دم نہ مارا الخ

جو اب یہ تمام روایات منوع مقتری ہیں ہرگز کتب الہست میں اور کائنات نہیں و من دعی
 فعایہ البیان لیکن صرف اسقدر ثابت ہے کہ اول ثانی کو واسطے خلافت کے متعین کیا اور آہن
 کوئی وجہ طعن کی ظاہر نہیں اگر بیان کرو تو جواب دیا جاوے اور لکھوانا وصیت نامہ کا اور وصیت
 کرنا عمر کا وقت انتقال کے ابوطالب انصاری کو واسطے قتل چہ شخص کے اور کیفیت بیعت عثمان
 الی غیر ذلک مجموعہ لیس تہی و لا اصل ہے لایا کہ اللہ فی و خما اور اسی وجہ سے آپ نے اس جگہ نام
 کتب کے اگرچہ سب دلت بطریق فرض ہوں لیکن ہر چیز بفضلہ تعالیٰ برصدق معاطہ و راستی

تاریخ ولادت و وفات نبوی

ذکر وصیت نامہ خلافت عمر

یہ فقہا ساری آج تک کہیں کوئی روایت مطابق منقول عنہ باوجود اسم نویسی کتب ہی نہیں ہوئی سچ ہی
 شعر خلاف پیر کے رہ گزیدہ کہ ہرگز بمنزل نخواستہ سیدہ قولہ حال ثلاثہ و کیفیت غصب خلافت رسالہ
 سرمن را کہین صاف معقل جسٹس ملکی ہی جو صاحب پیر رسالہ الہی تک دیکھنے میں نہیں آیا مثل صاحب
 سرمن را غنیت کبریٰ میں ہی مہمذا جو کیفیت و ہمین لکھی ہوگی وہ ہی اسی قبیل سے ہوگی کہ اکثر
 تدل علی البعیر مع قیاس کن رنگستان بن ہمارا قولہ بیان ساتوان ہجرت کرنے میں جناب
 علیہ السلام کے اور طلب کہ ہمیں اپنے حق کے واسطے تمام حجت کے جو صاحب جو بیان اپنے اسباب پر
 مجموعہ تواریخ شیعہ منقول ہی اور روایات شیعہ سنی پر حجت نہیں علی الخصوص جو روایت خود
 اخبار قصص میں مخالف خصوصاً تبہ و وہ موضوع ہوتی ہی کہا ہو المقر عند الحشین اور سابقہ گند
 چکا کہ اخراجات تواریخ پر فریقین اعمانہ نہیں کرتے پھر جو جگہ منسک الباطل سے کہ کر الزام است
 چاہنا بغایت بے شرمی ہی قولہ عمار بن یاسر و ابو ذر غفاری و سلمان فارسی و مقداد و صہیب
 عکاس بن جابر بن عبد اللہ و ابی بن کعب خدیفہ و ابوالیوب و سہیل بن حنف و ابو الدثیم و خزیمہ بن ثابت
 و ابوالطفیل و سعد بن عبادہ و ابو سعید خدری و بریدہ سلمیٰ وغیرہ ہمراہ حضرت امیر کے تھے علامہ
 کہتے تھے کہ اسی ظان فلان کہتے جلدی تم حکم خدا و رسول سے پھر گئے الخ جو صاحب یہ چند
 صحابی قریب چند سو نام کے جو اپنے لکھے ہیں اظہار کرنا انکا انص غیور وغیرہ کو دخل میں
 طبری نے احتجاج میں ذکر کیا ہی سو روایت شیعہ صالح احتجاج شعی پر باقرار میں جاسی غور
 نہیں مہمذا اس احتجاج میں بطور شیعہ دو خدشے ہیں ایک یہ کہ مومن جو نا اسقدر صحابہ کا جو
 تصریح اکابر امامیہ غیر صحیح ہی اسلئے کہ مجالس المومنین میں امام محمد باقر سے نقل کیا ہی کہ نسب امیر
 صحابہ مرتد ہو گئے مگر بن نضر کہ سلمان و ابو ذر و مقداد میں اور عمار بن یاسر سے کہہ انرا عن
 اخی اور تردد ظاہر ہوا تھا لیکن پھر رجوع طرف شک کے کیا انتہی اور کلینی نے زور ضد میں بی جبر سے
 روایت کی ہی کہ مرتد ہوئے لوگ یعنی علیہ السلام کے مگر تین آدمی مقداد و ابو ذر و سلمان
 اور ابن مہاجر جس نے خلاصہ الاقوال میں لکھا ہی کہ ابو جعفر نے کہا الخ اوپر اوتنے پوچھا کہ عمار کے

اعمال غفر

انکس احتجاج و نہ جہاں

فرما باعدہ دل کیا پھر رجوع کیا پھر فرمایا کہ اگر تو چاہے ایسے شخص کو زمین شکستہ راہ زمین باج
اور دھل نہیں ہوئی اور زمین کوئی چیز تو وہ مقدس نبی طبری سے خود احتجاج میں آیا ہی کہ مرتد ہوئے
لوگ بعد از تحریک بزرگوار سالہ پرستوں کی انتہی اور سبب اس امر کا کہ اخفارض ہی نہ ترک عمل فرما
یہ ہی کہ بعد تحقیق یہ دو چار ہی مومن نہیں تھے چنانکہ ضعیف الامان ہونا ابوذر غفاری کا
سجارجعلی حیات القلوب سے ثابت ہے اور سلمان فارسی ناکت عدم نبوی تھے اور سارا و کسا
بریں تک مرتد ہے پس اگر فرض کیا جائے کہ سنا تحقیق سید مرتضیٰ درتہ صوفی العوام کہ او زمین لکھا ہی
کہ چودہ صحابی رافضی تھے انہوں نے ہرگز بطیب خاطر ابو بکر سے بیعت نہیں کی جب نسبت ضعیف
و شلاق کی پہنچی اور عنف و خشونت سے گذری اور سوت مرتد بطون ابو بکر کے ہوئے الخ یہ لوگ
نظہ نفس تھے تو انہیں لوگوں سے کتب اہل سنت میں ہی احادیث و اخبار کثیرہ صحیحہ مروی ہیں
جس طرح انکے قول پر اجماع اعتماد ہے اور سید جرح ہر جگہ چاہے والا ترجیح بلا مرجع ہوگی لیکن یہ عقائد
کیونکر کریں اس لئے کہ غرض انکی شیعہ پیروی میں صرف اثبات قدامت تشیع مستحکم ہی نہ اور کچھ
ہر کما تری و دوسرا حدیث یہ ہے کہ ایک بیان سے بلکہ جمیع شیعہ کی تخریج سے واضح ہے کہ ان سب کو
وقت انعقاد خلافت کے استدلال انجیل کل عقل صرف نفس غدیر سے کیا اور کوئی دلیل بیان ہی نہ
سے اور سنت رسول اللہ سے اور اس سے ثابت ہوا کہ بہت عہد رجعت خلافت فیصلہ مرتدوں کی بھی
قتلہ غدیر ہے اور باقی اولہ ساختہ و پرواخذہ مقلدان شیعہ یا علین الانس و الجن مثل شیطان الطلاق و کلمہ الملک
ہیں چنانچہ اسی جگہ سے سبحان علی اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ ہر گاہ و جواب حدیث من کنت مولی
کہ لا تشائ اجلائی یہ بیات بہت سکوت نکروند و گرد گرد آیات کہ ہم مسلک لکھا گیا کی سکوت سے و نہ
انتہی ملخصاً اور حال اس دلیل کا سابق مبرہن رآزمین ہو چکا ہے کہ یہ حجت اوہن من بہت العکس
واخت من ورق التوت ہی فتم الدست و حمل المظلوب علاوہ اسکے کلینی و طبری وغیرہ
قائل ہیں مساندہ اخفارض کے بنا برقیہ کیا بھی حالہ اور نیز تکیب کرنا صحابہ کا نفس کو کہ وہ
انہما رسولہ سترہ آدمی کے مخالفت و ہدایت عقل ہی اس لئے کہ انصار کو توقع خلافت کی اپنے گرد

اخذارض غدير

میں قوی تھی اور یہ لوگ بڑے شجاع تھے چاہتے تھے کہ سعد بن حبابہ انہیں میریوں چنانچہ پین
 ششم میں اپنے لکھا ہی کہ انصار و کوفہ کو باوجودیکہ پیار پڑے تھے عقیدہ میں اور تھلائے الی قولہ انصار
 نے لکھا سنا امیر و مکمل امیر انتہی لیکن جب ابو بکر نے یہ حدیث صحیح متفق علیہ شیعیہ کوئی کذافی خاد و الام
 لم یمن بحاشی وغیرہ من کتب الحدیث الا انہ من قریش سنائی سبکے سب چپ رگٹے اور صدیق
 بیعت کی تیس لاکھ حضرت امیر ہی مع ہفتہ صحابہ کے مثلاً اظہار نفس غدیر کا کرتے اور وصیت
 نبوی یاد دلاتے ممکن تھا کہ یہ لوگ انکا صریح کرتے اور دو مہینہ کئی دن میں اوکو بھول
 جانے اور باوجودیکہ یاد کرتے اور دین و دہشت بیعت مرتضوی سے متقاعد ہوتے خصوصاً اچھا
 سعد بن عبادہ کہ رشتہ دار بنی ہاشم تھے اور کس طرح کی عداوت حضرت امیر سے نہ کرتے تھے
 بعد ثبوت نفس الزام وہی بنی ہاشم اور حلی یاس کے لئے ریاست ضرور دعویٰ ابو بکر کو فاسد کرتے لاکھ
 سو اعر و ابو عبیدہ کے کوئی اعوان ابو بکر میں تھا کذافی کشف الغمہ وغیرہ با عقل سلیم ہرگز اسکو
 قبول نہ کریگی کہ یہ سب لوگ وقت ایسی خاصیت عظیمہ اور مقدّمہ عمدہ کے ایک مروضیت ہے
 اعوان کے بات قبول کر لیں اور قول بنی ہاشم و اعوان مرتضیٰ کو باوجود اب وہی نفس قاطع
 جلی و کثرت عذر و عذر ہاشم و عدم سبالات حدیرہ کے پذیرا نہ کریں اور جناب امیر جن سے اس
 زمین میں بقول ایک مسالہ و توقف کچھ معنی نہیں کہ اتنا انتہی متوقف و متساہل ہوں خصوصاً انوقت
 کہ عثمان و عبدالرحمن وغیرہ کہ مع بنی امیر و بنی نہرہ کے خلیفہ ہونے ابو بکر کے حصول ریاست
 نا اسید ہو گئے تھے چاہے تھا کہ اعانت مرتضوی کرتے حالانکہ اونہوں نے بھی دم نہ مارا
 اسے ثابت ہوا کہ وجہ نفس اظہار نفس و وغیرہ واقع ہون والا جناب امیر وقت بنی معاویہ کے کچھ
 اس نفس طوطی سے الزام تھے حالانکہ اس وقت موقع احتجاج میں صرف یہی لکھا کہ بالبعنی الذین
 بالیو ابابکر و عمر ریح کذافی نہج البلاغہ اور فرمایا انما الشوریٰ لہما جریں والا انصار فان انتہوا
 علی ریح و ہمرہ اما کان لہذا رضیا اسخ کذافی نہج البلاغہ اس سے معلوم ہوا کہ مشورہ
 اہل عقیدہ کا حجت ہی جسکو وہ امام بنا دین وہی اللہ کے نزدیک ہی امام بنی نبیسیے ابو بکر صدیق

طائفہ بنو حجاز بنو بکر

رضی اللہ عنہ قولہ صحت ہی کہ جبارہ بن خیر البشر پر حاضر ہوئے جواب اگرچہ مجروح بہر زواہد است
باطل موضوع ہی لیکن خامہ یہ جملہ مخالف تفسیر اہل سنت ہی اسلئے کہ حضور مجاہد مہاجرین
و انصار کا جنازہ حضرت خاتم المرسلین پر بلا خلاف بالاتفاق ثابت ہی خامہ شیعین کا چنانچہ مٹا
سیف و تبر و دفتی و غیرہ سے بروایت شیعہ ظاہر ہی پس انکار اسکا سکا برہ بحت و عناد و مٹ
ہی قولہ اللہ اگر عند ساتھ رسول خدا کے نہ ہوتا دیکھتے کہ ساتھ اس جمع قلیل کے کیا دکھانا
جواب یہی جملہ مرتضوی باوجود عدم ثبوت عمدہ دلیل صحت خلافت ابو بکر ہی کیونکہ مشہور ہے
کہ وصیت عہد نبوی مجتہد انکی خلافت اور انکے بعد سر علیک امامینہ لکھا ہی کہ عکس عمر بنی
نے مرتضیٰ علی کو ترغیب دی خلافت پر لیکن انہوں نے رغبت کی کذا فی علل التشریع اسے طرح ابو
سفیان نوچ کشی اپنے ذمہ پر لیتے تھے حضرت امیر نے مانا اسے طرح جناب امیر بعد شہادت
عثمان خلافت کو قبول نہ کرتے تھے چنانچہ بیخ المبالغہ میں ہی اناکم فوریر خیرکم منی امیر
پس اگر دبا رہے خلافت کو مئی وصیت نبوی ہوئی تو زوجہ انکار کی خلافت سے کیا تھی کہ امیری چہو کہ
دوسری چاہتے اس سے معلوم ہوا کہ خلافت ابو بکر حق ہی اور عہد نبوی اور دعوتی نفس و اسطے
جناب امیر کے ناحق قولہ دلائل النبوة و خلاصۃ المقال میں لکھا ہی کہ محمد بن ابی بکر و عبد اللہ
عمر البین و موت تھے الی آخر القصہ جو اس جمل اس قصہ کا یہی کہ ان دونوں صاحبوں نے
اپنے اپنے والد ماجد کو نص غدیر وغیرہ باوجود لاکر قائل کیا اور حقیقت مرتضوی ثابت کی اور
اور ابو بکر و عمر نادیم لاجواب ہوئے سو یہ قصہ اگرچہ تجرید عبارت اپنے تحفہ الشیخ سے سر قریا
ہی لیکن نسبت اسکی طرف دلائل النبوة کے اگر تالیف یہی مراد ہی تو صریح افترا ہی ہرگز نہیں
اسکا اتنا چاہنہیں والبیان علی المدعی اور کتاب خلاصۃ المقال مجہول الحال ہی اور روایت ہی
ایسی کتاب سے جائز نہیں کہ ما فرمایا ہوں اور یہ قصہ بعینہ ایسا ہی جس طرح شیعہ کہتے ہیں کہ
کالی لوڈی نے ہارون رشید کے سامنے دلیل قطعی سے حقیقت تشیع کی ثابت کر دی
اور کسی کو جواب آیا یا جلیلہ بعد یہ مرعہ انھوں نے سامنے حجاج بن یوسف کے تفصیل

قصہ محمد بن ابی بکر و عمر

علی الشیخین و ارض کر دی اگر چہ زمانہ ان دونوں کا واحد مین معنی جلیو و حجاج کا چنانچہ یہ دونوں تین ایک کا متفقہ آئندہ شریعہ
مرفوعہ مین اس طرح یہ کہانی بھی ہی اگر جواب و سوال مذکور مین کوئی ادنیٰ تاہل کرے معلوم کرے کہ

فریہ بلا مرتبہ ہی خصوصاً یہ فقرہ و حجت نافذانی مین نہایت و ان جاہد پاک علی ان الشیخین فی مائین کل
علم فکا تعلقہما انتہی عجائب استدالات سے ہی اسلئے کہ شیخین نے محمد و عبداللہ پر کب بابت اپنے

بیعت کے اکراہ و حیر کیا جس پر یہ حجت نافذانی پیش کی اسباب کو کتب اہل بیت سے ضرور ثابت کرنا
چاہئے اور ترک بیعت مرتضوی اور قبول بیعت شیخین مین کو ناساشرک لازم آتا تھا جس پر یہ دعو

دہام مجاہدی معنی شرک کو بوجہنا اور دلیل کو نظر کرنا کامرہ و فرض کا ہی و پس ع اندھین باغ چٹاؤ
بکارت گسٹ اسطرح معنی اول و اولیٰ خلیفہ تین فاکٹر الاخر منہا خوب کہنے ہوئے کہ سعد سے

کر کے توڑی پھر دوسری بیعت ابوبکر سے جوڑی حالانکہ یہ دونوں ثابت بیعت سعد مین ایک ہی بیعت
دوسرے لاحق ہوگا اور مطلب بنانہ بنے گا چہ جہا معافی حدیث کے فقہ برکتب امامیہ شاہد ہیں

کہ خلافت ابوبکر کی بصلاح و تجویز اصحاب ہوئی تھی قریش و انصار سقیفہ بنی سعد مین فراموش ہو کر
تسارع کیا ہر قوم چاہتی تھی کہ خلیفہ ہم مین سے ہو بعض نے خلافت حضرت امیر کی اور بعض

حبس کی اور بعض صدیق اکبر کی تجویز کرتے تھے آخر قریش غالب آئی اور خلافت
ابوبکر مقرر ہوئی اور وقت کسی نے نہ آیا تو کیا تم اللہ کو تلامت کیا اور نہ نص غدیر یا و لا

اور نہ خصوصیت جناب امیر کو واسطے خلافت کے بیان کیا پس بغیر اجماع استی علی الفضل
تجویز اصحاب سنا فی شان مرتضوی نہیں ہو سکتی لیکن کہ ادباً اطلاع کی ہو اور صدیق اکبر کو

مستحق الفضل پاکر خلیفہ کیا باب چہارم فصل اول منہج الفضلین مین لکھا ہی کہ بعض
صحابہ ابوبکر کو نصیحت کی جس وقت وہ منبر پر تھے ابوبکر شہیدان ہوئے اور منبر سے اتر کر

اور تین دن تک باہر نہ گئے تھے کہ گھر گھر سے اور سبایعین سے اقبال بیعت چاہا
پس اس سے خلاف فریقین ثابت ہی کہ ابوبکر واسطے سمجھانے جماعت کے سقیفہ مین گئے
تھے نہ واسطے لینے خلافت کے والا بعد حصول مطلوب مذمت و اقبال کیسا بلکہ حاضرین

خلافت ابوبکر کا حجاج کا چنانچہ یہ دونوں تین ایک کا متفقہ آئندہ شریعہ

کہ ہزار ہا مہاجر و انصار داخل ہوتے ابوبکر کو کہ بہ سائنیت ایمان و حقوق خدمت نبوی ہوئی
 میرٹ تھی تھے اور عیشہ جنتورہ حضرت عین محترم و معزز رہے چنانچہ اقرار کیا کہ آپ ہی
 صفحہ ششم میں اس عبارت سے کیا ہے کہ ہر سترہ در زمان جاہلیت ہم از معارف بکہ بود و عزت
 و حرمت و استند بہر گاہ اسلام ظاہر کر دند و شد یک حال حضرت گردیدند و چشم حضرت ہو فر
 گشتند انتہی بلطف نگاہ لائق خلافت با کبر تجویز کیا اور سب سباضی ہو اور اصل اسلام سے
 ساز مت جاتی رہی ابوبکر زہنی ہاشم تھے زہنی امیہ قریش تھے اور الانہ من قریش
 جمع علیہ فریقین ہی خصوصاً سبک ازواج مطہرات ہی مد نظر تھی تو یہ تدبیر بغایت حسن واقع
 ہوئی اور وقت میں قبول کرنا ابوبکر کا خلافت کو عین شفقت تھی مسلمانوں پر کہ اجماع تھی
 مابقی ابوبکر اس لئے کہ اگر ابوبکر خلافت قبول نہ کرتے تو مسند و عظیم امت میں ہوتا اور آخر وقت
 خلافت عمر فاروق کو سپرد کی دالا وہی ہوتا جو بعد اسکے ہوا اور شکایت حضرت امیر کی کتاب باقیہ
 اس بقدر ہے کہ اگر بکوشش مشورہ نہیں کیا نہ یہ کہ ابوبکر کو لائق خلافت نہ جانا کشت لغت
 میں کہ قتل عثمان لکھا ہے کہ جب لوگ واسطے ہویت کے حج و امیر المؤمنین میں جمع ہو گئے فرمایا
 کہ جب اصل رضی ہو گئے اور وقت قبول کر گئے کہ جو انکی رضامند ہے ساتھ ہی وہی خلیفہ ہی
 سبحان اللہ شان انسان مرقو کیو دیکھو اور اپنے اعتقاد و ظلم نامہ ہوا ہی کو دیکھو کہ فرق
 زمین و آسمان ہی باہم نہ ہوئی غصہ خلافت و انطاہا رض عین جبل ہی قولہ بخاری و مسلم میں
 لکھا ہے کہ عمر نے عباس علی سے کہا الی قولہ غور کرو کہ عمر نے سچ کہا یا جبرٹ اگر سچ کہا
 تو لازم آتا ہے کہ عباس علی کو تعین بخین کے یہ اعتقاد تھا کہ یہ کا ثوب انعم قادر خاتون میں
 اور یہ دونوں بزرگ بالا جاح کبار صحابہ سے تھے جس کسی کے حتمین گواہی دین شک نہ
 کہ سچ ہوگی اور حدیث میں ہی کہ جن ساتھ علی کے ہی اور علی ساتھ جن کے اور اگر جبرٹ کہا
 تو وہ و غلو لائق خلافت کے کہاں ہی اور بالفرض اگر عمر نے جبرٹ کہا تو علی و سب کس لئے
 تھا کہ مذکر کرتے حالانکہ یہ کہ کہا جس کت و دور کا بقایہ کلام عمر دلیل تسلیم قول عمری مسلم نے

کاتب احمد غلام خواں مونس خاں مونس
 کا ذیل

اس حدیث میں الفاظ کا کاذب و آثم و غا درو خائن لکھے ہیں اور بخاری نے مضطرب ہو کر سچے
 الفاظ مذکورہ کہ نہ کہہ لکھ لکھ لکھ کیا اپنی دوست میں عیب بٹھائی کی بی جو یہ روایت اپنے
 تحفۃ الشیعہ رجال بایونی سے سرور کی ہی لیکن عبارت الٹ پلٹ کرتا شبہ زد دی نہ خود
 اس حدیث کو صحیحین میں ملاحظہ نہیں فرمایا والا تعں حدیث غلط سلطانہ لکھتے اب ہم پورا قصد
 موافق کتب صحیحہ اہل سنت لکھتے ہیں اوست اعتراض ہی دفع ہو جاوے گا اور تصرف بھی اچھا ثابت
 وہ یہی کہ سرور کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس ابو بکر صدیق کے تھا وہ اس میں سے اول حضرت
 خاتون و ازواج مطہرات کو خراج خوراک پوشاک و حوائج ضروریہ کا دستے تھے باقی محتاجان نبی
 کو جب عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو حضرت علی و عباس ان کے پاس آئے اور مفتوح اللفظ ہو کر کہا کہ سرور
 آنحضرت کا ہمارا حوالہ کر دے ہم خود و افق علی آنحضرت کے اور علی ابو بکر و شہاک علی کے عمل میں گنج حضرت
 عمر نے اس شرط پر ان کو دیا اور کہا کہ اسکو تقسیم کرنا اور اس میں میراث جاری نہ کرنا بعد چند روز کے
 حضرت عباس نے چاہا کہ اسکو تقسیم کریں حضرت علی نے مانا اور سپرٹا جگر ابو زہبان تک کہ حضرت
 علی نے عباس کے بے دخل کیا اور سوت حضرت عباس جن اب میر کو واسطے قطع منادعت کے اور نیش
 بے دخلی اپنے کی پس حضرت عمر فاروق کے لائے اور کہا ارضی من ذلک الاثم الکاذب الغادر الخائن
 یعنی جھگڑا تہمت اسکے چھوڑا و سوسہی لفظ بعینہ صدر حدیث مسلم میں وارد ہے اور پہلے ان کو
 حضرت عباس نے حق میں جناب امیر کے ارشاد فرمایا اور بے شبہ گواہی عباس کی حق میں
 جناب امیر کے مقبول ہوئی اسلئے کہ عباس بقول آپ کے کبار صحابہ سے ہیں اور اگر عباس نے
 یہ جھوٹ کہا تھا تو علی کو چاہیے تھا کہ عذر کرے اور جب عذر نہ کیا اور سکوت کیا تو معلوم ہوا کہ
 کہ قول عباس کا مستحکم کہا اسلئے کہ عباس مقبولین شیعہ ہیں جلی نے خلاصۃ الاقوال میں بھی عجا
 لکھا ہے من سادات الصحابة و ہون صحاب علی علیہ السلام انتی اس صورت میں یہ بے شل ٹھیکہ ای
 کہ من خضر بیہ الاخیه فقد وقع فیہ ہر حال جب عمر فاروق یہ نقشادیکھا تو واسطے حمایت حضرت
 علی کے حضرت عباس کے کلمہ مذکور لکھا پس یہ چند ظاہر میں یہ خطاب طرف دونوں کے ہی لیکن

مقصود بیان صرف سنو انا حضرت عباس کا یہی کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تقسیم میں کہ موسیٰ بن جابر کے
 میراث بھی خاتم غاوت خان کا ذب میں اور حضرت ابو بکر میں باعتبار انہما کے ایسی ہی ہونے کے حالانکہ خدا
 جانتا ہی کہ وہ صادق و نیکو کار و شہداء حق تھے اس طرح میں ہی انہما کے اعتقاد میں انتم غاوت
 کا ذب خان ہونگا اسلئے کہ ہم سب میں میں اور علی اور ابو بکر سے تقسیم و اجراء میراث میں شریکین
 اور جس حدیث کہ تمسک میں اسکو تم بھی جانتے ہو اور وہ حدیث قابل دلیل و تحریف نہیں والا
 خطاب تو ان علیہما السلام کیوں تاویل نہ کرتیں الغرض یہ کہ کلام عمر فاروق کا واسطے سنو
 عباس کے تحت انکارناش جناب امیر مکرین اور جگہ انہما وین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پھر وہ مشرک
 پاس حضرت علی کے رہا اور حضرت عباس کو اس میں دخل نہ ہوا یہاں تک کہ مروان اسکو اپنے لئے
 الگ کر لیا اور لغت عرب میں اکثر اوقات خطاب میں دو آدمی کو شریک کر لیتے ہیں اور منظور
 ہی ہوتا ہی چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہی یا مضر بن قیس قال انزل الیکم رسولکم حالانکہ نوح جنات میں
 سے کوئی رسول نہیں آیا اس طرح فرمایا یخرج منہما اللہ نورا والکرمین حالانکہ مروان و مرجان و
 شہر سے نکلتا ہی نہ دریا شیریں سے اور یہ محاورہ نزدیک شیعہ کے بھی ثابت ہی چنانچہ طبری
 جمع البیان میں تفسیر یہ مذکورہ میں لکھا ہی عن الزجاج قال الکلبی و یوشل قوله و جعل اللہ نوراً
 و انما ہو فی واحدة منہم و قوله یا مضر بن قیس الخ و الرسل عن الانس و ابن ابی نعیم و ابن
 فقہ اللغت میں لکھا ہی فضل فی الاثنین حبیب الہما النسل و ہوا و ہما و قد نقلت فی بعض النسخ
 ما یقار قال تنما الخ و تنما الخ فانہما یخرجان من اللع لاس العذب انتی و ریشل کے بیجا و ہی و
 البیان و مخالف التشریل غیرہ میں ہی اور صاحب نے کہا الاثنان قد یاء و بکر ہا الواحد
 تعالیٰ و یخرج منہما الخ و المراد احد ہما و قال علیہ السلام لما لک بن الحویرث و ابن عمر رضی اللہ عنہما
 اذا سافرتما فاذا قاتا و اقیما و المراد احد ہما انتی الی غیر ذلک من الشواہد الکثیرۃ الموجودة فی الکتاب
 الشہیرۃ آمل اگر عاذا اللہ علی و عباس کس جناب ابو بکر و عمر میں ایسا اعتقاد ہوتا تو وہ پاس
 حضرت فاروق کے واسطے فیصلہ مقدمہ مذکور کے کیوں کرتے کہ انصاف عادل سے چاہتے ہیں

نور اللغات و لغت عرب میں

نہ ظالم کا وہ دشمن غادر سے اور اگر گئے اور قیدیہ ہو تو اس فیصلہ کو حسین علیہ السلام صریح واقع ہوا
 مکیوں منظور کیا بلکہ اسے معین کہنا ان الفاظ کا حق یقین میں عباس علی کو چاہئے تھا کہ تم ایسے
 نہ اشد تابع حق پسند ت ہو کہ یہ پکوت بقابلہ تسلیم صادق باہر شد تابع حق ہونے کے تہا
 میں انہم کا وہ دشمن کے اور اس قسم کے تسلیم و سکوت کو دنیا میں کوئی گواہی و شہادت نہیں کہ جیسا
 جو کرئی اپنے حق میں ایسی بات تواضعاً کہے وہ امر مشہور ہو جایا کرے اب اگر کوئی لفاظہ خطرہ
 الاثم علان کہے تو اس کو یہی آپ گواہی ثبوت اثم قرار دیکر نظر اعتبار سے ساقط کرنا حالانکہ
 کلمات و اشغال اور سب سے ہی نسبت اپنے منقول ہیں نہج البلاغۃ میں حضرت امیر سے مروی
 ہے کہ فرمایا اللہم اغفر لی ما تقرت بک ایک بلسانی ثم خالفہ علی لانکہ مخالف ہونا دلی زبان کا علامت
 اتفاق ہے اور صحیفہ کاملہ میں کہ انجیل زبور اہل بیت ہی زبان امام زین العابدین سے منقول ہے
 انا الذی افنت الذنوب عمری معلوم ہوا کہ عاصی تھے نہ معصوم اسبیح دعائیں یہ کلمات کہتے
 تھے قد بک الشیطان عنانی فی سوء الظن وضعف البقین مانی اشکوا سوء حادرتی و طاعة نفسی
 یہ صریح ہے اثم و عاصی و مطیع شیطان ہونے میں اسبیح طریق امامیہ میں بہت احادیث ہیں
 کہ دال ہی عدم عصمت ائمہ اطہار پر چنانچہ شیخ بہار الدین عاملی نے شرح اربعین میں بدلی
 شرح حدیث ثانی و العشرین کہا ہے ان ضمن ہذا الحدیث من قولہ و بک علی خطیتک لایستقیم لفظاً
 علی قواعد الامامیۃ القائلین بعصمتہ و قد وردت کثیراً فی الادعیۃ المرویۃ عن ائمتنا علیہم السلام کہ
 روی عن الامام موسیٰ کاظم علیہ السلام ان کان یقول فی سبۃ الشکر ب عصیتک بلسانی ولو
 شئت عزتک لانہ مستغنی جمعیۃ بصری و لو شئت و عزتک لاکمبتنی الی آخر الدعا و فی
 الکتابۃ النسبۃ الی الامام زین العابدین علیہ السلام شایہ کثیرۃ من ہذا القبیل الی آخر ما قال پس
 جس معین کہ یہ سبب عا دیت شیعہ کہ ظاہر الدلائل ہیں ہر عصمت ائمہ پر باعتبار علما ہی شیعہ
 تاویل پذیر ہیں تو حدیث مسلم نے کیا گناہ کیا ہے کہ اس کی تاویل مقبول نہ ہو ورنہ چھ اپنی حدیث کو
 ہی ظاہر پر کہو اور کہو کہ اگر یہ سبب ائمہ قول مذکور میں سچے ہیں تو معاذ اللہ نہ منافق عاصی ائمہ

امام علیہ السلام
 امام علیہ السلام

اور اگر جو ملے ہیں تو کا ذہن اور ہر تقدیر پر لائق امارت کے نہیں حالانکہ تاویل حدیث مسلم کی
 بلکہ احادیث ائمہ کی ظاہر ہی کہ صدر و ایسے کلمات کا اکابر دین سے پہنچا نفس میں جانا ہی اور سکون دلالت
 وقوع پر نہیں ہوتی بلکہ وہ صدر و صدیق لائق گوشت و خون کا نہیں لیکن اس کو کوئی کذب و شہادت نہیں
 کہتا اور نفس الامر پر چل نہیں کرتا اسی جگہ سے کہا ہی شمس لوانع زگر دن فرازان نکوست
 کہ اگر فواضع کند خوی ماوست و ستمنا قرآن شریف میں جن آدم ابو البشر آیا ہی عصبی آدم پر غیور
 اور فرمایا قلنا آتانا صابحا صعبا کذا و ذلک انما کما و ایل اس آیت کی خالی صعب ہے نہیں کہ یہ
 درست صدیق فرمایا و اما آیت فی نفسی ان نفس لا ارہ بالسور علی ہذا العکاس حق میں اور انبیاء کے
 اور آیات دار حد و زنون پر اور دین کافی کلینی میں جن حضرت یونس الی یفوس سے اسے ابی عبد
 سے روایت کیا ہی ان یونس بن متی و کلہ امثہ الی فخر اقل من طرفہ عین فامدث ذلک قلت فلیع
 کفر اصل کما امثہ فقال لا و لکن الموت علی تکالہ حال کان ہا کا پس جس صورت میں ایسے احادیث و
 قابل تاویل ہوں اور کتاب تفسیر الانبیاء والاہل واسطے او کی تاویلات کے تالیف کی گئی ہوں تو حدیث مسلم
 کیونکہ تاویل پذیر نہ ہوگی خصوصاً اس صورت میں کہ طریق شیعہ میں بھی بعض نے احادیث و قرآن المعنی سجد
 صحیح مسلم مروی ہوں چنانکہ نفع الاسلام طبرسی نے کتاب احتجاج میں ابی ایمن سے روایت کی ہے
 قال کنا عند ابی بکر فطلع علی و عباس یہ انغان و یختصمان فی سیراث النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال
 ابو بکر یلک القصر الطویل یعنی بالقصر علیہ و بالطریل العباس فقال العباس انا عم النبی و وارثہ
 و قد قال علی بنی و میں ترکم الی آخر الحدیث است و نہیں شیخ نے حضور کوئی فکر تاویل کی حضرت عباس
 کے طرف سے واسطے حدیث مرویہ احتجاج وغیرہ کے کی ہوگی تو اہل ملت تاویل حدیث مسلم
 کیوں منع ہو گئے لیکن نفی کی عادت ہے کہ اپنے میں کو نہیں دیکھتا اور کسی پہلی کو دیکھتا ہے
 اور تاویل الفاظ مذکورہ کی اندر بھی لغت وغیرہ کے قول عباس بن عمرو و یونس صاحب شوکت
 عمر سے کہ وہ صدر یہ میں تفصیل لائق بھی ہے اگر جی چاہا، اس کو بھی ملاحظہ فرمائیے والا
 اگر کس است کہ یہ است قولہ تعد طلب میراث میں صاحب جامع الاصول نے صحیحین سے کلام

طویل نقل کیا ہی آخر و سکا یہ ہی فوجتہ فاطمہ فلم کلم حتی ماتت الخ جواب احادیث شیعہ سے کہ
 صحاح کتب میں واسطہ معصومین کے ماثور میں مروی ہی کہ جناب سیدہ زمرہ اہل بیت میں مندرج
 نہیں چنانچہ تفصیل اسکی کافی و شرح شافعی و تصانیف مرتضیٰ غیر مرضی و فردوسی سے بہرہ طریق
 مطابقت و توفیق الشرائع ثابت و معلوم ہی اسصورت میں ذکر قصہ مذکور ہے سودی علی الخصوص
 ربط اس قصہ کی اسباب سے کہ موضوع واسطے اثبات عدم بیعت جناب امیر کے ہی ابو بکر صدیق
 بہنوز واضح نہیں مہند اسکو اپنے صفحہ پنچاہم میان نہم میں مفصل لکھا ہی چنانچہ جواب و سکا
 وہیں ملے گا پھر تکرار کی کیا ضرورت ہی کہ کلام اکابر سنو کہ چہ مہینے تک بیعت نہ کرنا
 و شبہ بیان ہی اور میں بعد مجبوری و اگر اہ مصالہ معلوم ہوتا ہی قال البخاری الخ جواب
 جو عبارت بخاری کی اپنے اسجگہ لکھی ہی ادب میں کہ چہ مہینے کا اور مصالہ باکرہ کانین معلوم نہیں
 کہ ایسی جگہ عقل افضلی کی کہاں پہنچی ہی جو دلیل ہی مدعا پر غیر منطقت ہی مہند اگر بیعت مذکور
 بعد چہ مہینے کے نہ ہی تو کہ ضروری ہی کہ یہ توقف اسلئے تھا کہ ابو بکر کو نالالوں سے بیکر بیعت نہ کی
 کہ جناب امیر نے اسبب رنج و فتنہ نبوی اور طلال عدم شرکت خود بشورہ عقین نام توقف کیا اسلئے
 ابو بکر پر کیا چکا طعن ہی چنانچہ عبارت بخاری منقولہ سامی سے بھی یہی بجا جاتا ہی کہ اند لم تملک

خارج کتاب شیعہ لکھنا المست سے
 وقت بیعت مرفوضی

خارج کتاب شیعہ لکھنا المست سے
 بیعت نہ کرنا جانا میر کا

الذی ضاع علی بالی بکر و لا انکار الذی فقد لہ اللہ و لکن انشأ فی ہذا الامر ضعیفا فاستبر علینا
 فوجدنا فی النفسنا قولہ حق یہہ ہی کہ جناب امیر نے بیعت نہ کی اور ابو بکر نے مصالہ کو غنیمت جابر
 زیادہ اصرار کیا جو صاحب اگر بہ دعویٰ بطور شیعہ ہی تو اہلسنت پر حجت نہیں اور اگر بطریق اہل
 سنت ہی تو دیکھا جائے کہ کون ہی کتاب سے سند اسکی آپ پیش کرینگے مہند اطبرسی نے چنانچہ
 میں تعبیر بیان قصہ بیعت مہاجرین انصار کے لکھا ہی کہ جب ابو عبیدہ پاس علی مرتضیٰ کے گئے
 اور انکو سمجھایا تو اوہ وقت علی نے ہاتھ ابو بکر کا پکڑا اور بیعت کی انتہی اور نیز احتجاج میں
 سلمان مروی ہی کہ اوہوں نے کہا کہ کسینے امت میں سے بیعت باکرہ نہیں کی مگر مہینے
 و علی و ابو ذر و مقداد نے اور کلینی میں ہی کہ تم علی امرہ و بائع مکرہا و عرش بخس جاتی

لکھا ہی کہ ایسے القیاسی ترمیم پر اسے کثرت من التفتیہ فی امر الخلافہ اور تقیہ امر خلاف من ہی بیت
 کرنا تھا اور صاحب احقاق نے لکھا ہی کہ امیر المومنین سے بیعت ہر جہلی اور منہج الفاضلین میں
 ہی کہ نبیر سلمان و ابوزر و مقداد سے بجز بیعت لی باجماع حق یہی کہ جناب امیر سے بیعت کی اگرچہ
 باکراہ نہ کہ انطلقت بہ کتبہ الامامیہ اور اگر بیعت کا انکار کر دے تو تقیہ طبل تھیرے گا اور غفلان تقیہ
 میں ثبوت خلاف تفتیحین کا ہی اور نیز ترک بیعت بے وجہ موجب مستبعد عقل ہی اور چہ ترک اگر سخا
 مرتضوی ہی تو پھر اسکو رض سے ثابت کیوں نکلیا اور انظار النقص بالانفاق جناب امیر سے ثابت
 نہیں ہاں اس کا کہ قولہ یا ان شتم فمکر صبر اسے اند غالب میں بافتد ان حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم و دیگر پیغمبران اہل المعزم جو ب جو صبر ان حضرت نے اور دوسرے انبیاء و اولو العزم نے کیا
 وہ بابت تبلیغ احکام الہی تہا نہ بنا بر تقیہ و اخفاء حق اور حضرت امیر نے جو صبر کیا وہ تقیہ بحت تھا
 معذاریہ صبر ہی وہاں ہو گا جہاں کسی نے قصداً یا دبی مرتضوی کیا ہو گا نہ وہاں جہنم نے
 صرف مخالفت بے محاربت کی و فیہ المطلوب اور جواب تفصیلی اشلہ صبر انبیاء کا ازالہ الغیث میں
 مرقوم ہی حاجت نقل طویل کی اسکا جہ نہیں من شاہ علیہ رجع الیہ قولہ حدیث میں ہی علی بنی
 بمنزلہ ہارون من موسیٰ اس حدیث میں ان حضرت نے کتبہ علی کی ساتھ ہارون کے دی گئی
 جس طرح کہ ہارون کے تابعین موسیٰ کے چھ گئے اور رجوع طرف سامریہ کے کر کے گوسالہ پستی شروع کی
 اسے صلح علی مرتضیٰ منحرف ہو گئے جو اب اس ہند لال میں چند غلط ہیں اول یہ کہ واقعہ چھ
 بنی اسرائیل کا زندگی حضرت موسیٰ میں ہوا تھا نہ بعد وفات موسیٰ کے اور یہ پھر جانا گویا ہوا واقعہ حضرت
 موسیٰ پھر جانا تھا ہارون کے اسلئے کہ ہارون بطور وزیر رہے اگرچہ نبوت ہی حاصل تھی اسی بیعت
 مؤید شروع موسیٰ نے خود صاحب بیعت دوسرے حضرت ہارون خلیفہ مفترض الطاعت تھے
 اور پھر نامفترض الطاعت سے کفر ہی بجلال جناب امیر کے کہ یہ عہد ان حضرت میں خلیفہ مفترض الطاعت
 نہ تھے کہ پھر نا ان سے موجب رد ہونی سے بنی اسرائیل ہارون خلیفہ السلام سے پھر کہ گوسالہ
 پرست ہو گئے تھے یعنی کافر اور باغیان حضرت علی کو کیسے کافر نہیں کہا اسلئے کہ اسلام معاو

صبر تقویٰ بافتد انہو

حدیث انہو بنی ہارون

بن جابی سفیان کا شیخ البلاغۃ وغیرہ کتب امیر سے واضح ہے کہ مرچہ تھے بہ حدیث انحضرت
 واسطے اسلی مرتضوی کے اس وقت فرمایا تھی جبکہ جناب امیر کو اپنے اہل و عیال میں واسطے خبر
 کے پہنچ گئے تھے اور اورین اس غلاف کو ناپسند کیا تھا تو چاہئے کہ کثمت انحراف کی افہ
 لگے جنہ خلیفہ تھے ناو پر جو یہ سا لہا سال کے منحن ہو کہ مناسبان ورو حدیث بھی
 کہ عہد عام ہو تو عہد امیر خلافت خانگی ہی اس وقت تھی تا ماثرت جناب نبوی نہ دائمی جب طرح
 حضرت ہارون درت غیبت موسیٰ تک خلیفہ تھے نہ واسطے پیش کے اسلئے کہ وفات حضرت ہارون
 کی قبل از وفات موسیٰ ہوئی تھی اس صورت میں جو معنی اپنے حدیث مذکور کے لکھے ہیں صحیح
 نشان ورو حدیث میں محل استدلال میں مقبول نہیں ہو سکتی پانچویں اگر تنزل گمین
 اور تشبیہ علم لیں تو یہ بھی صحیح نہیں اسلئے کہ حضرت ہارون بڑے تھے عمر میں موسیٰ سے
 اور افصح تھے زبان میں نسبت ان کے اور شریک ہرت تھے اور برابر یعنی تھے اور یہ سب
 اسباب حضرت امیر میں مفقود ہیں پس حدیث مذکور کو مدعا شیعہ ادنیٰ مسکن نہیں قولہ
 در ارج النبوة میں لکھا ہے شیخ جو اس موضوع استدلال اسجدہ صرف دو امر ہیں ایک یہ کہ علی
 انحضرت فرمایا کہ فلا سے یہودی کا چہرہ فرض ہے تم او کرنا و دوستیہ کہ بعد پیر کر وہاں شیخ
 اورین صبر کرنا اور آخرت کو اختیار کرنا تو اول مبنی اسباب پر ہے کہ فرض دوام اسلئے کہ آثار
 او کیا کرتے ہیں خصوصاً جو زیادہ عزت پر ہوا دلیل خلافت متوفی نہیں ہوتی اور مراد امر
 ثانی سے خارج ہوا وہ ہو سکتا ہے لیکہ علی و عین صبر مرتضوی اور اختیار کرنا آخرت کا بموجب
 نبوی کے بطور شیعہ ثابت نہیں اسلئے کہ بنگ صفین وغیرہ مشہور ہے اور جو حدیث ہزار
 و اربعہ و حاکم وغیرہ کی اپنے بعد اسلئے لکھی ہے سو قطع نظر غیبت بلکہ غیر ثابت ہونے کے
 سوائے اسی قول کے ہی نہ انہا خلافت کے کہ وکوالد الباقی فلا حبرۃ لہا ولا متوکل علیہا قولہ
 جو پیغمبر پہلے پھر گئے گذرا نہ وجودیکہ مامور پیغمبر ہی تھی وہی وہی یہی گذرا
 قولہ میں سائنک دعوت نہایت کہان سننے کی اور نہ ہونے انصاف اعلان نکلیا بعدہ

ادارہ علمی کا حق نہیں کہ

ادارہ علمی کا حق نہیں کہ

دس برس بطور عقد و نفیحت و موت اسلام کی لیکن بعد ازاں نکاح بوجہ ہجرت کی
 تا مرنے کے کرم و پرباغری اسطرح حضرت امیر میں کہیں تک غلیفہ برحق تھے لیکن بنی ادر
 وجہ ہجرت کی بنی واد قصور احکام سے ممنوع تھے انتہی حال جو اس اہل میں پر
 شتر قاضی ظل بون و مہیا شدہ ہوزہ کا بھی جب کو کہے بحسب عادت ستم و اٹ پلاٹ کر
 طرح کی گما بئی سہذا خدام قاضی جو پورا اور تبعیت اونکے حضور کو غفلت عظیم لفظ ہجرت کے
 ز دسامی بلکہ جمیع رفقہ نامی ہی واقع ہوئی اسلئے کہ اگر حال جناب امیر کا مائل حال ہجرت
 از ہجرت ہو تو چاہیے کہ حال انکا مثل حال نبوی بعد از ہجرت ہی ہو بلکہ عین ہجرت ہو
 جنت امیر سے واد ہجرت کا واقع نہیں ہوا اور یہ بات باجماع فریقین ثابت ہی آوا
 انحضرت کا قبل از ہجرت کیا تھا البوجل امیر بن خلف سے ہم کا وہ ہم نوا رہتے اور تابع اور
 کفار یا ہمیشہ باہم مقابلہ و گفت و شنود تھے و پھر وقیح اصنام و عبیدہ او ثمان و دعو
 خلق الی اللہ علی بن ابی طالب و الشہاد جاری تھی جس طرح جناب امیر ہم نوا و ہم کا شہنشین تھے
 طر فین شاہدین کہ عہد خلافت تھے میں جو بال غنائم سے آتا و حسین حضرت امیر کو حصہ ملتا
 عہد خلافت امیر میں خوار بن جعفر یا مین غنیمت میں آئی و خدمت مرتضوی میں ہی اوس
 بن حنیفہ پیرا ہوا پس اگر خلافت صدیق بنصب ہوئی تو ہوا و غنائم اونکے عہد کے سطرچ
 لائق تقرب کے ہوا اسطرح امیر ان عہد عمر میں مفتوح ہوا اور عین و خیر و جزوات لگ بھگ
 شہر ماہ خدمت امام حسین میں رہیں مس علی ہذا اور موند اسکے ہی وہ جو خواجہ نصیر نے
 العقائد میں بنعم خود مطاعن عمر میں لکھا ہے کہ عمر نے حکم کہ زمین حاملہ و مجنونہ کا ویا
 منع کیا اور بیع البلاغہ میں ہی کہ جب عمر نے قصد غزوہ روم کا بذات خود کیا جنابا
 مشورہ کیا کہ تم بنیاد لیس بعد کہ مرجع رجوع الیہ فالعنث علیکم علم حرام و حرام عہد
 جنگ فارسی کیا علی نے کہا خیر خواہی و دلجوئی سے مطہر بنیایا پس معلوم ہوا کہ امیر
 ہمیشہ مدد معاون و مشیر و وزیر خلفا تھے نہ مخالف و مناقض و مشاق اس میں عین قبا

حضرت امیر کو
 حضرت امیر کو

حالی نہ تھی کہ حال آنحضرت پر قبل از ہجرت قیاس مع الفارق ہی صحیح بین تفاوت رہ
 از کیا ست تا بجای نہ کیوں کہ وہاں ترقی مراتب اظہار میں تھی نہ تفتیہ و استسار میں اور کوئی کہتا
 کہ پیغمبر نے تین سال تک عورت بکتمان کی سپہ قیاسی دعوت کی بابت شعب ابی طالب میں تین
 برس تک سچا اور کبھی اظہار صحیح باز نہ آئے اور سکوت نہیں کیا رہا ترک جہاد و وجہ اسکی یہ
 تھی کہ اوس وقت تک آیت جہاد نازل نہیں ہوئی تھی اور اسکا انتظار کرتے تھے حضرت امیر کو
 کس کا انتظار تھا حالانکہ قرآن میں وجوب جہاد کا احادیث پر ہی چھکا اولی الامر و اولی
 بالکفر کے کہ قائم مقام پیغمبر ہو اور پیغمبر جب سے مامور پچھا دیکھو کبھی ترک قتال نہیں کیا
 جو کوئی سنت انبیاء کو بابت ترک جہاد سابق کے لازم پکڑے اوسکے ایمان میں گفتگو ہی
 اور ظاہر ہی کہ جناب امیر زمانہ خلفاء میں منتفی نہ تھے اور قدرت اظہار دین مرضی اپنے کے
 رکھتے تھے چنانچہ اسباب کا اقرار آپ کو ہی تھی کہ چنانکہ حضرت قدرت انتقام از جانب ملک علام

داشت حضرت علیؑ انیر حال بود لیکن مامور بعد بود نہ انتفی پس قاعدہ نبوی اگر ثابت ہو تو تب
 عدم نزول امر جہاد کے تھا حضرت امیر مامور بتقاضا عد نہ تھے اور مامور بصبر ہو نہیں بھی حکم
 تقاعد نہیں بگھٹا اسلام کے باوجود محاربات معاویہ اب بھی آپا و نکو صابر کہتے ہیں اور ظاہر ہی
 یہی تھی کہ بعد بعد مصیبت ہوتا ہی نہ قبل بلار اور اگر مراد صبر سے ترک جہاد ہی تو ظاہر ہی
 کہ قرآن حکم جہاد پر واسطے عامہ امت کے شامل ہی اور آنحضرت صلوات حکم قرآن کبھی امر نظر مانتے
 تھے یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ حقیقتاً تو کہے کہ تم جہاد کرو اور رسول خدا فرما دین تم ہرگز جہاد نہ کرنا
 صبر کرنا ایسا فہم سلیم سمجھو ارفضہ کے دو سر کو میر نہیں اور حاجت صبر کی کیا تھی اسلام کے
 حضرت امیر کو خوف کسی کا دین دنیا میں نہ تھا دین میں اسلام کے ہجرت نہیں کی اگر خدا
 ہوسے ہجرت واجب ہوتی بلیل رض ان الذین تو قعتم الملائکۃ طالعہی انفسہم المایۃ اور
 دنیا میں اسلام کے اوکو کسی سے کس طر حکا جگہ ابابت جان مال کے نہ تھا سب صحابہ
 آپ قدر شناس تھے اور آپ اوسکے حفظ مراتب کو ملحوظ رکھتے تھے کہ مایلوچ من کتب

جہاد مخصوص بابر حسین

الفریقین قولہ بعد یا حج برس گئی میں نے کے مخمخ بہ جہادنا کشین و قاصطین و مارقین ہو
حس طرح آنحضرت بعد بیعت کے چند سال بقرن واجبی احکام نبوت سے معذور تھے پھر شرف
باتمام رسالت و نبوت ہو جو اب ہم دعوی خلاصہ ہی قول اول کا اور مخالف ہی تصریح ایمانیکہ
اسئلہ کہ شیخ چلی بنے تذکرہ میں لکھا ہے اجماعی ابتداء الاسلام لیکن واجبی انہم
اللہ تعالیٰ و امرا المسلمین بالصلی علی انبی الکفار والاحتمال منہم علی ما قال اللہ تعالیٰ فی انتم الانبیاء
الی قولہ و ان تعبدوا غیرہ و اتقوا فان لکم من غیرکم الامور ثم لما قوت شوکتہ الاسلام اذن اللہ تعالیٰ
فی قتل من یقاتل فقال و قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلوا لکم ثم اباح ابتداء القتال فی
اشہر الحرم ثم امر بزم غیر شہر طیفی حق من لایری حرمتہ الاحرم والا شہر الحرم لقتلہ تعالیٰ
واقسم بحیث وجدتموہم و کان فرض الجہاد بالمدینۃ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت جبرئیل
بقرن واجبی احکام نبوت سے معذور تھے و جاو کی منع ہونا تھا جہاد سے من جانب اللہ تعالیٰ
نبوی بخودی خود مثل جناب امیر کے جانچو اسی بہت سے سوک جہاد فی سبیل اللہ کے کہی ترک و عورت
اسلام منقول انہیں حضرت امیر نے تو دعوت مسانی ہی طرف دین مرضی اپنے کے نکی آدرا اگر فرض کیا جا
کہ صبر و تدبیر کی مثل و نبوی بمقابلہ کفار تھا تو نبوی مضید و ممانعین اسئلہ کہ وہاں پھر عدم نزول
آیہ جہاد تجتہی اور بیان درم جہاد تجتہی مرقعہ صدائی نے اپنے تفسیر سمی بالبعثانی میں لکھا ہے
ذی الایۃ دلالت علی وجوب الجہاد من موضع لایکن الرجل فید من اقامتہ و ید و عن النبی صلی اللہ علیہ
سلم من غیرہ من ارض الی ارض و کان شہدا من الارض استوجب الجہاد و کان فیہ ابرہیم
علیہ السلام و محمد صلی اللہ علیہ وسلم و کذا فی تفاسیر آخر اور ظاہر ہے کہ اگر حال خلافا کا سعا و اقل
حال کفار کے ہوتا تو جناب امیر نے ہرجت کرتے و اذالیں نہیں قولہ یکہ مصابرت خاتم المسلمین
بسنہ اور مطابق اس کے حال صحیح کا جھوٹ جو اب جو حال گستاخی ہے ادبی عقیدہ
ابنی حنیہ کا کہ اوسنے اپنی چادر گلوی مبارک آنحضرت میں ڈال کر کینی اور اوچھری مار ڈال کر
مبارک پر حالت سجدہ میں رکھ دی اور اہل طائف نے یہاں تک پتھر مارا کہ بائیں مبارک ہوجا

محمد بن عبد الوہاب

حال مصداق رب بنوری

چو گئے وغیرہ قصص صحیح وغیر صحیح لکھنے اس جگہ لکھی ہیں وہ سب کی سب تقریر یا سب سے
مرفوع ہو گئی تہذا حال وحی کا مطابق اس کے نہیں ہوا جس کسی نے ایسی کش کش جناب اس کے

ساتر خلفہ راشدین کے بلکہ عائشہ اصحاب کرام کی ہوا و مکان نشان دہا اور اکتفا نہ کرنا علی الکاثرین علیہ السلام

کہ قوال بخاری ذابو داؤد میں ہے کہ جلال کلام النبی خدا علیہ السلام نے فرمایا کہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
عروہ بن مسعود و زید بن اسحق و دیگر کچھ اور جو اس واقعہ قصہ حدیث کا ہی اس وقت عروہ و زید ہلاک
نہ ہوئے تھے بلکہ اپنی قوم کی طرف سے واسطے بات چیت مناظرہ کے آئے تھے اور آداب نبوت سے
واقف نہ تھے یہ پیشین ہی اس وقت ہلاک ہوئے تھے نہ میں نہیں ہوئی کہ طعن متوجہ ہو سکے کیونکہ مسلمان
ہونا ان کا سہل شیعہ میں بعد معاویہ و انھیں کے طائف سے اتفاق ہوا اور اتفاق محمد میں

اخلاطیہ سے چھوٹا و اڑی کا بی بطریق ملاطفت و عادت اہل عرب کے گذارنی شرح البخاری بطریق
اسا اہل اس کا چنانچہ یہ فصلت آج تک عرب میں باقی ہے کہ بعض وقت ملاقات کے دائرہ بات نہیں
چھوڑتے ہیں سو یہ حرکت اگر براہ بے ادبی ہوتی تو اس وقت آنحضرت ایسے دے ڈرتے نہ تھے کہ اس
جفا پر وہی بخوابی صبر کرتے صبر مقام جبر میں ہوتا ہی نہ محل اختیار میں چنانچہ وغیرہ بن شعبہ ہی
خیال سے کہ مبادا او کو کوئی حمل کرے بے ادبی عروہ اور چپارگی رسول خدا پر عروہ کو تنہا
تلوار سے مارا اور وہ کھایا ہلاک اسکے جاسی نے ذوالفقار میں لکھا ہے کہ علاوہ برین قول حق

سکا یمن علیہ السلام لانا خذ یحییٰ و لایہی اصلاد لالت یسکندر بیکہ اخذ محسن ہارون

تقریب غناب بودہ باشد چہ اخذ محسن چنانچہ در حالت غضب متعارف بہت در حالت رافت و استغفار
ہم متداول انتہی بحر وہ اور ظاہر ہے کہ اخذ لکھ سکتا ہے حالت استغفار میں واقع ہوا ہی نہ حالت
غضب میں قوالہ ظاہر ہے کہ منہ میں خلع صلیب شیعہ خاص تھوڑے تھے اور مسلمان بہت اگر
و منہ میں لڑتے تو ترزل عظیم اسلام میں ظاہر ہوتا اور جان مال و منہ کا تلف ہوتا اور اکثر آدمی
دین بآبی کی طرف پھر جاتے اور لکھتے کہ بنیاد دین محمدی کی واسطے حصول امارت کی تھی کہ
حکومت کے لئے باہم لڑتے جو اسباب یہ دعویٰ خلاف نص امیر المؤمنین ہے کہ کو لا عہد الی

حبیبی لا افرہ علیہ انما اقصت ناصراً واکمل عدواً اور محالنت قول صاحبین سامی ہی کہ قدرت انتقام
 کی حامل تھی لیکن ماسور حبیب تھے انتہی پس معلوم نہیں کہ وجہ اس مخالفت کی کیا تھی کہ ایک جگہ یہ ہے کہ
 محاربہ رضویہ کے محل میں کیا اور دوسری جگہ یہ ہے جو جو کلمات انصار و شیعہ پر حمل فرمایا اب یوں کہجئے
 اذ انکارنا شاقنا ایسے نہ صبر موجب عتاب اور نہ قلت انصار بلکہ ظہر حقیقت خلافت خلفائے راشدہ منور
 مصباحت ہوئی کہ یہ کہ متابعین جناب امیر اتباع و اولاد بہت تھے کہ کہ تھے بلکہ خود جناب امیر اکرم
 آدمی پر ہمارے تھے بقول سامی باقی اس ہزار رضا و بد کفار تھے اسی لئے فرمایا ہی اتی را شدہ انو
 لقیتم واحد و ہم جلایع الارض کلہا یا مالیت ولا استخرت یعنی اگر مین اکلیا مین اوددہ زمین
 بھر کے ہوں تو بھی کچھ پر داند کروں اور نہ کہ پر داند سمہذا اتفاقاً عدد مذکور مخالفت غرض لطف و فائدہ
 نصیب ہم ہی انبیا علیہ السلام کو دیکھو کہ انہوں نے باوجود عدم عدد و وعدہ کے کیا کچھ جدوجہد اعلا
 کلید اللہ مین کیا حتی کہ آنحضرت نے مخالفت شدید دست کفار سے اوٹھائی چنانچہ بعض مقتض
 متعلق اس امر کے تھے ہی اسی جگہ لکھے ہیں کہ مومنین ہمارے دعا کے مین اگر انکو بھی ایسے مصدا
 مثل تمہارے نصیب مین ہو تو دین حق کبھی ظاہر نہ ہوتا اور وجہ پوش کا پایا بخانا اور خون طغیان
 کو ساتھ حمار بن شیخین ہی النورین کے کیا خصوصیت ہی وقت محاربہ معاویہ کے ہی طعن مروج
 کیونکہ مقابلہ بابت خلافت ہی نہ دعوت اسلام اور اس وقت ہی بنا پر قول سامی قلت و منین مخالفین و
 شیعہ خاص تھے نہ کثرت پس یہ تفرقہ ترجیح بلا مرجح ہی سمہذا دلالت کرتا ہی اس بات پر کہ حضرت امیر
 مخالفت کر نہیں ساتھ صحابہ کے بلزل عظیم سمہذا اور جانا کہ ایسے کر نہیں بربادی ایمان کی ہی
 اور یہ مشغوری اسلام صحابہ جب کو تم فہمی کیا چاہتے مہر چنانچہ عدم محاربہ دین قائم رہ گیا اور نزول
 عظیم اسلام مین واقع ہوا اور اکثر لوگ طرف دین کی بائیں کئے نہ چسپے آدمی ہی حق ہی کہہ نہ کہ اگر
 دین خلفا نا حق ہوتا تو امیر مین کبھی ترک قتال نہ کرتے خصوصاً بابائے مذکور و مردانگی و کثرت
 اولاد و اتباع بلکہ شرکت ہی شہم و انصار اور ہر گز روا دار طلبان مین محمدی ذوال ولایت
 سرمدی ہنوتے نہایت عجیب تھی کہ ابو بکر صدیق شیخ ضعیف اتحاد تھے جب خلیفہ ہو تو سوا

ساتھ کفار کے خاص وجہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی شیعہ خلفاء ثلاثہ و معاویہ رضی اللہ عنہم نے ہی مدتوں غلامی کی
 جماد ساتھ کفار کے کیا سوس جنگ و جداد میں کسی کو گناہ نہیں کہ مقابلہ اسلام کافر کا بتی بابت و عورت
 دن مخبری کے ہر سبب شہد لوجہ اللہ ہی بخدا میں اس جنگ کے ہوجایا میں مسلمان ہر جیسے جنگ مساوی
 و جناب میری کہ بابت خلافت و ریاست کے تہی نہ واسطے دعوت اسلام کے بیان میں کافر کا جاری
 نہیں ہر سکتا اسی لئے حدیث میں آیا ہی لعل اللہ صلح بعین الفتنین الفتنین میں مسلمان قولہ بعد
 سلم ہی کثافت و بظاہر تابع احکام ظاہر شیعہ تھے امیر نے واسطے طلب حق اپنی کے حرب کی اور
 و عورت کو فروا پر چھوڑا شیعہ کو حکم ظاہر کا بھی گیا بطن میں کوئی اور طرح جو بظاہر میں تابع شیعہ
 و حل حکم اسلام ہی ایسے امور میں انبیاء و وصیاء و علم باطن پر کام نہیں کرتے جو اب میں مسلمان
 انبیاء و وصیاء باطن پر کام نہیں کرتے اور شرع کو حکم ظاہر کا بھی اور خلفاء ثلاثہ ظاہر میں مسلمان
 تھے تو مثلاً و وصیاء ہم ہی بعد بارہ سویر سکے باطن پر کام نہ کر و اور جناب انصیب و لکونانی کا فرقہ
 اور لعنت و ہر سے کو فروا پر چھوڑا و موافق ظاہر حال و وصیاء کو انکو مسلمان بنا رہند و حالانکہ
 آخرت عالم چاہی نہ عالم دعوت و بان دیکھئے کس کی دعوت کرینگے اور کونسا حق طلب باوین
 کیونکہ اگر حق مذکور حصول خلافت تھا تو اوپر تم کلمہ چکے ہو کہ امور بعد برتے اور محکوم باجنتا و آخرت
 بردنیا اب و سکو طلب کرنا خلاف صبر و طلب منہی عنہ ہی اور اگر دعوت اسلام تھی تو اس خاتم اور
 ماتہ سے خلفاء ثلاثہ کے باطن و وجہ ہر گیارہ طلب اس کی تحصیل حاصل تھی اور اگر طلب قصدین است
 اور اثنا عشر تھی تو محتاج بیان سند ہی دامن و لک اور قیاد احکام ظاہر شیعہ سے ثابت ہی کرادی
 امور و مکلف ساتھ اسی ظاہر شیعہ کے ہی نہ باطن کے سو جب اس ظاہر میں جناب امیر و خلفاء ثلاثہ
 ہوئے اور یہ ظاہر مانع جدال و قاطع نزاع ٹھہرا تو نبی علی الطہال جسکے ساتھ آدمی رکھتے نہیں
 بسویہ تہر اگر نایا کافر متانف جہنم خلاف حکم شیعہ ہی اور مانع فری سے خارج کیونکہ شیعہ کہ راجا مانع
 یعنی نہ پارسا دان و نیک و انکار قولہ بیان اگر کوئی ناصبی کہے کہ حجت علی نے تمہارے عقیدہ میں
 عرض اپنے حق تعالیٰ کا قیامت پر چھوڑا تو تم چھوڑے خلافت ثلاثہ میں کوشش کرتے ہو جو اب کا یہ ہی

کہ ہم لوگ اثناعشری المذہب ہیں پیروی ثقلین ہیں اپنی سخبات جانتے ہیں ہمارا المذہب حق ہے اگرچہ
بعض کا وقت حکام وقت سے تعرض نکلیا لیکن تابع و مقلد ہی کیسے نہ تھے جو اب یہ جواب ادا نہ
قابل قبول ہو کہ المذہب اثناعشری اسکا حکم کیا ہو ورنہ یہ اقتداء عین ارتداد ہی کیونکہ پیروی اس اتحاد و
اتفاق عمل میں ہوئی تھی نہ مخالفت و شقاق میں المذہب ہی ساری عمر تقیہ کیا اور حکم تقیہ کا دیا اور فرمایا
لا ایمان لمن لا تقیہ لہ و تارک التقیہ کتارک الصلوۃ اور تہمت پیروی ثقلین نام ترک تقیہ و شقاق صریح
رکما اور قول فعل و نوین خلاف ثقلین کیا اسلئے کہ اول ثقلین کتاب اللہ و عین کمین بہ حکم نہیں بلکہ
خلفائے اسکے مناقب مہاجرین و انصار و اہل مدینہ اگرچہ بطریق تقیہ ہوں اور ثانی ثقلین المذہب ہی ہیں
انہوں نے بھی کہی کسی مہاجر و انصار کو کافر متعز نہیں کہا بلکہ ہمیشہ حفظ مراتب کہا خصوصاً جابر
وہ تقیہ شدہ کیا کہ بقول مرتضیٰ بعد الدلالت ہی متقی ہے اور قرآن کا مآثر ل نہ پڑہ سکے اور ہم
الائمہ تو ہمنوز غار سائرین تھے ہیں اس سے زیادہ اور کیا تقیہ ہوگا پس پیروی اسکا نام ہی کہ جو
اور نہ ہو گیا و تم ہی کہ ورنہ نام پیروی کا ناحق نلو شعاخصی الالہ و انت نظر جبہ ہذا العری فی
التیس عرج نہ لوکان جبکہ صادقاً قالا طلعتہ فی ان المحب لمن یحب مطیع بہ اور حال شہرت المذہب ہی
احکام ظاہر شریع میں ساتھ خلفائے ثلاثہ و بنی امیہ و عہدہ کے ظاہر ہی کہ ہمیشہ ادا اصولات و جمہ
جماعات و غیرہ میں متفق تھے اور اسدیکانام اتباع و تقلید ہی ورنہ تم بتاؤ چھوہ کیا چیز ہی اور
اگر کوئی دوسرا دین باطن میں برتتے تھے تو وہ سبب مخالفت ظاہر شریع کے باطل ٹھہریگا کیونکہ عکس
حکم ظاہر کا بنی باطن کا معنی امر باطنی میں کسی کا اتباع ہی نہیں ہو سکتا فافہم قولہ جو تم ہم سے مقابلہ
مجادلہ کرتے ہو ہم تمکو جواب دیتے ہیں جو اب ابتداء مقابلہ مجادلہ کی تم سے ہی نہ ہم سے سچا
علی بن ابی طالب مکتوب طبع میں لکھا ہے بنیان مصلحت اہل سنت کتب الہامیہ اکثر مدیدند و حریرانی از جانب
فرقہ شیعہ بود و آہنا عجیب انتہی اور کافی کلینی میں حدیث امام جعفر صادق موجود ہے کہ لا یتخاضمون الکتاب
لہ نیکم فالمنحاضۃ مرفقہ القلب مہذا جو تم جواب دیتے ہو وہ مصداق اسکا ہوتا ہے کہ سوال از آسمان
جواب از ریمان قولہ تو لا تشر اہمار عقیدہ کی جو اب پاسخ اس عقیدہ کا تھے اثناعشری ہیں

منفصل لکھا ہی اوسکو کسی سے پرکھ کر سچو لو پر نام اوسکا لینا جواب امتاری بخاری میں مروی
 ہے بحسب فی البدن والبعض فی البدن لایان جواب جلیل بتلا نولا ہو سکی کہ کفر اہل بغض کا ثابت
 ہو بلکہ بعد الکفر بھی مراد بغض سے تیرا نہیں ہو سکتا کہ خلاف عرف لغت و شرع ہی پس یہ
 تولا بتراخی کذا فی لغوی لا محبت علی بل بغض معاویہ بحسب التفسیر الامارۃ بالسوء والبغض لہا ہی فی البدن
 قولہ بیان نہم ذکر کردی تاثر میں اہل بیت و مجاہد اہل مجاہد پر جواب بیان شتم میں فکر صبر فتویٰ کا
 تھا سو یہ صیبت بعد از صبر اور وہ صبر قبل از بار عجایب کیل و تمار سے ہی کہ صحیح ہم طرز حسنوں
 ہی ایجا ذکر نیکی قولہ سے زیادہ مشہور غضب کرنا فذک کا ہی جسے آنحضرت نے اپنی حیات میں جناب
 کو بخشا تھا اور سند اوسکے لکھا کہ نبی جہر اور نبی ماتم کی گواہی سے مسجد فرائد کو الہ کیا تھا ابو بکر کی
 گواہی علی و عباس و حسنین نام امین وغیرہ کی قبل نیکی اور عمر نے اوس منکو پھاڑا والا اور حدیث
 بنائی کہ سخن معاشرۃ الانبیاء لا نرت ولا نورت ماتر کناہ صدقہ کہ محض خلاف قرآن ہی ہوا اگرچہ
 محال قول شیخین کی تصدیق کیجاوی تو یہی مفید مطلب نہیں اس لیے کہ جب رسول خدا کی کوئی چیز باقی جا
 میں بخشی تو ملک سے خارج ہو گئی جواب یہ ساری کہانی ساختہ و ہر ذشتہ مشید ہی کتب
 اہل سنت میں اوسکا آتا ہے نہیں ومن ادعی فی الہ البیان محمد امتی اوس میں جلد بحث کیا
 کہ یہ ہر و حرارت و دو کو کو تیزانہ ایک عبارت میں لکھا ہی کہ جس سے تصریح و دعویٰ کی نہیں
 عرونی سو قطع نظر ثابت نہ فلی اس مدعا کی کتب اہل سنت میں اگرچہ بطریق ضعیف بلکہ وضع
 ہو بلطلان اس انہ بیان کا بیدار ہوت عقل ثابت ہی اس لیے کہ عہد نبوی میں یہ دور نہ تھا کہ ہر نامہ و
 اس کو پٹہ و فارغ خطی و رسید و قبالہ وغیرہ لکھا جاوے یا محکمہ نبوت بطور دیوانی و فوجداری سفر ہو و
 کتب تو ارجح کذب بن عوی کی ہیں چونکہ فذک ایسا کیا بڑا کم و حاصل کہ تارنا کہ اوسکے لیے اتنا اہم
 اور شیخین وغیرہ کو ایسی کیا حرص و طمع لاحق تھی کہ ایسی حقیقت چیز کو لیکر رسوائی دارین حاصل کیا
 حالانکہ یہ شیخین کا اقرار امامیہ ثابت ہی یا این ہمہ ملک عرب و عجم اگر فذک غضب کر لیتے تو مجمع
 اسلام ضرور اوسکو شہرہ نقل کرتے اور مواقع مطاعن میں لاتی حالانکہ ساری روافض کے کوئی

فصل فی بغض

اسکا ناقص نہیں اور اگر غضب نگر کی اور قیسم کر کے تو بھی حصہ جناب سیدہ کا کتنا ہوتا اور
 ابو بکرؓ نے اگر فاطمہؓ سے فدک لے لیا تو عایشہؓ وغیرہ ازواج کو کیوں حصہ نہ دیا محمدؐ و عوی فاطمہؓ کا
 فدک میں بطور ہبہ ہرگز ثابت نہیں بلکہ بطریق میراث چاہتا تھا چنانچہ جواب خلیفہ اول او سپرد آل بنی
 معلوم نہیں کہ ایسی جگہ عقل اتنی کی کمان رہتی ہی یا دعویٰ کو بطور ہبہ کہو یا بطور میراث پس
 جس صورت میں کہ یہہ قرار دیا جائیگا تو جواب وسکا یہی کہ باتفاق مشیہ و سنی یہہ بدون تین
 کی ملک مہبوب کہ نہیں ہوتا اور فدک بالا جماع حیات نبوی میں قبضہ و تصرف میں جناب سیدہؓ
 نہ تھا بلکہ آنحضرت اوسین تصرف مالکانہ کرتے تھے تو ابو بکرؓ سے تکذیب دعویٰ فاطمہؓ کے واقع نہیں
 ہوئی بلکہ اوہوں مسئلہ شرعی بیان کیا کہ مجھ و یہہ بدون تنگک نزدیک شیعہ کے ملک نہیں ہوتا
 اس میں ضرورت رد و قبول شہادت کی نہیں اور نہ اس جواب سے تکذیب فاطمہؓ و شہود وغیرہ
 لازم آتی ہی اس لیے کہ عدم ثبوت دعویٰ کا اور چیز ہی اور کذب دعویٰ اور چیز اگر دعویٰ اپنا دعویٰ
 ثابت کر سکے اس کو کاذب نہیں کہتے سبحان اللہ خلیفہ باوجود پاساری حکم خدا و رسول کی کہ یہہ
 بصورت ثبوت یہی بدون قبضہ کے نافذ نہیں طلوع ہوئی اگر خلاف حکم شرع کرے تو یقین ہی کہ با
 خاص نام سے بجات پائے کشف الغمہ میں لکھا ہی کہ حضرت امیرؓ نے اپنی ازہ عہد خلافت میں مالیک
 یہودی کی پاس دیکھی شریح قاضی مدینہ کی طرف رجوع کیا اوہوں نے گواہ طلب کیے چاہا
 امیر امام حسنؓ قنبر کو لینگے قاضی نے اونکی گواہی قبول نہ کی اس لیے کہ ایک سپرد و سر عبد ستار
 اور اسی طرح من لایحضرہ الفقیہ کتاب القضاء باب ما یقبل من الدعاویٰ فی غیر ہذین
 لکھا ہی لیکن بعد اسکے سنی کہتے ہیں کہ حضرت امیرؓ نے شریح کو دعویٰ اور شیعہ کہتے ہیں کہ بد دعا
 دی بہر کیف اگر رد شہادت معصوم تکذیب مستلزم کفر مہوتا تو ضرور حضرت امیرؓ قاضی
 شریح کو مغرور کرتے جس طرح معاویہ کو مغرور کیا اسلئے کہ ظالم کو مامور کرنا اس کے ظلم کو
 اپنے اعمال میں محسوب کر دینا ہے اسی بات کو مقصد فدک میں جاری کرو اور
 اگر واقع میں یہہ ہوتا تو جناب امیرؓ ضرور اس کو اپنے عہد خلافت میں مسترد کر لیتے

[illegible]

اس لئے کہ انہوں نے بلا واسطہ پرکوش خود رسول خدا سے اوسکو سنا تھا بعد ازاں ایک عجمت
 کشیدہ اسکی راوی بنی تھی کہ از اجماع خیرینہ بن ابی انان بن مہملہ رو فضل و مہار و القول میں اسکی اصل
 وضع ہو گا بایں ہمہ نزدیک امامیہ کے عورتوں کو عموماً زین میں حصہ نہیں چنانچہ میں نے حضرت ^{انفقیہ}
 میں لکھا ہے فالارض العطار فلا یثامن فیہا اس طرح انکے نزدیک عصبہ کا بھی حصہ نہیں
 بلکہ باقی کو بھی ذوی القربی پر تقسیم کرنا چاہیے اس قدر پرستور کہ رسول کریم سے عبا
 وغیرہ بنی ہاشم کا کچھ حق نہ ٹھہریگا عورت و راز باد کہ انہیں غنیمت بہت قولہ اسمہ مدین
 نواب صاحب بہت گاؤں زوری کی ہے امامیہ اثنا عشریہ جو ابابہ مسکت دے ہیں جو اب مراد
 رواسیہ اگر وہ لوگ ہیں جو با اتفاق فریقین دشمن بنی و آل بنی ہیں تو با محض فیہ سے خارج
 ہے اور اگر مستحق ہیں تو ستنے غرضشمار و فضل سے کیوں قطع نظر فرما کے گاؤں زوری خصم پر
 توڑ کیا ہو گا منور شوق مطالعہ جوابات مسکت امامیہ اثنا عشریہ جو بنی خاٹری لیکن عیسائی اور
 کہان کہ سہرا صاحب مٹرا غنیمت کبریٰ میں ہیں خیر لکھیا اس حدیث میں قولہ اخرج الابرار

و ابو یعلیٰ و ابن ابی حاتم لما نزلت ہذہ الآیۃ و ات ذی القربی حقہ و عار رسول اللہ فاطمہ
 فاعطا ہا فذک کذا فی الدر المنثور اس طرح کتاب صلیہ الاقارب ابن حجر میں بھی جواب یہ
 روایت موضوع ہے اباحتات و فض سستہ اور ہونا اوسکا در منثور وغیرہ میں دلیل قبول نہیں
 ہو سکتا اسلئے کہ تالیف در منثور واسطے جمع موضوعات وغیرہ کے ہے اگر صاحب در منثور
 نے اوسکو صحیح ثابت کہا ہو یا ابن حجر نے تو بیان کر دیا لانکہ یہ آہ کئی ہے اور کہ میں
 ذکر نہ تھا سچا ہے واضح کو یاد فرما کہ ابابہ اسکو دلالت تمسک ہے پر نہیں چاہیے تھا
 کہ شجبا عطا ہا فذک لفظ وہا لہا وضع کی ہوئی سمجھا اسلئے لال ساتھ اوسکے ساتھ تھا
 کہ لفظ ذی القربی عام ہے فاطمہ وغیرہ سے اور مقرر کرنا انحضرت کا معاش واسطے ذی القربی
 کے ثابت نہیں عجیب نہیں کہ تقرر فذک کا واسطے مصارف جمیع عیال کے ہو اور بصورت
 عطا کرنے فذک کے خاص فاطمہ کو عمل آہ پر ناقض ہوتا ہے چاہے کہ کچھ دوسرے سے

کاؤں زوری

فصل عطا

مسکین بن السبیل پر بھی وقف فرماتے کہ تمام آیت پر عمل میرا دے قولہ ملا عصام نے شرح
 شامل میں لکھا ہے فی هذه القضية اشکالات للعلماء من قبل فاطمة علی وعباس وابی بکر و عمر قد
 سوائی وضمها وصارت تلك القضية مشا وضملا لانا فقہین وخرج الرافضة عن طریق القیقین
 اور فتح الباری میں شارح بخاری لکھتا ہے و لم تعرض احد من الشراح لبيان ذلك وفي ذلك
 شدید وبعون اصل القضية صرح فی ان العباس وعلیاء علیا ابان الیہی قال لا نرت فان کا معاً
 من الیہی فکیف یطلبہ من ابی بکر وانشا نامنا سمعنا من ابی بکر فی زمانہ بحیث فاو العلم عند جائد
 خلیف یطلبہ بعد ذلك من عمر جو اب اپنے ان دو نو عبارت کو جو بہت سابق سیاق نظر کیا ہے
 والا شہد اشکال کا لائق استدلال کے نہ تھا اسلئے کہ ملا عصام نے بعد اہلام اشکال کے یہ بھی
 دیا ہے کہ قد سوائی وفعلاً الخ اس سے معلوم ہوا کہ اشکال نہ کو رد دفع ہر چکا ہے قبی نہیں یہاں
 وہ اشکال اگر موجب ضلال ہی تو رافضہ منافقین کے لئے ہی نہ اسلئے کہ واسطے کہ ان کے نزدیک
 ذرہ ابو بکر صدیق کا ہر طرح بے ہی کیونکہ از روئی لائق ثابت ہے کہ ترکہ نبوی میراث نہیں اور شش
 جناب سیدہ سبے محل ہے کما مر اور جو تقریر اشکال کی صاحب فتح الباری کی ہے وہی دفع او
 خود تفصیل تمام فتح الباری میں لکھا ہے او سکوت محض اسلئے اسلئے طعن کے حذف کرو و مختصر
 یہی کہ طلب کرنا علی وعباس کی بطور میراث نہ تھا کہ خلاف نفی ہو بلکہ برابر بطریق تبرع تھا تاکہ اس
 عمل حاصل ہو چاہت طلب فقہ کی برابر نہوا کرے معاذ اللہ اس طلب میں انکار و جہل تھا انص سے او
 نہ طلب ہی بطریق استدلال کے کہ اشکال ظاہر موجب طعن ہو سکے قولہ قال البخاری جادت فاطمہ عند
 ابی بکر فطلب میراثا من ابیہا فاذا ابی بکر ان یرفع الی فاطمہ شیئا ففضبت فاطمہ علی ابی بکر فی ذلک
 و لم تکلہ حتی مات الخ جواب غریبا ابو بکر کا ذلک کو اسلئے نفی نہیں تھا نہ ہوا فضالی کما مر اور
 آندہ کی جناب سیدہ کی براہ بشریت ہی بطریق حجت فافترقا وراہ عدم حکم سے حکم بمقتدرہ
 ہی یہ مطلق حکم اسلئے کہ ضمانندی جناب سیدہ کی ابو بکر سے بروایت کتب مانیہ ثابت ہے اور اصول کا
 قاعدہ ہی کہ الاثبات مقدم علی النفی کما سہی قولہ ابو بکر جو ہر ایسی باب میں کہتا ہے جو اب یہ روا

بتعبیر عبارت سروق ہی حق ائمین مجلسی سے اہل سنت پر انحراف شدید حجت نہیں کہا مگر ارا قہولہ
 ابن قتیبہ کتاب الامامة والسیاسة میں لکھتا کہ جو صاحب یدربن قتیبہ شیعہ غالی ہی ہستی نہیں چنانچہ
 بسالہ الکتاب فی روتہ الشالیہ الغریب سے کما حقہ واضح ہی بلکہ سالہ سالہ ذکر کیا واسطے ثبوت اسی بات
 کے بنائی کہ چونکہ مناظرہ طریفین کا ابن ابی مین قضی غایت کو پہنچا اور ثبوت سنییت ابن قتیبہ صاحب کتاب
 الامامة کا اولین آخرین رفض سے نہ ہو سکا و لہذا محمد مہذب القریہ ابو بکر وفاطیہ سے خلاہر ہی کہ ابو بکر
 عارف علوشان جناب بدو سے نامب شے لیکن ندینا فک کا معنی دلیل پر تھا اور جس حدیث سے
 فاطمہ نے استدلال کیا اوسکو وہا سے کچھ ماس نہیں اسلئے کہ حضرت عائشہ اور ہی ابو صہاب اور اور
 حارم النبی خضبت کیسے کسی کے حلال نہیں ہو سکتی اسباب ابن بشریت جناب سعید عذر خواہ
 کافی ہی قولہ خطبہ طولانی جناب فاطمہ سے منقول ہی ابن اثیر نے نہایت میں مسعودی مروج الذهب
 میں ابو بکر جو پہلی کتاب تصنیف و فک میں ابن ابی احمد وغیرہ بہت علمائے اہل سنت نے متواتر خطبہ ذکر
 کو اپنی کتب میں باسانید صحیح نقل کیا ہی اور اعتراف بصحت پس کیونکر رضا و عنوا و کما تہم ہو جو اب
 ایسی بالاحوائی و لون قرانی سے الزام اہل سنت کا حکم نہیں سوا ابن اثیر کے بقدر آسامی شیعہ میں
 خواہ اعتراف صحت کریں یا اقرار غلط او کی بات ہمہر حجت نہیں چنانچہ بیان او کے حالات کا سابقہ گذر
 چکا اور لکھنا اہل لغت کا معنی کسی لفظ کے جو کتب مختلف میں وارد ہو دلیل حجت روایت نہیں
 سکتی اسلئے کہ موضوع ہر علم کا جگہ ہی لغوی ہو اسے غرض نہیں کہ یہ لغت جس شریعہ عبارتیں آئی ہی
 وہ فی نفس ہی صحیح ہی یا نہیں او سکون غرض صرف بیان معنی یا محاورہ ہی و بس نقد صحت و سقم
 و طیفہ ارباب علم دین ہی چنانچہ اسی جہت بعض شرح و حواشی شیعہ کے متون اہل سنت پر ہیں
 و بالکل اسلئے کہ وہاں بحث دین کی نہیں نہا و علی ہذا اگر ابن اثیر نے نہایت میں یا صاحب مہذب
 قاموس میں نہا کسی ایسے لغت کو لکھا کہ وہ حدیث یا اخبار امامیہ میں روٹی اور حل او کے معنی مجاور
 کا کیا تو اس صحت حدیث مذکور کی لازم نہیں آتی مہذب احواب طولانی اس خطبہ طوفانی کا صاحب
 اراکہ لغت مفصل مثل لکھا ہی اور حال رضا و عنوا جناب سعید کا اطر صہ ہی کہ یا ض نظر

ابن قتیبہ شیعہ غالی

خطبہ فاطمہ کا طویل و کثرت روایت و عدم اعتبار قریب اہل لغت

احسان الابرار ص ۱۸۰

غضب فاطمہ کا اثر انہماک میں

وارج النبیۃ وکتا بالوفا بقی وشرح مشکوٰۃ سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر بعد من قصہ کے چاہا
 سیدہ کے گھر گئے اور غرض خلیج کی وہ خوش ہو گئیں اور فصل الخطاب میں ہے کہ ابوبکر وارانہ فاطمہ
 و ہر پ میں کہے سے ہے اور کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہاں تک کہ انہی ہوں مجھ سے بہت رسول خدا
 پس آئی علی اور تم ہی فاطمہ کو کہ راضی ہو وہ راضی ہو گئیں اور طبری نے حجاج الساکین میں کہا
 ہے کہ جب ابوبکر عذر کرنا لگے خاتونِ عقیقہ فرمایا اقول انفل غیبا کہا کان ابی رسول اللہ
 یفعل فیہا معہذا فذکر ایسی کیا اہلیت کہتا تھا کہ جناب سیدہ بسبب اس کے کہ ورنہ کینہ سے گذر
 نکرتیں اسلئے استدلال حسن سیرت جناب سیدہ بنتِ رحمۃ اللعین سے کافی ہے پوری روایت صحیحہ
 تحفہ میں ہے اسے بطرح معاذ لہو بکر و جناب سیدہ کا حلال الرائع و حق الثمن سے ثابت ہے فاطمہ
 غضب حضرت فاطمہ کا مثل غضبِ حقہ اور دیکھئے براہِ نفسانیت نہیں متواتر امادہ پیش نہری اس پر
 گواہ ہیں آنحضرتؐ فرمایا میں غضب ہا نقد غضبنی ویوفی فی ما اذا باوان اللہ فی غضب غضب فاطمہ
 اتھی حاصلہ جو سبب اغضاب ایذا و صا دستعدی میں لازمی نہیں معنی یہ نہیں کہ غضب میں لاور
 ایذا دینا چاہیے نہ یہ کہ غضب میں آگے متاویز ہو جاوے اور غضب الہی غضب فاطمہ اور سبب ہی ہوا
 اغضاب ہر سوا ابوبکر فاطمہ کو غصہ میں نہیں لگا اور نہ ایذا دینا چاہا و خود براہِ بشریت انہما
 ہو گئیں پھر در گزین اور خوش ہوئیں جو اندوہ و شہوم میں فرق نہ کرے وہ حق ہے اور اگر غصہ
 فرض کہیں تو مثل اسکے بلکہ مع شئی زائد جناب امیر سے بھی نسبت جناب سیدہ و قوعمر آجی
 علل الشریع شیخ الطائفہ محمد بن بابویہ قمی بن لکھا ہے کہ جب حضرت امیرؓ نسبت اپنی سہ
 دختر ابوبکر کے چاہی جناب سیدہ آزرہ پر کرتوتی ہوئی یا سب کے گنہگار اور نکات کی آنحضرتؐ
 نے ابوبکر و عمر و طلحہ کو بلا کر حضرت امیرؓ سے فرمایا یا علی انا علمت ان فاطمہ لبغۃ منی وانا مہمان
 اذ انا نقد اذانی اور اس قدر میں انا سیدہ نے حق طرف حضرت امیرؓ کے بیان کیا ہے اسے بطرح کہا
 خفا ہو کر خاک مسجد پر جا پڑی جب آنحضرتؐ سبب اس کو پوچھا فاطمہ نے کہا غاصبہ فحج اس پر
 آزرہ کی جناب سیدہ کی اور کنارہ کشی بابت عدم دخل ہی بمقدور ذکر نسبت جناب امیرؓ کے

کتاب امامیہ سے ثابت ہی اس طرح بابت التفات کمزیر جیشہ کے پس رجوع اس بابت ابو بکر واری
مضامین جنات اوسکے جناب پر پروار و ہوتی ہی غامد جو اگر فہم جو اپنا علاوہ اسکے قرآن سے
سے ثابت ہی کہ حضرت موسیٰ حضرت ہارون پر غضب کیا یہاں تک کہ اونکی دائرہ ہی پکڑی باوجود
بنی و ہارون عینی کلان تھے اویقین ہی کہ حضرت ہارون قصہ اونکے غصہ کو انیکا نکلیا ہوگا اسلئے کہ
بنی کا غضب میں لانا کفر ہی لیکن موسیٰ غصہ نہ نہیں پس اگر غضب سے جب کفر ہو تو پتا
کہ حضرت ہارون اوسوقت تصدق بوضعت کفر ہوئے ہوں غصہ بانند و لیکن آپ اسکا یہ جواب
دیئے کہ قرآن کتاب اہل سنت ہی اور روایت سنی شیعہ پر حجت نہیں کما فی عکسہ متعدّد اویان غضب
میں المعصومین تھا اور یہاں دونو معصوم نہیں اور قصہ اخضا ابدا تھا اور جس صورت میں کہ فاطمہ زہرا
نزدیک شیعہ داخل الہدیت نہ ہوں کما تحقیقنا فیما شی تو پھر غضب ابھی انشاء اللہ تھا مگر نہ ہوگا
کہ الشی اذا انتفی نفی بلوازمہ قولہ شیخ عبدالحق دہلوی شرح مشکوٰۃ میں لکھتا ہی الخ جواب
یہ ہی اشکال ہی جسکو آپ نے ملاحظہ وغیرہ سے نقل کیا تھا اور جواب اوسکا گزر چکا اور شیخ عبدالحق
کلام طویل لکھ کے قتل سے اشکالات کا کیا ہی اوسکو اپنے کیوں کر نکلیا اشکال کو لینا اور اشکال
چوڑنا کام جہاں غامد کا ہی تھنا یہ اشکال اس قسم کا ہی جس طرح تعارض و ابیات و اخبارات
و احادیث ہوتا ہی اور اوسکی تطبیق و تاویل کرتے ہیں نہ ایسا تا قضا کہ موجب کفر و اسلام کیلئے
اسکو کوئی اسباب مطاعن و مثالب میں نہیں جانتا اور بنیاد تحقیق و عمل کی نہیں کرتا جیسا سمجھے وہ
جاہل ہی طریقہ علم و فہم سے قولہ رد تفسیر تحفۃ اثنا عشرہ کا باب فکر میں تفصیل تمام علیٰ اثنا عشر
ابواب تحفہ میں لکھا ہی من شاہ فلیس رجح الیہ جواب وہ یہی اولہ میں جنکو آپ نے زیر قلم فرمایا یا اور
اگر یہی ہیں تو جواب چکا اور اگر آئمہ ہیں تو انکو بیان فرمائے حالانکہ اجوبہ جواب اسچو اب
تحفہ میں کوئی دقیقہ رد و قرح امامیہ کا باقی نہ رہا اور طلبان تشیعہ غیر یقین سے مزین و جہل
کو پہنچا حاضرین ذرا انکو بھی مطالعہ فرمائیے اور حظ وافق اوٹھائیے نہ ہی بقیہ تویذ کی نیلے
ہر دم تحفہ کا نام لینا چوٹا مونہ بڑی بات ہی قولہ بڑی لین عبد العزیز کی یہہ ہی کہ اگر ابو بکر

خداوند تعالیٰ کا ارادہ السلام

اشکال بعد فکر

رد تفسیر اثنا عشر باب

حال نہ کرنا مرقی علی کا ذکر کو اپنے عہد خلافت میں

ذکر کو مضبوط کیا تھا تو علی مرتضیٰ نے کس لئے اپنے عہد خلافت میں اس کو بحال نہ کر دیا جو اہل بدعت کا بڑا
 کہ ذکر جاگیر خاں غلام علی تھا اور وہ بعد چھ مہینے کے انتقال فرما گئیں پس واپس کس کو کرتے اور در
 جناب موصوفہ نے مطالبہ کیا جو صاحب عبدالعزیز نے اس دلیل کو معظم ادا نہیں کیا یہی محض کچا
 افتراء ہی معزز اجواب صواب کچا جس کے لئے اس کتاب اس فقرہ کا کیا ہے کہ معظم ادا کرے اور اس بہت پاؤں
 ہی اس لئے کہ جب تک جاگیر خاں غلام علی نہ ہو اور بطور میرا میراث یا ہر دوا ذکر ہو یا تو بعد فاطمہ کے حق
 ادا کے درجہ کا ہوا وہ مطالبہ کریں یا نہ کریں عدم مطالبہ سے استحقاق ٹھل نہیں ہوا حضرت
 امیر نے بھی ایک عمر دراز تک کہ بقول ان کے چوبیس برس کئی مہینے تھے مطالبہ اپنے حق کا کیا
 بلکہ بقول سامی قیامت پر چوڑ بیٹھے تھے لیکن جب وقت مرقع پایا چٹ اپنا حق لے بیٹھے تو جب
 کہ اپنا حق تو لیں اور سنیں کا حق بعد لنگ یعنی عدم مطالبہ نہ لائیں اور نہ حاجت مطالبہ کی
 تھی کہ خلافت گھر میں آئی لیکن حضرت امیر کو لائق تھا کہ واسطے اثبات استحقاق و محدث ہوئی
 سیدہ علیہ السلام اللہ شہاد ادا ہو کر حوالہ درجہ فاطمہ کے دیتے کہ دشمن جلتے اور دشمن خوش ہو
 و لیکن جب یا اور نہ لیا تو معلوم ہوا کہ او کو حقدار نہ سمجھا اور یہ کہ صحیح بخاری یا تفسیر غفار امویہ و عیسیٰ
 جب تک کہ حوالہ ائمہ متاخرین کیا تو انہوں نے بے تکلف لے لیا شہر سمرقند مجلس میں لکھا ہی کہ عمر
 بن عبدالعزیز ذکر کو حوالہ امام محمد یا قبر کیا انہوں نے لے لیا اور ان کے پاس یہاں تک کہ خلفاء
 عباسیہ چھ مہینے لیا پھر سال و نصف ہو گیا مگر امامون عباسی قثم بن جعفر نے حوالہ امام علی رضا
 کو دیا اس میں چھ مہینے لے لیا اور معتقد نے پھر دیا پھر مقتدی نے لے لیا پھر مقتدر نے پھر
 علی ہذا القیاس جناب میر کو بھی دینا تھا لینے نہ لینے کے وہ مختار تھے حالانکہ گئی چیز کے لینے کی خبر
 خوشی ہوتی ہی قولہ غزالی نے مقالہ رابع کتاب شجر العلین میں لکھا ہی الخ جو باب یہ کتاب
 غزالی کی نہیں تبت العرش ثم النفس اور امامیہ کو بھی اس کا اعتراف ہی چنانچہ مؤرخ جاسسی نے
 شہادت قب میں لکھا ہی وقد انکر بعض المحققین کون لرسالة من وثبت فلعلمه كتبها في اول عمره ورجع
 تفصیل اس تحقیق کی انہ الہ انہ میں بھی یہی معتقد اسو سمرقند مقتدی نے مجلس میں غزالی کو شہاد

کتاب شجر العلین و غزالی

حالانکہ عبارت منقول کو دلالت غصب خلافت پر نہیں بخایہ مافی الباب یہ کہ بعض نے حسبِ یاست و
 جاہ سے خلاف کیا سو مصداق اسکے معاویہ بنی خلفا اثلثہ اور دغاوت و معاویہ کی معشارہ نقیبت
 و حسبِ یاست و امارت نزدیک اہل سنت کے بھی ثابت ہی قائم قطب الدلیل علی الذموی قولہ عبد العزیز
 تخفیف میں واسطہ سبقت مناظرہ کے جوہر طبع سے کہا ہی کہ رسالہ سر العلین تصنیف غزالی نہیں
 اس انکار سے کچھ منفعت نہیں ہوتی اور مستحسین ہی مانند غزالی کے گفتگو کی ہی اوسکا کیا جو
 ہی جو اب اوسکا یہ جواب ہی کہ سچ سخن شناسن دلبر اخطا نیست بد عبارت شرح مفاد حسکو
 نے جوہر طبع سے مانند کلام غزالی سمجھا ہی اوسکو کہ نہ نسبت اوس سے نہیں چہ حاجی حالت
 متہذا نہایت خیانت و تحریف کے ساتھ نقل کی ہی چنانچہ نقل صحیح از انہن میں بھی ہی اوسکے
 مقابلہ سے معلوم ہوگا آج صرح حقین کہ نہ رسالہ السطین کا تالیف غزالی الہی عبارت سے بھی حاصل ہی
 تو پھر تعریض و تہذیب بابت اوسکے انکار کی طرف صاحب تحفہ کے معلوم نہیں کس دی سی ہی
 قولہ تقارانی شرح مقاصد میں لکھتا ہی الی قولہ لکھنا و فیقہ ربیع جو کہ اس جمل کے کلام
 پایا جاتا ہی پوشیدہ نہیں کہ راہ تقلید سے اپنی عبارتیں عمداً ضبط کیا ہی خود معترف ہی کہ
 بعض اصحاب نے حق سے تجاوز کیا اور حد ظلم و منق کو پہنچے اور باعث اوسکا عقد و عناد و جسد
 طلب ملک ریاست ہی اسلئے کہ ہر صحابی مصوم و بخیر موصوم نہیں مگر علیؑ ازادہ حسن کے
 تاویلات کے ہیں اور اس طرف گئے ہیں کہ صحابہ ضلالت سے محفوظ ہیں اور یہ تاویل محض واسطہ
 عقائد سلیک کے حق کبار صحابہ میں ہی تہہ لکھ دامن چنا اور ایشا لا تدروا زمرہ و زمرہ آخری پر نیز
 ہف ہمام کلام بنایا سچ جواب عبارت تقارانی اگرچہ گچکہ بخون ماقبل مابعد جس سے مالہ
 و ما علیہ دریافت نہوسکے منقول ہی اور وہ بھی غلط سلباً بتبدیل و تفسیر الفاظ سوا اینہما دست
 بحکم الاسلام لعلو ولا یعلیٰ ہنوز مخالفت مذہب اہل سنت نہیں اسلئے کہ حاصل اوسکا چاہئے
 انجیکہ لکھا ہی صرف معاویہ بن ابی سفیان پر صادق آتا ہی نہ اور صحابہ پر سو معاویہ کی خطا و
 بنا و حکا کوئی منکر نہیں و لیکن شامع نے صاحب کبیر و بطلان کفر کا نہیں کیا اور نہ جناب کبیر

[illegible]

سؤال شیطان بصری اصول ابن عربیان

شعر چون خاخراب کہ پر د کس مرد و پیش از طعنہ پاکان بردہ قولہ طلبک نا انحرشہ کا قلم
 و طاس کہ اور طاع آن عمر کا اور بیہمتیوں کا خلافت پر براہ غلبہ و قہر و غصہ کا تاخیر سیدہ کا اور طلب
 کرنا بیعت کا بچہ علی مرتضیٰ سے اور لانا عمر کا لکڑیاں اور حلقہ و دروازہ الیبت کے کتب معتد و مثل
 و نخل و تاریخ و اندی و طبری و ابن قتیبہ وغیرہ سے صاف واضح ہی انتہی حد تک جواب پانچ
 سب کا مہینہ میں مسبق ہو چکا ہی حاجت نہ کر کی نہیں صرف جواب ہمیشہ کی کا باقی ہی معلوم
 نہیں کہ کتب مذکورہ میں اسکو کونسی کتاب سے آپ ثابت کرینگے کہ اوسکا جواب یا جاو اسلئے
 کہ طبری و ابن قتیبہ شیعہ ہیں اور علی بن ابی طالب و غیرہ میں یہ علم موجود نہیں مہذا جواب اوسکا تحفہ میں
 مفصل لکھا ہی اگر آپ نقل عبارت کرتے تو ہم ہی نتیجہ روایت کرتے اسکا جواب حوالہ جو ابس ہی
 قولہ طبری و ابن قتیبہ جو اسباب یہ وہ شخص و وہ شخص ہیں ایک ایک سنی ایک ایک رافضی چچا
 صاحب محمد نے لکھا ہی کہ ابن قتیبہ و ابن ایک ہر سیم بن قتیبہ کہ رافضی غالی ہی دوسرے
 عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ کہ سنی ہی کتاب لغات اصل میں تالیف اسی خبر کی ہی لکھیں اور رافضی نے
 یہی اپنی کتاب کا نام معارف رکھا ہی تا اشتباہ حاصل ہو اسلیط محمد بن جریر طبری و دیگر ایک محمد
 بن جریر بن رستم اعلیٰ شیعہ صاحب کتاب الايضاح للشرع در امامت دوسرے محمد بن جریر بن نام
 طبری ابو جعفر صاحب تفسیر تاریخ کبریا ہدنت میں ہی انتہی آوریز کردی چاہ و پنج میں لکھا ہی کہ یہ
 کتاب یعنی تاریخ طبری اہم عزیر الوجود ہی کم کسی کو اور اسکا نسخہ میر ہوا ہی اور جو نزدیک لوگوں کے
 مشہور ہی مختصر اور کاپی محرفات سماعی شیعہ سے اور کثیر ہوتا د میں لکھا ہی کہ بعض روایت کو
 موافق مذہب اپنے کے تاریخ علی بن محمد عدوی ابو الحسن سماعی شیعہ جسے تاریخ طبری کو مختصر کیا
 اور بازمین بعض چیزیں بڑائیں اور سبب عبارت کے مشہور و راجح ہوئی نقل کرتے ہیں اور
 ہیں کہ روایتیں تاریخ طبری میں حالانکہ اصل تاریخ میں اون روایا کا نام نشان ہی پیدا نہیں اور
 اس مختصر جسکا حال مذکور ہوا ہے موضوع اصل سنت کی ماسی ہی اسلئے کہ جبکہ اوسمیں
 دیکھتے ہیں اوسکو سب طرف اصل کے کرتے ہیں انتہی علاوہ اسکے قاضی نواز اللہ نے متین غلیظ لکھا

ملاحظہ فرمائیں

تحقیق حال طبری و ابن قتیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مطالعہ غفر فاروق

میں اس بات پر کہ تاریخ طبری شافعی کہ نزدیک اہل سنت کے معتبر ہی بلکہ مجموعہ میں نہیں آئی اور تہذیب و
 جہی مختصر ہی اور کم مفاعیل و مدبر احقاق میں بے اعتبار قرار دیا ہے اگرچہ مطالعہ میں غرض میں لکھا ہے
 انا اعلیٰ بالایمان العظمتہ اندم راتنا تاریخ الطبری الشافعی المستعبرین علماء اہل السنۃ الذی وصفہ
 عشرین مجلد اوصلہ و التاریخ الفارسی المتداول المشہور میں الکتاب تاریخ الطبری فی الاغنیۃ و
 مطالعہ عثمان میں لکھا ہے کہ اعلیٰ بالایمان العظمتہ اندم راتنا تاریخ الطبری و لم یحیی الی امر
 البعوض من نسخۃ شیئی و ما استہزیئ الکاس من المجلدۃ الفارسیۃ المسموۃ تاریخ الطبری غیر ذلک
 التاریخ فان لک علی ما صرحوا بہ یبلغ عشرین مجلد انتہی استیطاع اور جبکہ لکھا ہے و ہر لم یہ اصل الی
 اسی الطبری لندرت فی بلاد اجمہ خصوصاً فی زمانہ انتہی پس جبروت کہ بیان تفسیر و اعتراف قاضی سے
 ثابت ہو کہ تاریخ طبری شافعی جو نزدیک اہل سنت کے معتبر ہی نسخہ او سکے بلاد اجمہ میں نہیں
 اور نہایت نادر الوجود ہے اور جو مختصر کہ تاریخ طبری مشہور ہی غیر معتبر ہی آپس معلوم نہیں کہ آپس
 اس طبری شافعی کو کہاں دیکھا جس سے مطالعہ میں کو نقل کئے حالانکہ ہم قسم لیا کہ کہہ سکتے ہیں کہ
 آپس مختصر فارسی طبری کو بھی آج تک نہیں دیکھا اگرچہ جامع اور مکمل آپس مذہب ہی چاہے
 اصل طبری کی اور قاضی شمس الدین مدعی رویت کو کذاب لکھا ہے کہ مراد آپس اس طرح اور مکمل
 لکھا ہے گویا خود او کو بچشم ہر لکھا ہے اس صورت میں کہنے بقول قاضی صاحب احقاق کہ کتب لکھا
 نبی قولہ حرام کرنا مستحسن و متعہ النساء کا اور موقوف کرنا صحیح علی خیر العمل کا اذکر بقول عثمان کہ علی
 عبد رسول اللہ انا احرم من انہی منہن متعلیج و متعہ النساء و حتی علی خیر العمل سخرہ قضا زانی سے
 شرح غصنیہ وغیرہم میں اور مقرر کرنا نماز تراویح کا ساتھ جماعت کے رضا میں اس جہر استی
 اقول عموماً کہ کتاب اہل سنت میں نہیں دیکھا اور نہ شیعہ شرح غصنیہ میں بلکہ رسالہ متعہ مجتہد کو نہ
 بخلاف مرقہ کیا ہے اصل عبد الحمیدی الیہ یہ بھی وجہ سوم مذہبی بہت شارح اسبہانی و صاف قوی
 در شرح تجربہ و علامہ فقہ زانی و شرح مقاصد و بابا مطاحن نوشتہ ان عمر عبد المنیر و قال الی
 فلیکن علی عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا انہی عنہن ملح حرمون و عاقب علیہن متعہ النساء

و متعجب ہو جس علی خیر العلل میں کلام چنانکہ سے بھی ظاہرست ورنیکہ تاخیر میں احکام جہان غنیفہ ثانی بود
 انتہی بلفظ معتمد احمد جاسسی سے بھی اسکو صلی کتب نقل نہیں کیا بلکہ باعتبار بیاض اہل ہنسی انتساب طرف
 کتب کو رکھ کر دیا چنانچہ اسی جہ سے عین اثر اور کا شرح طواع اصضانی میں نہیں اور فوجی نے جو کلام
 سہو بطریق شرح کلام طوسی لکھا ہی نہ اسطر حیر کہ حجت ہونا اور کا المسند پر لازم آوے اور فقہان نے
 شرح معاصد میں جانتا جہن خلاف عمر کہ شیعہ میں نقل کیا ہی پھر اسکا جواب شافی دیا پس نسبت
 اس روایت کی طرف علامہ مذکور کے بدون اشعار اس امر کے کہ یہ نقل اپنے علم کے ہی یا خاف الضیق سے
 واسطے جواب ہی کے دلیل قاطعہ عناد و صریح ہی چنانچہ اسی جہ سے روایت مذکور یا فاضلہا کسی کتاب
 حدیث میں موجود نہیں اور جواب فقہانانی باندہا و علیہا شوکت عمر میں منقول ہی آوے دلیل ناطق کی طرف
 زوال متعبد احمد جاسسی سے یہ بھی کہ اپنے نام شیعہ شرح عصدیہ کا لیکر بلفظ وغیرہم اشارہ طرف
 شرح اصضانی و کلام توشیحی کی کہ مندرج کلام جاسسی ہی کر دیا کا شیعہ سہو بعد ملاحظہ شوکت عمر
 کیا ہوتا غلط گفتہ بعد دیکھنے اجوبہ جواب جرات اہل سنت کے بہت دہری بے شرمی سے ہر حکمہ بھی
 بھی کہ کتب میں سے روایت المسند کہ لیکر مقابلہ میں لکھا ہی اور جواب اسکا جواب میں نے میں
 اس کے کہ نام نہ کہا اوپر یہ قیامت ہی کہ وہ عبارت مانوہ بھی پوری میں لکھی او میں بھی تصرف
 دو کا انداز میں تصنیف ہی کیا چنانچہ اوپر گذرا اور آو گیا اذا لم تغلب فاعلم عداوت رکنا شیعہ
 سے جیسے اشراج کرنا عثمان کا ابو ذر مدینہ سے طرف زبدہ کے سبب حجت جناب میر کے اور مارنا عمار
 یہاں تک کہ اذ کو متفق ہو گیا اس طرح او میں روایت ذلت دنیا اور علوفہ اور روزینہ کا بند کرنا اور مارنا ان
 مسعود کا یہاں تک کہ پہلے ان کا ٹوٹ گیا اور حکم بن العاص طرہ رسول خدا کو مدینہ میں بلانا اور مروان کو
 میں خیل کرنا اور ولید بن عبد کو صاحب اختیار بنانا الظہر من الشمس ہی اس طرح قصہ نقل لکن بن لوزہ کا
 ہاتھ سے خالد بن الولید کے اور تصرف میں لانا خالد کا زین مالک مذکور کر اور مواخذہ نکرنا ابو بکر کا ان
 شیعہ دلائل اطہر و برامین قاطع ہیں خلاف غلطہ پرانہ جواب پاسخ ان سب مغتربات و گناہات
 و ہفتات و اباطیل کا تحفہ اثنا عشر یہ میں تفصیل تمام موجود ہی معتمد اسوجہ استجاب یہ دہری کہ اپنے

دیلی قاضی الامام احمد

صاحب خانہ کتب

بیان نہم کو واسطے ذکر تہدی خلافت علیہ السلام کے اہل بیت وغیرہ پر منعقد کیا تھا منجملہ اسباب تو یہی مذکور کیا
 آخر بیان میں اس جگہ حرام کرنا سور کا متعرج و منہ تشاء کو اور خوف کرنا حی علی خیر العمل کا اور اس کے
 کرنا تر و سج بجا میں لکھا ہے کہ یہاں ہی معلوم نہیں کہ منع ان امور میں اگر باہر ثبوت کو پہنچیں المیہ پر کیا تعدد
 ہوئی اور کون سا حق اور کونسا مغرب ہو اور اللہ تعالیٰ تفصیل اسکی حد عنایت ہو کہ جہاں المیہ چلے
 گوشتن آواز میں اس میں وجہ اس تیب کی کہ پہلے اپنے مطالع میں لکھے پھر عثمان پھر ابو بکر اسکا
 ظاہر ہو کہ اس میں بھی من کی مانند وقت ہی علاوہ اسکے جو اپنے ان مطالع میں کو بطور تعدد و متناوبی
 کلام میں ادا کیا اور جو طرف ذکر و لائل مطالعہ و براہین قاطعہ کے جسے آپ انکا ثبوت کرتے ہیں مطلق
 نفی کے لئے جسے بھی ماثلاً کہچہ کام اور یہ فیذیلی ہر یک طعن سے نہ کہا بلکہ حوالہ کتاب پر وقت
 کی جسکا سچی چاہ وہاں ایفادات صاحب مثنی الکلام و شوکت عمریہ وغیرہ میں مطالعہ عمریہ اور عجائب
 قدرت الہی مشاہدہ کر کے اسے شہر علی سند بلیغ و سند فاخہ امین من ہر رنگی اندازہ ہو سکتا
 قولہ اور شعل عبد العزیز وغیرہ نے کہ اپنے زعم میں جواب ان امور کے لکھے ہیں تو ہر ایک حق
 اور کئی کتابوں کی جواب میں علماء اثنا عشریہ بوجہ وجہ لکھے ہیں جسکا سچی چاہ مطالعہ کرے جواب پانچ
 عبد العزیز وغیرہ سے باقر اسامی ثبت ہو کہ اور علماء اہل سنت میں بھی مثل صاحب تہذیب کے جوابات ان
 امور کے لکھے ہیں لیکن انہوں نے جوابوں کا نام نہیں اپنے اعتراضات سے غرض ہی گو ہر جواب چاہا
 اس کے موجود ہوں اور علی اثنا عشریہ نے جیسے انکی تقریروں کا لکھا ہی اپنے کہ تو وہ میں سے بطور
 مشیت تو نہ اندیشہ اس مقام میں بطور مہیا امارت یا امارہ لطف فرمایا ہوتا کہ اس سے عجائز
 ثابت ہوتا خیر اب عنایت کیجئے کہ اہل نظر نظر میں قولہ جو تہدی و خلاف و ستم نبی امیہ وہی عباس
 بیان نہیں ہے جو تہدی کے سبیل حکایت کے مذکور ہو گا جواب یہ وعدہ چارم میں ہرگز وفا نہوا اور
 موعودہ منتظر ہے شہر تیغ ہندی و فخر رومی نہ لکھنا نہ سچ انتظار کنندہ اپنا انتظار تاجا کہ ایک خطا
 نہ خطا نہ خطا آخر اور بخطا قولہ بیان و ہم و ذکر بھی سبب قبول نمون جسم غصہ حکومت دیگر ان
 و باطل نشدن یعلیٰ ابن ابیطالب علیہ السلام جواب جسے ہر باطل و غیور کی ہمت مرقفہ کے اپنے

عبد العزیز

خلافت علیہ السلام

مابعدین کے ہیں ولایت اور ان کے دعویٰ پر عجائب خراب عالم کون و فساد سے ہی وہ اسباب بہترین
 کہ از رو علم تاریخ کے پایا جاتا ہے کہ امیر المومنین سے بہت لوگ و گھیر اور باطنین ناراض تھے اور عداوت
 رکھتے تھے صواعق میں بھی کہ دشمنان علی بہت تھے بر حقیقت کیا کوئی قبح نیا یا غنیہ میں کہا ہے
 کہ آنحضرتؐ بخاطر بیدہ صحابی کہ امیر المومنین و دشمنی رکھتا تھا فرمایا بیدہ لا تقع فی حلال الاولی
 الناس بلکہ اور سند احمد بن حنبل میں بھی کہ قال النبی لا تقع فی علی فانه منی وانا منه و ہر وہ
 بعد محب طبریؒ کہ کہ عائشہ علی سے عداوت رکھتے تھے اور پچا تھی کہ ذکر خیر علی کرے عینی میں
 ہی کہ فوہیؒ کہ ابی لا قدر علی ان تذکرہ بخیر انتہی بالفاظکم ویکذبوا فی معلوم نہیں کہ وجہ ربط اس تین
 کی ساتھ بیان کیا ہے اسکا پھر بیان کیجئے رحمہذا روایات مذکورہ موضوع مختصر ہی مائل ہیں اور پھر موجود
 ہونا کسی روایت کا کسی کتاب میں دلیل صحت روایت کی نہیں ہو سکتی والا قرآن شریف میں آیا ہے
 لا تقربوا الصلوۃ و ان لاشد لا یغفر وکن تاروا الیہ وادخلوا الیہ جہنم جاہلین فیہا وغیر ذلک من الآیات
 اکثرہ یہ بھی بہت ہیں ولاحق دلیل ترک صلوٰۃ و عدم مغفرت و عدم میل بر عموم و دخل جہنم
 اب اسکا کیا جواب ہوگا شاعر اکرانات مجتہد و عجیب کہ یہ شاشید گفت باران بہت ہوگا پورے
 الزام اہل سنت بلکہ جمیع دین و آخرین شیعہ کو یہ نسخہ خوب یاد گار کیا ہے کہ جس ولایت موضع مرد
 کو چاہا پیش کر دیا اور کہدیا کہ ظانی کتاب میں کہی ہے اگرچہ بقید وضع اسی کتاب میں آیا ہو سکے نہیں
 مرقوم ہو لغو و بالتدس غرضتہ قولہ اخبار موثقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ سے سیف اللہ المسلول
 کے غزوات و معرکین قریب دس ہزار ضادیہ کفار کے دارالبرار میں گئے اور ظاہر ہے کہ وہ اکثر
 عشائر و اقارب صحابہ کے تھے ہر چند لوگوں نے کفر و شرک چھوڑ کر دین اسلام قبول کیا تھا مگر
 جس وقت کہ نظر خرام دین پر کرتے تھے خون اونکا جوش میں آتا تھا اس سبب برابر رسول سے
 دلیں کیڑے کرتے تھے جواب اصل طعن مختصر قاضی صاحب حقائق و ابن قیمیؒ کی ہی سہوہ
 دس ہزار ضادیہ کفار جنکو جناب میر نے دارالبرار کو بھیجا تھا اگر اقارب و عشائر صحابہ تھے تو وہ
 کون لوگ تھے جنکو ہزاروں صحابہ غزوات و سرایائی نبویین و جنل جہنم کیا معلوم ہوگا بعد دلیل

جس کتاب میں آیا ہے
 جس کتاب میں آیا ہے

آپؑ جہاد کے سوا کسی فیصلہ سلسلہ کے کیسے قیام ساتھ اس عبادت عالم قیام کے نہیں کیا
 وچو خلافت النصرت بالاجماع اور یہ قتل کرنا کفار کا اگر واسطہ خدا کے اور ظہار وین تھا
 تو بعد قبول اسلام کے اب کیا اسکا سرچ تھا آخر تھا اقرار صحابہ کے مقتول نہیں ہوئے
 بلکہ قریش ہی کہ اقرار عشر مر قرضوی تھے انہیں ہلاک ہو چھوڑا بغض علیؑ کی کیا ہو گی
 کہ سب کا ایک ساحل تھا علاوہ اسکے جو شخص کا وہ وقت تھا کہ جہاں اپنے ہاتھ اقرار کیا
 قتل کرنا پڑتا نہ وہ وقت کہ دوسرے کی ہاتھ سے مار جاتے حالانکہ جن مرتبین صحابہ قتل قتل اقرار
 اپنے ہاتھ سے کیا اور یہ عمل سب کا لاہون تو اس وقت قتل علیؑ سے بنیاد عداوت قائم کرنا مستبد
 مقتول و قتل ہی جاتی ہے فصل سادس تذکرہ النعمان میں لکھا ہی لان اما بکبریا و قتل امیر موم ہر
 فناہ البنی علیؑ سلم عرفی لکن قال علیؑ قتلہ غیر انہی بجزوہ او تفسیر مجمع البیان طبرکا
 و منبع الصادقین تفسیر ابو الجہن جہانی و تفسیر نعمت خان عالی وغیرہ کتب معتبرہ طاکفہ
 ثابت ہی کہ عمر فاروق نے آنحضرتؐ سے کہا کہ حقیر کو حوالہ علیؑ اور زوافل کو حوالہ حیر اور زوافل
 کو حوالہ اعلان کیجئے کہ ان کے کاثرین اس طرح قتل کرنا عمر فاروق کا منافق کو جسے حکم نہ تھا
 عدول کیا تھا اور دوسرا حکم اسے چاہتا تھا تفسیر مذکور سے ثابت ہی بنا علیؑ ہذا جب قتل کرنا
 صحابہ کا عشر اقرار کو بدست خود بخود لانا خدا کے مقتدی دین اللہ ثابت ہوا اور معلوم ہوا
 کہ ان کو امضا امرا ہی میں اس طرح جو شخص نہ تھا بلکہ حکم وائدین امواستہ جابستہ جو شخص
 محبت انہی تھا تو اب قتل کرنے حضرت امیر سے کہ براہ خلوص انہی تھا نہ براہ نفسانیت و دنیا
 داری کیونکہ بغض عداوت بے وجہ حاصل کرتے اور اگر فرض کیا جاوے کہ خواہی خواہی اسکا
 بابت دشمنی تھی تو حق ساتھ اس دشمنی کے رسول خداؐ تھے نہ جناب اس لئے کہ فشا و مجاہدات
 و مقامات و تفسیر کفار کی فی الواقع آنحضرتؐ نہ جناب امیرؑ شہر گریہ تیرا زکمان نہیں گذرنا
 از کما غار بنید اہل نظرؑ بلکہ عداوت مذکور ساتھ باریتھا کے لاف نہی نہ ساتھ آنحضرتؐ و جناب
 امیرؑ کے اسلئے کہ حسب آیات صاحب الاستقیم و صاحبی بجا و غیرہ باریتھا نے

ایک سو دین بار پیغمبر خدا کو آسمان پر بولا کہ ہر بار امر خلافت و ولایت امیر المومنین ائمہ طہارین میں کیا
 زائد الوصف فرمائی اور آنحضرت کو اُن حق اصول امامیہ کیا پھر لیت و عمل سب میں لکھا یہاں تک کہ حجۃ الوداع
 میں جب جبرئیل علیہ السلام کئی بار آئے گئے اور قرض شدیدہ تاکید سخت لگا اور سوقت بھی آنحضرت
 خوف صحاب بیان کر کے ڈرتے تھے آخر کو مجبوری تمام خطبہ خم غدیر فرمایا پس اگر مہاجرین و غیرہ
 کو جناب امیر سے عداوت ہوتی تو بعد شہادت ذی النورین کے کس لئے ساتھ ادا نہ کیے موافقت کرتے
 اور خود مقصدی امر خلافت تھے اور جناب امیر کو یوں اپنی خلافت کو صلہ بد پر منحصر کرتے اور فاروق
 اعظم بعد کناج امام حسین کے کیوں غاشیہ سپید الشہداء کو بازار مدینہ میں اپنے و شوق لائے پھر
 اور عثمان بعد جریزہ مرثیہ لکھی اور شیعہ قیام کے کس لئے اوسکو پھیر دیتے اور حدود قاص بعد
 سے خبر قتل ذوالندبہ کے حسرت عدم محبت حضرت امیر پر کس لئے تادم جو چنانچہ یہ شخص علیہ السلام
 و جلال العیون و تجار الانوار و کامل ہمای وغیرہ میں افضل مرقوم ہیں اور یہ سب کیسوی اگر روایت
 قتل دس ہزار ضا وید ثابت ہی تو پھر پتھر بھنا ایسے زرعام و سیف اللہ سلول کا قتال مہاجرین
 طاغوت معلوم نہیں کس حالت تہور و شجاعت پر محمول ہو گا علی الخصوص جبوقت جناب سیدہ فرامین کہ
 مانند جنین دہر رحم پرودہ نشین شدہ و مثل خائنان دغا دگر خینہ نمود بائند ایسے حسن عقیدت سوا
 امامیہ اور کسی کو نسبت جناب ضرغام کے نہیں ع دوستی بخرد خود دشمنی است تو کہ یہ امر مقتضا
 بشریت ہی جناب سالت پناہ کہ افضل المرسلین میں بخاری وغیرہ میں لکھا ہی کہ جب بخشی قاتل
 الشہداء حمزہ کا اسلام لایا اور حضرت نکو معلوم ہوا کہ یہ قاتل سبھا چچا کا ہی حضرت نے فرمایا میرے
 سامنے سے چلا جاؤ اور دوبرو میرے ساتھ آؤ پس جب آل خیر البشر کا یہ ہر تو وہ سروسے نفی
 ضلت کی ممکن نہیں جواب یہ تعلیل لکھی بعقضاء بشریت ہی والا معلول سے اوسکو کہ عیاق
 نہیں اسلئے کہ قطع نظر اسلئے کہ ترجمہ سامی موافق الفاظ بخاری نہیں ناخوشی غوی و شعی
 بنا بر قتل حمزہ نہ تھی بلکہ بنا بر عدم مناسبت طبعی تھی اسلئے کہ اگر مجرورہ کہ بہت طبعی قتل حمزہ
 ناشی ہوتی تو ضرور جانب بخاریتعالی سے منع وارد ہوتا جس طرح عیسٰی قتل ان حایہ الامم و

فہرست نبوی از قاضی قاضی

ولے کل کلمہ انور شریعت میں واقع ہوئی کہ یہ نہ کہ حدیث صحیح میں موجود ہے الاسلام کی حجت ماقبلہ اور فرما بھی
 القاب من الذب کمن الذب لہ اور راز و شمار کرنا اور انہما رفعت و وحشت کرنا تا لب سے تشر
 کندہ سابق شان اما دانت نہیں چہ سچا حضرت فاضل المسلمین رحمۃ اللہ علیہ کہ جکی فاضل مقدس شریعت
 و کیہ پوری بلکہ اور شمار دیتے ہیں کہ مشرقی نسبت کٹر و طبعی کے طرف اوٹے کر بغایت نافذ
 شناسی بدید تازہ بآئی بلکہ ویداس کرا، مت کی بھی جی کہ وحشی قاتل حمزہ کو کوئی مناسبت نظر ہی
 ذات مقدسہ انحضرت کے محل تھی چنانچہ اسی بستے زانیہ حضرت عمر فاروق میں اوسے انکار شریعت
 شمر کر ہوا اور کئی بار تدارکی گئی اور جب سطر ح باقیہا تو اسکو دوسرے نکال دیا معاذ اللہ قاتل
 اسکر حال کی طرح لڑا اور حیات اس خلعت کا اندرون سے نکلتا ناظر کو اکثر پسند و ناگوار لگا ہی و نعم
 مایل شجر بے لطفی بجالا تو دیدم کہ سوختہ وحشی کہو کہ از نو چہ نقیض اندہ تہ قہ کہ ہاتھ سے سیف
 السلول قریب سے رخا وید کفار کے دارالہمار کو گئے جو اب اگر چہ جواب ہکا مہر چکا لیکن چہ
 فقرہ موہم فضیلت مرتضوی امر جہاد و شیعین جی اسلئے بوجہ دیگر تقریر میں عالمی کجائی ہی وہ
 یہ ہے کہ جہاد کی تین قسمیں ہیں ایک جہاد زبانی کہ حرمت اسلام کی مٹی اور تہذیب شریعت اور حرم
 نصیحت و زمیعت میں یکناوشہ جہاد وقت لڑائی کے ساتھ تدابیر اور لائقے حربے کے قلوب و
 اور جمع کرنا لوگوں کا واسطے قتال کے اور متصرف کرنا جماعت اعلیٰ کا قیستی قسم جہاد کی طعن ضرب بھی
 ساتھ جراح کے اور اخفرت بے شبہ اکثر مشغول تھے ساتھ دونوں قسم اول جہاد کے ساتھ قسم دوم
 اور قسم ثالث کمترین مراتب جہاد ہی اور دونوں قسم اول میں شیعین میں قسم جمیع صحابہ میں اسلئے کہ اول
 اسلام میں دعوت ابوبکر سے عمدہ عمدہ صحابہ مسلمان ہوئے اور ابوبکر ہمیشہ اس دعوت میں مشغول
 اور جہاد اپنے عمر اسلام کا عزت اسلام کی بڑھ گئی اور میں حمیری غالب ہو گیا اور عباد اسلام
 و جہاد کہ مظہر میں مزاج ہو گئی اور عیشہ یہ دو فوشرین و شیر و زبر نبوی نہر اسے و مشورہ میں
 حتیٰ کہ کوئی غزوہ بے انکے مشورہ کے واقع نہیں ہوا اور پوسے حضور نبوی میں ساجی جمیلہ زیادہ
 سب سے جمع مرد و تفریق احد امین بجالا یا کہے و بالقطع انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشجع الناس

افضل کتب
 تہذیب و تمدن
 اسلام و جہاد

اور ہمیشہ انھیں دو قسم کے جہاد کو اپنے اختیار کیا تو یہ دو قسم افضل ہیں قسم ثالث اور شیعین نے
 اس جہاد میں کہی مفارقت آنحضرت کی نہیں کی پس جہاد کا افضل ہی جہاد مرقضوی و جہاد بر سر جہاد
 و منصب و اوطاع و مسجد بن عباد و دوستان و معاو و سماک بن خریصہ معوذہ اکثر سر یا ایک بے سواد و بی
 سندین سر خاتمہ ہو اور عمر ہی اس میں شریک تھے کما ولت علیہ التواریخ پس بشرط ثبوت و ثبوت قتل میں
 کفار ہی اس میں ثبوت ثبوت ثابت نہوگی والا مفضل ہونا آنحضرت کا لازم آئی نہایت یہ کہ ایک
 مفضلیت و کمال ہی و ہوا لا یوجب لہ ادرے شہر و رازند و لیل و نین و کچا جو انان شمشیر و
 بر آقا تھو کہ دوسرے برابر کجالات ظاہری باطنی امام کے کمال کسی کا حساب میں نہ اور قاعدہ
 نکلی ہی کہ ہر کوئی اپنا فریغ چاہتا ہی اس سبب ہی اکثر لوگ انکو کیسو کہتے تھے جو چاہت
 کجالات صورتی معنوی کے و طریق ہیں ایک بض شارع و دوسرے متبع احوال احوال سونف شارح
 انامیہ محدث کہتا ہی اسلئے کہ لغرض متعارض ہیں حالانکہ متعارض و سوت ہوتا ہی کہ جب ہی
 لفظ حق میں دو شخص کے وارد ہوا و دونوں کی مفضلیت پر دلالت کرے اور جبکہ ایسا نہ ہو بلکہ لفظ
 صحابہ جہاد گانہ وار و ہوں تو اسوقت کچھ متعارض نہیں سو لفظ افضل و غیر کی کہ نفس ہی دعا پر
 حق شیعین میں وار و ہی اور لفظ سیادت و اجبتیت و شرف کی حق مرقضی و فاطمہ و عائشہ و
 میں آئی ہی تو معلوم ہی کہ یہ الفاظ دلالت نہیں کرتے فضل جزائے و کجالات ظاہری و
 تحقیقت میں کچھ متعارض نہیں دوسرے طریق کہ متبع احوال احوال ہی بخایہ اس کے ایک جہاد ہی
 جسکا حال گزیر چکا دوسرے علم ہی اسکا حال آدیا شیعہ نقوی ہی اور اتباع شریعت سے معلوم ہی
 کہ ابوبکر نے کہی خلاف مرضی نبوی کوئی کلمہ نکلا اور حرکت نہیں کی چنانچہ صلح جابیہ و افتخار
 اہل بیت شہاد عدل ہی ہی طرہ کہی ارادہ اوکا مخالفت ارشاد نبوی نہیں ہوا اور نہ کہی انتقال امر
 میں تہاد و تلقا عدل و ارکما بخلاف مرقضی علی کے کہ بمقدور عزم کج بخت ابوجہل و تقید ہوا
 تہجد مور و عتاب نبوی ہو جو تھے تصدق و اتفاق ہی اور اس میں عدم مشارکت مرقضوی
 اظہر ہی اگر کوئی سجاد کہہ کہ ہی تو عثمان بن عفان کو کہہ کہ وہ العبتہ اس امر میں سابق تھے

کجالات شیعہ و افضل شیعہ ان جہاد بر سر جہاد و مرقضوی و جہاد

لیکن ہنوز تخمین کا اون پر یہ علم و ذہن فضیلت ثابت ہی باوجود ہنوز خدمت پرستی ہی کہتے ہیں کہ قلم
 کسی بہت نہیں بچے بچاؤں دیگر ان سونہرے حیات کا بنا بر جس سرسبز کچھ فضیلت نہیں کہتا کیونکہ
 بالاجل ثابت ہی کہ عمر مرقضوی تیسرے سال کی تھی سال چلم چہرین وفات پائی اور غیبت فرما
 تیرہ برس قبل از ہجرت تھی اس حساب سے عمر مرقضوی اوس وقت دو و بیسی تھی اور اس عمر چہرین
 خانہ نبوین پرورش پائے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشغول بت پرستی نہ تھے اور اطفال کا
 قاعدہ ہی کہ جو کام اپنے جرن کو کرتے دیکھتے ہیں وہی کام آپ ہی کہتے ہیں پس اگر خدمت پرستی
 موجب فضیلت مطلقہ ہو تو لازم ہی کہ جو مولود اسلام میں ہو وہ حضرت حمزہ و جعفر و شہداء و قتادہ
 سے افضل ہر ششم خلافت و حسن بیست و کفایت حوائج ہی کہ فی الحقیقہ جامع جمیع اعمال
 اسلام ہی سوا اس امر میں فضیلت تخمین کی نہایت وضوح سے محتاج بیان و برہان نہیں اسلام
 کہ اول فقہ جو بعد وفات نبویؐ ہوا مرتبین بالنعیم کہوہ کا تھا اس وقتہ مسبب میں کوئی شخص ثابت
 قدم زیادہ الہدیکہ سے نہ تھا انہیں کے حسن بیست یہ فقہ بالکل مفتی ہوا پھر بعد اوس کے جب قیصر کو گنا
 مناقشہ منازعہ ہوا تو وہ بھی بحسب بیست فاروقی ایسا تھا کہ ہر طرف سے اسلام غالب آیا اور
 فارس و عراق دارالاسلام ہو گئی اور فقہ اسلام اذنیاء و بنگئے اور اذلہ اوئکے اعزہ ہو گئے اور
 سب آپس کا نزاع و اختلاف جاتا رہا اور سب لگ مشغول بقرات قرآن و تفقی الدین ہو گئے
 جناب امیر کہ ایک وقت میں ایک قریہ تک مفتوح نہوا اور سب خانہ جنگی و قتال و جدال کے مشغول
 کو کوئی کام نہ تھا قرأت قرآنی اور سب عبادات دنیا دنیا ہو گئے جتنے طاعات و قربات تھے سب
 ہنچوا جنتا و کیما بنگئے کہ سب کو مشرک طعن کبرا اسلام کے اور جس میں بنگوئی یکدیگر کے کہ کام
 ساتوین دہی میان اوسکا انیوالا ہی اس سے معلوم ہوا کہ تخمین کو فضیلت حاصل ہی جناب امیر
 اکثر کمالات میں مثل جہاد و تقہ و صدقہ و رہد و تقوی و علم و طاعت خدا اور رسول و حسن بیست
 و خلافت وغیرہ میں اور انہیں امور کو شارح نے موقع فضل و خیریت ٹھہرایا ہی بنا علی ہذا
 یہ دعویٰ لگا کہ کسی کمال برابر کمالات مرقضوی حساب میں نہ تھا بل بے اصل ٹھہرا قولہ تیسرے

مثل قدوس منزلت امام کے چشمہ سے ان میں کسی کی قدر تھی اس وجہ سے ہی حضور عامہ نے یہ جواب
 اگر وجہ فریت قدوس زیارت منزلت معلوم ہوں تو اس میں گفتگو کیا اور جانا الغیب کا گھنٹہ کیا کہا جاوے اگر وہی
 اسباب سبق الذکر میں جواب دیا گیا ہو چکا اور قدس شخصیں اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ ان کے حق میں غریبا
 اما وزیر امی من اہل الارض فابکر عمر اخرجه الترمذی اور فرمایا اذان سید اکمل اہل الجنت من الاولین
 الاخرین الانبیاء والمرسلین مرفی روایت سید اکمل الجنتی و شبابہا اخرجه الترمذی اس حدیث کو جناب میر
 اور اس معارف نے روایت کیا ہے اور مجدد تواتر پہنچی ہے اور حدیث سعید بن مسیب میں بھی کہ تھے ابو بکر
 بچا کو زبردست مشورہ دیتے تھے رسول کو سب مسو میں اور تھے ثانی پیغمبر اسلام میں اور غارین
 آوردن بدر کے عریش میں آوردن میں اور مقدم نہ کرتے تھے آنحضرت کی سیر ابو بکر پر یہاں تک کہ جب
 وفات شریف قریب پہنچی تو ان کو امام نماز کے عمامہ سلام و فضل حال ہی مقرر فرمایا باوجودیکہ
 علی مرتضیٰ موجود تھے اور فرمایا لا ینہیں کیوں کہ ہوں و نہیں ابو بکر کا امامت سے ان کی کوئی حوا
 ابو بکر کے اخرجه الترمذی اور حال فاقہ قدوس شخصیں کا یہ بھی کہ حیات و عاتین جدا ہوئے
 اور شواہد جاد و معجز کے کہی باہر مدینہ منورہ سے نکلے اور جب انتقال کیا تو پہلوی بنو میں سے
 اور یہ الیٰ فی فضیلت مسعودت ہی کہ کوئی ان میں ایسا شریک نہیں اور یہ عابی حق میں کا ذیل اسلام
 چنانچہ نزدیک امام کے دعائی ماثور میں آیا ہے اجعل لی عند قبر نبیک مستقر او قرار اعلیٰ ہذا القیاس
 اخبار صحیحہ شاہ مزید قدوس منزلت شخصیں موجود ہیں حتیٰ کہ ذہبی نے کہا کہ ہشتاد و چھ شخص نے
 بالترتیب افضلیت شخصیں کہ جناب میر سے روایت کیا ہے انتہی اور فی الواقع تقریر اس سنہ کی بہتر
 جناب امیر خاتم الخلفاء سے کہیں نہیں کی اور نہ کوئی کہ سکھ گیا کہ صحابہ انما یعرفون والفضل من کنا
 و وہ وہ اعتماد و کلی اہل سنت کا اس مقدمہ میں تصریحات مرقنوی پر بھی و بس آخر چند یہ زوایا
 اہل سنت میں لیکن دلیل قدوس منزلت شخصیں میں معجزات و الائل میں عا کے کتب باب سے بھی نکل سکتے
 ہیں شہدائے نبی البلاغۃ فی کہانی کہ جناب میر نے معاویہ کو لکھا عمری ان مکانہ فی
 الاسلام عظیم وان المصاب بہا الحجج فی الاسلام شہد ید رحمہما اللہ و جانا بہا حسن باعلا او

زید قدوس منزلت شخصیں کا نام

اور صاحب عفاق الحق نے کہا ہے کہ ایک شخص مخالف نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ آپ حق
 شیخین میں کیا فرماتے ہیں فرمایا جاہل امان عادلان کا سلطان کا نا علی الحق و مانا علیہا
 رحمہ اللہ یہ ایم القیامہ اور یوسف علی ہستہ آبادی نے رسالہ مناظر میں اور قاضی شوہتری نے فقہ شیعہ
 کہ منقول ہی میں اخبار کفرضا لکھا ہے کہ حضرت سائے امام حسین صاحب کے فرمایا کہ ابو بکر
 من بہت و عمر حتم من و عثمان ل من بہت انتہی لیکن شیعہ اسکو تقیہ پر حمل کر کے مادیات بار
 کئے ہیں اور نزدیک اہل سنت کے تقیہ لہ ہوئی کثرت مقبول نہیں حکیم سلامت علی خان مرحوم
 تبصرۃ الایمان میں لائل فضیلت شیخین صحت خلافت و اسلام ابو بکر و عمر کو کتب امامیہ سے منجہ
 کیا ہے قولہ جو تھے جناب امیر مرونی دین میں بلا اور غایت سرگرم رہتے تھے یہ امر سب سے
 پر گراں تھا الی قولہ مغیرہ بن شعبہ عرض کیا الخ جو یہ دعوی خلافت تصریح امامیہ ہے
 کہ انکے نزدیک حضرت امیر اپنے عہد خلافت میں بھی تقیہ کرتے تھے اور عمل بسیرت شیخین
 سارے انداز میں ہمیشہ تقیہ کیا یہاں تک کہ ایک عالم نے مناظرہ میں گرفتار ہو کر سیرت شیخین کو
 پسندیدہ سمجھا اگر جناب امیر سرگرم امر دینی ہوتے تو نوبت اشاعت کفر و ضلال کی سہرہ نہ تھی
 اس دعوی میں مسئلہ تقیہ طبل ہوا جاتا ہے منہج الفاضلین میں لکھا ہے کہ حضرت امیر اپنے ایام حکومت
 میں بھی قادر تھے کافعال غیر مشروع و افعال اعمال مرضیہ شیخین کو تنبیہ کرین خوف اعدائے
 تقیہ کرنے تھے اور ہمتااعت نہ کتے تھے کہ تبدیل کرین انتہی استیلاح سپہ قتل کی گاہی آواز
 مغیرہ بن شعبہ بصورت صلاح دی تھی اور وقت جناب امیر خلیفہ ہوئے تھے اور یہ صلاح نیک
 تھی اسکے ماننے میں جوفتہ ہوا وہ ظاہر ہے اور معلوم ہوا کہ اس وقت تک مغیرہ و محبت جناب امیر تھے
 پھر حبیبیہ سے حاملے اس وقت ناصبی ہو گئے و فیہ المطالب قولہ پانچویں فوائد دنیا و دوسرے
 زخارف دنیا کے کچھ خواہش نفسانی امام برحق سے منظور نہ تھی چنانچہ طلحہ و زبیر اسی سبب
 رومش ہو کر پاس عائشہ صدیقہ کے چلے گئے اور لڑائی شروع کی الخ جو یہ جانا طلحہ و زبیر کا
 پاس عائشہ کے اس سبب نہ تھا کہ رفاقت و اطاعت حضرت امیر میں دنیا نہیں ملتی تھی بلکہ

کتب امر دینی ابو جابر کبریا

ہی کہ آنحضرتؐ زبیر کو اپنا حواری و ناصر فرمایا اور کشتہ الغمہ میں بذکر جنگ محل لگایا کہ جناب امیر
 طلحہ کو شیخ المہاجرین اور زبیر کو فارس لیش فرمایا اور خال عدم خواہش نوآمد دنیا و زخارف سنجی
 سرا کا یہی کہ جناب امیر نے ضیاع و عقار وغیرہ بہت پیدا کئے اور ازسرا و باغات و بیحد و بنا
 بخلاف ابی بکر کے کہ جب سلمان پہنچا تو ان کے پاس لالہ افرتھا اور سکو خدا و رسول کی مرضی میں
 صرف کر دیا اور صفار سلیم کو خرید کر کے حبسہ بندہ آزاد فرمایا یہاں تک کہ کوری کفن کے لئے پہنچو
 اور کوئی کشتہ زمین اپنے لئے مولیٰ اور بیت المال سے اگر بقدر ضرورت لیا تو جب غنائم سے
 ملا اور سبقت اور سکو داخل بیت المال کر دیا حتیٰ کہ شافی مرتضیٰ و تصنیفات ابو جعفر اسکانی و فاضل
 مدنی و حلیانی امامیہ ظاہر ہی کہ مہاجرین انصار صحابہ زہد میں ابو بکر کو مقدم جانتے ہیں سب پر
 اور حال آبادی و علو ہمت و سیر چشمی ابو بکر صدیق کا کتاب فتح اسبل جلیانی بھی ظاہر ہی اس پر
 حال عمر فاروق کا تھا حتیٰ کہ جمیع صحابہ نسبت پر گواہی ہی کہ عمر ازہد الناس ہیں بخلاف جناب
 امیر کے کہ جب انتقال فرمایا تو چار عورتیں چھوڑیں اور انیس لونڈیاں اور غلام و خادم بھی اور اولاد
 قریب تیس نفر کے اور ان کے لئے اس قدر اسباب زمین چھوڑ گئے کہ اسباب سکے غنی تھے
 مجمع جس ہزار و ستم تھارتے تھے سو کم غلہ و زراعت کے وہ بھی ترک حضرت امیرؓ تھا بخلاف عمرؓ کے
 کہ کچھ خاک چھوڑا اور نیز بہ حقیقی اسکا نام ہی کہ نہ آپ لذت و دنیا کی اس تھا و اولاد و اقارب
 اپنے کو اس سے منتفع ہونے دے سوا حال ابو بکر کا یہی تھا کہ طلحہ بن عبد اللہ ساہو بیجا اور
 عبد الرحمن بن ابی بکر ساہو بیجا اور عائشہ سی بی انہیں سے کسی کو عامل نکلیا اس طرح عمرؓ نے بھی
 کسی کو نبی عید میں سے صاحب عمل نہیں بنایا مگر عثمان بن عدی کو سوجلد معضل کر دیا حالانکہ عثمانؓ
 عدی میں مستعد بن زید و ابو جہم بن خدیفہ و خاریج بن خدیفہ و عمر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن
 عمر سے بگ سوجلد تھے بخلاف مرتضیٰ علی کے کہ انہوں نے عبد اللہ بن عباس کو بصرہ کا
 عامل اور عبد اللہ بن عباس کو مین کا اور قثم و حید بن عباس کو مدینہ کا اور حید بن عباس
 کو کہ خواہر زائد حضرت امیرؓ تھا کوفہ کا اور محمد بن ابی بکر کو کہ آپ کا بیب تھا بصرہ کا عامل مقرر

حال امیرؓ

حال امیرؓ

کیا اور امام حسن کو غلیظ سوچ رہے تھے یہ سب مستحق تلوہ پہنچا لیکن اقارب ابو بکر و عمر بن ابی بکر
 ان منافق کے موجود ہوتے تباہ علیہ بد شیخین کا اور فساد تم تہا زہد مرقسوی کہ محسن ابی جان
 تہا ان اقارب پر قول بیان باز دہم رد ذکر منافقین صحابہ و خبر واد ان آنحضرت کہ بعد من بعض
 خواہند برگشت جواب قیہ بعض صحابہ کہ معلوم ہوا کہ سوا چند نفر کے باقی سب مشین
 مع اینہم غیبت است کہ عمرت دراز باد اور مراد ابی بعض اس جگہ لغو و بابتہ خلفاء ثلاثہ میں
 صحیح اپنے او کا نام نہیں لیا سو یہ بات خلاف ثقلین ابی اسلئے کہ قریب نصف قرآن کے
 مہاجرین انصار میں وارد ہوئی اور شیخین بے شبہ اور تین داخل ہیں بلکہ فضل و کمال
 اور آنحضرت ایمان ابو بکر و عمر کو جا بجا چلا اپنے ایمان کے مقرون کیا ابی اور کمال
 کافی میں تشریح کی ابی بر جان ایمان مہاجرین و انصار پر ایمان سائر امت اور نیز لغوس
 ایمان شیخین کے بیخ البلاغہ وغیرہ میں لکھے ہیں بلکہ کتب صحیحہ امامیہ میں کوئی قول وحدیث
 ائمہ کا محض نفاق و رد صحابہ و مذمت مہاجرین و انصار پایا نہیں جاتا اس صورت میں
 انصاف و استیلا کا محض واسطہ ثبوت اپنے نفاق کے ہی و بس عنہم اللہ علی قلوبہم و علی اذانہم
و علی انبصارہم غشاوہ کہ قولہ روئے سید البشر کے اکثر منافقین صحابہ سے تور اور بعضے سے
 تھے جیسے ابن ابی سلول کہ خود حضرت اوس کے جنازہ پر نماز پڑھی جواب عبداللہ بن ابی
 بن سلول کہ منافق معلوم النفاق تھا اوسکو کوئی سنی اچھا نہیں کہتا اور قیاس کرنا انبیاء
 صحابہ کا اوس پر ہون مینہ سندیہن والی اہم فلک چنانچہ بابت اسی نفاق کے جناب
 فاروق نماز جنازہ سے آنحضرت کو منع فرمایا اور مطاہن اوس کے وحی نازل ہوئی اس
 صحبت فوت ایمان و نفی نفاق فاروق علیان ہی قولہ صلحی میں ہی کہ منافقین نہیں
 صلحی پہچانے جاتے تھے کہا فی الحدیث لا یجک الاسوس ولا یغفک الاسنافی
 جواب بے شبہ اب بھی منافقین اس طرح پہچانے جاتے ہیں جب کا جی چاہے وہ سب
 و صورت امامیہ کو سیر و صورت مرقسویہ سے ملا لکھیں اور کتب شیعہ کو مطالعہ فرمائے حال

نفاق کا مکمل جائزے گا اگر کوئی قول منوعین کا یا دریا اور کلام مرقنوی ہذا بلکہ خارج کونج البلاغہ میں لکھا ہی بخیر لیا ورنہ تعریض نفاق کی طرف صحاب کے مکر سے وہ یہ بھی سہلکافی صفتان

مفروضہ بہت محب الی غیر الحق و بعض مضطر بہت بغض الی غیر الحق و خیر انکس فی حال النقط الاوسط انتہی سومرا و مضطر سے اوسط سے اوسط مجامعت میں اسلئے کہ خارج و ورفض انکے حاشیتین میں ایک محب مضطر و دوسرے بغض مضطر ابو جعفر بن بابریہ طوسی نے جامع الا

میں یہ حدیث لکھی ہے قال ابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم من مات علی حب آل محمد مات علی استنہ و اجماعہ قولہ لیلۃ العقبہ میں بارہ یا چودہ صحابی منافق واسطہ دیکھئے انحضرت کے آئے تھے انحضرت نے خدیفہ بن الیمان کو دیکھا کہ فرمایا کہ انکے نام ظاہر کنز روضۃ الاحباب و فتراوی میں ہی کہ حضرت فرمایا بارہ صحابی منافق روزہ ہشت گاندیکھینگے مسلم میں اسی مضمون کی حدیث موجود ہے اسی جہت

خدیفہ کو صاحب الامر الذی لا یعلم غیرہ کہتے تھے حضرت حب کہ منافقین فرماتے ارشاد کرتے اہم بشأن المنافقین خدیفہ چو اسب شیخین وغیرہ کو بخلاف انکے سمجھنا مخالف درایت ہی اسلئے کہ اگر انکو قتل بھیجیے تو اسے انجام اور سکا بسہولت بوجہ اس ممکن تھا کہ دونوں کی بیٹیاں انحضرت کے گھیر

تھیں اور ہر دم کا آنا جانا خلوت خلوت میں لگا رہتا تھا ایسے محارم کو کیا حاجت فرصت طلبی کی تھائی غار کی اور رفاقت عرض بدر کی واسطے اسلئے اس داعیہ کے کیا کم تھی معہذا انفاشیہ لکھا ہی کہ نزول آیت یحلفون باللہ الا یہ کا حق اصحاب العقبہ میں ہی سو حال و کنا ہو جب اس آیت کے

دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ کر کے عذاب نفاق سے خلاص بن یا اصرار کریں تو دنیا و آخرت میں معذب ہوں پس شیخین نے باجماع شیعہ قریب نفاق سے نہیں کی تو چاہئے تھا کہ وہ بیان

بعذاب الیم گرفتار ہوتے حالانکہ علی الرغم اسکے تسلط و غلبہ انکا باکثرت انضار و احوال مشہور اعیان ہی چنانچہ پہلے ہی جا بجا لکھا ہی کہ شیعہ خاص کم تھے اور مسلمان بہت پس صورت

شیخین وغیرہ داخل اصحاب عقبہ ہوں تو کذب کلام الہی میں اور خلف فی الوعدہ لازم آتا ہی کہ قولہ پھر جانا اصحاب بعد رحلت نبویہ کے احادیث کثیرہ سے ثابت ہی از انجملہ حدیث بخاری کو

و کما ہی منافقین در لیلۃ العقبہ

حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

گوش ہوش سوسنجاو چال میں رہتی فریختہ ہوش واثا شمال غفلت صحابی اصحابی نقیال انکلیتہ
ما بعد ترا بعد ذلک فاقول کہ قال عبدالصالح وکنت علیہ شہیداً ما روت فیہم فلما قرعتمہم کنت اوت
علیہم فقلت علی کل منی شہید جواب مراد ان رجال سے متہین ہیں مکی موت کفر سے موتی چاہو
ما بعد حدیث فیقال انہم من زیالو مرتین علی اعتبارہم منذ فارقتہم جبکہ اپنے منہ سے سوچ کر دے
خبر عوام کے خلاف کردیا ہی نفس سرسج ہی تخصیص اشخاص میں ان اشخاص میں سواسی اعتبار کو کہی رہتی صحابہ
نہیں دیکھتا اکثر نبی حنیفہ ونبی یتیم کہ بطریق وفات واسطے زیارت نبوکی کے آئے تھے اس ملامین
ہوئے کلام الحسن کا اون صحابہ میں ہی جودنیاستہ ایمان و عمل صالح اور شہ گئے اور ہر چیز پر
بجست اختلاف ابراہ کے مشاہدات و مناقشات افع ہو سکین ایک دوسری کی تکفیر و تہذیب کی کہ
شہادت ایمان پر دی اسطر کے اشخاص کے حق میں اگر کوئی روایت موجود ہو لا و تہذیب و قصہ مر
جمع علیہ فریقین ہی کلام کلام تاکید مرتین میں ہی جہوں بے شہادہ علام دین کو بلند کیا اور کلام
قیاصہ فارسی و م کو براہ خدا میں لیل بنایا اور لاکھوں آدمی کو مسلمان کیا اور ان کے حق میں ہوا
و بشارات عمدہ عمدہ کتاب اللہ میں نازل ہوئے ہیں یہ بات حقائق قرآن پر ظاہر ہی اگرچہ اوست
ورایت کو نزدیک ہوا ہو کہ دروی میں ابی النضر فی الموطا قال مر ابی ہشام را اعدالی قوله وانا ایک
بعد جواب اگرچہ بیان خطاب حضرت ابوبکر کو ہی لیکن بقصد امت آئندہ ہی یا مرتین کو کہ
عادت شریف نبوی یہ تھی کہ خطاب بظاہر صحابہ کو فرماتے اور مقصد و تعلیم عامہ امت پہلی جب
قرآن شریفین جا بجا مخاطب آنحضرت ہیں اور مقصد امت ہی یہ بات اوپر اسلوب کلام عربی
واقف اور قادی قرآن ہی ظاہر ہی گو ایک سبب ل تجر اور ناحی سبب علم صرف و نحو کے معلوم
قولہ فی جامع الاصول فی حرف النون عن الاسود قال کنا فی حلقۃ عبد اللہ بن عمر فجاہد خلیفہ حتی
قام علینا فعلم ثم قال لقد نزل اللہ فی قوم خیر منکم فقلنا سبحان اللہ ان اللہ عزوجل یقول
ان البنا لفقین فی الذکر الا فضل من الذکر فبقیم عبد اللہ وحبسہ خلیفہ فی ناحیہ المسجد فلما قام
عبد اللہ وقرق اصحابی باہی باہی فاما یتہ فقال عجب من شحکہ وقد صرفت ما قلت من کتار

عظمت غور کریں کہ خدیفہ نے کیا کہا اور خلف الرشید عمر نے کیوں نہ ہر خد کیا پھر خدیفہ نے اس سے
 کیا اشارہ کیا جواب ارباب فطنت نے غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ اول تو اپنے اس حدیث کا ترجمہ حاشیہ
 نہ لکھا اس لئے کہ سننی اور سکے سمجھ میں نہ آئے دوسرے حرف اے لکھ کر جملہ بعد کو کہ عبارت مختصر تھی مفسر
 و مخالف مقصود پکڑ ساقط کر دیا وہ یہی لفظ انزل النفاق علی قوم خیر سکرم ثم تابوا فتاب اللہ علیہم
 البخاری انتہی اس سے قبل تو بابل نفاق بلا تعین معلوم ہوتا ہی والتائب من الذنب کمن لا ذنب
 لہ صاحب ص ۱۰۸ الاصول نے بعد اس حدیث کے خود معنی اور سکے لکھ دیے ہیں اور سکے آئے ہیں
 وہم مذکور سمجھ کر بالکل چھوڑ دیا حالانکہ لازم یہ تھا کہ اور سکے لکھ کر دے کیا ہوتا وہ معنی یہ ہیں وہ مقصود
 خدیفہ ہذا ان جماعۃ من المنافقین صلوا واستقاموا وکانوا خیرا من اولئک التائبین الذین علیہم
 لیکان العجۃ والصلح کیریزہ وجمع ابی حارثہ بن عامر رضی اللہ عنہما فکان اشارۃ بحديث الی
 قلب القلب بانہی اب فرمائے کہ یہ نکتہ ہے صرف ایسا کہ سبب رشیدہ وکالائی بد پریش و فہمی
 یا نہیں چوتھی صحت نقل کا یہ حال ہی کہ بجائی لفظ فسلم لفظ فعل اور بجای لفظ وحس لفظ حسیہ
 اور بجای حصہ بار موحده حصہ لکھا ہی اس سے استدلال پر استنباط بقابل سنت ہی قولہ حدیث
 خدیفہ قال انما النفاق علی عهد رسول اللہ الخ کتابا ایمان مشکوٰۃ میں نکال کے ملاحظہ کرو اور
 دانش کو سنو فرماؤ اور جان لو کہ زمانہ حضرتین منافقین برابر حکم مسلمین میں تھے جو اب
 اس حدیث کو مشکوٰۃ میں نکال کر دیکھا معلوم ہوا کہ حرف الخ جو اپنے لکھا ہی اس واسطے ہی نقل
 حدیث کامل میں بنیاد دعویٰ مستاصل ہوئی جاتی تھی والا مشکوٰۃ میں اس طرح ہی کہ عن خدیفہ
 انما النفاق کان علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاما الیوم فانما ہو الکفر والایمان رواہ
 البخاری وجود نفاق منافقین بلکہ کفر کا زمین کا کوئی سنی منکر نہیں علی الخصوص صہبوت قرآن
 پاک میں آیات عدیدہ حق اہل نفاق و کفر میں نازل ہوئی ہیں گفتگو منافق ہونے سے صاحب
 اظہار رسالت مابین عوامی اور سکوت ثابت کر دیا خصوصاً حق خلفاء ثلاثہ میں کہ مقصود
 صلی ان تشہدات غیر صائبر سے درپردہ الزام دینا اور کافری اور سوقت لین و دعویٰ پرستی

و دونہ خط القاد و اگر لاکھوں صحابی ہوں چند لوگ با ایک جماعت منافق ہو جو اس وقت سے
 احوال سے سبب صحیح وقت و قوالی نزول آیات کے اور اب تعین الحال میں اور معلوم الحقائق
 بعد اشد بن ابی بن سلول و امثالہ تو اس میں کیا اہل سنت کا نقصان ہے ان اگر جو منافق بعد نبوی
 علی الاطلاق مستلزم نفاق شیعین خصوصاً و جمیع اصحاب عمومہائی تو وجہ اس کا لازم بیان نہ ہو
 عقلاً و نقلاً حالانکہ یہ دعوی خلاف تصریح امامیہ ہی شیخ صدوق کتاب خصال میں لکھا ہے انکا
 جعفر صادق کہ کان صحابہ رسول اللہ اثنی عشر الف ثمانیۃ الالف من المریۃ و الفین من غیر المریۃ
 و الفین من الخلق و لم یر فیہم قدری و لا حرجی و لا حور و لا معتزلی و لا صاحب برک و کافر جبار
 اللیل و النهار و یقولون اقض ارضنا قبل ان یکل خبر ختمہ انتہی اور ترجمہ فارسی سکا بلنظ باقری
 منتہی الکلام میں لکھا ہے اب فرمائے کہ یہ شعر جو آپ نے لکھا تھا کہ حق میں صادق ہی بہت
 مصلحت نیست کہ از پرہ برون افتد راز نہ ورنہ در مجلس زندان خبر سے نیست کہ نیست قولہ
 مشارق میں بخاری و مسلم سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ بمنی طبع اصحاب فرمایا عمر ابی سعید
 سنین میں کان قبلکم آورترندی میں ہی ابن عمر سے قال رسول اللہ لیا تین علی منی کما انی علی
 بنی اسرائیل حدو النعل النعل حتی ان کان منہم من اتی اثمہ علانیۃ لکان فی امتی من یسب
 اسی مضمون کی صحیح کتب منبرین کتنی حدیثیں موجود ہیں کہ نقل سب کی باعث طول کی جو
 قطع نظر اسکے کہ یہ فقول بھی مطابق منقول عنہا بالفارسی نہ ہیں اور حکم العبرۃ بموجب
 لا خصوصاً سبب تراست مستقبلہ ہی صحابہ حاضرین یہ دلیل طرفہ تماشائی کہ ساری امت کو
 اصحاب میں منحصر کر دیا ہے یا ساری امت کو اصحاب ٹھیرا دیا حالانکہ حدیث میں صریح لفظ امت
 وارد ہے نہ صحابہ کو صحابہ ہی و اہل امت میں اور مخلصین میں منافقین انکے جتنا زو سفین و مصداق
 اسکے امت میں وہ لوگ ہیں جنہوں عقائد و اعمال میں مشابہت پیدا کی ہے ساتھ کفار کے
 جیسے امامیہ کہ مشابہت میں فریقہ ضالہ یہود و نصاری و مجوس و صاحبین و یہود کے
 اور کفار فارس و یومہ کے چنانچہ تفصیل اسکی کتاب تحفہ میں لکھی ہے حتی کہ حکم من اتی منہم

قادیان کا ایک شیعہ

قادیان کا ایک شیعہ

علانیہ لنگان فی امتی من یضع ذلک کہ قول مجرب صادق ہی شیعہ میں یہ وصف بھی حاصل ہی ہے مسئلہ متعدد میں انصاف سے کہو کہ مصداق اخبار مذکور کا کون ہی ہم یا تم کہ اگر کسی اپنی کتاب کو صحیح جانتے ہیں ورنہ اس کی صحت سے انکار کریں یا مثل عبدالعزیز وغیرہ کے کہیں کہ علیاً اثباتاً نے اسحاق کیا ہے جو اس نے اپنی کتابوں کو جو صحیح ہیں مثل صحیحین وغیرہ بے شہرہ صحیح جانتے ہیں اور آپ کی نقل کو غلط جانتے ہیں کما تروا راہی اسد لال کو جہل مرکب بوجہ ہے کہ سابق اور عبدالعزیز نے جس روایت کو اسحاق شیعہ کہا ہو اور وہ بقید صحت کتاب اہل سنت میں موجود ہو نشان دوا و سوقت صدق و کذب ظاہر ہو لیکن اس کے ہلک عن بنیہ و یحیی عن بنیہ و یحیی عن بنیہ قولہ ان تستخلفوا علیہم و لا اراکم فاعلمین بخبر وہ یاد یا و مہدیا جو اب اس حدیث کے چار معنی ہیں ایک یہ کہ امیر کرنا جناب امیر کا باوجود خطین کے منسے نہ ہو سکے گا اسلئے کہ خلافت مفضل کی باوجود حاصل کے اگر چہ نزدیک بعض کے جائز ہی لیکن اس میں ترک الی لازم آتا ہی اسلئے تم ایسا نہ کرو گے پس حدیث مثل حدیث بابی اللہ و المؤمنون الا ابابکر کی ہی دوسرے معنی یہ ہیں کہ میں بزرگ یعنی ابوبکر و عمر علی سختی خلافت میں سو استخفاف میں اول انتقال نہ ہی طرف ابوبکر کے ہوتا ہی پھر طرف عمر کے پھر طرف علی کے ہمیں یہ اشارہ ہی کہ خلافت شیخین میں کسی کو جگہ نہ دیا کی نہیں ہی اور جب علی خلیفہ ہونگے تو لوگ نزاع کریں گے لیکن حق او سوقت طرف علی کے ہوگا پس اگر امیر کریں گے تو ہادی و مہدی پاؤں گے تیسرے یہ کہ تم علی کو خلیفہ نہ کرو گے بسبب صغر و حداثت عمر کے اسلئے کہ ترجیح اکبر کی اصغر پر امامت صغریٰ میں یعنی نماز میں باوجود نساوی علم و اذیت و ہجرت کے نہ کو معلوم ہی تو امامت کبریٰ یعنی خلافت کو اسے قیاس کرو گے چوتھے یہ کہ کلامہ الاراکم فاعلمین اشارہ ہی طرف عدم اجتماع امت کے باوجود استحقاق کامل کے اسلئے کہ اہل شام قاطبہ طلحہ و زبیر و اصحاب حمل التابع مرتضوی پر مجتمع ہوئے قولہ لکم ستمون علی الامارۃ و انہما ستمون نہ امتہ یوم القیامہ جواب مخاطب اس حدیث کے امت آیندہ ہی نہ صحابہ اسلئے کہ باتفاق فریقین شیخین وغیرہ سے عرض خلافت پر ثابت نہیں بلکہ

فصل در احادیث صحیحہ

فصل در احادیث اہل امام علیین

فصل در احادیث علی الامارۃ

خلیفہ ہونے کا اجتماع مساجد میں ہوا تھا کہ انھیں اور تین چار بیڑے وقف میں آیا قال قبولی المسند
 خیر کہ حکم کو مدح میں اور بکرمین کہتے ہیں دلیل صریح ہی کنارہ جوئی ہر قولہ عن خدیجہ الی قولہ
 واقع حق پروری چور کر خور کر و کہ یہ کون لوگ ہیں کہ بعد پیغمبر کے خلاف ہر قول کہنے لگے
 دل میں جواب مراد اسے اس جگہ لوگ جان نہ میں اصحاب پیغمبر والا حضرت امیر ہی داخل
 اصحاب میں فحالہ کمالہم معہ احد شین لفظ اللہ آیا ہی جمع لفظ امام لفظ صحابہ و خلفاء و اور
 خلفاء اللہ خلیفہ کہلاتے تھے نہ امیر و امام جس طرح جناب امیر و انہ خلیفہ نہیں کہلاتے تھے
 بلکہ امام یا امیر کہلاتے ہیں استو رتین کیا مسلح طعن ہی اور اس سے ان احادیث کو کہ
 الفتن میں سجدہ اشرار سے کہ گماہی نہ کتاب الامتہ میں معہ الاجر و تفصیلی ان احادیث
 منتهی الکلام و تحفہ اثنا عشر میں مرقوم ہیں قولہ اگر ان سب کو تاویل ہی امیر و بنی عباس
 کریں تو تمہیک نہیں اسلئے کہ خدیفہ نے سب سے یا سب سے بھڑکے ہیں انتقال کیا جو سب تو
 اخبار خیرتین اللذان کار و بر و رادی اخبار کے نہ عقلاً لازم آتا ہی اور نقل اس قسم کے
 متعلق باشرط ساعت متبادر ہیں کہ بعد صد سال کے انتقال راوی واقع ہو میں و کہہ
 اگر کوئی دلیل اس کو دے کہ آپ کے استوار و ائمہ و کان میں ہو تو لا و قولہ بیان بارہواں جواب میں
 اس سوال کے کہ اگر اصحاب ثلثہ بر خلاف تھے تو کس لئے انہوں نے اپنی جان و مال کو ذکا کیا اور
 سائر صحابہ کو انکی قدر و منزلت کیوں زیادہ کی جو یہ پاس اس سوال کا اپنے یوں زیب تو
 کہ ظاہر ہی کہ ابوبکر بعد از عمر مقلد قلا و خلافات ہوا اور سبب حب ریاست و جاد کے جہاں
 کہ ساتھ و دو مان سالت سلوک کیا مشہور ہی اور جو کچھ عمر نے کیا وہ بھی چہا نہیں اور
 وقت صلح حدیبیہ اور یہ چنا او سکا بار بار رفاق اپنے کو خدیفہ سے اور حرکات و تصرفات
 شرح محمدی میں جسکا نام اہل سنت اجتہاد و حکم کا ہی معروف ہی اور قائل و و خفا ہی
 مخفی نہیں اور شک نہیں کہ حال انسان کا ایک تیرہ پر نہیں بہرہ شیطانی دشمن انسان ہی
 حال جسد و متنج صنفا وغیرہ کا شہرت تمام کتاب ہی انتہی بلطف کہ شد و للمیول اس فقرہ

باری باری امیر و عباس

و جوہر و خلیفہ اثنا عشر

فی فضول میں غور کر دے کہ سوال کیا تھا اور جواب کیا ہی سچا تھا کہ خداوند عز و جل نے حضرت خلیفۃ
 عثمانیہ کی گئی کہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے لئے تو قیصر زیادہ کرتے تھے ع
 آدمیان کہ شدت ملک خدا کر کرتے تھے یہ کیوں نہیں کہتے کہ شیخ سلیم بن قیس ہلالی کہ فضل کتب
 امامیہ کی کتابی البحار المحیطی الیٰ ہی سیات پر کہ اصحاب عثمانیہ داعوان وانصار ان کے سب مقرب و پیغمبر
 تھے اور شیخین کو اس حکمت میں سابقہ اولیٰ و مرتبہ بقویٰ حاصل تھا چنانچہ احادیث جامع الاخبار
 خطہ ہندی کہ یہ دونوں بزرگ بارگاہ رسالت میں احاطہ نامہ رکھتے تھے اور تحریجات و علمی و مجلسی سند
 بلند ہندی میں کہ یہ دونوں حد مستولی تھے کہ حضرت پیغمبر نے رفق و رفیق بہت امور کا انکی طرف
 پر چھوڑ رکھا تھا اور اصحاب آنحضرت کے میل کلی طرف ان کے کرتے تھے اور ان کے احسانات کے شکر گزار تھے
 جیسا کہ صاحب فتح السہل نے تنبیہ مشتم کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ آنحضرت نے عمر فاروق کو مقدمہ
 مشورات مہمات امور کہ متعلق بابت نظام ممالک تھے اور سیاست مدن اوس سے تعلق رکھتی تھی
 جمیع اصحاب پر تفوق و سرکردگی بخشی تھی اور عمر کو انکار و عدول میں جسارت و جرات تمام حاصل
 ہو گئی تھی اور اوسکی گفتگو کو آنحضرت نصیحت و تشبیہ نہیں فرماتے تھے بلکہ مہمات بسیار میں بھی
 طرف اوس کے کرتے تھے اور اوسکی صلاح کو بہت مشورہ و نصیحت پسند فرماتے تھے اور قرآن ہی موافق
 قول اوس کے نازل ہوتا تھا انرا بخلاص کہ نا اوس کا آنحضرت کو نماز پڑھنے سے جنازہ عبد اللہ بن
 ابی منافق پر اور انکار کرنا خدا کے استیلا کے بدر پر اور انکار کرنا تبرج زنانہ پیغمبر کا اور انکا قصہ حدیث کا
 اور انکار انان حکم کی واسطے ابو سفیان کے اور انکار واقعہ ابو خدیفہ بن عبدہ کا اور انکار امر پیغمبر کا منکر
 من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة اور انکار امر آنحضرت کا فرج فواضح میں اور بہت امور کہ کتب حدیث اوس پر
 مشتمل ہیں اور واقعہ قرطاس میں ہی جو اوسکی صلاح و یدیتی اوسکو عرض کیا بعضوں نے کہا کہ قول
 قول موسیٰ خذ اہی اومجس نے کہا قول قول عمر کا ہی جب فریاد بلند ہوئی اور گفتگو و شورش اٹھا
 پہنچی حضرت نے فرمایا تو مواعنی فانی فی لبی ان کیوں عندہ ہذا التنازع اس وقت ہی کہنے پر
 طعن و انکار نہیں کیا نہ پیغمبر نے اور نہ کسی اور اصحاب نے انتہی موضع الحاجۃ بلفظہ و تخصیص قولہ یہ

تغییرت و تعلق الله کا جاہلیت بن

نفاقت ابوبکر با حضرت و ایمان بن ابی بکر

نہ دیا بیت میں ہی کہ اہل بیت تھے محمد عزت و حرمت و اعتبار ہر گز تھے جب سے اس کے
 اور شریعت ال نبوت سے جو چشم آنحضرت میں سرور ہو جو اسے اس کے حق میں متعلق سے اپنے رسالہ میں
 کہا ہے کہ ذوق اعظم عرس میں کہ حضرت نہ کہتا تھا پس میرا وارث سنیوں کا اپنی نصرت پر
 اور عاشاکہ جناب پیغمبرؐ پر دعا کہ مخالف مقلد قتل ہی اوس کے حق میں رہا کہ ہرگز اپنی
 قول لیکن شہر سامانم شکر کہ چناؤ سال ہو بیکٹام شش شش سالہ اسے کہ خبر میں ہی کہ
 باختر اہم چنانکہ مجھ کو کہ جسے واسلام لائے کہ کفر و عیسائی ان نام اہل میں تاجی اسے
 سلسلہ خلاف امراتہ کا م کہتے ہیں نیک ہی اوس کا بدلہ ہوا تاجی قولہ تعالیٰ و من یفکر الا بالان
 حبلہ علیک و فی الاخرۃ من الخیرین جو اب سادقت و رفاقت ایمان ابوبکر کا کہتے جاہلیت
 ثابت ہی خلاصہ المبع میں تفسیر آیت تالیف انہما فی النار میں لکھا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام
 شب شب کہ شہر کے میں علی کہ اپنے بستر پر سر لایا اور خود ابوبکر کے گھر سے اوسکی رفاقت
 اسی رات ماہرنگے اور طرف ناریکے ستر پر سر کر سنے ان ابوبکر کا دود پستے تھے اور عیسیٰ
 بن ابی بکر کہا کہ کلام تھے انتہی اور مجمع البیان میں آیہ والتائبون الاولون من الایمان
والانصار کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اول کسی کو ایمان اور دوسرے بعد از ان ابوبکر اور تیسری
 اہلسنت ہی اسے صلح مشیر و دبیر ہوا ابوبکر کا اور چنانکہ اولیٰ الفیصل و اولیٰ الفیصل اور نزول آیت
 ستم کا حسب عائی ابوبکر اور اختیار کرنا اور کما تقویٰ نہ بد شرط کو خلاصہ المنع و منع القامعین وغیرہ
 سے ظاہر ہی اسے صلح جائز ہونا اکل شرب و جماع کا رمضان میں بے عشاء اور حرام ہونا شریک
 حسب عائی عمر قضا میں گورہ اور وغیرہ بد و تقویٰ عمر کا جمیع البیان ثابت ہی اور جو تاویلات
 مردودہ و قاضی جو پور و ہب شد ہونہ مخالف تفسیر عشرین امامیہ کے ہیں بکلم کالامی میں
 نذر و طرد و نقض اوسکا کلام صاحب مہدی الکلام وغیرہ میں موجود ہی اسے صلح ذکر و بیت
 میں شجاع و دلیر ہونا عثمان کا اور بیت لینا آنحضرت کا جانب عثمان سے اور قرار دینا
 بست چپ کو دست راست عثمان اور ہونا خواہ ان خاتون جنت کا نہ وجہ عثمان میں

خطارہ نہ نہ رہتی یقین وغیرہ سے ثابت ہی آورہ آیات اسکے تبریز میں لکے ہیں اس طرح قریب مرقد
 شیعین باجوا بجا و عالیجا و نبی التقلید دلیل ایمان کامل ہی اور ایسی فضیلت ہے کہ کوئی دنیا میں اسکا
 شریک نہیں حتی کہ امام بن مطلق جعفر صادق نے گواہی ہی اٹکے ایمان پر کہ کانا علی سخی و ماما
 علیہ کذافی اسحق سخی ان فرض اگر روایات امامیہ بابت ثبوت ایمان و فضیلت شیعین و سر علی
 الایمان قراہم کے جاوین تہمت ہیں اور قرآن شریف کو اگر دیکھو تو مملوئی شہادت فضیلت خلفاء
 راشدین ہے لیکن اسکی دلیل جت نہر کے گی اسلئے کہ جت کو دہندے رسالہ متعہ میں لکھا ہی علاوہ
 اگاہ چون ناظم فہم قرآنی خلیفہ ثالث ائمہ احتجاج آن بر شیعیان راستہ نیت از شد انہی لفظ
 المشوم لہذا اسکا کہ تہ شیعہ نقل کیا گیا اور طوسی نے تجربہ العقائد میں لکھا ہی الا حاط
 الاستلزام الباطل لقولہ تفسیر فی شان ذوق خیر الیہ واللطوسی بر بیان عقلی علی الباطل بقول
 بالاحاط والموازاة ذکرہ فی النصول وغیرہ من کتب الکلامیہ پس جس صورت میں کہ ایمان
 ثلثہ کا حیات و مہات میں ثابت ہی لہ شہادت امامیہ اور جملہ اہل قلوب جو کوئی اوتکے خانہ کو کفر
 کہے وہ مصداق حدیث کافی کلینی کا ہی کہ جو مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہی انتہی قولہ
 جب داخل میں مصطفوی ہو دیکھا کہ تائید غیبی و مہم عروج و ترقی میں ہی زیادہ او میں ہی
 کی اور دستور ہی کہ اکثر طر فدار اقبال مند کے ہوتے ہیں اور جائزہ بار سے کنارہ کرتے ہیں
 اس کلام کے طفیل جاری باش فرما غیبی پر بیٹے اور جان اپنی سے ظاہر میں براہ دین سوائے
 فرار کے سنا سنی اور پشت دینی سے وقت سختے اور کوئی کام نہیں کیا جواب تائید غیبی
 او سوت ہوئی جب عمر فاروق ایمان لائے دین شست و ضعیف تھا اور کوئی ناصر و مددگار
 قوی نہ تھا آخر کو آنحضرت نے دعا کی اللہم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب و بابی جمل ابن ہشام چنانچہ
 دعا جملہ کتب اہل حق میں مروی ہی اسے طرح کتب اصول معتبرہ امامیہ میں ہی موجود ہے
 روایات مختصر طر فی اس حدیث کو رسائل فضل ابن شاذان و تصانیف شیخ طبرسی و طوسی
 و علم الہدی و شیخ مفید سے متبع نہ کر کے بروایت مشہور عیاشی و نقل ثناء مجلسی و رجال الا

یعنی مجلد چار و ہم کہ اطول البیانات بھی اور موسوم بر کتاب السماء و العالم الکفایا بھی مکتوب
 مذکور کتاب بھی کہ روی العیاشی عن الباقر علیہ السلام ان سؤل الله علی الله علیہ وسلم قال
 اللهم عز الاسلام بعمر بن الخطاب و ابی اہل بن ہشام انتہی اس صورت میں اسلام عمر کا بیعت
 بسبب دکان جوئی حسن عقیدت و خلوص نسبت متانہ مثل اہل ایران کے کہ نبی و شیعہ فاروق
 اور مثل جناب سیر کے کہ باوید اقبال عمری ازرق و نقیہ شریک نیک بدر عمر تھے جس طرح
 امامیہ کہتے ہیں یا مجاہد جکی بدولت اقبال حاصل ہوا اور ذلت میں مبدل بعزت سلیم ہو گئی یا تو
 طرفدار بشاہدہ اقبال مدوم الوجود کہ کما فی صحابہ علی ما و قاحت بھی دیس اور دعویٰ فرار کا
 منافی سے بنے سند و مداراخذ کے عند ولاد بھی نعمت اللہ علی الکافین اور فرار اور
 بنص قرآنی مضمونی لایستقیم یا بحجت تو کہ علم خدا میں تھا کہ شیطان ایک ن مروج ہو گا مگر
 کہ مطیع رہا معلم ملائکہ و مقرب و مگاہ اتھی تھا جناب فرمائی کی ملعون ہو گیا اس طرح جو روئی
 میں آئے بقدر اپنے قدر و منزلت کی اور شوخ احترام حاصل کیا جب طریق صواب سے
 پیر احسانات اونکے مبدل بسیئات ہو گئے جواب سیر رضوی قانع اس تقریر کی بھی
 اسلئے کہ بصورت پھر خا خلفاء ثلاثہ کے ہرگز ممکن تھا کہ جناب سیر شریک نیک بدر خلفاء
 اور اونکے پیچھے نماز پڑھتے اور غنائم مہاربات اونکے سے حصص لیتے اور اپنی اولاد کا
 نام ابو بکر و عمر و عثمان کہتے اس طرح ابو ذر و عمار بن یاسر و مقداد و سلمان شیعہ علی
 بھی عقب خلفاء ادا معلوات نہ کرتے بلکہ خود جناب ساکت تاب ابو بکر کو آخر حیات اپنی زمین
 پیش نماز مقرر فرماتے اسلئے کہ امام کرنا کا فرمایا منافق کا باوجود جو علم کے بالاجماع جائز نہیں
 اور آپ نے بعد اس عبارت کے لکھا بھی کہ حضرت منافقین سے واقف تھے مگر نام و نشان
 بیان نفرمایا انتہی اور قرآن پاک کہ تبصریح صدور فی الکواذب و مرتد تھا براء امام محبت ہی
 ناظر بھی اس بات پر کہ آخر حیات نبوی میں مومن منافق سے تمیز ہو گئے تھے قال تعالیٰ
 و ما کان اللہ لیکذب المؤمنین علی ما آثم علیہ حی میسر الخبیث من الطیث بلکہ بعد وفات نبوی

لأنه منافق ان بعد الخلفاء

کوئی منافق زندہ بھی نہ پا چنانچہ حدیث الا ان الذین یستقی النکس کما فی الکی ضرب الحدید سے ملوا
 ہوتا ہی اور اگر کوئی بطریق غرت باقی ہی ہوگا تو یہی سبب کثرت صحابہ کرام و صلوات اسلام خلف
 و ہر اسان ہوگا کیا امکان تھا کہ خلاف دین یا مخالفت واقع کہہ کہے یا کہے اور مثال شیطان
 اسکا محض افادہ شیطان الطاق بلکہ مٹم المملکت شہرہ آفاق سے ہی اسلئے کہ رد قبول
 اور کما منصوص ہی اور نفاق وارندہ و مردود و الاصل کفر سبک اہل سبک و پیش کیجئے ہر
 یہ ہی کہ جو قبول آپ کے سامنے آنے پر تنہا ہی فرار کرتے رہے اور وقت سخت پر پیہم
 گئے اور ہوش تو بعد مات نبوی وہ کام کیا جو خاص انخاص پیغمبر اولو العزم کا تھا یعنی قتال
 مرتدین کہ ابو بکر صدیق نے کیا اور نزاع ملک قیصر و اکامروہ و فتح مرقوم و ایران وغیرہ و عمر
 نے کیا حتی کہ چار ہزار شہر کلان لنگہ عہدین فتح ہوئے اور چار ہزار کشت و تباہی ہو گئی
 اور چار ہزار مساجد بنائے گئے اور شہر لبرہ آباد کیا کذا فی تفسیر ترویج البشر اور اشاعت و اذاعت
 کلام ربانی کہ عثمان نے کی حسب چہ بابا میکر رشک ہوا اور فرمایا کہ اگر یہ کام عثمان نے کیا تو میں
 نہ آؤں اور جو قتال میں ہزار ضایع کفار تھے اور صاحب الفقار و لقب بحیدر کتر اور سرگرم
 امر و نبی اور ولی دوصی نبی اور ہوش و دکام کیا جو کسی احاد است سے نہو سکے گا یعنی بدوفا
 نبی کیا بارگی جہاد و ہجرت سے قطع نظر کی اور ہم نوالہ و ہم کاسہ کفار اشرار ہو گئے اور دین محمدی
 کو تقیہ و توریہ کر کے ایسا نیست و نابود کر دیا کہ آج تک افکار اہل عالم میں سیر شیخین محمد و نبی
 اور خصال مرتضوی کہ حسین و رضا با کفر ہی غرور و علی بن ابی القیس اس صورتین انصاف و نبی
 سے قطع نظر کر کے فرمائے کہ تقریر سامی کہیں پر چسپان ہی شیخین پر یا مرتضیٰ علی پر اور کسکا
 حال حیات و وفات نہ یہیں ایک سارہا اگر چہ باطن میں کچھ اور ہو کہ اسکا خدا عالم الغیب ہی
 اور کسکا حال ظاہر نہیں ہل گیا اگر چہ باطن میں کچھ اور ہو حالانکہ بقول آپ کے شیخ کو کچھ
 ظاہر کا ہی نہ باطن کا اور علم غیب سر از خدا سے ہی انتہی حالانکہ سچا کہ ابو بکر و عمر کو نہ عالم کا
 و مایکون حال تھا اور نہ موت اختیار ہی تھی اور یہاں سب کچھ متاع مبین تھا و تبارہ

از کجاست تا کجا تو کہ مطابق غیب سنیوے کے ہیں یہ جواب بھی کہ حضرت ابو طالب ہمیں
 سہرا دیا تھا اور حال شفقت و معیت و موافقت اور بھی کانت نسبت انھوں نے تمام کتب سیرت میں
 میں لکھا ہے اور جو سنی باقیان قائل ہیں کہ ابو طالب مری اور لدیکی حضرت مہاجر
 نسبت پیش کیے کہ فائدہ کیا اس صورت میں دربارہ بعض صحابہ فکر کرتا اہل کلمہ کی مخالفت کو دیکھ کر
 صحبت نبوی کے مستبعد جانتا جنس اہل ممالک کو لیا سے ہی جواب یہ گوشت تر زمین میں نبی تھا
 میں نفسہ اور اجار و دمی جسکو کلینی اور علی نقیسن جانتا ہے اوسین مخصوص قطعی عدم ایمان حضرت
 ابو طالب کے ملاحظہ فرماؤ اور چشم چل کہ منور کرمی الکلام میں کافر کہنا شیعہ کا ابو طالب کے نسبت
 کیا ہے پس یہ جواب صاحب کہ بنا و فاسد علی الفاسد ہی عجیب پر متکوب ہے اور کسی شئی سے نفرت
 نبوی کو بدون مقارنت ایمان موجب خضران رضوان نہیں کیا کہ نقل ناقول نا اکل و بارہ مالہ
 ایمان خلفائے ثلاثہ کا تفسیر مسبق الذکر امامیہ ثابت ہے علاوہ اسکے قاضی شود ستری نے بھی کہا
 میں لکھا ہے کہ شیخین کہ کافر جانتا امامیہ پراقترا ہی اسلئے کہ شیعہ حواریان حضرت امیر کا
 کہتے ہیں اور شیخین اوسے نہیں لگتے انتہی اور ملا عبد اللہ شہدشی شیعی مقرر ہے ساتھ ایمان
 شیخین کے بلکہ اس بات کے سارے صحابہ مسلمان تھے نہ مزد چنانچہ تفسیر آیہ یا ایہا الرسول کن
 انزل الیک من ربک میں لکھا ہے کہ مجھ کو انزل شہادتمین و تصدیق اجمالی بجا جاوے الہی مرتبہ اسلام
 ست و بعد از رحلت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کل امت اجابت این مرتبہ اسلام و شہادت
 و حفظ وصیات ایندی کہ وعدہ شدہ بود ازین مرتبہ بدرزقتہ این مقدار ازین عقیدہ اسلام
 کافی بود ازبرک الفتیاد و امر حضرت رسالت پناہی کہ در باب اخرج شکرین از خیرہ عرب
 و در باب قتال اہل دت و یا مانعین زکوۃ و یاہ عیان کا زب نبوت و در باب جہاد با کفار و
 و روم وغیر آن واقع شدہ بود و جمیع کہ مقصدی خلافت در یاست شدند و زمین امور
 و کوشش سجد نمودند تا در نظر خلافت اسحق و تحقیق امر خلافت و در غیقت و بسیار ازین
 صالیات و در اقتساب از عزیمات ظاہرہ بلکہ در ترک بعض اند سباجہ نیز بہرکت دریافت

صحبت شریف نبوی و بقائے ان برکات و نفوس ایشان انجوت قرب مان از اہل دوع وزہ
 و تقوی بودند و مسابہ و اینکہ واقع شد در امر خلافت و در حق اہل بیت بود و پس اتمی کلام
 اس ثابت ہوا کہ صحابہ و شیخین کو زیادہ اہل ایمان پر دوع و تہ و تقوی ہی برکت صحبت نبوی
 اور بسبب باقی بہنے اون برکات کے انکے نفوس میں حاصل تھا اور یہی معلوم ہوا کہ صحبت نبوی
 ساتھ پیغمبر کے براہ خلوص قلبی تھی نہ براہ نفاق و ظاہر واری و نہ فیض و برکت صحبت کیونکہ
 حاصل کئے اور ظاہر ہی کہ جب ایمان و دوع و تقوی وزہ انکا باعث امانیہ بت ہی اہل حقین
 تو دعوی اس بات کا کہ امر خلافت حق اہل بیت میں اننے معصیت ظاہر ہوئی دعوی او عارضات
 ماثبات بالیقین ہی پس معلوم ہوا کہ یہ بات ہی صحابہ بنابر تنسک کے ساتھ کسی دلیل کے باسبب فہم
 اس امر کے کسی نص سے واقع ہوئی ہوگی نہ بنا بر قصد معصیت اسلئے کہ اگر صحبت پیغمبر نے فلین
 تاثیر کی ہوگی تو اس امر عظیم میں کس طرح ایسی حرکت بے برکت اننے دیدہ و دانستہ بنا بر
 طمع دنیا و حشہ جاہ و مال صادر ہوئی والا زہد و تقوی واجب تبار از حرکات انہیں ہرگز موجود
 اور نہ ہوگا کہ یہ سب اسلئے تھا کہ نظر خلافت میں استحقاق خلافت سے دور نگریں و رجم تبار
 وادعا علم قلوب ہی ہم لوگ مکلف نظر حال ہیں جسکو ظاہر میں نیک و پچھین گے نیک
 کہیں گے سہذا باخراں شہدی علت انکے حسن احوال کی برکت صحبت شریف نبوی تھی پس اہل
 باطن میں ہی اس برکت صحبت اثر کیا ہوگا باجملہ ایمان صحابہ کا خصوصاً شیخین کا با دوع وزہ
 و تقوی و پرہیز حرکات بلکہ بعض مباحات اور اخراج مشرکین کا جزیرہ عرس و مقابلہ ساتھ
 کفار روم و فارس ایران وغیرہ فضائل و خصائص کے ثابت ہی و بذا محمد اور ثمال ابو طالب کہ
 معین نبوی بنا بر قرابت و وصیت یہودش عبد المطلب تھا قیاس مع الفارق بلکہ جنون بحث
 و خط صرف ہی کہ خطبہ اکتشاف ان کے نفس تنبیہ خفی ہے کہ یہ سوال جواب مردم ہی کہ
 مشتمل ہی بارہ بیان پر ہدیان پر ثمال اسولہ و اجوبہ سابقہ محتوی تھا خرافات بے صلہ
 جسکا جواب کو اب ختم ہوا و اسحٰد اللہ الذی بنفعہ تتم الصالحات قولہ اول کنا شیخ کا کہ عبد اللہ

بن سبا یہودی بالی فرق اہل تشیع ہوا بعض سخن ساز ہی عبد اللہ بن سبا کہ یہودیت میں
 پر شیخ بن نون دسی حضرت موسیٰ کو خدا جانتا تھا جب مسلمان ہو حضرت علی کو براہ بخیر دی خدا کے
 نکالی تو تاج بان او بنام فرقہ سایہ ہر وقت میں اور یہ ایک فرقہ غلات سے بنی جو اب تھے
 محض سپاہی سخن شیخ کو سخن سازی پر تحمل کیا اور جو اسکے جواب میں لکھا اور سکھ بدل لکھا تاکہ
 بیچ نے اس تحمل میں دعویٰ تفرک کا میں کیا بلکہ کہتے تھے اسے شاہ اس عاکی میں خصیہ تھا جالی
 کشی وغیرہ ظاہری کہ مار علیہ تشیع محمد کا کہ قول بخلاف بلانصل مرتضوی بنی ابی سبا ہی اور
 رسم تبر سے کی اسے نبیاد ڈالی بنی ازانہ الفین میں ی کہ ابو بکر عمر و کشی نے اسباب الرجال میں
 عبد اللہ بن سبا یہودی کو بالی تشیع کہا ہی و کذا ذکر صاحب مجمع البحرین فی تحقیق احوال دین
 اور مترجم تاریخ مساطی عدوی کشی کہ او سے تاریخ طبری کو بطور خود بنایا ہی اور مجمع البحرین
 و مطلع النیرین فخر الدین بخفی در حال کسی اور فرست شیخ ابو جعفر طوسی سے ظاہر ہی کہ بن
 سبا محدث تشیع خاص ہی اور اتباع اسکے شیعہ تھے اور اس میں ہب میں غلو تمام کہتے
 تھے اور یہی شخص مانی مانی فتنہ قتل عثمان تھا الی آخر اقالہ سجدہ ابدا میں فرقہ اور کمال
 بغلات تھا پھر بقدر زمانہ گذرنا گیا اور نلامید مختلف العقائد متفرق ہوتے گئے اور سید
 تفرق تشیع ہوتا گیا یہاں تک کہ غلات جو میں فرقہ ہو گئے پھر اسے اور لوگ بٹلے مثل امامیہ
 و شاعشریہ وغیرہ کے وہم جزا حسب طبع ملت ہو سوی میں بالی تشیع بنی اسرائیل فرعون تھا قال
 تکل ان فرعون علانی الارض وجعل انہما شیعا اسبطح اس ملت میں ابی سبا یہود افرق انما
 ہی کہ وہ باسماں تھا یہر بیسا مان آپ کے پاس اگر کوئی دلیل صحت دعویٰ کی مخالفت تھی شیخ علما
 امامیہ کے موجود ہو پیش کر دے قولہ دوسرے یہ کہ شیخ نے بشد و تمام کہ ذکر فرق موسوی
 بشیعہ کا لکھا ہی سو افرقہ ناجیہ اثنا عشر کے سب گمراہ ہیں اثنا عشر یہ کہ او نے کہہ دیا
 نہیں پس انکو شامل مخالفین کے لکھا اور ایک انہیں سے گناراہ تصحیح جہٹ بولنا سوا
 عداوت قلبی کے کوئی امر متصور نہیں ہوتا جو اب لشکری حضرت امیر کے بسبب قبول

کورن ان سبا یہودی

کورن ان سبا یہودی

یہ سوسا بن مسعودی کے اول چار فرق ہو گئے تھے ایک شیعہ مخلصین کہ متقبایل سنت
 و جماعت میں دوسرے تفسیلیہ شیعہ تیسرے جوتے غلات پھر جب غلات پہلے تو انہیں سے امام
 کھلے پھر سال دود و پنجاہ پھر بنی امیہ سے اثنا عشریہ ظاہر ہوئے اس حساب و دخل ہونا
 اثنا عشریہ کا سلسلہ دین ابن سبائہ و عین طبقہ بعد طبقہ ثابت ہی اور انکار او کا مبارکہ و
 ماقبل شیعہ زید فاجدان مذہب چہرہ ہی بسک گنگا و ماکری بکری بقول تیسرے شیعہ کہتا
 کہ مذہب شیعہ ہر وقت میں رنگ تازہ جلوہ کیا یہ بات محض واسطے تفرق و حشت عوام کے
 او کی تفسیف ہی سنت و جماعت میں و چند شیعہ مذہب عجیبہ میں کہ جلوہ کا بد قلموں کے کہتے ہیں
 فضل فریق باطلہ کہ شمار و قطار سنو نہیں ہیں رد کتب شیخ دہلی و ابن حجر و زہبان و خواجہ
 معصوم مجہدی وغیرہ میں جواب ترکی تہر کی مسطور میں دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی پس حنفیہ
 وغیرہ نے جو جواب کہ واسطے برتت اپنی کے فرق منوعہ سنت و جماعت سے تجویز کیا ہو وہی
 جواب فریق مختلفہ مہوم بشیعہ اثنا عشریہ کی طر ف سے تصور کریں جو پانچ اسکا یہ ہی کہ جو
 فرق یا امیہ ہیں وہ سب ایکو شیعہ کہتے ہیں اگرچہ بعضیہ فصول ان اجلاس بنیم متنازعہ ہیں
 و لیکن تشیع سے کسی کو انکار نہیں بخلاف اون فرق کے جنکو شیعہ بزر و ظلم و امن الہیہ
 بانہیتے ہیں کہ انہیں کوئی اگر بستی نہیں کہتا مثل معتزلہ وغیرہ کہ انہوں نے اپنا لقب اہل اللہ
 و التوحید رکھا ہی نہ سنی و علی ہذا القیاس صورتیں جو اب سنو کا شیعہ کی طر ف سے متعلق نہیں
 ہو سکتا دوسرے تفرق شیعہ کا بلا خصوص اثنا عشریہ قرآن ثابت ہی کہ الدین فرقہ ویم و کاؤ
 شیعہ گشت نہم فی شیعہ اسطر مکی نص اگر کوئی واسطے تفرق اہل سنت کے قرآن موجود ہو لاؤ
 حالانکہ شیعہ ہونا جمیع فرق امامیہ کا اور کثرت تفرق شیعہ کی گو ایک دوسرے کی تکفیر کریں باہتر
 علما امامیہ ثابت ہی حسین علی خان برادر بزرگ سبحان علی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہی کہ ان
 مذہب محققہ بیچ عالمی از امامیہ نیست کہ جمیع فرق شیعہ ناجی ہر شیعہ چاہینا بعضے فرق
 شیعہ را کلاب مطورہ گویند و نصیری و دیگر غلات را کافرانہ و جو دیگر اطمینان شیعہ بروحمہ

گونا گونی مذہب امامیہ سنت و جماعت شیعہ

ہیں کہ تعلقات قدرت و ارادہ صفت مذکور کے حادث ہوا کرتے ہیں اس لیے صیغہ تعلقات جمیع
 صفات کے حادث ہیں اور صیغہ اس صفت کے جہاں دہش ہیں پس کلام مائتیرہ کو کہ قائل بقدم صفت تکوین
 ہیں حل کرتے ہیں قدم سبب صفت مذکور پر کہ قدرت و ارادہ ہی اور تفصیل و تکفیر اور انکی نہیں کہتے
 اس صیغہ حال فی اختلاف کا ہی جو غائب ہیں ان تینوں فقرات کو واقع ہی مثلاً اشاعرہ و ماتریدہ کہتے ہیں
 کہ کلام خدا غیر مخلوق ہے اور مراد اس کلام نفسی کہتے ہیں نہ الفاظ اس لیے کہ حدوث الفاظ کا کہ
 کیفیات اصوات غیر قادر ہیں بدیہی ہی اور بدیہی کا انکار نہیں ہو سکتا اور ضابطہ کہتے ہیں کہ ہر چیز
 کیفیات مذکورہ ہیں لیکن قدم قرار و انکا وجود تعلق ہی اور بیان الفاظ کو ایک وجود دوسرا
 ہی تخلیہ سامعین میں کہ بطریق مستجد و امثال کے قرار دے کر کتابی مثلاً لکھتے ہیں شیخ سعدی کو
 وجود کے ساتھ کہیں کہ جو شش صد سال قبل اسکے موجود تھی یعنی یہی الفاظ کہ منت مرزا از غفر
 الی آخرہ اول تخلیہ شیخ سعدی میں موجود ہے جو پھر تخلیہ سامعین میں وہم جہاں آج کے دن تک پس کلام
 فقط الہی کہ عالم الہی میں ماند کلام نفسی قدیم کے کہتے ہیں اس میں کہ انکار بدیہی کا لازم نہیں آتا
 بلکہ عموم نفس کلام اللہ غیر مخلوق ظاہر سے چھپتا اور کلام نفسی پر محمول کہ نابعد از فہم ہی اشعر
 و ماتریدہ نے جانا کہ سخن جناب کا بدیہی ہی انکی تکفیر و تفصیل کرنا تھا ہے اس صیغہ اشعر
 کہتے ہیں کہ حسن قبح افعال میں بعضی ایجاب ثواب عقاب ذاتی افعال کا نہیں والا شریعت نسخ
 جائز نہوا اس لیے کہ جو چیز بالذات ہی وہ مختلف و مختلف نہیں ہوتی ماتریدہ کہتے ہیں کہ واسطے
 افعال کے پہلے وجود شرع ہے کہ حکم نہیں نہ وجود کا نہ حرمت کا جطرح معتزلہ کہتے ہیں لیکن نفس
 میں کہہ ہی جو افعال کا وجہ کہتا ہی جیسے نماز کہ شتمل ہی مناجات پر اور شارع حکیم ہی حکم اور
 بیہودہ نہیں ہیں قابل موجب ہی اور کو واجب کیا ہی اور جو لائق حرمت ہی اور کو حرام کیا ہی
 ہاں حسن قبح بعض افعال کا چاہے عقول ناقصہ درک نہیں ہوتا اس بہت سے اشعر نے انکار
 قبح ذاتی افعال کیا ہی کہ عوام اپنے عقول ناقصہ اس میدان پر خط میں جو لان بکریں
 اور جاہد ایمان باہر سخاوت چنانچہ اشارہ حرقوتی اسی طرف ہی کہ کوکان الدین بالذات لکان

کلام اللہ مجید

حسن قبح افعال

ماضی سخن اولی السع من غلظہ جس اشعر قائل تکفیر و تفصیل نہیں اس طرح سب سے مشکلین صفت
 بارشمالی کو نامزد ذات بخت پر کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اثبات قدر بارستہ قلم یعنی ذوات متعددہ کا
 کفر نبی اور اثبات قدم ایک ذات اور یہ میتا و سکے قدم صفات اور ذاتی اجزاء ہرگز کفر نہیں اور علماء اور
 الہی نے اثبات قدر بارستہ و توصیفات متعددہ احتراز کر کے صفات بارشمالی کو لا عین ولا غیر
 سمجھا اسلئے کہ اگر عین کہیں تو نفی اولی لازم آوے اور نہ یہ معتزلہ و فلاسفہ جو جابر اور اگر زائد کہیں
 یعنی غیر ذریعہ و تشبیہ مخالفین کے بابت اثبات قدر بارستہ کہ متوجہ ہوو اسلئے صمیمیت وغیرہ
 دونوں نفی کی اور جہو مشکلین سمجھ کہ مراد اولی نفی غیرت سے نفی غیریت مستقلہ ہی جسطرح ہے کہ
 ہم کہتے ہیں نہ انکار صفات مذکورہ کا ولہذا نفی صمیمیت حقیقیہ و نفی غیریت حقیقیہ ایک جہو کی
 ایک چیز سے صحیح منسلط ہی اس طرح علماء را تر یہ یہ کہتے ہیں کہ السعدی و الشقی و الشقی و السعدی
 اشعر یہ کہتے ہیں السعدی من سعدی بطین امہ الشقی من شقی فی لطف ان سے سو بار ایک سے دو سے
 غرض سمجھ لی اسلئے تکفیر و تفصیل نہیں کی کیونکہ ایک فریق نے نظر انخاب ہم پر کی دوسرے نے
 اعتبار وسط ہی کیا اور تبدیل سعادت و شقاوت و شقاوت و سعادت کو جائز رکھا اسلئے حال
 اختلاف بیان کا ہی کہ الایمان ہذا التصدیق فقط والافتراق کا نصف عن التصدیق او ہوا التصدیق
 والافتراق العمل یعنی ان اہل من کلمات جہو مشکلین صمیمیت و الکلیہ و مبالغہ قائل ہیں ساتھ قول اخیر
 اور خفیہ قائل ہیں ساتھ قول دل کے فلہذا یہ جزم نہیں کہتے ساتھ اپنے ایان کے اور کہتے
 اناموس انشاء اللہ تعالیٰ اور خفیہ کہتے ہیں اناموس حق اسلئے کہ کال بیان میں کہ عمل ہی شبہ
 ہی کہ ہی باہنہ اور عین ان میں کہ تصدیق ہی کچھ شبہ نہیں و علی بن ابی القیس کہیں بار اثبات
 کا بابت بر قلم فی مذہب اہلسنت و تفرق اصول غیر صحیح ہی اپنے اصول میں قطع نظر از
 کے دیکھیں کہ کیا کچھ اختلاف موجود ہی جیسے قول بالہزار و الرجوع کہ بعض نے اوسکا انکار کیا اور
 جیسے قول بحرف آیات بسیار کلام انہی سے کہ جہو را ثنا عشر او سکے قائل ہیں اور اپنے
 ہی اوسکو سابق ثابت کیا ہی اور کہ کتاب متعادات صدوق الکو از ہامی میں ہر انکار اوس پر کیا

اور بہت نفی کے اور مانتے قول بحیث قیاس کہ یہ شاعری اشعار عسریٰ اوسکا قائل ہی اور مافی مکر خیاں
 اسی جیسے اوکو نولٹ عشری کہتے ہیں معذالیک و سرکی تکفیر و تقاضیل نہیں کہتے اسلئے کہ
 بابوہ قی کی بڑی تنظیم کہتے ہیں اور اوسکو مقلب لصدق کیا ہی گو بہت امور میں کذب و بی
 پس جی اسکا جواب شیخ مدین وہی ہمارا جواب ہی اور ان اشغال تقاریر سے کہ بطور مشق نمونہ از غرو
 ہیں جو بی ثابت ہو گیا کہ البسنت میں تصرف کثیر نہیں اور شعب شارب جس سے تکفیر و تقاضیل کی گئی
 لازم کو غیر موجودی بخلاف شیخ کے ہر زمانے میں اصولاً و فروغاً و کثرت و قلت جابرہ کا بر قلموں
 کرنے سے ہے اور نیز گنگ پروازی و شعبہ سازسی ہیشہ دہر کا دیا کیے اب عجب شعی ایسی گوشت
 تصرف و اختلاف فرق و مذاہب اس البسنت جماعت پر باندہ ہے ہن قاتلہم اللہ انی قاتلہم
 قولہ چہ تھے شیخ نے باب اول میں لکھا ہی کہ یہ گرد و بارہ امان کو غلبہ جانتے ہیں اور امام مہر
 زندہ و مہمان سمجھتے ہیں انی قولہ طرفہ رو باہ بازی و بل فریبی کی ہی احمد رشک کہ علی اشاعت
 جواب مقول کہ میں کوئی بات نہیں چھوڑی کہ ہم نوگو نگو کہ جواب ہوا سن مانہ میں بسبب شیعہ
 چھاپ کے یہ سب کتاب میں میر میں جواب ہوا کہ آرزو ہی کہ کسی جگہ تو تھے سوا چربانی و محاجرت
 کے کوئی حرف باب تحقیق سے لکھا ہوا یہ نیا طریقہ رد کا اس شطرنج میں نکل گیا ہی کہ قول خصم
 نقل کیا اور کہنا کہ یہ محض سخن سازی البفریبی رو باہ بازی ہی اور رد و مقدمات دلیل خصم سے
 قطع نظر کی اعوذ باللہ ان لگوں میں کجا بائیں قولہ پانچویں برعکس ہن نہ نام نہ نگی کا فوراً انکے شیعہ
 اولی کے اور ایک خلق کو جا بل سمجھ کر عالم کو گراہ کیا تھے اولی تابعان تقاضیل میں کذا ہر ہر
 تو لا سبائہ البیہتے کہتے ہیں اور اونسکے دشمنوں نے تیر کہتے ہیں بارہ امام ایک کو بعد دو
 جانشین خیر الانام جانتے ہیں بقا دنیا کا بقول سرور و جہان انکی بقا تک ہی حاکم نے
 مستدرک میں روایت کیا ہی کہ انھیں فرمایا البغوم امان لابل السماء فاذا دہب امانا دہر
 و ابل بی امان لاسمی فاذا دہب انا پالوہ دون والیہنا اخر جابن ابی شیبہ و مسدونی مسدوی
 والترندی فی نوادر الاصول و ابو یعلی و الطبری و جماعہ آخری جو اب یہ طعن شیعہ ہی

جست امانی کا کذا دہب امانا دہر

حقن جہاں

حقن جہاں

جمع و خرج قربانی ہی نہ برائی حالانکہ شیعہ اولی ہونا اہلسنت کا کتابا سے ثابت ہی اس طرح
کہ عبادت و تقیہ حسن مجتبیٰ کہ متفق علیہ فریقین ہی اور حسین بچلہ امور معالجہ کے یہ ہی تھا کہ شیعہ
ابو الحسنین اور ان کی نسا و اولاد و اسوال باموں میں اور معاویہ اور بنی ظلم نکر سے چنانچہ اس
مضمون کو آپت ہی صفحہ شہادت میں میں اور اکیا ہی کہ اول معاویہ از اہل عراق و تابعان و تابعین
کہ کینہ و بغض و دل سیدار و انتقام نیکشہ تمام اسود و احمر از وی در امان باشند و شکست خورد و کینہ از وی تمام
تبریز باؤ کہ مراد شیعہ اسجگہ کون ہیں مہاجرین و انصار و تابعین اختیار با وہ لوگ جنہوں کو داد و
دی اور مسلک فرقہ سنیہ تھے جزائی باطل ہی اول متعین ہوا و مہو المطلب اور وہ بطلان کی یہی
کہ جناب امیر اپنے عہد خلافت میں قدرتہ اظہار عدوت اسکا کیا کر سکتے تھے بلکہ با حشر ان امامیہ و
اہلسنت پر برسر کرتے تھے چنانچہ اسی جہت سے حسن مجتبیٰ کتاب مختوم و سرکتوم ہیں امور ہزار
و تقیہ ہوئے باؤ علیہ کیونکر تصور ہو سکتا ہی کہ حسن مجتبیٰ اہل تبرک کے لئے ایسی سرپرستی علی اسکا
الاتحاد کریں اور معاویہ کو حکم فرمادیں کہ تم سنیہ پر ظلم نہ کرنا معاویہ کب اسکو قبول کئے اور معاویہ
و انصار و تابعین بالا احسان مقتدرین خلفاء راشدین تھے کیونکر اس وقت شیعہ پر شہرانی کئے گئے
ہوتے پس متعین ہوا کہ مراد شیعہ اولی سے مقتدایان اہل سنت ہیں حتی کہ ان با برہہ قوی و شہید
و قطب و ندی و ابن شہر آشوب از زنادانی ہی اتنی بات پر ساتھ اہل حق کے متفق ہیں و سند اسکا
اور ظاہر ہی کہ انکے وقت میں خبر و ازوہ امام کی مطلق نہ تھی اور نہ اس عقیدہ کا مذکور تھا اور نہ یہ
جبر کرے تھے اور نہ حدیث ثقلین میں کہ ہر جگہ زبان زد سامی ہی ذکر نہ رہے و اما اثنا عشر کا جی
کیونکر ہو کہ ابتدا لقب شیعہ سنی و ہفت جبر سنی ہی اور اثنا عشر تبرایہ سند و حدیث
حادث ہوئے اور بعد و میں سال کے شیعہ ولی سے شیعہ تفضیلیہ پیدا ہوئے کہ از بچلہ ابو الاسود
و تکی واضح علم نحو ہی اور ابو سعید بھی بن عمر عدوانی اور سالم بن جعفر اور عبد الرزاق صاحب
مستحق محدث مشہور اہل سنت اور ابن الکلبی صاحب اصلاح المصنف انکے بعد شیعہ سنیہ کہ
اجل ظلم اصحاب اہل سنت کی طعن کرتے تھے اہل جبر انکے خلاف ہی پھر فرقہ کثیر متفرق ہوئے

جسے کیسانہ و مختارین و مہتممین و زیدیہ و شیطانہ و زرادتہ و اسماعیلیہ و مبارکیہ و اثنا عشریہ و ہمدانیہ
 وغیرہ اور جو حدیث مسند کے بغیر سے لکھی ہے اگرچہ شرق ہی احبار المیتے لیکن حضرت اہل
 نہیں کیونکہ اوہیں تخصیص لہ اثنا عشریہ کی اور ذکر تہتر سے قے کے نہیں اور لفظ نجوم کہ باوگار
 حدیث اصحابی کا نجوم ہی موجود ہے اگرچہ ضعیف ہو اور وہ اسمین کو نصیب نام مہدی کی ہی فعلی علم قولہ
 میں کہتا ہوں کہ گیارہ امام جو رحمت الہی میں آئندہ ہو امام مابہوین کہ فرزند امام یازدہم عسکری
 زین علی میں امام مفترض الطاعت ہو اور وہ اب سرین راغین غالب ہو گئے مثل حضرت عیسیٰ
 حضرت خضر و الیاس زندہ ہیں اور یہ بات قدرت خدا کے عجیب ترین زندہ ہونا بدترین خلافت میں
 سلوک کا قصد تمیم الضاری وغیرہ اخبار سے ثابت ہے پس ضد بدینک ہوتا ہے زندہ ہونے میں قائم
 ال محمد کے کہ بہترین خلافت ہی کیا جگہ استجاب کی ہے یہاں تفسیر ہی کیونکہ سجاد الہ برحق ہے جو
 خبر دی ہے لہذا صاحب حق بیچ و تاب کہتا ہے میں اور قبیل متنا سے گنتے ہیں جو اب عقیدہ
 مخالف بعض صحیح و عقل صحیح ہے اور ہمہر حجت نہیں اسلئے کہ خصم پر اس کے مسلمات احتجاج کرے
 ہر ش اپنے عقائد سے کما مراراً اور وجہ خلاف یہ ہے کہ احادیث کچھ اہل سنت باطن میں است
 کہ عمر مہدی موعود کی وقت ظہور کے چالیس سال یا کچھ کم زیادہ علی اختلاف الروایات ہوگی ہند
 سال کی اور علی مانت کا عمر چار سالہ میں کرینگے نہ طفولیت و شجوفیت میں اور خرج ابو کا حرم
 شریف کہہ منظم ہو گا نہ فار ستر اور وہ بیٹے عبداللہ نام سکے ہونگے نہ فرزند بلا واسطہ
 عسکری کے اور ظاہر ہو گئے نہ خفی اس واسطے کہ اتھوا صد سال میں قباغات شرعی و عقلی بہت
 ہیں کیونکہ نصب امام کا نزدیک شیعہ لطف ہی اور ذمہ خدا پر واجب ہے جب امام خفی ہو
 تو اوہیں کیا لطف ہی لطف جب کہ امام ہوں اور اسے کام امامت کا کہ تاخیر دین اور کرب
 خالص شیعہ میں و اظہار اسلام و تذلیل مساندین ہی علی رؤس الامم و اسخام ہوا والا
 غرض نصب امام فوت ہی اور وجود کا کما بحث اسلئے کہ سارا کارخانہ دین کا جسک لئے امام
 میں بسبب عنیت کبری کے درہم ہریم ہوا جائی و لغو ماقبل سے باری خود تہذکار بودم عشر

انجنت اسید وار بر دم جہ غمزدی باب بکسر و داندیم جہ حجابی بے وسه و استقامت نورم جہ غمزدی
اور بن ضرورت احتفاء کی کیا جی اسلئے کہ بکسر و شیدہ نام اپنے اختیار سے مرتے مرتے میں بکسر و شیدہ
ہی تہیں اگر اندیشہ اسلئے خلق جی تو وہ بھی ممکن شین کہ ہنوز عالم میں شیدہ بہت ہیں کہ بکسر و
نصرت گم شیدہ سہنہ اسلئے اسلئے نام حسین پر قائم ہوتا ہی کہ اور شین کیوں قرار عبارت جہ غمزدی
اجہ جزیل صبر و مشقت اختیار کیا بخلاف صاحب الزمان کے کہ اوکو بالقطع معلوم ہی کہ میں
جیسی گمزدہ ہوں اور مالک شرق و غرب ہر گناہا چاہیے کہ دعوت بر ملا کہ میں خود مدام اس
حال میں کہ شیدہ غمزدین اسلئے منتظر قدم غیبت لزوم ہوں اور مایا و مراق و خراسان و
ہند و سندھ تمامہ بلاد پر باد و گداز و کن علی انخصوص بعض ممالک لودیانہ و کلکتہ و حیدر آباد
بہوئال غیر میں میل نہار نگہ رانی ہوا اور ہزار طر حکمی یاد گاری و مرثیہ خوانی چہرہ سچ محض اس میں ہوا
کہ مبادا کو جی نورانی یا اسلام بولی یا دہر کا دیکھ شیل مرزا مسئلہ مرحوم کے قصہ قیل کرے
گو موت اپنے اختیار ہی خراج نکرنا بقول بن مظہر جس جلی سبحان لا یستحق الامانہ بنام جی
منصفہ میں جسکی بنیاد شجاست و ملاوری پر ہی بنا لگنا ہی حالانکہ خون جانتا ہی نہ کرکس
انسان کا اور کسی تختی بادشاہ نے دیا یا ہی اور اشتہار گرفتاری جاری فرمایا ہی تاکہ وہ نہیں
میدہ مر جی عقلی نقلی کیوں اس قدر غیبت نہائی ہی اور شیدہ اثنا عشرہ کہ رطبت و اصلاح سے
کہہا ہی حالانکہ صد سال سے لایتنامہ صفحہ سے آج تک سب چہرے سے دل جان سے
مشتاق دیدار شریف ہیں اور مال جا کو شمار قدم جا یوں کیا چاہتے ہیں اور ہمیشہ غار سا مگر
کھڑے رکھ کر چھنے چلاتے ہیں کہ یا حضرت ہماری فریاد کو سچو اور سنو نہ کہ انہ سے چہا چو
دیکھو سب ایرانی چہری بند بھاٹی کا گیارا اوہ بلکہ روس ہی پاس بعض قرابت تمہاری مدد
ہیں اب کیا جا لوقت و محل تخلف و موقع اختفاء و مقام حجاب شل خدا ہی لیکن نہیہ فریاد
مسیح نہیں مرنی بلکہ خود فریاد شمال و بال شمال ہے انکے خلق پستے ہیں این الامت
قیامت شدہ است انبیاء و اوصیاء کی ہیہتی کہ مخالفین کے ہاتھ سے ایذا اوٹھاتے اور مہر

کہتے ہیں کہ یہ حق میں بالکل نفس مال رہی ہو سکتی ہے جس طرح حضرت عیسیٰ و ذکر یا امام حسین
 و زید شہید و غیرہ کیا قال تھا و کائنات میں ہی قائل معجزاتیوں کے ذریعہ اور ہوا اوصاف ہم میں
 اللہ و ما صغفوا و یا اس کے کا کو اور اللہ کے نصیب میں بابائے انکی موت انکی اختیار میں نہ تھی
 اور نہ عالم ماکان و مایکون تھے اور نہ جانتے تھے کہ ہم طویل العمر ہیں لیکن اختصار و ہستار
 کیا اور جفا پر تحمل کر کے جان عزیز کو راہ حق میں دیدیا آئے شہر گزشتہ قدم یا
 گراسی نیکم و گوہر جان بچے گا و گرم باز آید اور مثال طویل عمر کی بلکہ اختصار طویل کے ساتھ
 عیسیٰ و الیاس و رجال کے عجائب ہستار الہی اسلئے کہ اول تو بقا عیسیٰ ثابت بالبص ہی
 اور مقدمہ صاحب الزمان میں کوئی نفس از زمین قاین ہذا من لک دو سر عیسیٰ کسی زمانہ میں
 ظاہر تو تیسرے تبلیغ رسالت میں مصروف بخلاف مہدی کے کہ ظہور اسکا ہفتین امامت عموم
 خلق پر ہوا چوتھے آنا عیسیٰ واسطے قتل و جال کے ہو گا نہ واسطے تبلیغ رسالت کے والا
 باوجود امامت صاحب الزمان کے کیا حاجت رسالت ہی پانچویں عیسیٰ آسمان پر مروج
 ہیں مثل مہدی زمین میں مخفی بطور تبقیہ کے چھٹے عالم ملکہ تکو حکم دوسرے جہان کا ہی
 تو گویا فی الواقع وہ دنیا میں زندہ باقی نہیں بلکہ حکم ملائکہ میں ہیں اور عالم آخرت میں
 ساتویں خضر اگر چہ مخفی ہیں لیکن جو کام اونکو جانب خدا سپرد ہی اوسکو سر انجام دیتے
 ہیں اور حکم جال الغیب میں ہیں کہیں نظر نہ ہو نیلے میوہ بطور تبقیہ مطلق و بیکار کسی خندق
 و غار میں مخفی نہیں بلکہ یقیناً مایہ مژدن اوکا یہ اختصار حکم ظہور میں ہی بخلاف مہدی
 کے کہ خلاف اصل و لطیف سر ذاب میں وجود مطلق بخوف اعدائے نبی بیٹھے ہیں کجا خضر
 کجا مہدی خاندہ گور جدا آٹھویں جال لعین اگر چہ باقی ہی لیکن اختصار اوسکا بطور
 تبقیہ و جن نہیں معجزات منصوص الوجود ہی نہ موجود نہ موجود اور اس کے ظہور میں قہری
 ہی بلکہ اوسکا اختصار عین اصل و لطیف ہی جس طرح عدم ظہور مہدی عین قہر و غضب ہی
 علاوہ اسکے اپنے نیک کو ضد قرار دیا ہی سو یہ قاعدہ مقتضی اسکا ہی کہ جال مہدی

قہر و غضب
 مثال طویل عمر

خدا کا مل ہون اس لئے کہ ایک خیر محبت و اخلاص صرف ہی آورد و سرفہر شخص عین فتنہ تو چاہے
 کہ جب طرح و حال مخفی ہی مہدی ظاہر ہوں جب طرح وہ ظہور الہم ہی یہ قبضہ کھڑے ہوں وہ
 وہ پیدا ہو چکا ہی یہ اب پیدا ہوں نہ یہ کہ جو اسکا حال ہو وہ انجانا مال ہو کہ بیکہ اتفاق
 نہ تقنا و باجملہ فاکت مہدی بن کی عیسیٰ و خضر و الیاس و دجال و عیسیٰ بنا برقتان و وجود
 صفی کبریٰ خلاف عقل مخالف از شوائب ہم و مخالف عقل صحیح اہل فہم کے ہی کہاں
 عیسیٰ کہاں مہدی فرق نہیں آسمان کا ہی کہاں مجال شیطان کہاں صاحب الزمان
 تشبیہ مہدی کی دجال سے دنیا کام و قبالہ نکاہی نہ انسان صاحب ایمان اگر کہیں کہ
 مقصود و سچکہ صرف تشبیہ طول عمر ہی نہ اور امور تو ہی گو استبعاد عقلی قیاسی نہ تو لیکن سب
 اعتقاد یہ میں حجت شرعی تہمی و نص علی مقبول ہوتی ہی نہ قیاساً شیطان و دجال
 ساری عمر انہیں او بائم میں مبتلا ہے پر ہزار حیف کہ ظہور صاحب الزمان نہوا شہدائے
 للرباب ان بیدی الذبی ۛ بمیتمودہ بجلکہ مولانا ۛ فعلی عتو لکم العقاد فاکم ۛ ثلاثہ العتقاد
 والغرلا ۛ بظرفہ ماجرایہ ہی کہ جب طرح اشاعتہ فیہ حسن عسکر مکیو مہدی جاننے میں آئے
 کیسا نہ محمد بن حنفیہ کو اور عیسیٰ امعیل بن جعفر کو اور بعضے محمد بن باقر کو اور بعضے جعفر
 صادق کو اور بعضے موسیٰ کاظم کو اور بعضے محمد بن حسن مثنیٰ کو اور بعضے محمد بن عبد اللہ بن
 حسین کو اور بعضے یحییٰ بن عمر کو مہدی کہتے ہیں غرض کہ اس باب میں ہر قسم کے
 ختمات ہیں اور بعضے منکر کہ عسکر کے کوئی فرزند نہیں ہوا اور او کی میراث اور نہ کیا
 نے لے لی اور امامت ہی طرف اور نہ کہ قتل ہو گئی اور بعض کہ کہا کہ لڑکا ہوا تھا لیکن نہ پڑا
 بہر حال شیعہ میں ہنوز بابت تعین امام مہدی گفتگو و شبش ہی کہ کون ہی اور کہاں
 قولہ حدیث سنات بغیر امامات میتہ جاہلیہ وغیرہ سے وجود امام کا ہر ماننے میں لازم
 ہی سببوں اس حدیث میں تاویلات کیے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ مراد باو شہادہ سلام
 ہی یا مرشد شیخ وقت یا قاضی یا قرآن اور یہ سب جہات ٹھیک نہیں عقائد منافی میں

حدیث سنات و امامت امامت امامت

بحث اس حدیث میں فکر کر کے عاجز ہو کر کہا کہ بعد اللہ اسود و حبسیہ کے اس مشکل ہی اس جواب
 تاویلات مذکور بتسلیم مثبت حدیث صحیح میں حرف بالاعتراف و دشنام بازی سے انکار تاویل کرنا
 اور بیان دلیل سے بچنا کام حیلہ سازوں ہمارے باز و کجائی حالانکہ ثبوت حدیث مذکور میں حدیثین
 اہلسنت کو کلام ہی اور بعد تسلیم ہی عقیدہ اہل فض نہیں اس لئے کہ اتنی معرفت کہ کوئی امام مہدی
 ہیں اور ستارہ اوکئی نامعلوم اور نفع امارت معدوم کام نہیں چلتا یوں تو سختی بھی کہتے ہیں
 کہ امام ہو گئے اور خلق و خلق میں مشابہ حوالہ نبوی ہو و گئے اور اولاد امام حسین میں ہو گئے
 وغیرہ اس میں الامارات الہی و روت ہما الاخبار بنا علی ہذا انکو بھی مثل شیعہ کے اوکئی معرفت حاصل
 ہے اور عدم نفع میں دو نشانمل اور قید زمان و وقت بعض اخبار میں موجود نہیں فلا عبرۃ بہ
 اور جہاں تفصیلی اسکا بصارت العین میں لکھا ہی علاوہ اسکے نزدیک شیعہ کے حیطہ آیات میں تشابہات
 ہوتے ہیں اور سیطرح احادیث میں ہی ہوتے ہیں صاحبانی نے شرح کافی میں شرح بہ
 البطلان الرویۃ میں لکھا ہی کہ ان تشابہات کا کیوں فی الآیات کذا کیوں فی الاحادیث انتہی
 اس معنی میں اگر عمر شفی نے اسکو متشابہات میں یکسر مشکل کہا تو کیا کجا اشکال ہی بدون نص
 صریح کے مہدی کو مصداق اسکا تہمیرا قیاس صرف ہی اور تہمتیں دیکر شیعہ کے صاحب بحث
 نہیں اور تاویلات اہلسنت تا وجود مانع و رافع بحال خود میں قولہ محی الدین عربی فتوحات میں
 میں لکھتے ہیں ہمدن عمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولد فاطمہ و جدہ اسچین بن علی
 بن ابیطالب و والدہ الحسن العسکری الخ جواب اس عبارت سے فرزند عینی ہونا مہدی کا اور
 والد حقیقی ہونا حسن عسکری کا خلاف دلالت ہی اسلئے کہ مقصود شیخ کا یہی ہے کہ سلسلہ نسب صاحب
 الزمان بجانب علی میں منتہی ہوتا ہی طرف حسین فاطمہ کے اور جانب فضل میں طرف عسکری کے
 پہنچے اور سیکے ولد ہیں اور عہد او سیکے والد اگرچہ دنیا میں و سائط حال ہیں کیونکہ انکے اطلاق
 والد کا جہد و جد و حکم جہاں پہنچے شایع ہی قرآن شریف میں ہی و کان اللہ جہاں صاحب معنی میں
 ہیں کہ صاحب پشت ہفت میں تمام ان دونوں کی جسکو لفظ آب تعبیر فرمایا اسی جہت اسلئے ہی

یہاں متشابہات کا اعتراف نہیں

یہاں امام مہدی انکے خلیفہ

عبدالحسن بن علی بن ابی طالب

عشر رسول و ابن الرسول کما لاقی من حالانکہ اہل سنت و اہل باطن و اہل عام و اہل خاص
 میں ہی پس اگر مہدی کو فرزند جسکے کہنا تو یہ لازم نہیں آتا کہ خاص ہی خاص انہیں کا جہاں موطاقت
 کہ انکی اولاد میں ہونگے قولہ بروایت و جواب میں شیخ عبد الوہاب شطروچی لکھا ہی ہوا اولاد
 الامام حسن العسکری و مولدہ علیہ السلام لیلیۃ النصف من شعبان سنۃ خمس و خمسين و مائتین
 و ہوا بقی الی ان یجمع بعیسی فیکون سرور الی وقتنا ہذا و ہوسنۃ ثمان و خمسين و مائت و سبع و
 و ثمانۃ سنین الی قولہ عبد الجلیل بلگرامی نے سرکہ مکتوم میں لکھا ہی الی قولہ ثبت الی باطن قای میں
 بوجہ امام مہدی انتہی جملہ جواب بروایت میں روایت مذکور کو بطور حقیقہ اہل اسلام
 و کہ نہیں کیا کہ باطن غیب میں حجت ہو بلکہ بعد نقل کے تضعیف و تردید و تطبیق اسکی ساتھ
 اخبار صحیحہ کے کی ہی فتوئنا لا علینا قطع نظر اسکے اپنے جا بجا اس سالہ میں لکھا ہی کہ شرح
 حکم ظاہر کا ہی نہ باطن کا اور یہی نہ یہاں سنت کا ہی چنانچہ اسی بنیاد پر اکابر صوفیہ فرمایا
 کہ حجاب میں مخالف ظاہر ہو و زندقہ ہی اور علماء دین لکھا ہی کہ کشف اولیا حجت شریعی
 نہیں کہ اوہیں احتمال خطا و غلط کا غالب ہی خاصۃً وقت تقابل و نہ صحیحہ مضادہ کے کہ اس وقت
 خطا متعین ہی بلاتا و ایل اسطرح روایات شاذہ نادرہ غریبہ صالح احتیاج نہیں ہوتی لیکن
 عبد الجلیل نے چند اہل باطن سے خلاف ظاہر الروایۃ قول بوجہ و مہدی الی بحال نقل کیا تو وہ
 اہل باطن تصریح سامی و تحقیق علماء اگر اہل سنت و رخصۃ الزام نہیں اگر کسی عالم سنی نے اسی
 بات لکھی ہو یا کشف اہل باطن کو حجت قطعی کیا ہو یا تو اقوال مذکورہ کا کیا ہو تو بسم اللہ
 او ترغاضی شو ستر ہی نے تصوف کو حصر کیا ہی تشیع میں و بالعکس پس اس بنیاد پر بعد قول
 اہل تشیع کا تہمید اہل سنت کا چنانچہ اسی جہت عبارت بروایت کو محققین نے احتجاجات
 رفضہ و اہل اتحاد سے کہا ہی کہ زانی سالہ اقتراب الساقۃ معہذا لفظ شطروچی کہ توہم لفظ
 عبد الوہاب اپنے لکھی ہی معلوم نہیں کہ کیا نسبت ہی حالانکہ نسبت شیخ مذکور میں شیعہ
 یا شیعہ دینی کہتے ہیں نہ شطروچی اور رسالہ عبد الجلیل حسین جو کہ کتاب البیان دار عبید

و کتاب الحضانہ غیر لکھا ہی غیر موقوف ہی اور کتب جمہول احوال میں نقلی ایسے رسائل سے نزدیک
 فقہاء کے مندرجہ ہی تیرا زاد و ملگاری نے جہاں فقہیہ قطب امیر احوال سید عبد الحلیل کی ضبط کیا ہی اور
 بالذات کو لکھا ہی وہاں نام اس سارا کا نہیں لکھا اگر اونکی تصنیف ہو تو ضرور لکھتے قول امام
 سفیون کہ جو عصمت سے بہرہ نہ لکھتے تھے اکثر علماء انکے صرف واسطے تشریح حال اونکی کے سوا
 بیغیر اور کینکو معصوم نہیں جانتے اور ساتھ عصمت ائمہ اہلبیت کے قائل نہیں ہیں جو اب
 شیعہ کی عادت ہی کہ واقع اور نفس الامر پر نظر نہیں کرتے اعلیٰ درجات پر حیر کر اپنا مذہب قرار
 دیکر مسائل کثیرہ میں فکر کرتے ہیں سوا و کا مذہب مہموم غیر واقع ہی پھیلائے اہل سنت
 کو بے دیکھے بھالے قدم نہیں رکھتے اور نہ واقع و نفس الامر کا مذہب لکھا ہوا ہی چنانچہ ایسی دلیل
 سے مسئلہ عصمت ائمہ ہی کہ روایات متضارائہ سے عدم عصمت اونکی بلکہ انبیاء کرام کی نہایت
 ہی اور یہاں سے اثبات میں سرایتے ہیں حیران ہیں لیکن مظلوم مہموم بالذات الامر معلوم نہیں
 مسئلہ حسین بن علی فقیل کہ کیفیت حاجت بالابن سول اللہ قال حاجت مل رب فوفی وان لا رومی
 والوقت بطالبی و احساب عدت و انما تر من علی لا احب الا ارفع ما کرہ والا موبد غیر ہی
 اشارہ غیبی وان اشارہ حقائق فلا رومی نقیرہ الفترتی اس روایت کو شیخ صدوق اہالی میں
 لکھا ہی اور محمد عاشق سجادین ہی قال علی علیہ السلام بالبت السبع فرقت کھی و لیت ہی
 لم تلدنی و لم یذکر النار ثم وضع یدہ علی راسہ و جعل یبکی و یقول و ابجد سفاہ و اقلہ زادہ ہی
 اور حقیقہ کلام میں ہی قد ملک الشیطان عدائی فی سورۃ النظم مضمت البقین انی لا شکوا
 مجاورت بی و طاعہ نفسی کہ استصکم من ملکۃ آوربا الدین عالمی نے شرح اربعین میں
 لکھا ہی و القمن علی الجریث من قولہ و اکب علی خطیتک لایستقیم بظاہرہ علی قواعد الامانیۃ
 القائلین بالبعثۃ و قد وردت کثیر فی الادعیۃ المرویۃ عن المتأرخ اور کلینی میں ہی سناد
 صحیح عن ابی یوسف عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان یومئذ قد اتی و بناکان الموت علیہ لا کا
 اور نیز باب التوبہ کافی میں ہی عن یونس الشحام عن ابی عبد اللہ علیہ السلام کان رسول اللہ صلی

عدم عصمت ائمہ ہی از آیات

الی اللہ فی کل بریم سبعین مرۃ قلت ان رسول اللہ کان یترک الامیوہ و یحییٰ من توب و یفعل ما یرید
 علم اللہ فی صدر و رگنہا کا انبیاء سے قبل طبع تجویز کیا ہی اور حاکم اخوان یرسنت کو
 معمر بن جحک کیا ہی حالانکہ ظاہری کہ جو کام اون سے ہوا وہ اطفال صغیر السنت ممکن نہیں ہوا
 سبق الکلام فی ہذا آب فرماے کہ عصمت ائمہ کی بھرا یا مکیہ کو نیکو ستقیم ہی کہ اہلسنت بابت
 عدم عصمت کے تحت تشریح کی جاتی ہی حالانکہ بکیر و خیر و بدین کہ جو معصوم نہ وہ ہمیشہ معصوم رہا
 رہا کرے اور تشریح حال و وجہ ہوتا ہی جہاں عصمت لکھا میں کہ اس حیث سے ماولیٰ ہوا
 جسطح رفضہ اولہ قاطعہ مذکور کو بتاویات رکیکہ متوجع عصمت کرتے ہیں وہاں جہاں عدم عصمت
 قائل ہوں کہ وہاں تو صریح چٹک تشریح جہاں اللہ فرماتے ہی پر کا خانہ تالیف جابری ہی
 اپنے روایات ناطقہ کو ہو لکیر غیر برہمت بے مسرف لکھا ہے عیب چہا نا ہی قولہ مقرر ہی
 کہ سار گناہ حرص و غصب شہوت و صا و ہوتے ہیں یہ چاروں چیز عیبت کیا ہی
 ہمارے ائمہ علیہ السلام میں صلا نہ تھی پس انکی عصمت میں شک نہ کرنا صحیح عاقبت ہی کو خراب
 ہی قال النبی اما علی و حسن و حسین و محمد بن ابیہ حدیث مودات میں لکھا
 جواب نفی خصال اربعہ کی بطور سلب کلی ائمہ پر ہی دلیل چل کر قائل ہی خدان جہاں علی علیہ السلام
 کیونکہ یہ خصال انبیاء میں ہی بنا برہنیت موجود ہوتے ہیں چہا ائمہ لیکن مظلوم و مظلوم
 نہ محدود مطلق یہ معنی عصمت کے کہ افعال اطباء نفع بشری سے بالکل مخام ہو آج تک نہیں
 سنے یہ کہنے کہ آپکے ائمہ لاکھ تھے نہ آدمی اور حدیث مودات موضوع مفتی ہی اور یہ کہ
 واسطے جمع موضوعات کے بنائی گئی ہی اور بعد ثبوت عدم عصمت ائمہ کے اقوال ائمہ
 انکی عدم عصمت میں شک نہ کرنا اپنی عاقبت خراب کرنا ہی قولہ یہہ قد شاخہ کی ہی زبان
 بعضہ اکابر سیران کہ اہی عصمت دلوائی شیخ عبدالحق دہلوی نے لکھا ہی حکام عصمت دانی
 اور معرفت ولایت حقوی برا فرشتہ ریاست صورتی بدگیران گذشتہ جواب ائمہ
 شیخ نے دلیل ثبوت نہیں سچت ال کہی ہی اوس سے صرف امام حسن و امام حسین علی سر نفس

ہونا غصب حرص و غیرہ کا ائمہ پر ہی لکھنا

وقاطعہ ہر اور ماہرین نہ ساری دنیا کے سید اور بارہ امام تہذیب و تمدن کا سچا معنی حفاظت ہی
 اور استعمال الفاظ شرع اور معنی کا سچا یکدگر معروف ہی بقول شیخ قرآن ربی جی کہ ان عبارتی
 لکھیں کل حکیم سلطان اور یہ بات بعید نہیں اسلئے کہ صدی اولیا محفوظ اس امت میں ہو بہن
 چہ جائے کہ عقل اولیا رہیں اور دلیل اسکی روایت شیعہ یہ ہے کہ صاحب بن ابی عمیر القسبی
 کتاب کج باب فضائل کج میں لکھا ہے و دخول الکعبہ دخول فی رحمۃ اللہ و اخروج منها خرو
 ج من الذنوب معصوم فیما بقی من عمره مغفور لہ اسلئے من ذنبہ انتہی اسکا سبب عموم اس امت
 کے عصمت مصطلح امامیہ مقصود نہیں بلکہ حفاظت مراد ہی کا ہوا الظاہر والاسرار جہاں کے جی
 معصوم ہو اگرین بالانعمہ چہ نیست ہی کہ سنی بچا رحمت انبیاء کے تو قائل ہیں بخلاف
 شیعہ کے کہ انکار مقصود مجمع علیہ کرتے ہیں قولہ بخلاف دلائل امامت کے علم ہی کہ بدون
 اسکے امام نہیں ہوتا اور اس نعمت جلیلیہ سے سوا اللہ کے کوئی بعد اپنے پیغمبر و انبیا جوا
 باتفاق اہل علم زیادتی علم و طرح سے دریافت ہوتے ہی ایک روایت و قیاسی دوسرے
 استعمال کرتے آنحضرت کسی شخص کو ایسے کام پر کہ تعلق علم سے رکنا ہو اسلئے کہ آنحضرت
 کسی کو عامل نہ کرتے تھے کسی کام پر بلکہ اوی کو جو علم و اکمل ہوتا اور عین نسبت دوسروں
 سوا بالقطع معلوم ہی کہ آنحضرت ابوبکر کو نماز و حج و جہاد میں امیر کیا اور عمر فاروق کو قتال
 و اخذ زکوۃ پر عامل کیا اور یہ ہی معلوم ہی کہ اکثر روایات حدیث ابوبکر صدیق مافوقین
 اور مسائل کوۃ کہ ابوبکر نے ہی خوب مشرح کیا اور جو حدیث زکوۃ کہ رضی علی سے مروی
 و درجہ جنت کو نہیں پہنچی اور وہ میں ہم واقع ہوا ہی حتی کہ کسینے علماء اسلام اس میں عمل نہیں کیا
 اور وہ یہ ہی کہ پچیس ائمہ میں پانچ بکریان میں اور یہ ہی معلوم ہی کہ شیخین ہمیشہ عصمت
 و مناصب و درجات نبیین رہتے تھے اور آنحضرت بنیہ علم تام کے کسی کو اپنا وزیر
 و شیر نہیں کرتے تھے تو جہد و محبت پیغمبر کی زیادہ ہوگی اور بقدر اطلاع احکام و فتاویٰ پر
 اتم و اوفی ہوگی سو ابوبکر تو بعد پیغمبر کے تھوڑا سا زندہ اور لوگ ابوبکر جہد نبوی کے

اطلا و عصمت کی حالت

فما شیخانیت امتی

محتاج روایت کئی کے ابو بکر سے متوسلے اور ابو بکر مدینہ سے باہر ہی نہیں گئے مگر وہ پہلے
 حج و عمرہ کے کہ کوک اور نے روایت کئے لیکن بائینہ کچھ جہل و بیخ حدیث صحیح ابو بکر سے
 مروی ہیں کہ اجلہ اصحابؓ اور نے روایت کی ہیں مثلاً ام کے علی ابن ابیطالبؓ عمر بن خطابؓ
 و عثمان بن عفانؓ ہیں اور حضرت مرقئیؓ ابو جہرؓ طولیؓ عمر کے کہ قریب تیرہ سو کے بعد پچیس
 رنہ سپہ اور بلاد و دروزیک میں چلتے پھرتے سپہ اور لوگ بسبب اختلاف انہوں اور وصال
 ارار کے محتاج طرف روایت کئی و کثرت تقریبات روایت کے متعین کل روایات او کے بالفصد
 ہشتاد و شش حدیث ہیں لیکن اگر انکی مدت جابگو ساتھ مدت حیات اور ونگے اور مرقئیؓ
 ابو بکرؓ کو ساتھ موانع دوسروں کے قیاس میں تو معلوم ہوتا ہے کہ پاس ابو بکرؓ کے دو بیٹے
 نسبت دوسروں کے اور فتاویٰ کا قیاس نہ چاہئے اس لیے حال عمر بن خطابؓ کی ہی اس لیے کہ
 مسندت عمری بالفصد دس و سہ حدیث ہیں اور فتاویٰ حدیث سے زیادہ بلکہ عمر نے ہر مسئلہ
 قضی میں کلام کیا اور تحقیق جنین فرمائی اور مسائل عقائد و سلوک تفسیر کو بیان مستوفی کیا اگر
 مجموع احکام عمری کو انکے کتب میں تو ایک کتاب مستقل تینوں علم میں مولف ہو چنانچہ
 ارالہ انخفا رہے اور ابن ابی بن سہمی کی اور کل روایات و فتاویٰ عمری کو ایک کتاب میں جمع
 اور معلوم ہے کہ مدت حیات مرقئیؓ قریب ہشتاد و سال کے مدت حیات عمر سے زیادہ ہے اس
 مدت دراز میں مساند علی مرقئیؓ میں کوئی مسئلہ مختلف فیہ متعین نہیں ہوا اور فتاویٰ
 قاطع نزاع تھیں اس سے معلوم ہوا کہ علم عمر کا اضعاف مضاعف علم مرقئیؓ تھا اور حیات
 عمر کو ساتھ احادیث علی مرقئیؓ کے اور فتاویٰ عمر کو ساتھ فتاویٰ علی کے نسبت کریں
 اس وقت کوئی امر یا حکم نہ ہو سکے گا جس کا جی چاہے ملاوٹ کے قریب نہ ہو کہ یہ دعویٰ کہ
 علم سے بعد پچیس کے سوا ائمہ کے کوئی بھڑ و نہین کذب صریح و مدعی البطلان
 نقل مستفیض ہے ایسے دعویٰ مہمل سے سکوت بمراتب محمودی سحر و سباط نکتہ و انان
 خود فروشی شرط نیست یا سخن دانستہ کو ای مروغافان محوش قولہ عالم عالم کسی او

اور علم اور حکماء ہی لدنی ہی سب اعلیٰ میں علوم اولین و آخرین ختم المسلمین کو بخشے تھے
 جو علم نبویؐ ہی اس طرح حسینہ مسیدہ منتقل ہوا تھا صاحب الکرامتؑ تھے جو اب یہ دعویٰ بوقت
 حوالہ النص ہی دونہ خط القتا و معتبرا کیا جائی فخری کہ حکماء و شریعین و راہبہ وغیرہ اہل اہل
 ہی ایسے علوم و نبی لدنی تھے کہ سیدہ مسیدہ منتقل ہوتے سہرے طبقہ بعد طبقہ حالانکہ اگر یہ انتقال
 و نبی تسلیم بھی کیا جاوے تو اسکی کیا دلیل کی اور مصباحین نبویؐ اس علم سے محروم ہے اور خاص
 ائمہ فیضیابا ہے جو رات دن کے رفیق مشیر و وزیر ہوں وہ جاہل ہوں اور جو شرکیہ مشورہ کمتر
 ہوں وہ اعلم ہوں حالانکہ علم و نبی لدنی میں کہ معتبر علیہم مکاشفہ و الہام ہی اکثر اولیاء راست و
 اہل اندیشہ کیا مہین اور شیخین کو یہ علم بوجہ مکمل و اتم حاصل تھا چنانچہ اسی جہت سے بعض سلا
 طریقت منتہی ہوتے ہیں طرہ ابو کبر صدیق کے اور مرتبہ صدیقیت بلو مرتبہ نبوت ہی کہا لفظ
 کتاب اللہ اور عرفار و فقاہت و محقق و معلم اس امت کا فرمایا ہی اور کہا کہ حق انکی زبان پر
 ہی قولہ علم کسی خلایق کا یہی کہ ایک نے دوسرے سے درس لیا اور محنت نہ کر کے علوم متداول
 میں استعداد پیدا کی اور علم سرور و الہ کا میں جانیا لہ ہی کو ہی نشان نشین دیا کہ ائمہ ہی شاگرد
 خلافت عالم کے تھے یا فلاسفے سے استفادہ کیا جو اب تلمذ و شاگردی امور منقصت میں داخل
 نہیں کہ عدم تلمذ موجب افتخار ہوا و تحضر سے بہت باتیں حضرت جبریل علیہ السلام سے حاصل
 کیں ہیں اور موسیٰ خضر سے تعلیم پائی اور آدم ابو البشر نے جناب رسی اور صیبرا کریم نے جناب
 پیغمبر سے اور ائمہ دینی اپنے آپا کریم سے جب علم گھر میں ہو تو دوسری جگہ کیوں جاوے ائمہ ہی
 جے شہد تلامذہ و مرید آباد و در تھے کتب شیعہ اس پر گواہ ہیں اور اگر عدم تلمذ کو اسباب مفاخرت
 میں شمار کریں تو ہی مفید شیعہ نہیں اسلئے کہ حبیط ائمہ بقول آپ کے کسی عالم کے شاگرد نہ تھے
 اسطرح صحابہ ہی عموماً اور خلفاء و ائمہ خصوصاً کسی کے شاگرد نہ تھے اور ائمہ ان ہی کتاب
 فضل میں و ابکر کسی مکتب دبستان میں نہیں گئے اور نہ کسی سے استفادہ کیا اسطرح
 اولاد صحابہ کا حال ہی اور حبیط لہیہ سا و اسوۃ الہیہ ہی شاگرد و مرید علماء و دین ہیں

علم نبوی و نبی الہی و علم کرامت

اسی طرح فقہاء متاخرین ایک دوسرے کے تلمیذ ہیں اور جیسا کہ اللہ ہی کو علم وہی لدنی غیر مستحق
 اسی طرح اکثر اولیاء امت کو بھی یہ علم تھا شیخ آدم دیوری و شاہ عبد الرزاق بانسوی وغیرہ
 معروف ہیں کہ امی محض تھے مہذا ان کے اجداد مسکتے اور مناظرات منجیمہ بتیابہ فضل
 عصر مشہور ہیں غرض کہ اس حال میں ساری امت شریک ائمہ ہی اور کوئی وجہ امتیاز ائمہ
 کی اس بات مقبول نہیں اور اگر علم لدنی شہ انطا امت سے ہی تو اس کی دلیل کیا ہے
 حالانکہ حکم شہر حکما حسب عرفان سامی ظاہر پر ہی مذاہن پر اور اگر مذاہن ظاہر کا علم
 ہوتا تو باقی کس قدر اہم تھا کہ محض واسطے اثبات احکام ظاہر کی ہی فضول تھا قوالہ علم امام
 اول کا غایت شہرت سے مستغنی از بیان ہی معاویہ کہ دشمن ہمہ حصرتا او سے بیست
 کہ امام خیر البریہ بعد احمد حیدرۃ الکسار رضی الوسی ساریہ جو اسباب یہ حکایت ہے
 اپنی ساختہ و پرداختہ ہی ہے اصل محض سہذا مضید اثبات علم مقنونی نہیں ممکن کہ امام
 علم امام اول کی حکایت موافق محلی عنہ ہو نہایت یہ ہے کہ امام اول خیر البریہ بعد ہی ہیں
 سنی اسکے قائل ہیں کہ چونکہ بہترین مردم ہونا اور کما عہد معاویہ میں متیقن نہی اور ضرر ہوئے کو
 اعلم ہونا ضرور نہیں والا ہر خیر انسانی اسلام و اگر سے حالانکہ حدیث میں آیا ہی خیر کثیر
 لایا ہے اب فرماویں کہ خیر البریہ کہنے معاویہ سے علم امام اول کا کہاں ثابت ہوتا ہے
 مثل چہرہ علم و فضل حسنین کا بھی عیاں ہی اور علم زین العابدین کا بسبب غلبہ امور و فقہ
 شدید اور منان کے اور شغل عبادت کے مشہور نہیں لیکن اور عیہ حقیقہ کا نامہ شایع
 امام چہارم موجود ہے کہ کلام نبی و علی سے اوہین سرسرتجا و زمین اور حضرت امام محمد باقر و امام
 جعفر صادق و امام موسی کاظم علیہم السلام میں آخر وزیر بنی اسبہ و اوائل دولت عباسیہ
 تھا ان تینوں امام سے غرائب علوم دین و فنیہ کلام الہی مشہور عالم ہی جو اب عیاں
 ہوئے علوم ائمہ ہی جسکا انکار کوئی مستغنی نہیں کرتا جہل ماوراء ائمہ کا لازم نہیں آتا
 کہ مفید مطلب سامی ہو مہذا اگر وہ علوم ہی مذاہب ماسیہ میں تو بالیقین بنا برحق لغت

علم امام اول

علم حسنین و زین العابدین

کلام الہی کہ میاں کلام عشرت ہی مردود و باطل ہیں اور اگر وہ روایات ہیں جنکو شیعیہ نے جہاد
 الہیہ سے محمول فقیر پر کیا ہے جیسے غرائب فقہاء اور رجب المسند قواد سے جن ہندوین پر کہ شیعیہ
 ادعیہ صحیفہ کاملہ کو دیکھو کہ اولاً ناطقہ ہیں عدم عصمت اللہ ہندی پر آئمہ اربعہ المسند کو دیکھو کہ تلا
 راشدین ہیں ائمہ عشرت کے اور وارث علم سید المرسلین قولہ ابو حنیفہ کو جب کوئی مسئلہ مشکل
 ہوتا محمد بن مسلم وغیرہ شاگردوں ائمہ سے پوچھتا جواب جنکو شیعیہ نے تلا سید ائمہ قرار دیا
 جیسے نامبروہ اور بشام احول و شیطان الطاق وغیرہ انکے عنین احادیث صحیحہ ائمہ پر
 کتاب کافی کلینی احقر میں بابت تشیع و تضلیل و تبذیر وارد ہیں اور نے استقا وہ کرنا ابو حنیفہ کا
 بغایت بعید ہی اور بصورت صحت اس حکایت کے چاہئے کہ ابو حنیفہ ہی شیعیہ ہوں اسلام کو استقا
 مدون استقامت کے مستعد ہی حالانکہ ملزم ہونا ان شیاطین الانس کا ابو حنیفہ سے بشما کتاب
 تواریخ ثابت ہی قولہ اکثر شعی محمد بن عثمان سے کہ طاق قصر کو فہمین دکان رکھتا تھا منظر
 کر کے ملزم ہونے اتنی حاصل جواب حدیث کشی وغیرہ سے مائل ہونا نامبروہ کا سب
 امامت کاظمی میں کہی بجانب خوارج و فواصب اور کہی بجانب معتزلہ و قدریہ اور کہی بطرف
 یزیدیہ و مرجیہ ثابت ہی کہ قابل اتیمیا مرثہ و قیسا آخری و لیکن باہر اس دائرہ سے نجاتا تھا
 تجارت چھوڑ کر اور دکانی و کاغذین بیٹہ کرے باطنی ہائے روتا تھا بلکہ حال تمامی اصحاب کبار امام
 کہ مایہ افتخار قوم میں ہی رہتا اور تفصیل اس حدیث کی رسالہ الدایۃ الحاطمہ میں کہ شیعی عنین
 انہی ہی سید ابن طاووس نے کشف المحجۃ میں لکھا ہے کہ ابن سنان نے کہا میں چاہا کہ خدمت
 امام صادقین حاضر ہوں مومن الطاق نے مجھے کہا سیر لے بھی اجازت حاصل کرنا
 لینے کہا بہتر ہے جب ضرورت میں علامہ اوسکے مرتبہ کا کیا کرایا اور ایسا ہی فرمایا ہرگز
 اوسکے لئے اذن ملاقات مست چاہیے کہ اقربان ہوں وہ تو انکے طرقت انقطاع کلی کہتا
 ہی اور موالیان الہیت سے ہی اور تمہاری سرپرستی میں اہل خانہ سے جدل کیا کرتا
 اور کوئی خلق خدا سے اوسپر غالب نہیں ہوتا فرمایا غلط ہی بلکہ ایک طفل و سیکھ منجم کہ کہتا ہی

استقا وہ ابو حنیفہ انقرضی
 خانہ نظام الملک

ابن سنان کہنا ہی کہ چہ پہر او سکی تصرف کی اہ کہ کما کما سید علی دین سے ہوتے ہما حمید
 کیا ہو رہا ہے یہ غالب آیا سو ایک طفل کیو کر او سکو مگر نہ کر سکتا ہی فرمایا وہ طفل بوجہ گاکہ پہلے
 توجہ تبار کہ امام ہائی کہو حکم اس مہممت کے دیا ہی وہ کہنے کا نہیں دیا طفل کہے گاکہ جب امام سے
 نکلا اجازت نہیں دی تو یہ کہلے رہ گیا تھے ہوا اور عصیان امام میں مبتلا ہوتے ہو اور موت
 وہ ساکت ہو جاو گیا اور جواب نہ سکے گا اسی ابن سنان تو مومن الطاق کے لئے ہر وہی
 مت مانگ کہ کلام وجدل نیت کو حاسد کرتا ہی اور دین کو محو انتہی اس راہ سے معلوم ہوا کہ
 ائمہ بائیان مہانی نفس کو باوجود اس خلق عظیم کے اپنی تجاہل سے نکالتے تھے اور سفارش
 اصحاب کی اونکے حق میں پذیرا فرماتے تھے لیکن یہ ملامتہ و زنا و قبا و تبلیغ و فساد ہی عوام
 اس قوسل کو پہنچوڑتے تھے کما قیل شہر گمراہ نزد و دربر و دبا ز آیت ناگزیر مت گس درگم
 حاوائی را قولہ سنی او سکو کمال عداوت و نفی سے شیطان الطاق کہتے ہیں اور شہر الی
 محمد مومن الطاق جواب والد ملا محمد باقر خاں سے روضۃ التقین میں اور صحابی صاحب
 تقدیر الرجال نے نقد ادنیٰ لایفات ہشام میں لکھا ہی کہ قدام امامیہ او سکو اسی لقب مبارک سے
 یاد کرتے تھے اور مشرک و ملعون ہونا اور کمال السنۃ مقدسہ ائمہ ہی پر روایات کلینی سے ثابت
 ہی کہو شیطان و غوغا کیا ہی کہ ان قدام و شیوخ فاضلین لقب شیطان الطاق کو المہنت قرار
 دیتے ہو روایات صحت اس لقب کے مستی الکلام وغیرہ میں مفصل لکھے ہیں قولہ خلفاء و اصحاب
 کہ ایک پوئل ابو بکر و عمر علیہ السلام نے جواب قاضی شوہری نے اتفاق میں جا بجا کلمات بے
 مانوں وغیرہ سے نسبت عمر فاروق کے نقل کیے ہیں اس سے تو عین کیونکہ ایک پوئل علیہ السلام
 کے جانیمن گئے علی مخصوص مہوقت کہ مجالس المؤمنین سے شیعہ خلفاء و عقبہ کی مذہبی
 و مہوم و دہام سے اور الزام دلوانا ائمہ المہنت کو کلامیذا مہی نہ سے ہر سہر پستی المہنت
 ثابت ہو قولہ شہاح کافی نے لکھا ہی کہ یہ قول ہشام کا انہ تعالیٰ جسم لاکالامہام
 قبل ادراک صحبت امام تھا جہل مع کفر سابق ایمان لاحق بر منافی عدالت نہیں جواب

اثبات شیطان الطاق

عقیدہ ہشام

آجے نام شریح کافی کا نلیا کہ بعد طاعت غسل کے صدق و کذب ظاہر ہوتا حالانکہ جرح
 اوس کا قول مذکور و امثالہ سے ثابت نہیں اس لئے کہ بنو و طبری اوس کو مخالفین ائمہ سے جانکر
 رد شیعہ امام کا اوسے نقل کرتا ہی چنانچہ احتجاج سے ظاہر ہی اور باہت عقل ہی مخالف
 اسکے ہی اس لئے کہ اگر بعد از ان صحبت امام کفری رجوع کرتا تو روایات امام بابت تکفیر و تفصیل اوس کی
 کے کیوں منقول ہوتے حالانکہ تشیع راجع و تابع کی خلاف عقل و نقل ہی معلوم ہوا
 کہ مقصود انکا صرف فریب ہی عوام اور عیب پوشی بشام ہی و ہوا ان کا کان قول عقیدہ
 بل و مخالف شیعہ موافق و غیرہ میں دیکھو کہ جنبل قابل ہی ساتھ جسمیت خدا تعالیٰ اور جوس
 علی العرش کے اور نزول خدا کے ہر شب امام سجدہ پر بشکل امر و جواب یہ عقیدہ اون جہاں
 ہی جود و ق میں شیعیہ سے اور ظاہر میں جنبل چنانچہ کتاب منہج الکرامۃ فی بحث الامامہ کے
 مفصل دوم آخر وجہ چارم میں لکھا ہی قدر ایت بعض الائمہ اصحابہ یقولون انی علی مذہب الائمہ
 نصرت لم تعرض علی مذہب مخالف فقال لیس فی مذہبکم الغلات والمشاہرات انتہی ہر چند
 ہر ایت میں یہ عقیدہ جب ہی مذکور نہیں لیکن اس کلیہ سے ثابت ہی کہ امامیہ بشکل مخالف ہی
 واسطے حصول دنیا کے ظاہر ہوا کرتے ہیں صاحب تحفہ لکھا ہی کہ سابق جب اہلسنت شیخ
 بعض مسائل قیچہ میں طعن کرتے تھے تو ایک جماعت ان کے علمائے مدبرین طعن مذکور کی
 نکالی کہ اون مسائل کو اپنی کتاب سے محو کر دیا اور پرانی قدیم کتابوں کو چھوڑا اور اون مسائل کو
 طرف اہلسنت کے نسبت کر دیا چنانچہ اس جس کے مسائل اقرای مرتضیٰ غیر رضی و ابن مطہر
 چلی و ابن طاووس وغیرہ بہت لکھتے ہیں غرض اس سے یہ ہی کہ اپنا حال مخفی ہے
 سنی فکر و طبع مطاعن مذکورہ میں چچا شیعہ کا چور دین جسطرح سے ہی مسئلہ جسم اتی
 تشکل نصیر امر و اہر نسبت لواطت ملوک بطرف مالک اور مسئلہ لہف تحریر مادر و خوا
 طرف ابو حنیفہ ہی باجماع عقیدہ مخالف اہلسنت کا عدم تاویلات مشابہات قرآنی ہی جیسے بعد
 و وجہ و استرا علی العرش جسمیت و تشبہ اس جگہ خطا اطلاق لفظ جسم میں ہی باوجود

عقیدہ جنبل بابت جسمیت

عقیدہ امامیہ

بے اعتقاد و تنہا باری تعالیٰ سے لڑا نہ ہو سکتا جیسے وجہ توحید و مین ہو سکتے ہیں بزدل اور چھوٹا
اعضاء و تجربی توحید و جراح کے سوا جو جسم سے موجود مستقل ہی نہ جرم و ابداء و لذت کہ
مستقد ہشام ناکام ہی اسلئے کہ جسمیت باری تعالیٰ بافتاق الحسنات مرود و باطل ہی اور
بصورت امر و نہیہ افسرانی نجات ہی وہی امامیہ کہ تفتیہ جنابہ نگینے اسکے قائل ہیں نہ ہست
اور ادنیٰ ہمپر کہ چہت نہیں اور تشبہ و تجسیم کتب معتبرہ امامیہ میں واقع ہی کلینی نے کلمہ
روایت کیا ہی عن ابی عمار قال سمعت امیر المؤمنین لیدول نامہ اللہ انما جب اللہ و عن امیر
سعید عن ابی جعفر علیہ السلام نحن لسان اللہ ونحن وجہ اللہ ونحن عین اللہ اور طوسی
کتاب الزیارات تہذیب میں کہا ہی عن زید الشحام قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام
ما لمن ارسل اللہ قال لمن نار اللہ فوق عرشہ اور شیخ مذکور و وہی قائل لالہ اس
حدیث کا تشبیہ پر ہوا ہی کما یظہر علی اللیب من رجوعہ الی التہذیب قولہ امام رضا علیہ السلام
میں ایسے تھے کہ کلام مجزئ نام او نیکے سے کتب ضخیمہ جمع ہوئے ہیں جواب درست ہی
کتاب میں رضا عین کتاب میں بنا کر واسطے تسلیل خلافت کے منسوب طرف امام ہی سکھایا
ہیں حالانکہ ذمہ او کا اس پر ہوتا ہے پاک ہی جیسے منج البلاغۃ کہ مذہب طرف جنابا میر
اور مولف او کا رضی یا مرتضیٰ ہی اور جیسے حقیقہ کا ماہ اور تفسیر امام حسن عسکری وغیرہ
والا تو اسے سے بالقطع معلوم ہی کہ کسی امام نے کوئی کتاب لایف و تصنیف نہیں کی
اور شکرہ مات ہی اسیکو چاہتا ہی کیونکہ حکم من صنف فقد استہوف جو کوئی تصنیف کیا
ہی و ہدف سہام لہم ولا تسلیم و التہذیب ان روزگار ہو تا ہی قولہ امام محمد تقی سن سال
میں امام ہوئے اور اسی سال کچھ کو گئے و مین دن و شام مین ہزار مسائل مشکو
بتقریفی حل کیا جواب اگرچہ روایت شعیبہ سنی پر چہت نہیں لیکن بیان مستقد مسائل
کچھ کمال نہیں امام فخر الدین رازسی نے ایک سورہ فاتحہ سے دس ہزار مسئلہ نکالے ہیں
اسی پر بقیہ سورہ قرآن کو قیاس کر دہا حالانکہ استخراج مسائل و بیان مسائل میں بڑا فرق ہی

تالیفات
المعتمدی

علم امام محمد تقی

اہلسنت مرتبہ ائمہ ہدی کا اس سے کہیں زیادہ جھگڑتے ہیں جو کہیں لکھا آخر یہ لاکھوں مسائل
 کہ ائمہ اربعہ سے منقول انور میں اسباب نسبت تلامذہ کے ساتھ ائمہ ہدی گویا انہیں کس سال اور کس
 قول کہ کوئی بجز یحیٰ بن محمد و مناقب ائمہ کے کوئی عیب و قصور طرف اور کے منسوب نہیں کرتا حالانکہ
 خلفا جابر بن عدوت قلبی کہتے تھے جو اب شر اکوئی سے اگر اہلسنت میں تو یہ کہیں
 جوئی و قصور یعنی ائمہ کرنے لگے کہ دوست سوا ہنر کے عیب نہیں دیکھتے کہا قال شمس
 در ہنر سے داری و ہفتاد و عیب و دوست نہ بیند یحیٰ ان یک ہنر و اور اگر مرد و رخصت و خراج
 بین توان و در نوے عیب جوئی و رسوائی ائمہ میں کوئی کسر نہیں چٹوسی مختصر بیان
 اوس کا یہ بھی کہ شیعہ روایت کرتے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام کیا بیشتر الشیعہ خدہ چارہ
 نماز و روضہ میں لکھ اسے طرح کہتے ہیں کہ حق کلثوم میں فرمایا اول فرج غضب مناسیر
 شجرہ جاح مطلقہ کی نسبت جناب ائمہ کے کرتے ہیں اور یہ فی الحقیقت تجویز نہائی
 چوتھے کہیلنا ذکر خصیتین سے عین نماز میں ائمہ سے روایت کرتے ہیں حالانکہ
 نماز اعظم ارکان میں بھی نہ محل نمازی خصوصاً ابن زینین کیا لطافت بھی پانچویں تجویز
 و کنارین عین نماز میں چپے منع لوگوں کا تعلیم و اجابت دین سے روئی شیخ الطائی
 ابن ابی عمیر بن سحر قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن المرأة تری فیما یزنی النائم علیہا
 غسل قال نعم لاسجد و یزنی فیتحذرنہ علیہ اسے طرح حل التین عالمی میں بھی اور یہ مفید بھی
 کہ ائمہ راضی تھے ساتھ نماز کے حالت جنابت میں کہ بالاتفاق کفر ہی اسے طرح رضا
 بالکفر ہی بالاتفاق کفر ہی ع چونکہ کفر از کعبہ برضیہ و کجا بانہ مسلمان فی سائون کہنا
 جائز و وار کا نسبت ائمہ کے اکثرین نسبت کرنا عدم وجوب زکوٰۃ کا زور سیم غیر مسکو
 میں طرف ائمہ کے نوین نسبت کرنا بتقصیر قصاص کا ساتھ غیر اعمی کے بقول خصیہ ایند
 کی داد و نذر یا داند یا مار پیٹے گا حالانکہ خلاف نص قرآن ہی و سون حکم ہست اراق و کہ
 دتی جس نے مسلمان کو قتل کیا ہو نسبت ائمہ کے روایت کرنا اور یہ بھی خلاف حکم قرآن

قیاس
 قیاس
 قیاس

کہ الحسن بن علی بن ابی طالب سے اس بات کا کہ روز قتل عمر فاروق کے گمان غصہ
 میں نہم ربیع الاول ہی تین دن تک کوئی گناہ نہ کیا کہ کسی پر لکھا نہیں جاتا حالانکہ
 اس میں صریح ایات کفر و جحیم معاصی ہی تین دن تک اس میں استعمال کرنا آب استنجاء کا شراب
 وغیرہ حوائج و ظہار ان میں نسبت اللہ کے غرض کہ اسے صراطِ مستقیم میں کہان تک
 کوئی شمار کرے اور حال خوارج و فو اصحابِ بیتِ نبوی کہ انہوں نے دفتر کے دفتر قریح جناب
 وغیرہ اللہ میں سیاہ کئے ہیں اگرچہ ایراد اس خرافات کا اسارت اور بھی لیکن بنا بر ضرورت
 کلیہ مقام الزام کہ نقل کفر نہ باشد ایک دور روایت کتاب عبد الحمید مغربی نا صبیح سے
 لکھی جاتی ہیں ازراجملہ یہ ہے کہ حضرت امیر نے حق امہات الاولاد میں مذاہب مختلفہ انبیاء
 کئے اور ایک بات پر قرار پکڑا پہلے قائل تھے ساتھ صحت بیع کے پھر عمر فاروق
 جب جامع عدم بیع پر مہر داخل جامع ہوئی پھر عمر فاروق نے شیعین قائل بیعت بیع ہو
 اس صراطِ مسئلہ توحید میں احکام مختلفہ صادر فرمایا حالانکہ خود ہی فرمایا ہے کہ جبکہ
 دوزخ میں گھسنا ہو وہ مقدمہ میں داخل ہے اس صراطِ زندہ کو آگ میں جلادیا پھر نادیم ہو
 حالانکہ حدیث صحیح متفق علیہ شیعہ سننی ہی کہ لا تعذبوا بالنار اس صراطِ حدیث میں اسی کو جو
 مارے پھر حبیب مر گیا تو اسکی میت ہی اس صراطِ حدیث میں عقوبت کو چاہیے کہ اسے مارا جو
 نامقام چھوڑا کہ حضرت فی الدین ہی اس صراطِ حدیث میں ایک شخص سے باوجود اقرار کے قصاص
 معاف کر دیا اس صراطِ مقدمہ کا تیسب میں غریب تھا کہ بقدر ادا آخر ہی اور بقدر باقی عبد
 ہو مذہب الشیعہ اور پیروں میں ثابت ہے صحیح الزام و یا کہ مر عبد الباقی علیہ درہم علی ہذا القیاس
 صدر اعتراف تاس قسم کے میں جبکہ جریا ہست فواصب و یا ہی اور شیعہ جواب ہے
 عاجز میں بناء علی ہذا یہ دعویٰ کہ نسبت امر کے کوئی توحید نہیں کرتا نسبت مع کرتے ہیں
 نے شریعت میں ہی اعلیٰ بنو یون کہنا تھا کہ سہو اللہ کے سب فرق ضالہ قریح اللہ
 کرتے ہیں کوئی کم کوئی زیادہ لیکن نہیں کرتے تو اللہ سنت نہیں کرتے تو قریح فرزند

مضرب جانتے ہیں کہ پیشوائے الہدایت مقابلہ علم ائمہ میں جاہل مطلق تھے حال انکی بے علمی
و کم فہمی کا خود سنیوں اپنی کتاب میں لکھا ہے اتفاق میں ہی کہ ابو بکر سے منی قولہ تعالیٰ فاکثر
و ابابو جے گئے کہا کو نسا آسمان مجھ پر سایہ کر لگا اور کون میں میرا بوجہ اوٹھا گی اگر کوئی کہتا
اللہ میں جو نہیں جانتا اس طرح عمر سے پوچھا کہ انہ کے کیا معنی ہیں کہا بل ہذا الا تحلف جوا
حال علم شیعین کا اور کثرت روایات و فتاویٰ کا سابق گذر چکا ہے یہ روایات ضعیفہ او سکتے
ہیں حد لکنا ایسے اس قدر ثابت ہے کہ ابو بکر نے جوات بیان میں پر لگی اور بصورت لاعلمی کے
خوابی بخوابی دخل ندیا اور عمر نے خوشگو اوسین تکلف سمجھا سو جواب اور کا یہ ہے کہ کلاب
وین اہل عقل کلمی طریقہ ہی کہے سمجھے کسی بات میں دخل نہیں دیتے اور جلدی نہیں کرتے
اور یہ خود ایک علم ہی اسکو دلیل چل نہیں کر موقع طعن میں لانا جاہل سرکب ہی یہ قاعدہ
تو جاہلو کا ہے کہ واسطے انظار قابلیت و علم کے ہر جگہ بن جانے بوجہ دخل و معقول
ہیے کو طیار ہوتے ہیں حکمائے کہا ہے لا ادری لصف العلم ابو ذر جبر سے کہنے
کوئی بات پر چنی اونکو معلوم نہ تھی کہا مجھے معلوم نہیں سائل نے کہا تم کو اتنی بات تک
تو معلوم نہیں بادشاہ تکو اس قدر زبردستی کہتے پر حیتے ہیں ابو ذر جبر نے کہا بادشاہ
جو کہ مجھ کو دیتے ہیں جتنا مجھے معلوم ہی او سکے عوض دیتے ہیں اگر او سکے حق
بھی مجھ کو دیں جو مجھ کو معلوم نہیں تو سارا خزانہ سلطنت کا و فائز کرے حق تعالیٰ قرآن
فرمایا ہي مَّا اَوْفَيْتُم مِّنَ الْعِلْمِ اَلَا فَلَئِمَّا اَوْ رِزْيَان مَّا لَكُمْ مَعَصْرِيْنَ سے نقل کیا ہے لا علم لنا
الا ما علمتنا اور فرمایا و فَوَيْلٌ لِّلَّذِي يَكْفُرْ بِالْعِلْمِ اور ابن جریر و ابن عبد البر نے محمد بن کعب
سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک مسئلہ جناب میر سے پوچھا او منوں نے
جیسے معلوم تھا ایسا بیان کیا استفسار نے کہا یہ مسئلہ میں نہیں بلکہ یوں ہی
حضرت امیر نے فرمایا اصبت و اخطا یعنی تیرے ٹھیک کہا ہم چہ کے باوجود انوار
عالم کا بعض امور میں بلا علمی خود اور قوت نہ کرنا بیان معنی میں خاصہ معنی قرآن میں

جامعہ اسلامیہ اسلامیہ

جوانی علمی تحقیق

داخل منقذت نہیں اور عدم علم جزئی مستلزم ہل کلی ہی نہیں معنی زاہدہ کیا فسور ہی کہ
اگر سنی لفظ اب کے جسکو کسی مسئلہ شرعی سے علاقہ نہیں وقت سوال سائل کے معلوم نہیں
تو نہایت سے معلوم نہیں ہوں قیولہ اب ہم بتی نے کہا کہ ایک آدمی نے نزدیک عرفان
کہے کہ اللہم اجعلنی من القلیل عمر نے کہا یہ کسی دعا ہی جو تو نے کی او سنے کہا کہ میں نے
خدا کو سنا و فرمایا ہی و قلیل حق بنیادی الشکور سوین خدا سے چاہتا ہوں کہ تم کو ان قلیل
میں کرے سرے کہا سب آدمی سرے زیادہ جانتے ہیں چاہ اب یہ دعا بطور یہی ہی
اگر سر نہ سمجھے تو اس سے جہل کی لازم نہیں آتا اگر فرض اگر اسکو کوئی جناب میرے ہوتا
تو وہ بھی غالباً نہ سمجھتے اب ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ اللہم اجعلنی من القلیل کے کیا معنی ہیں چنانکہ
اس کا کوئی مسئلہ شرعی سے ہی علاقہ نہیں کہ جہل اس کا قاضی امامت ہو لیا اگر علاقہ
ہوتا تو یہی قاضی نہ تھا اس لئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے باؤ داؤد اجعلناک خلیفۃ فی الارض
فاحکم بین الناس فی حق فہم حکم غنم میں متاخر ہو گئے سلیمان کے کہ زاورست نبی تھے اور یہ امام
سلیمان باوحدین حدیث سن کے سبقت لیا گئے حضرت داؤد پر اور حکم خدا کو جو ہو گئے نہ ہی
ابن ابوبکر فی الفقہ عن احمد بن عمر الحلبي قال سالت ابا حسن عن ابي ابي طالب و داؤد و سلیمان او
یحکم ان فی الحشر قال حکم داؤد و برقاب الغنم و فہم ان سلیمان ان حکم لصاحب الحشر فی اللہ
الصفوف پس اگر شیخین فہم اک جملہ دعائیہ میں متاخر ہو گئے داؤد ہی سے تو اس میں کیا نقصان
امامت ہی جبکہ نبوت داؤد میں اس بات پر کہ غلغل آیا حالانکہ وہ حکم شرعی تھا اور یہ دعا صرف ہی
تو امامت میں کہ نیابت نبوت ہی کیا خرابی ہو گی قولہ حسن بن سمرقلم عن ابی بصیر عن ابی حنیفہ
فلما ختمنا شجرہ و راجوا اب یہ تلم با اعتبار اور اک حقائق و وقایع و علوم معارف قرآن نہایت
تہجی حروف و کلمات لیل اسکے پہلے ہی کہ حدیثیں آیا ہی کہ قرآن کا ظہر و طبع ہی و مطلع ہی اور مطلع کے
حدود میں ہر اس پر تعلیم قرآن اگر صد سال میں ہو تو یہی بہت کم ہی چنانکہ بارہ سال کی چنانچہ اسی
سے آج تک نہایت ترول قرآن سے ہر قرن میں علیہ السلام قیام ساتھ عبادت و تقویٰ قرآن کے

کہے تھے سب سے پہلے استخراج علوم و معانی ہوتا گیا اب سب سے پہلے فیض نزل اوس طرح جاری رہا
 ہی اور کائنات جدید طلق تازہ نکلتے آتے ہیں شہر ہنوز ان ابر حیرت و نشان بہت بخم و خم تازہ
 نشان بہت اور جو کوئی اس سے یہ سمجھتا ہی کہ عموماً قدرت زبان عربی پر حاصل تھی اور
 کس طرح اونسے پڑا جاتا تھا حتیٰ کہ بارہ برس میں ایک سورہہ بشکل سیکی تو ایسا شخص انسان نہیں
 ہی حالانکہ شتمل معارف انکا علوم فراوان ہے کہ کچھ قول سے ہی نکل سکتا ہی چنانچہ صفحہ پنجاہ و ہفتم میں
 اپنے لکھا ہی کہ جناب لایت مابینہ کفار علم آرا کہ عین صراط و لائق حقائق اسم الکتاب ہی
 سرگرم امر و نہی سے تھے انتہی اور ظاہری کو اسم الکتاب بقسم سورہ فاتحہ ہی پس جب ایسی سورہ قصیر
 حاوی حقائق کثیر ہو تو سورہ بقرہ کہ اطول سورہ ہی اور شامل ہی علوم وافر ہو کہا لیج من قصیر
 فتح العزیز اگر اوسکو کہیںے مدت دراز میں باذعان و اذعان وادراک ظہر بطریق حد و مطلع وغیرہ
 حاصل کیا تو کیا محفل حجب ہی شہر و زندان نباش کہ معنوں نماندہ بہت بہ حدال میقول
 سخن از زلف یار گفت قول کہ حج بن یحییٰ حمیدین ہی کہ سال عمر عن ابی اوفیٰ ماکان یقر رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیوۃ العید و سال عن واقعہ الیشی ماکان یقر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جواب نماز عید سال بہرین ایکبار ہوتی ہی اور سبب کثرت اشغال سال تمام کے ہر سیکو یا نہیں
 رہتا کہ کہنے کون سورت حدیوۃ العیدین بن پڑھی تھی یا عید گاہ کو کس ہ سے گئے تھے اور کس
 سے پھرے اور آنحضرت نماز جموع و عیدین میں سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے الا ما اشار اللہ الہیہ اگر
 عمر بنہ بنی شوق اتباع سنت کسی سے ایکبار پوچھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کون
 سورت پڑھی تو اس سے جل احکام عیدین لازم نہیں آتا اور نہ یہ کہ عمر نے کہی نماز عیدین میں
 پڑھی حالانکہ اطلاع جزئیات قول و فعل نبوی پر نسبت ہر کسی کے بسبب حج و مرج و مرض و قرب
 و بعد و قلت محبت و کثرت بنایت عیدین و الاستسار سن نبوی مرتبہ متواتر میں ہوتا آدمی کو
 نماز چکا نہ کی سورہین یا نہیں رہتیں کہ کہنے کون سورت کہ سورت کس نماز میں پڑھی تھی چو
 اوس نماز کی جو سال بہرین ایکبار پڑھی جاتی ہو پھر شخص کو اپنے نفس سے یہ پتہ نہ چل جاتا ہی کہ

کہ بعض اوقات یہ بیسیاں غفلت ہر جاتی تھی اور اگر بالفرض عرصے بسبب دعائے اعلیٰ اور دعا
و غزوات و تلبیہ قوت اسلام وغیرہ کا رخا نجات ضروری مشہد جو کسے یاد رکھنا کہ سعید بن میں کوئی مشہد
انحضرت پرٹھنے سے تو بھی کوئی حجت طعن کی معلوم نہیں ہونی اسلئے کہ نماز پڑھنا فرض ہی اور پڑھ
رکھنا سرفرازا کا کوئی کون نماز میں کس کس وقت کوئی کون میں کس کس سالین کیا کیا سرفرازا
پڑھی نہیں پھر فرض واجب نہیں البتہ بنفس و عباد کے علاج نہیں قولہ حال علم و فضل عثمان کی ہی
عیان ہی کہ مرد بے علم تھی فکر کرتے ہیں کہ اسنے قرآن کو جمع و ترتیب پائی حال آنکہ اسنے
اسکے حکم سے جمع و ترتیب کیا ہی جس طرح اتمان سے اول سالہ میں مسلسل فضل ہر اچھا ابد
تسلیم اس طابت کے جو مطاعن ثابت جمع قرآن و تحریف فرقان و زیادت و نقصان و حرق و
خرق و غیرہ عثمان پر اہل فرسٹ وارد کئے ہیں وہ سب مرفوع مفعول ہر گئے اور یہ طعن جمع
ماجرین الضار پر جانی نہی او افضل النبیین جناب امیرین والادلیل علم شان مع فرقان کافی
ہی اور غیرت اس جمع کا قول مرقنوی اور جمع اکابر شیعہ ثابت کما سبق مگر انکو خبر ہو کہ ان
عثمان سے اوجہ مل چہ علم قولہ مل نخل میں ہی کہ الشیعہ ہم الذین تابعوا علیاً علیاً خصوصاً و قالوا
بما شہد الی قولہ شراح مراقف کہنا ہی الامامیہ کا زانی الاول علی مذہب انہم شہد اختلاف اور
جزی میں ہی کہ اول مروج مذہب امام رضا میں اور مرتبہ دوم میں محمد بن یعقوب کلینی سے
اس مذہب کو رواج دیا اور ابن اثیر نے کہا کہ مجدد مذہب امامیہ حد دوم میں علی بن موسیٰ خاتما
انہی حاصلہ جو امام صاحب مل و نخل وغیرہ کی ہو یہی کہ امامیہ اپنے مذہب کے ان تک پہنچنے
ہیں اور انکو ماخذ اپنے مذہب کا جانتے ہیں جس طرح علقمہ تابعین میں اور عبداللہ بن مسعود
میں مانی مانی مذہب خفی ہیں یا کہتے ہیں کہ نافع و دہری قرن تابعین میں اور عبداللہ بن
قرن صحابہ میں مانی مانی مذہب مالک سے سو کہنا ان صاحبو کا بطور اعتقاد امامیہ ہی کہ یہ
الکو خبہ و مروج اپنے مذہب کا جانتے ہیں نہ یہ کہ فی الواقع یہ ایسے تھے حاشا ہم مقلد کہ
مجدد مذہب کو موقوف اعتقاد زعم تابعین اس مذہب کے صاحب اور مذہب کا کہتے ہیں اس میں کوئی

حالا علم عثمان

صفت محمد از کتاب اہل سنت حسنیہ علیہ السلام

فتح کی جانب المہنت نہیں ولیکن قلم در کف دشمن بہت قولہ ذہبی نے کتاب میزان الاعتدال
 میں یحییٰ ابن ثعلب لکھا ہی اہل شیعہ صلب لکھ صدوق فصدقہ لنا وبعثہ الخ وقال احمد
 بن حنبل ابن عیینہ ابو حاتم انہ ثقہ و ذکرہ ابن عدی قال کان غالباً فی التشیع ثم قال ان
 قیل کیف یکلم شیخہ البندع مع ان العدالت منافیۃ للبعدہ ما خود فی تعریف التقدیح جو صاحب
 سفر بنی رسالہ سہم صاحب علی حسن شیعہ اور جواب اسکا ابتداء رسالہ میں لکھ چکا ہی معذک
 مراد تشیع تابعین و تبع تابعین اسکا تفصیل مضموری بلا تفسیر شیعین ہی اور وجہ اسکی
 یہی کہ یہ سب لوگ نہا جریں انصار تھے کہ ہمراہ جناب امیر جنگ صفین میں لڑے سب ہی ائمہ
 سو آدمی کے تھے انرا جملہ قریب تین سو آدمی کے شہید ہوئے اور سورت بعضی لشکر شریعہ
 کے نسبت جناب امیر کے بے اور بی کرے تھے جنکو المہنت ہی بڑا جانتے ہیں لہذا امیر لوگ
 اور انکے تابع اور تابع تابعین مشغول مع خاتم الخلفاء تھے اور لقب انکا اور سورت بمقابلہ
 لوگوں کے شیعہ خلیفہ شیعہ اولی مقرر تھا چنانچہ حدوث اس قسم ص تشیع کا کہ مطابق مذہب
 ہی حال ہی ہفت ہجری میں اتفاق ہوا پس مراد شیخ نسبت اس میں ایک ہی لوگ ہوتے
 اندوہ لوگ جو بالفعل متشیع بنے ہیں یعنی افضی اس پر سبط تابع و قدسی و شعیاب وغیرہ میں لکھا ہی
 کہ فلان من الشیعۃ او من شیعۃ علی خالاک وہ متشیعی تا طرفہ یہہ ہی کہ خود عبارت میں انہی ہی وضع
 اس میں ہم کا موجود ہی لیکن حقائق انکے چشم بنیا و گوش شنوا انہیں بخشنا یعنی قولہ قلنا الفلانی
 فی التشیع والتشیع بلا غلو کان کثیراً فی التابعین و تبع التابعین مع انہم کلمہ کا اور اس میں
 والصدق والورع فاورد حدیث ہذا مع کثیریم مضاع کثیر میں آثار النبوة و ہذہ مقصدہ
 انتہی ان اگر تشیع اور کلاما معتقاد کذا ہی اہل فضل ہو تو اسکو بدلیل ثابت کر و اور جواب
 علم لو سورت نہ کیا پس کسی سے کلمہ اٹھاؤ کہ بعض نے سنی کہتے ہیں کہ گروہ شیعہ جنکا ذکر کیا
 کتابوں میں باقی خبر اب جو موجود ہیں یہ افضی میں اور اکثر تقلید متسرکہ کرتے ہیں جواب اسکا یہ
 کہ تاریخ سے ثابت ہی کہ ہر زمانہ میں صد ہا شیعہ بہ کماں ثابت ہوا کہ خسیہ تابعان

فی کتاب
 میزان
 الاعتدال

مستقرض میگفتی قول زید شیعہ کا بھی الی قولہ مقرر اکثر مسائل میں تالیف شیعہ چونکہ بزرگوار
 شاگرد ابی ہاشم بن محمد بن عیسیٰ اور اکثر کلام ابی ہاشم کا حدیث امیر المؤمنین سے مطابق آتی
 شیعہ بھی جسکو مستند بنائے بغیر جسکا بھی جواب کتاب السنن موجود ہیں خصوصاً جسکے نام آتے
 فہرست میں بطور خود لکے ہیں یہ فرمودہ ہیں اور نہیں جہاں کہیں یہ قول بعضی سند کا لکھا
 بتلاؤ ورنہ چوٹ بولنا گوہر کما نام برابر بھی مستثنیٰ یہ بات کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ مستثنیٰ الی مستثنیٰ
 ہو گئے اسلئے کہ جبکہ وجود السنن عالم میں باقی ہی اور سوقت تک شیعہ ادوی کہ خاص ہی لوگ
 ہیں موجود ہیں گو اب انہوں اس لقب کو بابت خیال و ادق کے ترک کر دیا بھی اور ہر ایک کو
 امام کا لقب پر ترک و ادق سے وہ بھی اسلئے کہ ملایم ترین کی نے تصریح کی ہے چنانچہ
 کلام شیعہ اسباب میں انتہی الکلام میں موجود ہی اور مختصر سند بالفعل بھی کافی ہے کہ شیعہ
 ساری امامیہ سبواب صاحب اقصیٰ لکھا بھی ہے امامہ درانیہ صاحب اقصیٰ میں کوئی دربار
 اور اقصیٰ کو ان میں قرناش صاحب اولاد فی عجل عالمہ اور تیسرے شیعہ شیعہ زجرہ صاحب
 پرانی میں یہ عبارت لکھی ہے با کمال و عیدہ ام صاحب اقصیٰ دربار و ادق کے خدائیں قرناش
 صاحب بود و ادق فی عجل عالمہ انتہی بلفظہ اور صاحب جمع البحرین و طالع النیرین لکھا بھی ہے
 امجدیہ ذکر الرافضیہ و الرافضیہ و ہم فرقہ من الشیعہ و فرما زید بن علی علیہما السلام حلین ہما
 من الطعن فی الصحابۃ فکما عرفنا قتالہ و انہ لا تبصری من الشیعہ من روضہ ثم استعملوا عبد اللہ بن
 کل من غلامی ہذا الذہب احل الطعن فی الصحابۃ انتہی اور حلال جاننا اثناعشر یہ کلمہ
 طعن صحابہ کو ظاہر ہی ہے لقب ہے شیعہ انکا بھی اور جب کہ پورا قرآن ہی کہ مستثنیٰ تلامذہ الی
 ہیں اور کلام ابی ہاشم مطابق مذہب شیعہ ہی تو مستثنیٰ بالضرورہ و اقصیٰ شیعہ شیعہ اب خرابہ
 اور سے مستثنیٰ ہیں یا وہ ایسے فقہر اسگ زر ویرا و خیال و دوا کی بھی چیز ہیں قولہ
 نابھان علی حروف شیعہ اور منی شیعہ کہ وہ ہیں اور یہ لفظ قرآن و حدیث میں کی گئی
 ہی قولہ تلامذہ من شیعہ ہر قسم اور حدیث طبری میں ہی و شیعہ تلامذہ شیعہ تلامذہ

مرق ثانی ایک پوشیدہ ابو بکر و عمر عثمان کہتے تھے معاویہ نے جناب امیر سے حجامہ کر کے اپنے گزروہ
 کا لقب سنت و جماعت رکھا اور اس سے سنت میں مرقضوی جماعت کے جماعت بنی امیر ہی وقت
 عباسیہ پہلی سنیر کے اس لقب کے اور سنی کے کہ مراد سنت سے سنت بنی اور جماعت سے جماعت
 اصحاب ہی سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں کہا ہے کہ جب نے بین معاویہ و امام حسین صلح ہوئی
 نے نام اور سال کا جماعت کہا اور صواعق میں ہی کہ اس ۶۱۰ ہجری میں جب امام حسین شہید ہوئے
 یزید نے نام اور سال کا سنت کہا تو نفس الامریں ترکیت بولائی اس لقب کی یہاں تکھی ہی
 انتہی حاصل ہو چکا ہے یہی لقب ہونے تابان علی کا بشیہ گذر چکا اور لفظ قرآن ان میں
 شیعہ لیکن ہر ایک نے قرآن کو یا عرض عثمانی سمجھا کر خاطرہ ہی نہیں پڑھا اسلئے نہ صحت لفظی
 اور نہ بقیہ آیات جن میں ہم شیعہ ہی یاد ہیں صح حفظت شیعہ و غایت عنک شہادۃ قال تھا
 اللہین مرق اور یزید کا کوثر تھا و قال تھا نعم کثر عن من کل شیعہ ابیہم شہ علی کہ جس نے اعتنا
 آیت اول سے حال دنیا کا معلوم ہوا اور آیت ثانی سے حال آخرت شیعہ کا فافہم سبحان اللہ
 حرف مطلب آپ اور ان میں اور تمت سنیوں پر ہوا اور زیادت ضمیر کہ ان میں آپ کہیں اور طوفان
 سچا کہ عثمان پر لگائیں شاید حرف آئے قرآن مرقضوی میں کہ موافق نزول وحی ہی ہوگا اگرچہ
 عرب غیر مستقیم ہو جس طرح حدیث طبرانی باتفاق محدثین باطل موضوع ہی والا وہ بہت
 بیان کر داور عمل امیر کا قرآن پر لفظا و معنی جس طرح وہی روشن تر از روشن بیان ہی اور
 ابو بکر و عمر کو معلوم نہیں کہ نسی تاریخ الہد سے آپ ثابت کرینگے اسلئے کہ وجود اس لقب کا
 زمانہ شیخین میں خود مستحیل غیر واقع ہی کہ جس سے دال تھا شفاق مرقضوی پر اور مخالف بقیہ
 اور زمانہ جناب امیر میں اسکی حاجت تھی کہ سب بقیہ ہر جہین و انصار ہم کا مرقضوی تھے
 اور لقب شیعہ علی اور جو مخالف تھے وہ آپ کے نزدیک گروہ معاویہ تو انکو شیعہ معاویہ کا لقب
 مناسب تھا نہ شیعہ ابو بکر و عمر آج وہ شیعہ ابیہ سنت و جماعت آپے بیان کی قطع نظر اسکے کہ تواریخ
 اسکی کذب ہیں اور تاریخ الخلفاء و صواعق وغیرہ ہی وجہ مذکور اس لقب شہور ہے

نہیں محض انکی اجناد و جبابہ الخلق تھے یہاں تک کہ ہم سنت یا جماعت نبی حالانکہ یہ لقب اس خصیاتی پر ہے
 امیر علیہ السلام کا نبی ابو جعفر طوسی نے جامع الاخبار میں لکھا ہے کہ قال ابی بنی علی امیر علیہ وسلم
 من مات علی حب آل محمد مات علی السنۃ و الجماعۃ حیث نبی کہ اگر عبادت و طبیعت میں قول و بندہ ہو
 یزید یا زید یا زید یا زید نبوی مروی طوسی یا زید نبی اس طرح بیخ البلاغۃ میں نبی قول حضرت امیر
 بقابلہ معاویہ کہ لا الہ الا انت سبحانک جماعۃ رحم اللہ علیہا و غنصب من لفظہا و زید فرمایا الزمرۃ السواد الی اللہ
 فان ید اللہ علی الجماعۃ و ابکم و الفرقۃ فان الشاؤ من الناس للشیطان کما ان الشاؤ من الناس للہ
 اتس و درامترتات کہ ایک لفظ جو ناہل سنت جماعت کا بین لقب بن نبوی و در فہم منہ
 و جس کے اہل جو نہ یہب شیعہ کا کہ الامرا بنی نبی عن ضد و جبکہ ہر جگہ جناب میرا کہ یہ بلع انباء
 جماعت کرین اور شاز و فارق جماعت کو مفسد شیطان فرما دیں تو بے شک اہل فہم شیطان
 حتی کہ یہ لفظ سب کا زبان و مقصود ہی پر ہی گزری نبی بقابلہ اتباع ابن سبا ہر نبی کہ وہ حکیم شیعہ
 الشیطان یہ کہ امت حضرت امیر نبی کہ متبہا نہ یہب شیعہ طرف شیطان الطاق کے نبی اور مذہب
 او کی معلوم التکلیف شیطان شہرہ آفاق سے نبی کہ اسناد خاص ابن سبا تاغیر منکہ بابت نہایت
 میں شیطانیہ فہم نہیں ہر نبی کہ شیطان کہ فرمایا قسار و فرمایا ہے یہ بات کہ اگر نبی
 شیعہ علی ابن تو ہر انہوں نے اس لقب کیوں چھوڑا سوچو اور اسکی نظاہر نبی کہ جب لقب سبب
 انتحال متخلین و دخول بطلین مخصوص بل فہم و اجابت و زمرہ ہو گیا اور اسکا نا لہ فرق شیعہ
 ہو گیا جب طرح لفظ موس ساتھ جو کہ ہے اور لفظ متعلق ساتھ و تصدیق خواہے اور لفظ سبب
 حدیثی کے اور لفظ حلال خور ساند نجاست کہشک بنا و علیہ یہ لقب بل سنت و جماعت کے شیعہ
 ہو گیا اب اگر نبی اس لقب احترام کرین تو کہہ دینیں کیونکہ وہ ہم نجاست و نجاست نبی اور
 البسنت جماعت کا واسطے امتیاز حق کے باطل سے مقرر ہو اکیہ کہ غلات و روافض و زید و
 وغیرہ تابعان ابن سبا ہر نبی کہ اس اور حسین علیہ السلام انکے شیعہ کہتے ہیں اور یہ صدہا
 و عمل ہوتے ہیں فقیر اللہ تم الغشوق بعد الایمان قولہ شیعہ وہ لوگ جنہوں کی کسی کی طرف راہی

قول ابی عبد اللہ
 فی البسنت لعلہ

جنک عقل بن
 میں قسم ہو جا اسلہ

نکی اور یہ ایک مستخرج سے ہیں اگرچہ ظاہر میں اعانت مساوی کی گئی لیکن الجین میں معاویہ کے
 نسخ جو اب پانچ اسکا گزر چکا کہ جنابا سرے انکو معذور کیا اور فرمایا قبضہ اعلیٰ باطل قول
 ابو حنیفہ و ثمنون المہبت کا دوست تھا جو اب پانچ اسکا آویگا سمندر سالہ انوار برہین میں
 کتب طائفہ سے ہی لکھا ہی کہ ابو حنیفہ ربیعہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور نسبت فرزند کی
 ساتھ اس کے رکھنے سے یہاں تک کہ حضرت محمد بن علی خازن مشہد مقدس تلمیذ و ربیب ہونا
 ابو حنیفہ کا اخبار استفیضہ مشہورہ میں شمار کیا ہی پہلی وجود ان خصوصیات دوستی ابو حنیفہ
 ساتھ و ثمنان المہبت کے بنایت پسیدگی قول اول خدمت امام جعفر صادق میں و مسائل انکس فی
 مرد و ثمن تھا احادیث مسائل شرعیہ میں اپنی عقل کو دخل نہ کیا تاویل تسویل کرتا تھا جو اب تلامذہ
 کا ائمہ المہبت سے باقرار محدثین شیعہ مثل محمد تقی درلواع و باقر مجلسی در تذکرہ وغیرہ فی غیرہ اور
 حاصل ہونا اجازت اجتہاد و فتویٰ کا واسطے ان کے پیش گاہ ائمہ سنی بخوبی ثابت ہی چنانچہ ابو حنیفہ
 کہا کرتے تھے کہ لو لا السنن لکن النعمان اور جو اب تسویل کا اوکا قول امام نے فرمایا کہ تو
 ہمارے حدیث کے احادیث میں تاویل کر کے معنی اس کے اور طرح پر درو لوگوں کے بیان کرتا ہی
 تھا سنی انکار کیا امام نے فرمایا کہ اگر تو چہرہ سطح کر گیا تو ہم تجھ کو عقوبت کرینگے جو اب ہر جگہ
 محمد بن نعمان ثقیب شیطان الطوائف کے ہی نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کے کیونکہ یہ لوگ بسبب علمی
 عبارات اند کو سمجھتے تھے پس تیب کرنا قیاس صحیح شریعہ کا النہ ممکن تھا اس لئے ائمہ نے ان کو
 قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ وغیرہ کو ملاحظہ کثرت علم و قوت اجتہاد اجازت قیاس سنی
 کتب حنیفہ اور رسائل فضائل المہبت میں اجازت صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس
 صحیح ہی چنانچہ اسی جگہ سے محمد کو فہم ہونے کہا ہی کہ حنیفیہ علم اند مذہب ابو حنیفہ انتہی
 روی ابو الحسن الحسن بن علی باسنادہ الی البختری قال دخل ابو حنیفہ علی ابی عبد اللہ علیہ السلام
 فلما نظر الیہ الصادق قال کانی فی النظر الذیک وانت یحییٰ سنۃ جدی بعد ما اندرست و لکن و مضر فا
 کل ملہون وغیرہا مکمل مہموم بک یسکال التخیرون اذوا و قضا و تدریم الی واضح الطریق اذا

ابو حنیفہ ربیبہ امیر صادق

ابو حنیفہ مالک امیر

اجازت دی ابو حنیفہ

انجیر خاک من اللہ المؤمن و التوفیق حتی مسلک الربا یوں کیا طریق انتہی اور سچ بخیر طریقی میں
 کہ لکھا ابو حنیفہ مسجد الحرام میں بیٹھے تھے اور بہت لوگ اونکو گھیرے ہوئے مسائل پوچھ رہے تھے
 وہ اونکا جواب دیتے تھے اتنے میں جنہ صادق علیہ السلام ابو حنیفہ کو معلوم ہوا کہ امام کھڑے
 ہیں یہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا یا ابن رسول اللہ اگر میں پہلے سے جانتا تو نہ بیٹھتا کہ کیا ہے
 محکو خدا کہ میں بیٹھا ہوں اور تم کھڑے ہو فرمایا بیٹھو ای حنیفہ اور جوابدہ لوگوں کو کہ کھڑے ہو کر جواب
 اپنے باب داداؤں کو کہ قولہ نھان پس منصور و انقی یا ہارون خشکی گیا اور روافی ہو گیا وہاں
 کہ دشمن آل نبی تھے اور چاہتے تھے کہ لوگوں کو ان کے مرجع کریں اور انکی مجلس میں جمع ہوں
 ابو حنیفہ کی تکذیب کی اور ایسا کیا کہ خلاف طریقہ ائمہ کے احکام شرع جاری کر دے کہ موجب ہزاری
 قوت کا ہو جواب سوائف ہوا ابو حنیفہ کا ساتھ عباسیہ غلطی ہی اسلئے کہ مجلسی مذکورہ بالا
 لکھا ہی کہ ابو حنیفہ مقایمہ منصور بن اور امثال منصور بن خلفا بنی امیہ و عباسیہ کہتے تھے کہ
 اگر یہ لوگ مسجد بنادیں اور محکو حکم کریں کہ اس کے اجر کو گنوں البتہ میں نمازوں کیونکر یہ نہ مان
 میں اور فاسق اہلبیت کے نہیں کہ کتابہا تک کہ مشہور اسکو سبب ان باتوں کے نظر سے گریز کر
 قید کیا الی آخر القصد اور پر جلسہ بھی اقرار کیا ہی کہ ابو حنیفہ عند ظفار عبد سید میں معاصی
 بر ملا بیان کیا کرتے تھے یہاں تک کہ انکو قید کیا اور جتنی سرپرستی المہبت کی المہبت سے قید
 عیشہ اور سکی شیعہ عمل میں نہیں آئی انتہی اور دشمنی عباسیہ کی ساتھ آل نبی غیر مسلم ہی
 کیونکہ قاضی نے مجالس میں کہا ہی کہ منصور و انقی در مقام سیکہ اور اخوت زوال ملک
 بنو اظہار شیعہ قولاً و فعلاً ہی نمودار انتہی اور ذکر ہارون میں لکھا ہی کہ ازافاضل آل عباس
 و در عقیدہ شیعہ راسخ و از نصرت آن مذہب سرور سی بود انتہی اور حال ماموں میں لکھا ہی کہ
 روز سے ماموں باصحاب خود گفت میدانید کہ مذہب شیعہ از کہ آموختہ ام گفتند گفت از پدر
 ہارون رشید انتہی موضع الحاجۃ پس شیعہ یہ بات کہ ممکن ہی کہ سرپرستی المہبت
 کریں اور کتب رز و قبح مذہب شیعہ تالیف کروادین قولہ نھان نے کتنی کتابیں ٹائیں

ابو نعیم اپانت بنی فاطمہ کی لکھی اور روایات صحیحہ و قضاویٰ اور کوہکس کیا اور تفسیر بحسب دیوانی اور
 متاویہ کی اور مخالفین لمن نزدیک اور مثال ان احوال کے درج کئے و خلفاء عباسیہ میں منیدینا کیا
 تمام قلمرو میں اسکو مشہور کیا چو اب اپانت کرنا ابو نعیمہ کا کتب مخالف کتب و اخبار مستغنیہ بنی اسلئے
 کہ اول سے اسلام میں تصنیف امام مالک شافعی ہی کہ مرطاشریف لکھی اور یہ متاخرین ابو نعیمہ
 اسی جیسے انتساب فقہ اکبر کو ہی طریقہ اوکے اکثر محققین صحیح نہیں جانتے معذرا و سمین اپانت
 بنی فاطمہ درج بنی امیر وغیرہ کی مرقوم نہیں ہیں دعویٰ جس کتاب سے منقول ہوا و سکا نشان و
 حالانکہ بصورت شہرت دینے عباسیہ کی اوں کتب کو اپنی قلمرو میں چاہئے تاکہ نسب کثرت شہرت
 آج صدائے نسخہ اوں کے میرے حالانکہ بعض نسخہ ہی سموع نہیں چہ جائز تیر کی خصوصاً جس
 صورت میں کہ شیعہ دشمن در پی رسوائی ابو نعیمہ ہوں معدوم ہوا کتب کو کا بنایت مستغنیہ
 قاضی شوشتری اپنی مصداق میں کہا ہی قال صاحب الکشاف فی تفسیر قولہ تقال لایزال محمد
 الطالین ان ابابنعیمہ کان یفتی برأبوجہ نصرۃ زید بن علی بن الحسین و محل المسال الیہ الخ و
 مصر علی اللص التغلب العثمی الامام و الخلفیہ کالدوافقی و استنباطہ حتی قالت لہ امرۃ اشرت الی ابی
 باخروخ مع ابراہیم و قد قتل فقال لایتنی کنت مکان ابک انتہی کہو اسیکا نام اپانت بنی فاطمہ
 درج عباسیہ بنی یا اور کسی چیز کا نام چو کہ کہتے ہیں حسن مانہ میں کہ نہان کتاب میں مسائل کی
 بنانا تھا ابکدن مارو کو کہا کہ بنے نوافق تمہارا ایک مسائل کہو کہو کہو کیا لیکن معلوم نہیں کہ
 امام سجدہ میں انکار مذکور کہتے ہیں باکملی اسبابا کو دریافت کر لیا چو اب متنے اگر چہ نام نہان کا
 مکرر کہ کر چکے بطور تشبیہ کہا ہی لیکن بہر حال حقین نعمان کو اسی تفسیر سے حیلہ ذکر بات کا کج
 اعد ذکر نہان لہا ان و کرہ ہوا المسک فاکثرہ فی مشورع ہذا اس لفظ سے کہ کہتے ہیں معلوم
 کہ یہ نقل کسی کتاب سے منقول نہیں! فواہی بالذاری خبری السوئیہ استبدال محل لزام میں حجت
 نہیں ہو اگر سے معذرا چو اب حنیفہ کو خلاف اندیشہ میں اسقدر سبالغہ ہی کہ اولیٰ اپنی جہت
 میں قصد مخالفت ہی تو اب مجملہ اوں کے دو چار ہی مسئلے خلاف اوں کتب شیعہ سے ناجائز

تفسیر
 قاضی شوشتری

تفسیر شوشتری ابو نعیمہ

قولہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو مسائل مختلف کسے ہیں گنتی اوکلی کنی ستر تک بھیجی جی جواب
 تمہارے دلجو ہی ہوا ان چند مسائل کے چار سالہ ہی مسئلے مختلف مخالفانہ ہدی کتب
 نشان دو آخر باوجود اس شہرت نام کے کہ حدیث کے تمام قلم دانہ میں کہ عربی عربی
 پہلایا غایت جانا اور کمال محالات عقلیہ سے ہی کا تو اہل کمال انکے صدیقین قولہ کتابا بحیل نصیرنا
 شمل میں ہی کا نام شافعی کہتا ہے کہ ابو حنیفہ تین سو تیس مسئلے اپنے قیاس سے لکھے ہیں
 کفر میں اور ربع الابرار و عشری میں ہی کا ابو حنیفہ نے چار سو حدیث کو اپنے قیاس سے رد
 کر کے خلاف حکم خدایتوری دیا جواب یہ دو روایت مسروق بن رمالہ تحفۃ الشیخہ سو
 روایت زعفرانی معتزلی البسنت پر حجت نہیں اور کتابا بحیل غیر مشہور اور مجہول لاجوال ہی
 سعدان و دو روایت میں صرف ابو حنیفہ لکھا ہے نہ نماز بن ثابت اور اس کنیت کی تخصیص
 بین ائمہ ایک یہ تھا جب یہ طعن وارد ہی اور شافعی شاگرد محمد بن حسن تلمیذ ابو حنیفہ بن
 اوسے صدر ایسے کلام بفرجام کا محال ہی بلکہ قول مشہور مستفیض اور کما حق امام میں یہ ہی
 کہ النکس کلم عیال ابی حنیفہ فی الفقہ اور خضر بن علی شہدی شیعہ توضیح انور فی الحجج الاولیاء
 لدفع شبه الاعور میں شرح ابو حنیفہ کا اقرار اہل ہمار کیا ہے اور اگر فرض کریں کہ یہ ابو حنیفہ ہی
 جبکا نام نماز ہی تو وہ مسائل کفر خدان حکم اللہ آخر کیا ہوئے تم صدائیں سے دس
 بیس ہی مسئلہ نماز کے مخالف حدیث و قرآن کتب حنفیہ سے نکال دو ہم سب کو ان کیلئے قولہ
 میں کہتا ہوں کہ مقدمہ رفع یدین فی الصلوۃ میں چند حدیث متواتر صحیح بخاری میں لکھی ہیں لیکن
 ابو حنیفہ نے انکو منظور نہ کیا بلکہ اس کے فتویٰ دیا تاغلان اللہ ہر جواب انکو اور انکالاب
 دیگر علمائے ربیع میں بڑا دخل ہی ابو حنیفہ سن چھتا دھو میں پیدا ہو اور سال یکصد و چھابہ میں
 انتقال کیا چنانچہ اپنے صفحہ چہارم میں لکھا ہے اور جب چتریس سال اوکلی وفات ہو گئے
 اور وقت امام بخاری سال یکصد و نو و چہار میں پیدا ہو اور سال دو صد و چھابہ چہار میں
 باپ ہی اونسے و تین صحیح بخاری کہاں ہے جو انہوں نے احادیث رفع الیدین بخاری کو منظور فرمایا

ذکر رفع یدین و مخالفین ابو حنیفہ و رفع یدین مسئلہ

ہوا کی وجہ سے جو جب نفس نکلا تو باقیہ ہوا کی شکل اختیار کر لیا اور ہوا کو ہسٹوہ و سلام یاد کرتے ہیں لہذا
 یاد کریں اور حضرت امیر مومنین علیؑ سے پہلے میں اور باوجود ابوزرہ جہلی کے کہ ہم اللہ میں اگر کوئی
 جہنم رضی اللہ عنہ دیکھ کر مانتے ہیں کہ منہ پر غشا کرنا بہت ہی یاد کیا تو اس میں کیا حجت ہے
 اس سورۃ الفہم کی طرح علماء کو بطریق درست و شائع کو ہدایت تقدیر میں اہل اہل و عیال کے لئے
 یاد کرتے ہیں بشرط مناسبت حال و احوال و حال و اندام اس پر اب قولہ اور یہی بتوئی یا کرتی
 حسینؑ فاما ہر آیت معلوم نہیں میری ایک کہ گاہی کہ حجت الملبیت کی حرو و ایمان ہی اور ہر
 اس لئے کہ اس کا مائتہ و خستہ و ہزار و اربعہ اہل بیت میں گاہی جواب اس تقریر سے ظاہر
 کہ یہ فتویٰ الوصیفہ نے دیا ہے۔ متافعی و مالک و احمد نے سوا اول معلوم ہوا انکا احوال
 کلمات سے ثابت کیے پھر الوصیفہ بطعن حالہ کہ جو در الیست کا یہی عقیدہ ہی کہ الملبیت مسور
 نہیں اور ازواج ہی داخل الملبیت ہیں کما مر اور یہ عقیدہ نسخی و خبیثہ کا یہ ہیں التعداد
 کہ بقول آیت کے ہم کلام ہی و وحی ہی وغیرہ کتب مائتہ و خستہ و ہزار و اربعہ ہی حجت ابویہ سے
 سہو یاں اسکا بطریق مودہ کے یہ ہی کہ آج احادیث میں طرفین ثابت ہی کہ جب بن علیؑ
 مروان بن ابی سہبہ نے بارہ ہزار دینار سنہ سے اوکی مدوکی اور کو حجت بن ابی
 و عمار الملبیت بیان کرنا شروع کیا کہ اس میں نہیں نصرت رہد بن علی کی وجہ سے دین اسلام
 ہی چنانچہ الوصیفہ اس بات عہد مذکور و واقعی مابہی میں قید ہوئے بلکہ مسطور المکور ہر سے
 شہید کیا اسی بات پر کہ الملبیت کمال صوح رکھتے تھے جب یہ سے اول لوح خراسان و
 سیستان میں منصور پر عروج کیا اوہو بن کوگو کو بخیر نص کی متابعت مابیت مذکور پر اور
 ہارون رشید کو قاضی کرنا تھا انہو بن قبیل کیا یا ہانک کہ اس سے گور سے ماکہ اور جو
 مدیم قبول کی بہت ہی کہ سادات اس شمع میں بہتے انہو بن کہ مکہ عین ہی جو کہ الملبیت سور
 عربی بر حکمرانی نہیں کہ نیک اسور اب ہی اسطرح انکے بمسائل میں ایک شخص حروہی ہوا
 رہتا تھا نہایت عالی باہمی اور حضرت امیر کو کافر جانتا تھا الوصیفہ ہر چند اسکو سمجھنا یا شجاعت کی

دوسری الوصیفہ اہل بیت

حجت بن حسن اور کاؤب

اوسنے ایک نئی آفریز ملکات کردی بعد چند روز کے ایک دن اوس کے پاس گئے اور کہا کہ ایک
 شخص مجھ کو میرے پاس بھیجی و اسطے پیغام نسبت و خیر تر کیا اوسنے حال چہا انہوں نے کہا
 دولت نعمت الہیہ اخلای وصال جنس سب دست ہی لیکن ایک غیب ہی کہ یہودی ہی
 شخص نسبت خطا ہوا اور کہا تم غیب مروزی ہو کہ مروسلان کو تکلیف نسبت کرنے و خیر کی ساتھ
 یہودی جیتے ہوا تانا نہیں سمجھتے کہ اگر کسی مسلمان کی یہود کی نہیں پہنچتی ابو حنیفہ آہستہ کہا کہ خواجہ صاحب
 اتنا خفاست ہونے سے جو امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کو کافر کیا اس میں سبھا کہ جب خیر سیم کا فر کو
 یہ بھی تو اگر دیکھو وری یہود کی یہ بھی کیا دیکھو ہر وری سخت پشیمان ہوا اور اپنے مذہب کے
 قریب کی اسطے مناظرات انکے سات قدامت شیعہ کے مثل شہام بن الحکم و محمد بن عثمان و محمد بن مسلم
 و غیرہ و اس میں مضبوط بن یہاں تک کہ علی شیعہ اہلسنت پر طعن کی کہ انکے ائمہ و قیام الزام
 دہی ائمہ کہتے تھے اور اوسکا جواب صاحب تحفہ نے باب سکا کہ میں ابو حنیفہ کو کہا ہی کہ جو
 اپنے سابق میں واسطے الزام ناحی اہلسنت کے بلکس نقل کیا ہی کہ شیطان الطاق و غیرہ انکو
 الزام دیتے تھے حالانکہ انکو یہی مثل جمہور شیعہ اقرار ہی کہ ابو حنیفہ ذکی ذہن تھے بخفی اور
 وہ میں غالب ہوتا ہی مناظرہ میں الزام خودہ علیہ المتقین میں ہی کہ جعفر صادق ابو حنیفہ
 فرمایا کہ پرست مجھ کے نکمیا یا کرو چنانچہ ہر اور ہونے نکمیا یا یہاں تک کہ انتقال ہوا الفرض جیسا
 حال محبت ابو حنیفہ کا سات اہلبیت کے تھا اسطے حال انکے شاگردو نگاہی تھا یہاں تک کہ جب
 امام موسیٰ کاظم کو خلیفہ عہد نے مجبور کیا تو اوسوقت بھی تاحی ابو یوسف و محمد بن شیبانی حدیث
 اوس کے پاس جایا کرتے اور زیارت و استفادہ سے مشرف ہوتے بخلاف مرویات شیعہ کے کہ جو
 عکس یہ انہوں نے جانا انا ترک کر دیا تھا اور اپنے طرف سے مسائل ثابان کے اور منسوبانہ ہری
 کر کے خلق کو گمراہ کیا کرتے تھے جیسے پشامین و شیطان الطاق و غیرہ بالجلہ جنکی مروت و لغت
 کتب شیعہ اسطے ثابت ہو اور کو نعمت بعض آل پاک گناہ نامی کا تو کہ اس سر راوٹا نا
 اسکا اہلسنت محبت اہل بیت کو کل ایمان کہتے ہیں تو کہ میں جو جہلی کتب اہلسنت میں لکھا ہی

کتاب الفقه

رسالہ غزالی در بیان حقیقت

نور تبار غزالی کا جامع الامام غزالی

طبع ملک عمیرہ: ابو حنیفہ

حلقہ ستر باب جو تہ زادہ

ان جہاں الفقہاء علی طعن ابی حنیفہ جو اس نام کتاب کا الکر اللہ اللہ تعالیٰ نہ کرنا بلکہ منتظر اور اس میں بیعت
 موجود نہیں و حال ہا یوں نے تحفۃ الشیوخ میں صرف اس کو طرف ابن جوزی کے نسبت کیا ہے
 سورایت شعیب لیل نہیں طرفہ یہی کہ عبارت غلط اور نہ ضمن معنی قولہ رسالہ غزالی طعن ابی
 حنیفہ میں مشہور ہے جو اسباب بہ شہرت الامامیہ میں ہوگی نہ اہلسنت میں اسلئے کہ احیاء علوم
 غزالی موجود ہے ادھن مناقب ابو حنیفہ کو کمال بسط و شرح لکھا ہے پر وجہ تالیف رسالہ طعن
 کیا ہے لیکن یہ کہنے کے غزالی نہ کر دوسر شخص مستتر ہے اور یہ ابو حنیفہ عامری کی ہے
 قولہ قال ابو حامد الغزالی فی آخر کتاب النحول الخ جو اسباب یہ کتاب محمود غزالی مستتر کی ہے
 امام ابو حامد حنفی الاسلام غزالی کی چنانچہ خود غزالی نے اور اسکے تالیف سے انکار کیا ہے
 یہ مطابعت غزالی قسری ہے حق میں ابو حنیفہ کو فی کے نہیں بلکہ ابو حنیفہ حنفی عامری صریح
 حق میں ہی فلا ضیر ملا صدق شافعی شرح کلینی میں لکھا ہے کہ یہ ابو حنیفہ الکیہ شخص حنفی
 عامر میں کہ بعض بات اسرو میں رہا کرتا تھا اور فقہ کو اچھی طرح نہ جانتا تھا لیکن اب وہاں کو کرنا تھا
 انتہی سے عجیب تشبیہات غزالی و جلالانی وقاضی عسکری اسکے حق میں ہیں نہ ابو حنیفہ کو فی کے
 باہمین ومن اوعی خلافتہ علیہ البیان و علیہ ناردہ بالبرہان قولہ مالک کہتا ہے کہ ضرر ابو حنیفہ
 کا امتیاز میں نہ یاد و شیطان ہے ابن ہدی کہتا ہے کہ کوئی فتنہ اسلام میں کثر فتنہ جلال
 سے کہ ابو حنیفہ نہیں مشہور ہے جو اسباب مالک و ابن ہدی و نور جلال شیعہ میں ہیں
 سوائے شعیب سے چنگبہ الزام اہلسنت قصد کرنا بجائی ہے نہایت ہی معذرت صاحب قاسم
 نے لکھا ہے ابو حنیفہ کئیہ عشرین من الفقہاء مشہور ہم امام الفقہاء نعمان انتہی فرمائے کی
 کیا دلیل ہے کہ یہ ابو حنیفہ امام اہلسنت میں لا غیر اکثر اسرار و ثنی سے اب تک وہہ کا وہ
 شیعہ کا لکھا قولہ ہا یہ میں لکھا ہے کہ شریب جو شنی ہدی طیب خلال ہی بلکہ کافی شیعہ
 ہا یہ میں تصحیح کی ہے کہ مذہب شیخین کا یہی ہے کہ غم عبارت ہی خام سے اور شکر اب بگو
 آتش ویدہ ہر سکر حلال ہے اگرچہ مثل غم کے اشتداد و غلیان و کف لا و جو اسباب

زہنگ بیعت اگر نسبت این کس تریا و سے رواد و عقل جبر و ارادہ کیسے کوئی نشہ متعل
یا ہنگ وغیرہ کے کہا گیا ہے کہ دنیا اوقی نظر تو فی اسی سرب کا دستہ رہا کہ جو کہ جو کہ
پانچین بگو کہتے اور سکا تیرہ میتے اسکا نام نبیذ ہی سوا ابو حنیفہ و ضر کو اس سے اسکا

کہا کہ من لا یخضر و الفقیہین لکھا ہے ابی الامام ابو حنیفہ بالنبیذ لان ابی صلی اللہ علیہ وسلم قد مر
ہ اور مرندی و احمد سے ابن مسعود و انیت کی بھی کہ آنحضرتؐ اور سے کہا کہ تمہاری مجال
میں کیا ہے ابن مسعودؓ کہا نبیذ ہی فرمایا خرابا پاک ہے اور مانی پاک کرنے والا ہے یہی نبیذ
آنحضرتؐ نبیذ سے سمجھا ابو حنیفہ یہ تر مار کرتے ہیں کہ جب ضر کو سے کہا یہ خالص نہیں
ور خارج مصر و قرہ ہو حتی کہ قاضی شافعی و جرج ابو حنیفہ کا اس سے نقل کیا ہے بکلام اس کے

لقائد میں لکھا ہے لا حرم نبیذ التمرالی قولہ فہم تحریر من قوال اہل السنۃ خلاف اللہ و
تی پس اگر نبیذ کو حکم شرب ہوتا یا او میں شکر ہوتا تو آنحضرتؐ اس سے کیوں و نہی کرتے
یہ کیوں اس کو چیتے خصوصاً سر بن خطاب کہ بانی مانی حرمت خمر سے حالاً کما حدیث
کثیر سے مینا آنحضرتؐ کا نبیذ کو بلکہ حکم کرنا شرب نبیذ ثابت ہے عن ابی سعید قال ابی صلی اللہ

علیہ وسلم من شرب بالنبیذ منکم فلیشر بہ زبیا فردا و عمر فردا و اسے فردا اخرجہ مسلم اس
معلوم ہوا کہ وہ جبر کو ملا کہ اس میں نشہ جلد پیدا ہو جاتا ہے بعض علماء نے کہا کہ یہ
اور نزدیک امام اعظم کے حلال اور اگر نشہ کرے تو حرام بنا کر علی بذل اعتراض شرب نبیذ
پیغمبرؐ بلائق تھا اور نبیذ کو اسے کہنا مخالف نبیذ ہی قولہ تفسیر کیوں لکھا ہے قال

ابو حنیفہ او اسے جرحی امر و محل ہا لایزم ای وقال شافعی لایزہ جو اسے اسے الزامی
ہے کہ مذہب امامیہ کا ہی اس مسئلہ میں یہی ہے بلکہ وہ حد میں تو ہم واطی کو واسطے صحت عقد
حریات سودہ بر شہ را کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ تو ہم واطی واقع تنبیع امام اہل نہیں ہو سکتا
پس جو اب کہ شیعہ اسکا دیون وہی ابو حنیفہ کی طر سے سمجھیں اب شافعی اس عدوی کا تو حلی ہے
ارشاد اولاد ایمان کے اوائل کتاب اس کے وہ میں لکھا ہے فلو تو ہم العقد علی الحررات المودہ

نہجہ امام زہد ابو حنیفہ

سبط ولا سبط احد بالعقود مع العلم بفساد ولا باسبغار بالوطی معباد و توہم اہل بافتی اور جواب
 تحقیقی یہ ہی کہ نزدیک ابو حنیفہ کے وطن کنیز زادہ و غم سے جہد لازم آتی ہے چنانچہ وطنی حرام بتقدیر
 امام یہ کہتے ہیں کہ جو تفریح مجازم عالمی سے کرے اور سرحد نہیں لیکن تفریح شدید واجب ہے اور
 سرچ لفظاً ام عبارت امام نہیں امام رازی عبارت الجملہ قاصد فرمائی سمند یہ صورت بطریق فرض
 ہی اور فرض کو وقوع لازم نہیں آخر سیدہ تو اس سے زیادہ کچھ کہتے ہیں کہ دفع کرنا فرج جاریہ کا
 بالاجماع درست ہی وہ خرچی جاکو اور مستعد کر آو کر گناہی اور کسی واقف کما حقہ کے خلاف طریق
 اسطرح ام ولد کو کسی کا نوکر کرادے حدیث پر یا اصل گری پر اور فرج اور کسی دوسرے شخص کو
 حلال کر دی تو حدیث واسطے اول کے اور فرج واسطے دوسرے کے ہو جاوے گی اسطرح مستعد
 دور یہ درست ہی ہر چند اثنا عشر یہ زمانہ حال منکر اس مسئلہ کے ہیں لیکن محققین امامانیہ اہل ہیں
 اس بات کے کہ بے شبہ یہ مسئلہ کتب شیعہ میں موجود ہی گویا یہ مثل ہندی اسی جگہ سے نکلی ہے کہ
 کہ ایک جوہر سے کہنے کو بس ہی الجملہ عاریت دینا فرج اما و کا اور حلال کرنا فرج حرک ضیف
 و احباب کے لئے اعظم طاعات و عمدہ عبادات ہی ہستی کہ ابن بابوی قمی صاحب القناع نے ایک فتہ
 میں اس میں صاحب الزمان سے نقل کیا ہے جس کے پڑھنے سے بال بدن پر کٹے ہوئے ہیں
 سعادت اللہ یہ دین منو آئین راجع بابوی ہوا قولہ وہ جو سستی کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ شاگرد
 امام جعفر صادق علیہ السلام تھا اور امام نے اس کے اجتہاد کو پسند فرمایا شخص بے اصل و سخن
 ساز ہی کی شاید جس مانعین قصور اجتہاد کا اس کے وطن میں تھا حلقہ دوسرے امام میں حاضر ہوتا
 جواب سخن ساز ہی سنوئی اس باب میں جب مسلم ہو کہ خلاف اس حدیث کے انکی کتا بوں سے
 غم ثابت کر دو و الایہ آہی کی سخن ساز ہی نہیں گی علی الخصوص جب یہ دعویٰ باقرار کا ہو کہ
 امامیہ ثابت ہو تو اسوقت دعوہ و راستہ حق پوشی ہی امن مطہر علی نے نج اگر راستہ
 میں اعتراض کیا ہی اسباب کا کہ ابو حنیفہ و مالک نے اخذ علم حضرت صادق سے کیا ہی اور
 شافعی شاگرد مالک بن اور احمد بن حنبل شاگرد شافعی ہیں اور نیز ابو حنیفہ کو حضرت باقر

جواز عارت فرج برائی حکمان و غیرہ

اولیٰ فی کتاب ابو حنیفہ از امام زہری
 غلام رسول ابو حنیفہ کا امام زہری

وید ہدیس میں ہے کہ جبکہ امام حسینؑ شہیدین کے غیبت امام مہدیؑ میں شروع
 اجتماع ہوئے ہیں استقامت و وجوب اطاعت کا یہ کہتے ہیں انورہ مجتہد جسے حضور اکرمؐ میں شروع اجتماع
 حاصل کئے ہوں اور اونسے اجازت فتویٰ و اجتہاد کی ہو مذہب امام کا کیونکہ اولیٰ باقی ہے ہر گز
 ابوحنیفہ کو باعتراف شیخ حلی باقر و زید شہید حضرت صادقؑ اجازت فتویٰ کی دی تھی اس میں جاننا
 ابوحنیفہ کا شروع اجتماع کو نص امام ثابت ہوا جو اولیٰ واجب الاطاعت تھا وہ روایت سے
 کرتا ہی اور یہ کفر تھی خصوصاً وقت غیبت امام کے البتہ مذہب امام کا اولیٰ باخذ ہی نہیں ہے بلکہ
 وابن عقیل وابن معلّم سے ہذا اذعان کرو کہ اگر ولایات البتہ کا اس میں اعتبار نہ کریں تو یہاں
 امامیہ البتہ مقبول ہیں جمہور امامیہ راوی ہیں کہ جب ابوحنیفہ پاس منصور خانیکے گئے وہاں
 عیسیٰ بن ہریری موجود تھا اور سنہ خلیفہ سی کہ کما کہ یہ شخص نے حج اعظم الہدایہ میں منصور پور جاتے
 احدث العلم بالانسان ابوحنیفہ نے کہا میں صاحب علی بن علی و صاحب ابی بن عباس بن علی بن
 عباس منصور کہما مضبوط ہوا تو ای جوان اپنے جی سے یہ روایت سیرج تحریر علی بن
 لکھی یہی علاوہ اسکے کتب فقہ حنفیہ میں دیکھو مثل ہایہ و شرح وقایہ و اشباہا کہ چاہا کرتے
 ہیں مذہبنا مانور عن علیؑ اور نیز کتب فضائل ابی حنفیہ میں دیکھو کہ اکثر ائمہ و امام زادے
 سلسلہ اسانہ و عظام امام اعظمؑ میں داخل ہیں اور انکو شرف تہذیب و کمال حاصل محمد بن یوسف
 و یحییٰ صاحبی شافعی نے عقود و الجہان فی مناقب النعمان میں حضرت امام محمد باقر و حضرت امام
 صادق و حضرت زید شہید و حضرت عبداللہ بن حسن بن علی بن ابیطالب عبد اللہ بن علی بن
 حسین بن علی بن ابیطالب و حسن بن حسن بن علی بن ابیطالب و حسن بن زید بن الحسن بن علی
 ابن ابیطالب و حسن بن محمد بن علی بن ابیطالب علیہم السلام کو شیخ امام اعظمؑ سے تیار
 کیا ہی اگر تمکو ہاتھار سے بڑھو تمکو بھی شرف تہذیب و کمال اس قدر ہے کہ امام زادہ و کچا حاصل ہو اور انکو
 کہو کہ اسبگدہ آدمی شیعہ کام نہیں چلتا اثبات و اقصیت تہذیب اگر قدرت ہو تو قریب سے
 فعل میں لاؤ والاذا ان قلم و قلم نہ باکو اظہار و بیان ایسے ہدیان سے باز رکھو اور اگر

بات ہی ورنہ خیر نائی نہیں ترمیم الحق بن ویکو کہ علی نے اس میں کیا افتادہ فرمایا ہی انا
 اعتقاد و کلمہ یہ چون الیہ اما الالبابۃ فطیاسر واما الخفیۃ فان اصحاب بی حنیفۃ اخذوا عن ابی حنیفۃ
 و مہر تلمیذ الصادق علیہ السلام واما الشافعیۃ فاختدوا عن محمد بن وریس الشافعی و مہر قر علی احمد
 بن حسن تلمیذ ابی حنیفۃ و علی مالک فرجع فقہ الیہما واما احمد بن حنبل فقہا علی الشافعی فرجع
 فقہ الیہ واما مالک فقہا علی الشافعی احد چار ربعہ الکر و مہر تلمیذ عکرمہ و مہر تلمیذ ابن عکس و مہر
 تلمیذ علی علیہ السلام و الشافعی مولانا جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام انتہی اور فضل بن
 روز بہان کے اس کے جواب میں فرمایا ہی اقول یہ فہم من ہذا ان کل من قر علی احدیہ فرجع فقہ
 الیہ فرجع فقہ جمیع الائمہ علی ہذا التقدیر الی الصادق علیہ السلام و فقہ الصادق عہد
 لا شک ان حق و صدق ظلم یق لم بعد ہذا الکلام اعراض علی الائمہ انتہی اور عجائب امور سے یہ
 کہ قاضی شوہر سبزی باوجود اس تعصب تمام کے رجوع فقہ فقہاء اربعہ کو طرف حضرت امیر
 تسلیم کیا ہی اور مجالس میں کوئی ہر نیکو دلیل شیعہ نہیں لایا ہی اگرچہ ابو حنیفہ کوئی ہون قولہ
 اگر قبول اشاعرہ طریقہ امام پر مہر تائیدی ابو حنیفہ تو خود دعویٰ اجتہاد و امامت کا کر کے
 خلاف امام کہی مسائل جاری کرتا بلکہ ہمہ تن ترویج و ترقی مذہب امام میں کوشش کرتا اور
 مطابق حکم امام کہتا جواب مجالس المؤمنین سے ظاہر ہی کہ ابن عکس شاگرد حضرت امیر تھے
 اور ان کے سامنے مرتبہ اجتہاد کو پہنچے تھے اور ان کے حضور میں اجتہاد کیا کرتے تھے اور
 بعض مسائل میں خلاف جناب امیر تجویز و اجتہاد کرتے تھے اور نیز ہشام احوال ابن سنان و شیخی
 و زرارہ باوجودیکہ اصول عقاید میں مثل تجسیم و صورت و حدوث علم باری تعالیٰ وغیرہ صریح خلاف
 ائمہ تھے اور زرارہ و نضر بن الکی کلینی وغیرہ میں جردایات ثقافت ثابت ہی سمند انکی کتابوں
 و نسبت میں طرف حضرت ائمہ کے اور قبول کرنا انکی روایت کے کوئی شیوہ سالس نہیں لیتا
 ابو حنیفہ و مالک کو کہ اختلاف الکلام محض فروع میں ہی نہ اصول میں کیوں اعتبار سے گرایا جاوے
 حالانکہ مجتہد کہ تقسیم اپنی دلیل کے ضروری قولہ نام امام کا لینے کے گوارا نہ کرتا صحیح بخاری

خلاف ابو حنیفہ امام کا نام نہ لیا

تقدیر بعد از غلط امام و حق امامت

سیم شمارم چه چرب تنگ به بعد از علی و آل نبی گریه بود امام جوان اطلاق غلط امامت کا ترکیب
 اینست که بعضی پیشوایان و سنی و شاهی و بعضی حکامان سر سنجید امامت سے مراد پیشوایان
 دینانی و مخالفه و بادشاہ اسی جیسے پیش نماز کو بھی امام کہتے ہیں اور یہ اطلاق ماخوذ از حدیث
 پاک سے کہ پیشوایان بن کر اگر چنداں بر میں تصرف نہ کرتے تھے انہ فرمایا ہی و جعلنا اکبرہ ذلک و ان
 یا منرا اور کسی کو یہ عاتقین کی ہی و جعلنا لتقین اماما اور جہان خلافت مراد لی و ان
 قیدی الاشیء پڑائی ہی تھی مختلفہ تہم فی الارض و جعلنا خلفاء فی الارض الی غیر ذلک اس طرح شیخ
 علم کا مابہر کامل بتواری اور کلاس فن کا امام کہتے ہیں جیسے امام اعظم و امام شافعی کہ علم فقہین
 پیشوایان اور امام غزالی و امام رازی کہ علم عقاید و کلام میں پیشوایان اور نافع و امام شافعی کہ علم فقہین
 میں مقتدی تھے اس طرح ائمہ اطہار ان سب فقہین پیشوایان خصوصاً پریت باطن و ارشاد و ان
 میں اسلمہ المہتد الی علی الاطلاق امام کہتے ہیں بہر امامت مراد خلافت کے نہیں کہنے کہ خلافت
 ان کے نزدیک تصرف زمین میں باورست استحقاق و غایہ شوکت و نفاد حکم کے ضروری ہی اور یہ جو شخص
 پانچ شخص میں آو اس طرح حسب تفسیر سنیج السراج و باقیہ اکابر علی شیعہ اور مجتہد فاطمی سے
 حسام جوین میں معنی امام و امامت کے لکھے ہیں کہ سلطان اصول شیعہ ائمہ الہدیت پر مقلدین نہیں
 اور ہوتے ہیں تو طریق مجاز و نفع توہین المہتد کے معنی پیشوایان چنانچہ روایات اسکے از الامور
 میں لکھے ہیں اسی جگہ سے شیعہ شیخ علی و طوسی کو مقلد امام اعظم تعبیر کرتے ہیں چنانچہ ناظر ائمہ
 متبعی المطلب و اسحاق الفتن و ارشاد القاری علی بن حنفی نہیں اور عبارت انکی دیباچہ از الامور
 ہی اور عبارت از حرلی و فارسی مجلسی اطلاق غلط امام و ظل اللہ کا ملوک پر ثابت ہی اسطور
 میں سنگ و چرب ہونا ائمہت کا یا تو در شیعہ نقیض کا لکھ ہی شعرا چند گراں جو بگم از سنگ کا
 گم از خدائی کہ تقدیر رنگ تراشی بقولم جو ہندوستان میں حنفی بہت ہیں اور ہمیشہ اثنا عشر
 مقابل ہو کر نہ ہریت کہاتے ہیں اس لئے ایک شمار ان کے حال کا لکھ دیا جو سب عاتقان خود
 سید انیس عجیب یا بشیخ جو خواہی گو قولم اکثر مسائل ابوحنیفہ کو ان کے مقلد و شاگرد تھے

بزرگیت حنفیہ از امام

ایام حکومت عباسیہ میں منقح کیا ہی اور تو قریح کی جواب دو نو شاگرد سائنے استاد کے تہ
 اجتہاد کا کہتے تھے اور مجتہد کہ تقاضا اپنی دلیل کی لایہی البتہ مسائل منصوصہ میں بغیرہ ووا
 خلاف کرنا حرام ہی اور جب مسئلہ منصوص نہ ہو تو انہیں اجتہاد وای کی گراحتمال خطا ہر سو متہدی
 متعاقب نہیں بلکہ عاجز یکا جری کہا یوح من معالم الاصول الشیعہ بنا ما علی ہذا خطا احتمال چنانچہ
 صلیب متقن میں اصلا او میں خف و خطرہ نہیں نا اور کے حق میں اور نہ اور کے مقلد کے
 حرف اتنا تھا کہ اجتہاد محل اجتہاد میں ہر مقابلہ میں قرآن صریح و خبر متواتر مشہور واجماع
 نہو مقداد شیخ الشیعہ اکثر العرفان میں زیر کمرید لگا کتاب میں اللہ سبح تسکام قوا اخر تم عرابیم
 لکھا ہی ثانیہ لولا ما کتب انکم لا تو اخذون فی الخطا فی الاجتہاد و مذکب و الخطاب لمن اخذ الفی
 لالہ عالیہ السلام مصدقہ عن الخطا راتنی لم یقلہ سوا لیسے خلا تکو نسخ نہیں کہتے آپ معنی منسوخ
 کسی علم سے سیکہ کہو پھر افعال اس لفظ کا کرنا کیونکہ استعمال محاورہ الفاظ میں اجتہاد صحیح
 نہیں بلکہ قول بل لغت و اہل ین مستندی قول ظاہر اجرا ابو حنیفہ اپنے مسائل سے رجوع
 اور اپنے قول سے پہر زاد شوا را جانتا اسلئے عمدہ قضا اختیار کیا جو اس جواب عقل ربی
 نہیں اگر عدم رجوع منظور ہو تو عمدہ قضا کو لینے کہ وجاہت حکومت کیسکو بحال خلاف
 و تنازع ہوتا غیر حاکم سے ہر کیسکو جوت رد و بدل ہوتی ہی پس عدم قبول قضا کو سبب
 رجوع نہیں دلیل بحال عقل ہی معہذا رجوع ابو حنیفہ کا مسائل کثیر میں وقت ظہور و تحت قوی
 کتب خفہ وغیرہ میں مرقوم ہی تہ رجوع حسب فہم سامی معلوم نہیں کس واسطی ہوگا کہ قاضی
 جو رجوع کرنا قاضی ہو کہ رجوع نہ کرنے سے ہی زیادہ مشکل نظر پڑا ہی قول آدم ہر مطلب
 جواب اقوال شہر گذشتہ از مر مطلب تمام شد مطلب: حجاب چہرہ مقصود ہو و مطلبنا
 قولہ اول صاحب فہم کہتے لکھا ہی قال ابو حنیفہ الخلوہ من با و الزانی یحرم علی الزانی و قال
 الشافعی انہا لیست بنتا فوجبان لا یحرم جواب یہ نقل اور نقل سابق یعنی او از ترمذی محل
 باتہ الخ دو نو مسرق بن رسالہ متعہ مجتہد حتی کوفہ ہر سبب جسکا جواب شکوت عمر ہی شریع

حکام ابو حنیفہ
 سنہ ۱۵۰ ہجری

عمر قبول آمد قضا شیعہ وقت جوع از سال

توقا طلبہ

مسئلہ کسی مذہب کے بہون رو و میل اور سکی کے یا اقامت اسند لال کے اور کے لھان پر
یا بہون قریح کے مقدمات و میل پر میل کمال انصاف و دوسری اور اک ہی خالانکہ کتابا میں
لکھا ہی کہ اگر ایک شخص غور سے نہ کیا پھر اسکو مع ما درود و شتر اپنے شاح میں لا با تو سکتا
ہی استبصار میں کہ سجدہ اصول اربعہ شیعہ ہی ہاشم سے نقل کیا ہی قال کہنت عند ابی عبد
علیہ السلام جالساً فدخل علیہ رجل فقال من یاتی المرأة حراً متبرجاً قال نعم و امہا و بنتہا و
حلی سے ارشاد الاذن میں لکھا لا تحرم الزانیۃ علی اب الزانی و ابنہ مطلقاً علیہ اولاً تحرم الزانی
بہا و لابنتہا انتہی اور صاحب شریع سے لکھا النسب مثبت مع النکاح الصحیح و مع شہدہ
لا یشتب مع الزانی فلوزنا فاخلق من ماء و لد علی بحرم لم یشب الیہ مشر عاہل بحرم علی الزانی
و الزانیۃ الوہانہ یحرم لانه مخلوق من ماء و مہرہمی ولد الفہ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نسب سے
تباہت نہیں ہونا اور ثبت زانیہ شرفابت نہیں گرفتہ ہوا صورتیں شافعی پر کیا جا تھیں
شعر چشم بکشا فی یسیر یگر ان چون رسی بر عیب خود کوری از ان ہ شافعی ہی ہی کہتے ہیں
کہ ما زانی کی شریعت نہیں اور متولد من الزنا و مثل ایہ سنا و محرمات نہیں بلکہ کرمیہ اعلیٰ کا
ماوراد و کلام اسکو شامل ہی چنانچہ جواب تفصیلی اسکا نبوک عمر یہ میں لکھا ہی اور روایات
کو زیادہ تر ضبط کیا ہی قولہ دوسرے شافعی ایک گواہ ایک قسم پر حکم کرتا ہی بلکہ قسم عی کو کافی
لکھا ہی اور یہ خلاف قرآن ہی قولہ تعالیٰ و استشهدوا بشہیدین بین کیا لکھ اسخ و شہد مشکوٰۃ
ہی کہ اول یہ عمل معاویہ کیا ہی جسکو شافعی اختیار کیا حالانکہ مشکوٰۃ و مسلم میں ہی کہ آنحضرت
فرمایا اگر تصدیق کسی قول کی اس کے قول پر کھچو تو ہر قوم و دوسری خود بینی و اخذ مال کرے
جو دلیل قول شافعی کی یہ ہی کہ مسلم وغیرہ میں بحدیث ابن عباس کہ ہی کہ آنحضرت حکم کیا
ساتھ ایک قسم و ایک شاہد کے اور احمد و ابن ماجہ و ترمذی و بیہقی نے خارج سے روایت کی ہی
آنحضرت حکم فرمایا ساتھ میں مع الشاہد و ہر من حدیث جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر و مروی
جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی بن ابراہیم البکری کہ آنحضرت حکم دیا بشہادت شاہد واحد اور ایک قسم

حکم دینا شافعی کا ایک گواہ ایک قسم

صاحبِ حجت کے اخراج احمد والد دارقطنی و قدس سرہ حدیث جابر ابو عونہ و ابن خزمہ اور ابو داؤد و ابن
 و ترمذی نے حدیث ابو ہریرہ سے اخراج کیا ہے کہ حکم کیا ہو محمد اسے ساتھ میں و شاید احمد و ابی
 اسناد و تفصیلات صحیح ابو حاتم و ابو زہرہ و اخراج ابن ماجہ و احمد حسن حدیث بہر ترقی و جابر علی ابی
 الراوی الحسن بن علی بن فاضل اور ابن جوزی تعداد و زوائد حدیث مذکورہ کو زیادہ میں صحابی سے
 تحقیق میں کہ کیا ہے اور سیلف کے بہرین جمہور میں بعد ہم پس جب ثابت اسکا قول شائع علیہ
 الصلوٰۃ والسلام سے بالغ و جہ ہو گیا تو اب مخالفت قرآن باقی نہیں کہ جابر نابینا جابر نابالقرآن
 پیغمبر زیادہ اور کون معنی قرآن کے صحیح کا اور آپ نے بھی جابجا لکھا ہے کہ قرآن کے معنی الہییت خوا
 ہو جتے ہیں سو یہ مسئلہ روایت الہییت ثابت ہو ائی کہ امر شافعی سے بعض اپنے اجتہاد میں
 اور جہد کہ تقلید عباد و غیرہ لازم ہی آتا ہے شرح مشکوٰۃ کا جہیں جہد موضوعہ مذکورہ لکھا ہے عباد
 کہ اس سے مطابقت کی جاوے اور حدیث مسلم مسلم ہی لیکن اس کو اس کے علاوہ نہیں معدلک اپنے
 گھر کی بلکہ دوکان کی تو خبر لیجئے کہ شیعہ شہادت طفل نابالغ وہ سالہ کہ بعد مقررہ قصاص قبول کرے
 حالانکہ طفل نابالغ الہییت شہادت کی کسی مقدمہ میں نہیں بلکہ تاہر جب کسی کو یہ کہ جو اپنے
 کسی ہی نبی و انتم شہید و شہیدین میں جہد لکھ لایا مقدمہ قصاص میں کہ تلف جان ہی شہادت
 اس کی کسی طرح قبول نہیں اس طرح سائل مجید میں جنہیں خلاف صریح قرآن کرتے ہیں مثلاً
 کہتے ہیں کہ جمعہ غیبت امام بن مہر و کہ ہی حالانکہ حق تعالیٰ فرمایا ہے اذ انذرتہم بالصلوۃ
 یوم الحجۃ فاستعوا الی ذکر اللہ اور اس میں قید حضور امام کی نہیں چنانچہ اسی جہ سے باوجود
 ہمالی موتی مسجد اور صاحب الطاق ہو نیکی کے منکر کہی اتفاق حضور جہد و جہاد کا مسجود میں
 نہیں ہوتا اس طرح ذکوہ کو زکوہ و غیر مسکو کہ میں واجب نہیں جہ حالانکہ کہ ربہ الذین
 الذین انفقوا غامضی خاص نہیں کہ اس طرح منوعہ تکرار میں فرض نہیں حالانکہ خدا و انہیں غم
 کل سبب و اردہ ہی اس طرح طواف کو ننگہ بدن درست کہتے ہیں اور زنا کو احرام میں جہ میں
 موجب نقصان نہیں سمجھتے حالانکہ فرمایا ہے لا رفقت ولا شرت ولا جدال فی راجح سبط

تذکرہ شیعہ خلافت قرآن

خدا و مین حکم فاضلی کو فریاد کنند کہ میں اور ہوسے امام معصوم کو شرط کرتے ہیں حالانکہ اس
 صورت میں سب سے پہلے اس پر جواب دے ہیں کہ یہ کہہ کر امام ہیں و غائب ہیں اور اگر میں قورس
 یا اگر بکا معلیٰ یا نجف اشرف میں ہو گئے نہ فیض آباد و کھنڈ و دیانہ و ہوبال میں یہاں کون ہی جو بکا
 حدود کے پس اگر امام نائب یا نیت امام نفاذ حدود کر سکتا ہی تو حکم میرا سب سے خدا کیا نصیب کیا
 کہ اس کو نافذ نہیں کرتے کافر خدا کو نائب ہی سمجھ کر اقامت حدود کرین قال تعالیٰ فاعلموا انہ
 جلد و فاجلدوا انکم اعدائہم و فاعلموا انہ جلد و فاعلموا انہ جلد و فاعلموا انہ جلد و فاعلموا انہ جلد
 حلال ہی کہ صاف قادیانی ہدایہ شرح و تائید میں دیکھو قرآن میں ہی انا انحرنا و لا یسر الی قولہ میں
 عمل الشیطان جواب شافعی کے رد قول میں قول اول میں کہ وہی سب سے شرط از انجلیہ
 کہ تارخ و اور آلات اور اسکے مصور و مصور حیوانات و الا حرام ہی پس شرط سب کو علی الاطلاق
 قمار قرار دینا جہل ہی قرینہ ہے اور اوپر آئے کہ میر کو لانا بنا و ناسد علی الفاسد ہی ان
 لعب سلع ہی مثیل و بیہ ہٹ تیر اندازی و نیزہ بازی کہ اس کو تیزی ذہن اور قابو ہی جنگ
 و بکے میں مکاتیب خصم سے دخل تمام ہی سو ایسی لعب مومنین امامیہ و بحالت نماز میں
 لوب ذکر و خضبتین تجویز کرتے ہیں کہ انہی التہذیب و دوسرے قول موافق جمہور ہی یعنی حرام ہے
 قال ابو حنیفہ و مالک و احمد و قد مر عن الشافعی انہ رجع عنہ نفس علیہ ابو حامد الغزالی و
 ایسا اختلاف اجتہاد امامیہ میں ہی واقع ہی چنانچہ شرائع میں تحریم بول ماکول اللحم کو اسبہ
 ہی اور مختصر نافع میں اسی بحث میں اس کی تحلیل کو اسبہ لکھا ہی اور احادیث مختلفہ سے
 میں موجود ہیں شہر تانگی ملاست ہزہ اشکبار سن بیکبار ہم نصیحت چشم سیاہ و خوش
 حال مالک کا جامع مہات مالک میں یکھو پڑنا اعوذ باللہ کہ نماز میں بدعت اور ہم اللہ کے
 اور گوشت بہت جائز و نذی ہا غلبہ و رست جائز ہی جواب بحر الرمان وغیرہ کہ تہذیب
 معلوم ہوتا ہی کہ تنویر باجماع سلف سنت ہی اور مالک بے شبہ سلف میں داخل ہیں کہ انہ
 فی الجبر السلف اجمع علی سنۃ التورہ کما نقلہ النسفی فی الکافی اور ستیخانہ میں کہ سنۃ الدقائق

قاری و ناظرین کا

یہ کتاب مولانا سید محمد رفیع الدین صاحب دہلی

العتق و سنته عند العامة وقال بعضهم ليس بعت و الصحيح قول الشافعي انتهى لكن عني في اتان الكفاي
 كمال مالك لا يتعوز ولا يسيى انتهى سواست بيعت و مكره هو ما يتعوز و شتمه كمال مالك كمال
 لازم نہیں آتا اور حیوان فی باب ذبی غلبہ کو آپ مستعین کرین اور سوقت گفتگو کیجا و کیونکہ سچ
 بہتر یا قبیذ و اچھو چیتا چو با خانگی سائب شیر کشا با تھی وغیرہ مالک کے نزدیک مکروہ ہیں
 درست نہیں جس طرح کہ با اباہیل وغیرہ نزدیک امامیہ کے مکروہ ہیں قولہ فتاویٰ شیخ تاج محمد
 میں ہے کہ مالک لواطت کو درست جانتا ہے جو با قطع نظر اسکے کہ یہ فتاویٰ مجہول الحال ہی
 مالک مذکور ایک رسوات شیعہ ہی اوسنے متعدد اذخا لاندہ کہ فی الذکر بروایت کیا ہے اور یہ باعث
 اتہام کا امام مالک اہلسنت پر ہوا کہ ان فی التبصرۃ والا مالک سنی حق لوطی میں شد الدن اس میں حنا
 حد لوطی کی اسکے نزدیک قتل ہی بکر ہوا ثنب اگرچہ کیفیت قتل میں اختلاف کیا ہے اغاثۃ اللہ فی
 فی مکائد الشیطان میں لکھا ہے و صنف بعضهم کتاب فی ہذا الباب وقال فی اثنا عشر باب فی الذکر
 المالکی و ذکر فیہ جماع الذکور و قد علم ان مالکا من شد الدن اس انکار اعلیٰ فاعل ذلک فائدہ بھول
 اللوطی القتل سوا کان بکرا او شباکا و لد علیہ النصوص و اتفق علیہ صحابہ الرسول و ان اختلافہ
 فی کیفیت قتلہ انتہی بحر وفہ اور نزدیک امامیہ کے لوطی جل سے غسل لازم نہیں آتا بلکہ صوم کو ہی
 اعلا تم غیر فاسد کہتے ہیں اس سے حوازل واطت ثابت ہے بلکہ علت ائبہ کو علت الر و افضل لایسی ہے
 کہتے ہیں کہ بدایت اوسکی امامیہ ہی قولہ تفسیر درمنثور میں ہے سئل مالک بن انس عن لوطی کا بک
 فی الذکر فقال لی الساعۃ غسلت راسی من الذی قولہ والعیس انہ حلال جواب سئل ہونا
 درمنثور کا احادیث موضوعہ پر سابق گذر چکا مہند اس نے یہ روایات منقتر ہی اپنے باپ کا مال
 سچہ بکر النفا سس سر قہ کیے ہیں خیر کہہ مضائقہ نہیں رہے پیر اگر نہ تو اندہ سپر عام کند
 صاحب غاثۃ اللہ ان اس مقام میں لکھا ہے کہ سبب لکندہ قد نقل عن مالک القول بحد لوطی
 الرجل وجہ فی دبرہ و ہو ایضا کذب علی مالک و اصحابہ و کتبہم مصریہ تخریج انتہی اب صنیعہ کہ
 امامیہ لوطی در دبر منکوحہ و مملوکہ و جاریہ عازیت و وقف و امانت و زنا منکوحہ کی ہے

حوازل واطت مالک امام مالک

لوطی فی الذکر مالک

استبصار میں کہ اصول اور فقہ سے ہے بابا تان النساء فیما دون الفرج میں لکھا ہے
 سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یأخذ المرأة فی دبرها فقال لی ہاں اور یہ بھی لکھا ہے کہ ایک
 شخص نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ جماعت و بڑن میں جائز ہے یا نہیں فرمایا جائز ہے
 مسائل سے کہا کہ آپس میں یہ کام کیا ہے فرمایا میں نہیں کرتا سو معصیت اس بخیر امام کو جو کچھ
 تقیہ یا کراہت پر کیا ہے اسے بطرح مفسرین اس سے کہ یہ آئی شنیعہ استلال کیا ہے حراہی
 فی الدبر پر حراہ لاکہ لفظ حرث اور کرمہ مانتہ کہ اتساع فی الخفیض قرینہ جاری ہے مدہم جواز پر کھینچ
 فراد مکان بھی یا بیت نہ یہ کہ جس عضو میں سچا اذخاں کراہت و میں جہودا مقعد لیکن بعض اہل
 مناخر نے اس شاعت پر مطلع ہو کر اور حمل اور سکا تقیہ پر مناسبت سمجھ کر مکر وہ کیا ہے
 جہول عوام یہ مکر وہ طبیعی ہوا نہ مکر وہ شرعی کیونکہ قیاس بقابلیہ نفس بھی نہ جواز معتدین
 اور جب خبرت اور سکا مالک پر معتذر ہوا تو صاحب استبصار نے یہ بات بتائی کہ اصحاب بالکلیہ
 اس میں اختلاف ہے سو یہ حقیقت میں اپنی عیب پوشی ہے کہ ملک کساح و ملکائین وغیرہ میں بھی
 وطی فی الدبر کو جائز مانتے ہیں و لیکن صحیح کیا ہے نہ ان جہان بات بتا نہ بتا
 ارشاد الاذان میں جلاوطی فی الدبر کا لوطی فی القبل فی جمیع الاحکام حتی فی تعلیق النساء
 اشیٰ بجزوفہ لکھ کر سارا پر وہ فاحش کر دیا اگر شہر مشرق اور جہاد پر وہ تقویٰ پر وارت
 طبل چنان چہ نرم طشت من از بام افتادہ حاصل معنی یہ ہے کہ وطی فی الدبر سار حکم میں
 بایر و طی فی القبل کے بھی یہاں تک کہ احکام نسب میں بھی ماساء اللہ ہم واہ راکن اناؤ
 کہ مقعد کو موضع ولادت کہیں اور احکام نسب کو اوس سے متعلق کرین سچ بھی حکم عقل
 احکامات فی الدبر یہ مذہب اسی قابل ہے کہ نسبت و سکی نہ بربک بھی ہو ورنہ جسٹ
 ولادت بعض آثار و نکلے ناف و موندہ کو نظر بعدہم نجاست سے حنیع تجویز کیا تھا ہوں
 مقعد من برازو منبع نجاست غلیظہ کو پسند فرمایا ہے سو بیخ تعلیق نسب و سخت لطافت
 حالانکہ ناپاکی اچکھ کی بروقت انشاء متعلقہ و بین موجود رہتی ہے جبکہ خدا پاک نے فرج

فی الدبر

مملکت نجاست حیض حرام فرمایا تو در مملکت نجاست برادر کبریا حرام نہوگی حالانکہ بغیر خداوندی
 بہن ملعون من انی امرتہ فی دہرہا اور نیز فرمایا کہی انقوا حاش النساء از ای و بارہن و مہو جرج
 مستقم علیہ نفس علیہ المقداد فقہ بر قولہ ملا او حدیثی جام جمہن اور جامی سے بہارستان میں
 لکھا ہی یعنی جواز لواطت کو طرف مالک کے منسوب کیا ہی جو اسبابہ و دوکتا میں علم فقہ کی بہن
 نہ حدیث کی کہ ناخن فید میں حجت اور شعرا کی ہے باکیان شیعی بہن یا سنی نفس سے ثابت ہی
 کہ تہتم فی کل و یتیمون متحد اسیر کیا و میل ہی کہ مراد مالک سے اسجد امام مالک بہن مالک سادی
 مشیہ علاوہ اسکے جہت بہن کو فہمندی زسالہ متذکرہ و مین لکھا ہی کہ مذہب حنفی مالک کی
 خوب میثنا سندہ و دیگر سے انتہی بمعناہ سویدہ و و فیو شاعر مالک المذہب ہی نہیں کہ انکا کلام میں
 میں معتبر ہو اور اگر کلام شعرا کہینا کان در غور قبول ہی تو بسہم اللہ بعضہ شعراء کہ سہ جناب امیر
 باوصاف حدیث و صفت کیا ہی اور کہ کہ جناب صروح کو بشیر کہنا چاہئے منہا قولہ اشعرا کجیل عن
 الاعراض والابن المتی و دیگر عرب شہیدہ بالعنا صرا و در شعر شاعر نے کہا کہ اہل النہی عجز عن
 وصف حیدرہ و العاشقون بمعنی حبیہ تاہوا بہ ان اودع لبشرافا لعقل یعنی و واخشی اللہ فی
 قولی ہوا اللہ آور بہہ قریب مذہب غلاۃ اور کفر و زندقہ صرف ہی اور بصفتوں یہ اشعار بتائے
 اور شافعی پر افتر کیا کہ کفی فی فضلہ لان علی و وقوع الشک فیہ انہ اللہ و مات الشافعی
 لیسق ہی و علی ربہ ام ربہ اللہ و اور بعض نے کہا کہ غلط الامین فجاز ما عن حیدرہ و آور بہہ
 شعر فارسی تو بہت مشہور ہی مشعر جبریل کہ آمد ز بر خالق بیون و در پیش جوشد و مقصود علی و
 قولہ فتح القدر و حواشی ہدایہ سہ حال مالک کا نظا ہر ہی کہ ہنگ نوشی کو واسطے سرو طبعیت کے
 نوش جان کہا ہی جو اسباب کذب صریح و افترائی شخص جواب ہی ہی کہ سچ کہتے ہوں و دروغا
 جزا باشد دروغ و ہنگ نوشی با اتفاق فقہاء مذاہب ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم حرام ہی چنانچہ کتاب
 الزواجر فی القواد الکبار ابن حجر مہتمی کی میں بہت حاصل کیا ہی چہ جا کہ بقصد سرور طبعیت جان
 کرنے ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں لکھا ہی البیہ حرام صریح بہ التباخرون و انما لہم سیکلہ فی القیام

جناب امیر صاحب کمال

جناب امیر صاحب کمال

لازم نمک فی زمانہ شہر ظہر وجود و استمرار و انتقار علی حرمہ انتہی اور اس طرح شیخ احمد
بحر الفاس میں نقل کیا ہے اور صاحب فخر و بحرائق و فتح القدر و خیرہ لکھتے ہیں من
قال یکل البنج والحشیش فهو زہیق مبعوث انتہی یہ مذاہرہ و شہدائے جنگ کا بعد زمانہ مالک کے ہوا
اور اتفاق علماء امام مالک سے اس میں کوئی روایت منقول نہیں بلکہ حدیث اللہ کا مستخرج ہے
اسیے خدا جیسا کہ پوشہ جنگ ہی یا شہداء قد الہی کا کہ باوجود ادعا تا سبج وانی اور ترجمہ کرنے تواریخ
روسی و یونانی کے ایسی کہوئی بات کہ شہید ہر کہ نام دو کا بجا بنام ہوتا ہی قولہ عقیدہ مالک کا
دریادہ خلد و عالم المخل سے پیدا ہی جواب نیاز منہ یا سیکو علم کا ان و ما کو بن نہیں کہ ذکر
عسیدہ و قین موقع صرف نام کتاب سے حقیقت زیرواقع پر مطلع ہو جاوے آپ نقل فرما قرین و جواب
ہیں کہ اس بات سے اور اتہ لے قولہ انشاء اللہ رسالہ اگاہ حالات ہر چار میں تفصیل لکھیں
کو انٹ عجیبہ مطلع کرو گنا جواب خدا جانہ یہ سالہ اپنے لکھ کر کو انٹ عجیبہ مطلع کیا نہیں
ہم کو تو انٹ اطلاع نہیں ہوئی ورنہ بیشہ گلشت کو انٹ عجیبہ کہنے کیونکہ کیفیت کی جمع کیفیت
آتی ہی کو انٹ پس جس صورتیں کہ اپنے بزرگ جہاد لفظ کو بگاڑا تو معنی کو بالضرور مستحکم کیا
ہوگا اس صورتیں و در سالہ بالیقین کو انٹ عجیبہ ہی غالباً یہ کیف انگریز بیان مسئلہ جنگ اور وطنی فی
الدر سے جمین دیر سے مبتلا ہو حاصل ہوا ہی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الشافعی ثم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
بنبذہ التمر و کبر بالفارسیہ ثم قرأ بالفارسیہ آیت و نفر نفر تین من غیر فصل شرط فی آخر شہدائے
ایۃ السلام یعنی شہداء شہدائے کے و بزرگ سبب یہاں جواب صاحب تبصرہ نے فرمایا ہے
کہ علماء متاخرین امامیہ واسطہ الزام حقیقہ ایک حکایت جوڑی ہے کہ ایک شخص واسطہ تصحیح
مذہب ابی حنیفہ نمیز سے وضو کیا الی آخرہ چنانچہ منہج الفاضلین ملا محمد باقر مجلسی نے کہا باری
مذکور ہی انتہی حاصل و لہذا ملا علی قاری اسکا رشید کیا ہی قصہ فقال فقال کا امام البحرین
کیونکہ صورت مذکور تالیف فی الذہب ہی اور تالیف غرہ متبع رخص ہر ایک مذہب بن اتفاق

عقیدہ مالک اور عقیدہ
وعدہ و ان عجیبہ

حکایت قتال روزی

ایست منسوخ بلکه مردودی معتبر و لا ینکح الا نیکست کما قول تلمیذین خضعت لہم مختلفہ ثوابت کما راجع
 اعتراض لا یتایس حرکات جیسا مسلمہ لاق کریدین الذین یخضعوا و یتبعونہ کہو اولیبا قال علی القاری
 فی رد صالہ منیرت کلک لا یجوز للفقہی ما قمتوہ بل یجب علیہما ان یعین مذہبیا من المذہب اما
 مذہب الشافعی فی جمیع الوقائع والفروع واما مذہب مالک واما مذہب ابی حنیفہ وغیرہم و لیس لان
 یتخل من مذہب الشافعی فی بعض مایہواہ ومن مذہب ابی حنیفہ فی الباقی مایضاہ لا نالہ جزا
 ذلک لا دلی الی الخبط والمخروج عن الضبط وحاصلہ یرجع الی نفی الذکا لیت لان مذہب الشافعی
 اذا اقتضی تحريم الشئ و مذہب ابی حنیفہ اباحہ ذلک الشئ یعنیہ او علی عکسہ بلکہ فہو انشاء الی
 اصل انشاء والی احرام فلا یحقق اصل و احرام و فی ذلک اعدام التکلیف و البطلان فائدہ و یتایس
 قاعدہ و ذلک اطل انتہی بالجملة ثابت ہوا کہ اصل ہر حکایت ساختہ و بافتہ اتباع ابن سبا ہی و اور
 حاصلہ او سکی نوید کہ ایست کہ باور ہوا ہی اور او سکی نقل و روایت میں شرح شریعت استنوا ہی
 معتزلا و جہ طعن کی اس بات ہی ہو گی کہ امور مذکورہ عند الحنفیہ رواہن سو جواب ہر ایک جہاں
 قولہ فو کہ کہ لکھا جاتا ہی او سکو مجموعہ عجیب جہا ہی قولہ لیس جلد کتب مدبوہا جو ابجد حدیث متفق
 علیہ فریقین میں آیا ہی دبغ الجملہ طہرہ و ایما اہاب دبغ نقد طہرہ سو مذہب حنیفہ کا ہی یعنی
 طہرہ پوسٹ مدبوہ جب ہی کہ طہرات او سکے مصاح او دیر سے بالکل اعل ہو گئے ہوں
 پھر وجہ خصوص طعن کی خفیہ پر غیر ظاہری حالانکہ من لا یحضرہ الفقہیہ میں کہ اصول العیہ
 اسکی ہی لکھا ہی سئل الصادق علیہ السلام من جلد کتبہ یجیل دلو قال لا باسن النبی صلی
 گوہ خشک انسان پر کہ بالا جماع نخل العین ہی اور کسی تدبیر سے پاک نہیں ہو سکتا اگر کسی جہاں
 مضروب ہو تو او سپر ناز پر ہما درست ہی جب طرح چلی ہے ارشاد میں اور ابو القاسم نے
 شرائع میں لکھا ہی اور ابو جعفر طوسی نے ہو سکی تصریح کی ہی بلکہ اجماع نقل کیا ہی
 بلا خلاف اب ذرا پوسٹ مدبوہ کتب اور گوہ انسانین مقادہ کرو اور سو ہتہ نکالو کہ کو
 سجاست زیادہ ہی سبحان اللہ اگلو پیپ ہب اور کو آخ تہو اور جواب تفصیلی اسکا کید حد

بخاستن واجب

وضو بنیض

قرآن و فرائض

و سوم تحذیرین لکھا ہی کہ اگر طبعاً بالجماعہ جواب ملا اس نجاست سے نجاست خضنی
 نہ غلبہ آوے وہی اوس تقدیر پر کہ دو سرا طہر طہر میں لایحضرو الفقہ میں لکھا ہی کہ
 جس کپڑے میں شہابیہ مسور کی چربی لگی ہو اوس نماز میں صحیح نہیں اور تہذیب میں کہ اگر اسطرح
 بعد فراغ نماز کے اپنے کپڑے میں انسان یا کسی حیوان کا گوہ لگا دیکھئے یا نہی یا چڑھان آوے ہوا
 تو نماز میں خلل نہیں و کہلانی الجمل التین فی حکام احکام الدین للبہار العالمی استسویین نجاست
 خضیفہ پر کیا علامت ہی آخر نجاست خضیفہ ربع جامہ کی عیشہ ان نجاست غلیظہ کہہ گئے تہذیب میں
 و ترضاء بنید الترحوب بعد ثبوت وضو بنیض کے باتفاق فریقین کہا سبق پر علیٰ تعویذ
 البصر فی ترمذی میں منقول ہے کہ اگرچہ البصر کثیر یثقل الذکر البصر خاسم و تہذیب میں طہر طہر ہی کہ آیا تہ
 انبید کو شہابیہ کپڑے پر ام مثل غمر کہتے ہیں اور اوس بانیکو جس استنجا کیا ہو اور ستر محل استنجا
 پاک نہوا ہو اور اجزاء نجاست پانچین مل جمل گئے ہوں حتی کہ وزن پانچیکا زیادہ ہو گیا ہو اور
 پاک کہتے ہیں کذا فی منہی ابن سطلہ اعلیٰ اسطرح اگر میثاب کہ نہیں و آخر ہی توجہ رخسار بدن پر
 کچھ قطرات بولانی ذہبی اور کہہ چکا کہ توجہ و ہر یک میں نہیں نماز درست ہی اسطرح اگرچہ تہذیب
 گوہ غلیظہ اور غوطہ لگا و اور جرم نجاست بدن پر ہو تو ہی نماز جائز ہی کذا فی التحد اب ذرا ان
 وضو نماز کو دیکھو اور نماز وضو بنیض کو دیکھو معلوم نہیں کہ آب استنجا میں بسبب بات معتد کہ کہ
 نجاست غلیظہ ہی کیا خوبی و پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہی کہ طہارت او سکی اسطرح نہیں جاتی رہے
 داخل نگرد و لا و لیس : این طہارت است گوہ و قدیس اسطرح گوہ انسان کو حکم گوہ گا و حین کہہا
 نزدیک ہندوئی بابر فضیلت ہی کہ آدم سے گاؤں تک بہت فرق ہی الاسلام معلوم و لا یعلیٰ اور
 آب کچھ زمین کہ الطف فواک و اعذب میاہ ہی لکھا نجاست و ضابطہ میدا ہو گئی کہ حکم خیرین
 نہر گیا اگر شہاد اساء فعل المرءات طہرۃ و اعظم ما یجسی علیہا جہاد و کبر بالعدا
 غم قرآن بالفارسیہ آتہ جواب رجوع امام کا اس حکم سے باتفاق خضیفہ ثابت ہی اور الزام بنا
 مرجع سند کام انجیل عباد کا ہی علاوہ اسکے یہ تو بہلا چھوڑا تھا پڑھنا تھا اگرچہ فارسی ہو

بشرایع میں تو کما بایا حالت نماز میں درست لکھا ہی **قولہ** وافر تقریر میں غیر فصل جو
 نزدیک ابو حنیفہ کے تقدیل ارکان نماز میں واجب ہی اور نزدیک ابو حنیفہ کے فرض
 میں ہی ہے اس کے نماز فاسد ہی لکھانی فتح القدیر میں نزدیک ابو حنیفہ کے تارک تقدیل اعلاہ
 واجب ہی اسطور میں طعن تقریر ہی **قولہ** وضرط فی آخر شہدہ میں غیر نیتہ الاسلام جو
 اگر ابو حنیفہ نے سلام کو جزو نماز نہ جانا تو کیا دوسری کہ علماء امامیہ ہی سلام کو جزو نماز نہیں
 جانتے چنانچہ باب دوم مطلب سوم جامع عباسی میں لکھا ہی علاوہ اسکے ابو حنیفہ ہی
 میں کہ اگر مصلی میں نماز میں غیبت ہو جائے لیٹے اور غوطہ پیدا ہو اور ستر کہ محاذی صوف
 عورت سکے اور جس کے مذی سکے تو نماز اس کی صحیح ہی اور یہ مسئلہ بہت مشہور ہی کہ اگر کوئی
 بغیر ستر پہن کر ذکر و خضوع میں پرستی لگا کے نماز پڑھے تو وہ ہی بلکہ استبصار میں لکھا ہی
 کہ عین نماز میں خصوصاً کہ بیضا حرام نہیں اب ذرا اس نماز کو اس نماز سے موازد کر کہ کون سی
 ہی شہرت لکھ دینے کہ ہر دم ہزار بار دینے نہ لکھ فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس **قولہ** حال
 ابو حنیفہ شاگرد ابو حنیفہ کے قاضی بغداد و تہما متصل تاریخ اختلاف اسوطی میں مسطور ہی لکھ
 سے کیا کیا اس **جواب** یہ حکایت جس کا خلاصہ معتبر نہونا کلام کنیز و غلام کا نہ عین ہی
 ہے اصل حص ہی اس کے علی الاطلاق عدم اعتبار ان کے اقوال کا محتاج بیان ہی اور محتاج
 قواعد شرع اصل قصہ صحیح اگر معلوم ہو اور جو طعن ہر تو کچھ کہا جاوے ع مثل الذباب
 یا اعی موضع الزلل نہ کوئی کام سوا عیب جینی کہ ان میں درجہ میں غلطیاں نہ ہوں **قولہ** نہ
 غیہ کہتا ہی اشعاشا غنی گفت کہ شطرنج سبج ست درام نہ کج مبارکہ کہ جز است نفرد
 کلام نہ و حنیفہ بایں گفت در احوال تاسو نہ کہ نجشیدہ سحر تانہو بر تو حرام نہ حنبلی گفت
 جو در مطعم درانی نہ اندکے جنگ سحر سوا حیا بخرام نہ گرنی پیروی مضمی جاریہ مالک
 او ہم از سحر سحر کند و طی غلام نہ جنگ می نوش کن مکن کن و خوش باز قمار نہ کہ مسلمانی
 برین جاریہ است تمام **جواب** تجرد میں لکھا ہی کہ فرقہ امامیہ و اسیطہ الزام الہست کے

عدم تقدیل ارکان

گزارہ نماز

حکایت ابو حنیفہ

ایات محمد

چنانچہ انہی کے لئے اجازت انعام کی طرف انہیں ہالک کیے اور حالت جنگ نوشہ کی طرف انہیں امر
 بنیل کیے اور توجہ شہر بخار کی طرف انہیں دیکھ کر اور ریاست قارا باوند کی طرف امام شافعی کے منسوب
 چند شعر شائے بن چنانچہ سنح الفاضلین میں مذکور ہیں انتہی سہذا ناخسروا صفوانی مذہب
 ناسخ رکھتا تھا معاشرہ صاحب بوطی سینا تھا سید چار صد و چیل میں اوستے وفات پائی
 کذا فی مفتاح التواریخ سورجیادان اشعار کا لفظ بلفظ سیاق گذر چکا فلیر حج الہیہ اور علاوہ اسکے
 اتباع شعر اکام غادیو کا بھی قال تالی التواریخ و سیدہم غادیو و ن طرف دہرہ ہی کہ کہے ننگ نوشہ کی
 امام مالک قرار دیتا اور ناصر خسرو اسی مذہب امام احمد بن حنبل ٹھہرایا فرماتے ناظم خسرو
 بن بلاناخر خیر خیر کذا فی الاخرہ ذلک ہو حسن البین کہ کسی شخص قاضی محمد بن علی
 رشوکانی سے پوچھا اذا قال الموزن حی علی خیر العمل منغی اجابتہ بشی ام لا فاجاب الیہ اجابہ مالک
 مکرر وہ لاندہ تہ من شجار الیہ و افش و ذکرہ الا انہ انما شاعر ہم میں یہ جواب میں اس صبی کے

کہتا ہوں الصلوۃ خیر من النوم بعدۃ عمرۃ لا اصل لہا انظر فی الموطا عن مالک بلغہ ان ابوہ
 حارث بن عمر فریذہ لصلوۃ الصبح فوجہ ناما فقال الصلوۃ خیر من النوم فابوہ عمر ان یجہا
 نداء الصبح اتقی کلامہ جو اب ہنر چشم عدوت بزرگتر عیب بہت یہ کل بہت سعدی و قد
 مردمان خار بہت یہ تمکو اگر معنی روایت موطا کے کہے تھے تو اور کسی سے پوچھا ہوتا
 پھر اگر کوئی کہتے تھے یا اجاتا تو بڑے جوان بھی لکھا ہوتا حالانکہ قولنا صبی جو نابھ بھی تو یافتہ شیخ
 احمد عرب ہیں تھے بنظر جواز تصدیق ہر سال پورا و سکورا سطلہ انکھار ہرارت کے زبان عمری
 باوجود ناجح ہو صرف و نحو وغیرہ کے اپنے نام پر قتل کیا خیر مع مارا چارین قصہ کہ گاؤ اند
 خرفت یہ معنی روایت مذکور کہ یہ ہیں کہ موزن خارج اذان یہ لکھا کہتا ہوں فرمایا کہ
 ابو سبکے محل یعنی اذانین کہا کر اور انہم کے جگہ انکے واسطے لکھا چنانچہ یہ واقعہ بعینہ سا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا ابن ماجہ میں ہی کہ آئے بلال پاس آنحضرت کے واسطے
 خبر دینے نماز صبح کے کہنے کہا کہ آنحضرت سوتے ہیں بلال ایہ بکار الصلوۃ خیر من النوم

الصلوة خیر من النوم پس مقرر کیا گیا یہ کہ تا وقت نماز صبح میں بقیات ہوا حکم نبوی ساتھ اس کے
 انتہی بنا علیٰ ذہا اسکو بدعت پہلی کہنا لائق تھا نہ بدعت عمری اس طرح حدیث ابی مخزومہ سے
 سنائی کہ تفسیریں کہیں کہ ہم کہا کرتے تھے علی الفلاح الصلوة خیر من النوم اذان صبح میں اور جس
 کسی روایت میں نسبت اسکو طیف عمر فاروق کے آئی تھی اور اسکے معنی یہ ہیں کہ ان فی زمانہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تم بڑے عمر کا تھے عینہ امر بزرگ پسین ثبوت حکم نبوی کے اعتساب کے سکا طرف عمر کے
 نبیوں بدعت بدعت سید نبی اور شوکانی اس قول میں متفق نہیں بلکہ امام نووی نے شرح مہذب میں
 یہی کہنا علی خیر العمل کا اذان میں مکروہ ہی اسلئے کہ آنحضرت ثابت نہیں ہوا اور زیادت فی ذہا
 مکروہ ہی اور سبجہ الرائی میں کہنا ہی کہ اس کلمہ کو جسے بعض بلدان میں زید سے سنائی اتوی
 اس سے معلوم ہوا کہ سلف میں کوئی اس سے واقف نہ تھا جب شبہ ہو گیا تو انہوں نے ہمراہ
 اور بعد اس کے اسکو بھی نکالا تو کہہ دی کہ خیر العمل لادبی الاذان لانه من امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکن
 نہ کہ لہو میں فی حالۃ الاختیار روی فی کتب الحدیث من طرق الائمہ الاہل بر علیہم السلام ان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم امر اباحدوۃ ان یقول فی الاذان حی علی خیر العمل وان عمر بنی الناس عنہا بعد موت
 النبی فکلفوا عنہا و امر بالتثویب جو اسباب یہ تمہ مسروق اوی عبارت مسنون کی اور یہ روایت
 ائمہ ہدیٰ بطریقین شیعہ مروی ہے الحدیث پر حجت نہیں انکے لئے انکی کتاب سے سند بیان مکروہ
 کہنا الصلوة خیر من النوم کا انہیں ائمہ کرام سے روایت امامیہ ثابت ہے پس اگر قول ائمہ معتبر
 ہی تو ہر جگہ ہو وہ سب قطع نظر ابن حنیبلہ و حنفی نے امامیہ میں فتویٰ دیا ہی کہنے الصلوة
 خیر من النوم کا اذان نماز صبح میں کذا فی محتصر الشیعہ فی احکام الشریعۃ اور سنجہ احادیث
 مذکور کے یہ حدیث ہے عبداللہ بن سنان کہ راوی ہے جعفر صادق علیہ السلام کہ فرمایا
 صبح میں بعد حی علی خیر العمل کے الصلوة خیر من النوم کہا کرو انتہی پس اگر اسکو حل تقیہ کہنا
 تو جواب اسکا یہ ہے کہ امام جعفر صادق اپنے صحیفہ میں تقیہ سے ممنوع تھے اور جوابات
 از الہ میں کہے ہیں چنانچہ اسی حدیث سے صاحب استبصار نے حل اسکا تقیہ پر کیا تو صاحب

معتبر سے اسکو غیر معتبر تک تصریح ہدائے الصلوٰۃ خیر میں النوم کو بعد از تقیہ کے ائمہ سید
 ابو زبیر جانا اور مرنا کا ظلم علیٰ ائمہ امامیہ بجز وہ مسائل تقیہ میں لکھا ہی کہ ہدائے الصلوٰۃ خیر میں
 نزدیک ایک جماعت محققین امامیہ داخل استیجاب ہی اور بعضی قائل ہیں ساتھ جمع کے یعنی
 اسی علی خیر العمل کو ہی ساتھ اس کے ملا کر اور تیسری طرف انعام کے گئے ہیں بلکہ ہنوز بعض
 ملا ویران و ہندوستان میں ایسے علماء امامیہ موجود ہیں کہ اب تک جمع کرتے ہیں یہی حروف
 سنیت میں عت عمر کے ائمہ ہدیٰ وجہ فرید شفت خیر العمل کے مفہوم نہیں ہوتی الہم
 قرآن عمل سے اسکا جگہ عمل عقد ہی کیونکہ فضائل عقد ائمہ سے مروی ہیں فی الفصل الہم

فضائل عمل

۱۰

۱۱

للعالمی عن زرارة عن ابی جعفر قال طب العرب فی ثلثہ شرطۃ الحجامة والسعوط وعن ابی
 علیہ السلام خیر ما زادو تمیم الحنہ والسعوط والحجامة انتہی بلفظہ اور روایت اخیر سے ثابت ہی
 عقد ہنوز ابون مسالحی کہتے ہیں کہ زبان ائمہ ہدیٰ پر روایت زرارة مدوح و معبود ہی اور حال
 کفر و اتحاد زارہ کا کتاب کشی سے واضح ہی لطائف مقام سے یہ بھی کہ ایک دن ایک مریض
 میں طبیب حاذق شہر گنہ گرو کے کو کوہ ہند ہی حاضر تھا اسوقت مطلب میں سداغنیاء و مسکنان
 شہر شیشے سے کیا چھتا ہے فیض قارودہ ایک بیمار کا ملاحظہ فرما کر نمازہ کو اشارہ فرمایا کہ
 عمل جلد تر لکھ و اس شخص نے کہا حکیم صاحب عجب بجا رہا ہے کہ ہم طفولیت میں کہتی تھی کہ
 شیشے سے جب کثرت شیون کی ہوئی ہر مطلب میں یہی نام سنائی دیتا ہے اور جرح شیون
 میضرت و داعیہ اسی عمل کا کہتا ہے ایک دن فوت ہوا کہ مراد شہید کی کہ ولادہ عمل میں لفظ خیر العمل
 یہی عمل ہی یا اور کچھ کہ ہر وقت موزن انکے دعوت اس عمل خیر کی کیا کرتے ہیں اعلیٰ علیس
 اور اہل غل رنجیدہ جوئے اتعاقم پر ایک اور حکایت لطیف یاد آئی کہ ایک شخص فضائل
 سب سے متوطن کشمیر صاحب معتمد الدولہ سے ایک دن نواب حکیم الملوک سے کہا کہ کچھ علاج
 مولوی صاحب کے لئے کہ رو کہ بار بار بیت الخلاء کو تباوین حکیم نے فرمایا عقد بہترین عمل ہی
 بزرگ خفا ہوئے حکیم نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ سنت ہی ایک شئی نے کہا آپ کیا فرماتے

یہ حکیم نے کہا میں غلط نہیں کہتا بہت احادیث قرآن و حدیث میں مروی ہیں اور بعض
 نے کہا کہ بیشبہ کسی مابین و ضمیمہ کی ہو گئی تو اسے بیشبہ کہنا کہ ایک بار میں سنت چار ہوا تھا کہ تو فتح
 زندگی کنی تھی سارے اطباء نے بالاجماع تجویزِ عمل کی کی میں نے کہا مرقا قبول ہی ہر چند قرآن میں
 غیرت قبول نہیں کرتی فتنہ جو کہ وہی سنن الکبریٰ البیہقی فی بابا موسیٰ فی حجت علی خیر
 الی قولہ نقل عن ابن عمر عن علی بن حسین انہما یقولان فی آذانہما بعد حجت علی الصلوٰۃ حتی علی خیر
 چو آپ یہ روایات مسرورہ بخلاف النکاح غافلہ احادیث صحیحہ ہیں اور وہیں بتدریج واقع ہوئی
 ہے یعنی بجائی الصلوٰۃ خیر من النوم کے جی علی خیر علی کو کہا ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ اور احادیث
 میں خود ابن عمر سے ثابت ہے کہ وہ الصلوٰۃ خیر من النوم کہا کہ بے شبہ نہ کہ کلام و اس کے
 روایات یہی سستہ اسبق قدر ثابت ہے کہ یہ فعل ابن عمر کا احیاء تھا نہ وائمہ نہ فعل نبوی پس
 بمقابلہ فعل عمر فاروق کہ بابا بن عمر کے ہیں اور خلیفہ رسول اللہ کب یہ تبرکات کا خصوصاً
 اسوقت کہ مرفوع تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہوا و فعل عمر فاروق بنفس علیکم بسنتی و
 سمعتمہ الخافا الراشدین عین سنت ہی علی مخصوص صیوقت کہ امر نبوی ہی ساندہ اس کے
 واقع و ثابت ہو قطع نظر اس کے حال جمع و تالیف نہ یہی کا سابق گذر کہ بیاہ مستبصرین اہل حد
 میں ہیں فتنہ کہ تو کہ نہ ظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ میں بعد بیان تثنیہ کے عبارت طویل
 ہے کہ حضرت علی سے انکار تثنیہ منقلد ہی فرمایا اخر جواہر المبتدع من المسجد جی اولیہ تثنیہ
 مشکوٰۃ و یہی اور وہ تثنیہ تبکوشتی مسنون کہتے ہیں اور یہی تفصیل اس کے یہ ہے کہ تثنیہ
 نے بلال سے روایت کی ہے کہ آنحضرت فرمایا کہ تثنیہ کہو کسی نماز میں مگر فجر میں نہ
 عن ابی حمزہ وہ مراد تثنیہ اسکا یہ الصلوٰۃ خیر من النوم ہی و ہو قول ابن باز کہ و احمد
 الذہبی انتقادہ اہل العلم و روۃ اور عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے نماز
 میں الصلوٰۃ خیر من النوم اور اسحق نے کہا کہ ایک تثنیہ ہے جو لوگوں نے بعد نبی
 اللہ علیہ وسلم کے گائی ہے یعنی جب بعد اذان دے یہ ہر وقت لوگ آئے مسجد میں و یہ کرتے

کتابخانه جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

وہی کہ جس نے اسے

تو مؤذن در بیان اقامت و اذان کے کہتا تھا قدامت الصلوٰۃ وحی علی الفلاح اسکو اہل علم کو
 کہتے ہیں بسبب واث ہو چکے بعد آنحضرت کے پہنچنے پر اسے مروی ہے کہ داخل ہوا میں جبرائیل علیہ السلام
 من عمر کے مسجد میں لاکھ اذان ہو گئی تھی اوس میں اور ہم چاہتے تھے کہ نماز پڑھیں پس غیب ہی
 نمودار ہو سونگے ابن عمر سے اور کمانگو پکارا ساتھ پاس اس متبع کے اسلئے کہ وہ
 شریب ہی کہ بعد آنحضرت کے لوگوں کو خیالی ہی کہنا باقی الترمذی اسے ثابت ہوا کہ انکار فرضی علی غایت
 حادث پر تہمانہ قدیم پر پورے شریب نزدیک شیعہ ہی ثابت ہی کما یلوح من الجبل المتین للعالی قولہ
 شیعہ اثنا عشریہ بموجب شاد و خیر البریر و نوافل مضانکو اپنے گھر و زمین پر چڑھتے ہیں کیونکہ حضرت
 صلوات اللہ علیہ فی بیتہ افضل الالمکتوبہ اور نام ان نوافل کا تراویح نہیں تراویح حقیقت میں انوار
 عمرین خطاب ہی کما قال لغت لبدعہ ہذا انتہی حاصل جواب یہ تقریباً ہام ہی اسلئے کہ اس
 چاہتے تھے تاکہ آنحضرت نوافل مضانکو گھر میں ادا کرتے نہ مسجد میں حالانکہ ثبوت اسکا بنا غایت
 ہی اور غایت الامر یہ ہی کہ ترک موطبت کا یہ عذر بیان فرمایا خشیت ان تفرض علیکم سورۃ
 حجت اولیٰ فی الامیت نہیں ہو سکتا کہ فعل نبی مختص اس نوافل کا ہی عموم حدیث مذکور سے اور
 جسے حدیث مسطور فرمائی اور سینے تین رات تک رمضان میں اس نوافل کو بجا عت ادا کیا اور اس
 اور نوافل کے تنہا گھر میں نہیں پڑا چنانچہ کتب سے بنقل مستفیض ثابت ہی ہے جس کہ
 ادا کرنا اور اسکا مسجد میں گھر میں بجا عت تنہا فعل نبوی ثابت ہوا تو پھر اگر عمر نے بعد از
 نبوی نظر برقع عذر مذکور احیا کست نبوی فرمایا تو کیا خرابی ہو گئی اور باتفاق فریقین
 قاعدہ اصول مقرر ہی کہ جب حکم نص شارع سے سائل ہو ساتھ کسی علت کے تو وقت ارتفاع
 علت کے وہ حکم ہی مرتفع ہو جائے اور بدعت کہنا عمر کا موطبت بجا عت ہی نفس تراویح و بجا
 کو کیونکہ موطبت اسکی حادث ہی نہ اصل بل سورۃ حجت قاض نہیں ہو سکتا اسلئے کہ بہت
 چیزیں عین کرنا نہ نبیین تھیں پھر خلفاء راشدین و ائمہ اہل بیت کے عہد میں ہوئیں صورت میں
 مذکور مخصوص ہی ساتھ غیر تراویح کے اور قول عمر مخصوص ہی ساتھ اوس چیز کے جسکی کچھ اصل

کہ کند افندی گریبان شوق و نه ملایم اسم کہ کند طعن سستی مطلق در مرتبت حضرت مشرق و گرفتار اندام کہ گریست
 بر سزای حق و کیست بر سر حق و معتقد اندام سستی اسی عاقبت اندامی سے واسطے رفع کوفت و روزه
 ایک مجنون فقرت کتب فقہ میں لکھتے ہیں کہ سحر شفا بابت و اگر کسی کو شش و ہیدہ ہی کہ چہ پانی
 بقدر کر کے ہو اور او میں آب استنجا اور خون خضیر منی و ویدی اور ربیبہ با نور و کلی چشمہ پڑی ہو اور
 گہل بل گئی ہو اور گنتے نے بھی او میں ہوتا ہو اگر او میں نی سے آتش یا فلودہ بنائیں اور روزه
 کریں کہ قیامت نہیں آتی کہ فی طعن اللسان آب بعد استعمال من فلودہ یا آتش کے فوٹے کیا گنجائش
 روزہ بھی اور بطور الطہنت ہے جواب ہی کہ کوفت روزہ میں تک ہی کہ روزہ مرنہ میں ہی اور جب کہ وہ
 قواب توانا ہی آئی جسطرح حدیث میں آیا ہے لصائم فرحان فرحہ غدا لظنار اسخ اور وہا انظار و توبہ
 آیا ہی ابتلا العروق و ثبت الاجر انشاء اللہ تعالیٰ علاوہ اسکے عقل بھی سکی مشقتی ہی کہ ضوحت جات
 تشنگی و گرسنگی میں ہو اور قوت حالت اکل و شرب میں بالکس معلوم نہیں یہ نجات مجببہ غیر یہ تپنے
 کہا ہے جس کے میں کہ نقل عقل و دو مستقیم نہیں قوله و اگر کوئی و رکعت نماز کو
 تین رکعت سچو یا کسی کن کو اگر کان نماز کہ بیش کہ سے نماز او سکی باطل ہی او فاعل اور مکہ اثم
 اور مشقت او سکی برادر چو اگر یہ امر ہو اسی توبہ و سہو جاہ بقضمان ہو سکتا ہی اسصبر
 نہ بطلان ہی اور اگر اثم اور تباہی مشقت اگر تہ کہ فرض نہیں ہی اور اگر عدا ہی نو سوا شیعہ کوئی
 مستی و عدا و تباہی نہیں کہ کتا اور وجہ اسکے ربط کی ساتھ مسئلہ تراویح کے معلوم نہویں
 یہ ہی کہ عمر جماعت یا مطلقیت یا وہ کی توجہ ایسا سکا گذر چکا اور اگر نقصان کسی چیز کا ہی تو وہ
 کہ وہی شمس رکعت میں چکا ہو تضرع پڑا اور عرسے قائم رکھا اس میں کوئی رکعت و مکن جذب و ساقط
 نہیں کیا کہ دلیل عمومی و مطلق ہو آخر میں کہ تین کہ عرسے او سکو میں کہ دیا اور نہ پانچ تین کو
 پچاس کہ یا نحو ذالہ من سر الفہم قوله حشر غلامان علی علی حشر غلامان عمر بن عمر قوله بعد ازیں
 صحیح ہو کہ دین علی و عمر کا جہاد شیعہ و دونہ خطا و حالاکہ جناب سیرت و توبہ نماز و عرسے
 و تراویح عقبہ پڑی ہی اشعاعا لہا و پس بکر و عمر کردہ نماز نہ نوراں گفت توجہ کہ کردہ نماز

سخن فلو کہ برائے کوفت روزہ

زیادت و نقصان رکعت و نماز

فرق غلامان علی و عمر

بعضی را نتوان بہت جہنم بہتانی؛ باید این ز غرور اگر کش شخصیت الہی قولہ بین کتاہوں بجا آنا حکم
 خدا و رسول عین ایمان ہی خبر میں ہی حکمت بندہ بغض شد اسلئے محبان اہل بہت سے قولا و دشمن
 تیرا واجب جانتے ہیں جو اب یہ خبر بطریق امر یعنی اذہن میں بلکہ بطور اخبار ہی اور بغض کہ تیرا انہیں
 نہیں شہر نما عقائد لغت پر معنی وجوب کہنے کہ ہر سے آپ کا لین گے قولہ میں شہمان خدا و رسول
 بغض و ہوی قولہ تعالیٰ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ فلعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و جو اب یہ بغض
 اخبار ہی نہ انشاء اور مصداق اس کے موزی ہیں غیبیہ ابو جہل ابو لمب غیور اور جو صحابہ کو معاذ
 اس کا مصداق ہمیر کو وہ جہل ہی یا معاذ اسلئے کہ ایذا دینا خلاف ارادت کا خصوصاً اور سائر صحابہ
 جمہور انحضرت کے بالیقین ثابت نہیں ورنہ خود آنحضرت بوجہ اس بغض کے اوپر لعنت کرتے یہ گمان
 حکم ان بعض الظن اثم گناہ صرف ہی چنانچہ اسی جہت مصباح الشریعہ میں حضرت جعفر صادق
 نقل کیا ہے کہ چھوڑ دینے کو شکایت سے اور جرات نہ کرنا اعتقاد و زور و بہتان پر حق اصحاب خیر الاما
 میں اور کہو اعتقاد و او کی محبت کا اور بیان کروا اسکے فضائل اور کتاب اللہ یا ان کا فی میں ہی حدیث
 آنحضرت کے لائے بالسنن سنن اللہ وادارہ بینہ انتہی قولہ نہ زخم شہی و رازی و میشا پوری وغیرہ قائل ہیں
 بہت گت حق میں موزیان نبی علی کے کہ ان ہی اور سنی ایذا کے آئندہ کرنا تجید و کرنا ناخوش گئی
 اور حفظ ایذا کی عام ہی کتنیچہ تیار یا تیار کے یا ذرہ خاک کسی پر ملے یا تو پیرش کر سے سب داخل
 ایذا ہی چھوڑ قطع نظر اسکے کہ زخم شہی و رازی وغیرہ سے ناقص نہیں مل کے ہیں اور یہ
 کہ مراد نزالت الایہ فی کذا سے فرد خاص نہیں ہوتی سو بہ تقدیر تسلیم اس فعل کے اس بقدر واجب
 ہی کہ خدا تعالیٰ نے لعنت کی ہی موزیان علی پر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تم ہی اوپر لعنت کرو اور
 اخبار مستند اس فعل کو نہیں کہیں کہ مذکور اقتدار نبوی چاہے کہ لکھی رسول اللہ اسوۂ حسنہ و اللہ اعلم
 افعال انہی سببی نے کسی جگہ لعنت اپنے موزیوں پر نہیں کی چہ جا علی کی متعدد آیات مجمل ہیں
 کہ یہ کہ اس میں نام موزیان علی دہی کے بیان نہیں فرما اب کوئی بغض سرچ چکا کہ مفید لعنت نہیں
 مستحق صواباً کہ جن کو لعنت بقول ان کے علی کو ایذا دی علی نے او کو ہی لعنت کی جیسے وہاں

جو اب اس پر برہان

حکم موزیان علی نبوی

انکسیر تمام کیا اور کئے تشریف سے فرمایا اور لوگوں کو مسلمان و اخوان کہا سو جو کوئی تارک اسلام رہے
 اسی وہ مخالف اللہ ہی کو ملے اور عداوت شریعت نبوی و توحید ہی کہ منکر نہ کرے اور فرماتے اللہم اغفر
 فانہم لا یعلمون اور عرض امداد لیتے نفس غلامی کہی مری عمر نہیں کیا جب کہ آندہ ہو جو خدا کے بارے میں
 شرعی کے شہر سو منعت ہی اور نہیں پر ہی جہنم ترک اسلام اور زبانیت دین مرضی حق کی نہ کسی اور پر اور
 بات بائفاقی فریقین اصحاب حسن و قبح ہرگز کہی نہ نہیں ہوئی فافرقا معذرا حسب طبع ایسا نبوی مرخصی
 موجب ہیں اسی ہی اسبیض ایدہ صدیق و فاروق و عثمان بلکہ جمیع اصحاب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

ایسی بات تفاوت نقصان اسی جہت سے صاحب مع الاخبار لکھا اسی قال ابی سلمیٰ اللہ علیہ وسلم من سب
 اصحابی فقد کفر لہی چنانچہ اسی نظر سے بدگوئی معاویہ بن محمد امین اور ایذا بقول سامی علیہ السلام
 آج کہیج مار ڈھار کے خستے سے پس جس راہ سے کوئی معاویہ کو ایذا سے وہ نبوی ہی قتل لعنت
 کا دین ظالمین پر متواتر قرآن شہ جہنم بن ہی اور جزا ملو ستم آل نبی پر ہوا اطہر من الشمس ہے پس
 ظالموں پر واجب ہی اور ترک اور سکا ترک و واجب جو اب اسرار ظالمین کا زمین سے قرآن میں کفار و کفار
 ہیں اہل قبلہ و اراکین اور حسن بدترین عتاب آئی ہی اور نزدیک اللہ کے باقتدار ائمہ ہیں ہر
 ہی ساتھ کنار کے چنانچہ اسی سبب سے سنی قاتل عمر بن خطاب قتل عثمان بن عفان پر لعنت نہیں
 بخلاف ماسیکہ کہ انکو مطلق احتیاط نہیں حتی کہ اخباریہ و اصولیہ باہم ایک دوسرے کو لعنت کرتے ہیں

اور جس نے آل نبی پر ظلم کیا اور دار و اسلام باہر گیا جیسے یزید و شمر وغیرہ اوپر بے شہ نہ نزدیک
 اللہ کے لعنت ہی اور جو باہر لگا اور سوقت ہوتا کہ قرآن تشریف میں مش اور اوامر کے اسکا حکم کی
 نازل ہوتا یعنی الصوالطالمین والکاذبین حالانکہ یہ ترکیب سار قرآن میں ایک جگہ ہی نہیں ملتی بلکہ اسلوب
 ہر جگہ ایسا نظر ہے کہ اس سے ظنیہ لعنت علی الذین نہیں نکلتا یعنی لعنت اللہ علی الذین سو جو کوئی
 و غیر میں فرق نہیں کرتا وہ حسن ہی اور ترک معن کہ ترک جب کہنا بار ناسخ علی الفا نہ ہی مع
 وکن یسلط العطا وافند اللہ ہر قول خبر میں ہی کہ جب حضرت عباس کی انصار کے آئے اور
 سونہ نہایا حضرت نے خفا ہو کر فرمایا وہ مومن نہیں جو ہمارے چچا کو ایذا سے یہاں حال فرمایا ہمارے

لعنہ اللہ علی من کان ذین غیرہ

ایضا قول رسول خدا

اور لوگ جنہوں نے ایذا سے جناب سیدہ و امہ معصومین میں درج نہیں کیا تمکس کرنا چاہیے جو اس
 یہ خیر الفاظ گذرانی جس کتاب الہدایت میں ہوا مسکا نشان دو مہذب السنین ہی لغت کرنا پیر کا
 یا حکم لغت نہیں آیا صرف ناخوشی نبوی ثابت ہوئی چنانچہ اس قدر اخبار صحیحہ سند سے بنی ثابت ہی اور
 اس حکم میں سب صحابہ داخل ہیں اگر چہ شان و روضہ میں ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہی کہ مسلمان کی چوٹی
 مسلمان پر حرام ہی مال جان و آبرو نہایت یہ کہ عکس میں عمرت نبوی موجب نذر ولایت ہی پخت
 تقریب ہی تمام ہی اور جواب نوزیان جناب سیدہ کا سابق گذر چکا علاوہ اس کے یہ ہی کہ قلم
 اول مجالس المؤمنین میں در بیان ولایت احمد و کما ہی کہ لعن خلفا ثلاثہ واجب نہیں کیونکہ مضمون
 یہ ہے کہ خلیفہ بلا فصل بعد از حضرت مرقضی علی بن ابی طالب و عمر بن خطاب و عثمان بن عفان
 کہ نام حضرات خلفا ثلاثہ کا ہی زبان شیعہ پر جاری ہوا اگر جاہلان شیعہ حکم وجوب لعن کر دیں تو یہ
 بات او کی معتبر نہیں انتہی بنا برعلیٰ ذرا جاہل ہوا امثال سامی کا بنا بر قول وجوب لعن بقضائے
 محقق ہاں شیعہ کو پہنچا و ہند کھڑے ہو و شیعہ کو سبب خیر گزرا خواہد خیر یا نہ دوکان شیعہ گرسنگ
 کہ اس قدر زمین شعار انا عشرۃ دو طرح ہی جواب یہ دو طرح اسطر خیر میں کہ ہر دو
 گدہ میخوردہ سبجان اللہ یک نشد و شد و نعم ما قیل عیب کہے نمودن غیب نمودن سہل
 اول گرد و قیل کہ مستغرق یاد الہی و محبت رسالت پناہی میں اس قدر تبراخی لغت سے کہ یہ میں
 کہ نام او کا زبان پر نہیں لائے صرف اللهم لعن الظالمین جمیعاً کہ ذکر و شغل میں مصروف رہتے ہیں چنانچہ
 قرآن شریف و حدیث میں بے تخصیص نہ ہونفا کہ لعن جو تحقیق لعن میں آئی ہی اور کہنے میں
 کہ تحقیق منافقین صحابہ کو خوب جاننے تھے باوجود علم کے کسی مصلحت سے اخفا کیا ہو گا نام کسی کا
 نہیں لیا ہم ہی باوجود علم کے نام ہر تذکرہ و حاشیہ کا زبان پر با علان نہیں لائے اور حسب تمام
 غایت لعن ظالمین کہتے ہیں اور شک نہیں کہ جب لعن ظالمین کی توقع اب اسکا تحقیق میں کو
 یہی کیا پس نہ نام لینے کی نرمی آوری مصلحت سے دور ہی کہا قال لقا ولا تسموا الذین یخرجون
 من دون اللہ تسمیو اللہ بعدوا العبر علم جواب اصل سہم تبرا ایجا زبان میں ما علم الملک شیعہ

کہ نام او کا زبان پر نہیں لائے صرف اللهم لعن الظالمین جمیعاً کہ ذکر و شغل میں مصروف رہتے ہیں چنانچہ

کہ جسے شیعہ داعی غیر احمد بن محمد بن حنفیہ نے کہا اور شیخ محمد بن حنفیہ نے کہا کہ وہ ایک عظیم علم کو مٹی و قلعہ ہو گئی خدا
 اور خدا و خدا میں فروگرداشت کیا کہ وہ گنہگار نہ ثابت ہو کہ سب صحابہ سب نبی ہی اور سب نبی سب نبی
 ہی چنانچہ اسی جہت سے صاحب طبع الاسرار نے کہ مشاہیر علماء امامیہ نبی حق اصحاب میں ایسی حاد و حاد
 کی میں جسکا خلاصہ مارا پیشا حضرت شلاق کرنا ہی اور شخص کو جو حق صحابہ میں زبان درازی کرے
 اور پاسداری حقوق و رعایت محبت نہ کرے اگر انجملہ یہ حدیث ہی قال ابنی صلی اللہ علیہ وسلم من سبقنی
 فاقلموہ ومن سبنا صحابی فاجلدوہ اس طرح صدوق کتب خیرون اخبار الرضا میں اور مجلسی کتب
 الفتن سجد الاوار میں حدیث بخبرم کہ ذکر کیا ہی اور صفحہ الشریعہ و مصباح الحقیقۃ للنسوبی سولانا
 الرضا و فی علیہ السلام میں ہی کہ سبب شتم حق احاد اناس میں ہی سبب چہ صحابہ کرام کی سبب نہ علی
 مجاہد اللہ عن ائمتہ العین جمیعاً قالین پرتقلب ہی کہ لا یجوز انکر کسی الا یہ کہ قولہ کہ سبب غیر اور
 جسکا غائب سبب حق آل محمد و انک سببیت غیر و ظالم و جابر و قاتل مہرجن ہو نہ کہ سبب و دشمنی سے ثابت
 اگر صحابی ہوں یا اور کسی سبب و سبب لا ایمان جائز نام بنام لعن تبر کرے ہیں جو یہ بیان تک
 کہ اپنی قوم میں ہی معروف یعنی ہیں حالانکہ صدوق کتب الاعتقاد میں امام جعفر صادق میں
 ایک شخص کے کہ آپ کے دشمنوں کو نام بنام بڑا کہتا تھا نقل کیا ہی کہ فرمایا لعنت کے خدا اس پر تو وضو
 ہی حکم اور نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ نہی فرمائی ہی لعن صدام کہ لا تسبوا الذین آتاکم من ربکم
 میں زبان درازی نہ کریں انتہی اور فی الواقع یہ استدلال حضرت امام کا نام ہی اور حجت ہی لاعین
 پر کیونکہ اظہار لعن نام بنام ایک امر فاضل نہ ہی اعتقاد واطبی امامیہ مصباح الشریعہ میں ہی
 قال الامام فی محبہ من أحببتہ وراہبہ رسولک مبغض لمن ابغضتہ و ابغضہ رسولک فانک لم تحبہ فوف
 انتہی اس سے معلوم ہو کہ لعن تبر کرنا مخالف طریقہ شیعہ ہی چنانچہ اسی جہت سے صاحب اس النورین
 لکھا ہی کہ نام خلفائے ثلاثہ مطاعاً زبان پر جاری نہ ہو لیکن اور یا شون کہ ظفر نوک و سیدہ خود بنا ہی
 حیدر بگاڑ دیا ہی انتہی الحمد للہ کہ اہل شیعہ کہ ظفر میں قسم تانی اشاعتی کی جسکے آقا علی علیہ السلام
 قاضی صاحب قضاہ نے تجویز ثابت ہو گئی اور صحابہ صلاؤں سے بچ گئے الا ان خصوصاً حق امارا و در حق

حق صحابہ کرام میں

و ان لمن الصالحين من انكر من اكلوا من ثمرة عيسى بن مريم عليه السلام
جرحا بينين جيسے لو کہ نبی امیر و عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو مارا قاتل کی مذکور شدہ گستاخاں میں جابر الدی
منع ملک دشمنی کرتے ہوں پس شیعیہ پر لعنت کرتا گویا خود ملعون بنائی کیونکہ یہ ان اقصیت مطلوب نبی
ظاہر ہوتی اور نبی امیر میں جو ظالم اکی نبی سے جیسے بنو بن معاویہ وغیرہ اور کوشی ہی اچھا نہیں کہتے اور
جواچھے سے جیسے معاویہ بن یزید و عمر بن عبدالعزیز اور کوشیعیہ ہی بہتر جانتے ہیں جہذا شیعیان
بالاتفاق فریقین بلکہ فرق اسلام بالیقین منصوص اللعنہ ہی لیکن کوئی شخص بابت لعن کر نیچے اور میرا دو
نہیں اور نہ اس کی لعن کر شیعیان جبار و تکما ہی اور انبیاء و مرسلانہ ہر کسی قیام ساتھ اس عبادت کے
کے بالاجماع یا نام یا نام یا نور ہی کہ امامیہ تفریقہ و فریقہ لعنت ہیں اگر کوئی شخص اس بابت موجود
عنایت کیجئے مگر یہ لعنت ترک المیس محض ہی کہ حق و تحقیق امامیہ کو پشت و پشت پہنچے چاہے
کما ہی شجر افندی را مگر کہ انسان بہت ہے لفظ اقلام شیطان سے یہ قول کہ کہتے ہیں کہ انبیاء و مرسلان
یا رسولین انوار الایمان ظلم نہ فرمائی کہ جو کہنا ستم رسید کا اور کہ جسے ستم کیا ہو بادلان جابر ہی
اس سے زیادہ اور کیا ستم ہم پر ہو گا کہ فلان و فلان جابر سے اللہ کے ساتھ کیا کہہ دی گئی اسلام کے چاہے
ظلم یا داتا ہی ہو جب حکم خدا کے لعن کر کے اس کی اور اس کو جزا نعل پہنچا ہین اتنی صلہ جو ابہرہ
و لیل لعن نام بن نہیں ہر کسی کیونکہ اس میں تصریح باطلہ اسما و ملاحت نہیں پس اس سے حکم لعن نکالنا
معاذ اللہ خدا پاک پر بطرفان باندہ نہا ہی بخدا اللہ لکے بظنون رزق و تقویٰ انوار منور و نور انوار
تو کار زمین انکو ساختی ہے کہ با آسمان نیز سر پرستی ہے تنہا لکھا جاتا ہی کہ اس آیت سے اسید ثابت
ہوتا ہی کہ مظلوم چلا نہ بہر کہ اتنا مظلوم قرن بعد قرن الی یوم القیام چلا با کریں کیونکہ ظلم اس پر
اور گزریا نہ اسکے قرائع پر جہذا یہ چلا نا ہی کہ اس حال میں ہی اسکو چہرہ انیسو فرمایا ہی و وہ
فریقین ثابت ہی کہ اللہ ہی کہی نہیں چلا اور کسی کو حکم چلا نہ لکھا دیا بلکہ انہما و کلا اپنی مظلومیت کی
عالم الغیب الشہادہ اور کسی سے نہیں کیا و دوسرے چلا نہ مظلوم کا اسلئے ہوتا ہی کہ حاکم وقت اس کی
کو پہنچے اور ظالم سے اور اس کا عرض کیجئے اور یہ اس وقت ہوتا ہی کہ جب مظلوم و ظالم حاکم فیترک موجود

ظلم و مظلوم

بخلاف اس چلانے کے کہ یہاں کوئی سوچ و نہیں ہوا اسکے کہ شیعہ کا طعن ہے اور کہ یہاں نہیں فرما
 شغال و بل شغال بہت شیعہ اگر چلائے اسے عرض اعلام فاضلین ہی تو اس طرح سے سب مسلمان و فقہ میں
 لشکر یزد نے بے شبہ بے ادبی کی اور بڑا سیاہ ہوا اگر استدلال و طلب ہی تو اب وہ ممکن نہیں جتنے اگر نہ کرنا
 مذاکباتی بنظر اسکے کہ بعض اہل شیعہ قائل ہیں اہل نبی تعالیٰ ہیں اور ان کے عالم الغیب الشہادہ و مآخذ کائنات ہی کوئی کلام
 یا چپ ہے اسکو ہر کسی کی غلام و عدل کی برابر خبر ہی ہی وہ اپنے دوستوں کا ہر طرح انتقام لے گیا اسکو شیعہ
 زیادہ اسکا وہاں ہی اٹلی فرما دیا اور پورے تو نہیں پانچویں جزا و فصل بچانا اسکا کام ہی جو مالک جزا و حصہ
 حقائق شیعہ کا یہ ہندو مت و مشرک و مجوسین مالک یوم الدین نہیں پس یہ کہنا کہ ہم لعن سے جزا و فصل بچاتے ہیں مآخذ
 دعویٰ خدائی ہی جو کہاں ثابت ہوا کہ وہ لائق لعن ہیں اور تم ماسو لعن ہو اور وہ لعن کما شیعہ ہے
 جاتی ہی شاید ایسا ہو کہ بارہم لیاقت موضع شہکار اور پھر فی ہر جہت اس علامہ زمین بظاہر بفقہ کا ہی
 حالانکہ بعض اہل التقیہ و بی تردید ابائی صبح ہی خلاف لعن ہیں اور بے شبہ لا عنین مخالف بعض اہل ہندو
 بعض بلا خلاف کہ فتنی ساتویں اپنے صفحہ پنجم و ہشتم میں لکھا ہی کہ روشن تر از روز بہت کہ ابن جبر مغفین
 اکل و شربت وادست و صحبت و محالطت و مناکت باہام صحابہ انصار و شہداء و مسبب فلہار ایمان رسول اللہ ص
 بیچ اس فرقہ ہی شہادت انتہی بظلم کہ اس ثابت ہوا کہ اگر کسی کی لفاظی ہو معلوم ہو تو یہی نظر فاضل شیعہ اس میں
 اسلام کا کہ کفار کا اور ظالموں کا اس جہر المسلمین برآ و کفار سانی اسلام کا اسلئے کہ اسلام میں ہر
 ہرگز مسلک کا نہیں اور انھیں شہادت باوجود عام منافقین کے ایسا کیا اور اس آیت سے استدلال فرمایا اور کہہ کر
 کہ مسلم ظاہر حق لعن کا نہیں ہوتا یہاں کفار کی بھی جس بلکہ کافر غیر منصوص ہی بھی لعن ممنوع ہی بلکہ کافر
 ہی لعن کرنا حد نہیں بعض اصناف قت و بربادی تقیہ ہی آئمہ میں جنہ ظلم ہوا شہادہ حضرت امام حسین
 شہید و کربلا و جی علیہم السلام سب عین حالت ظالم میں جو تسلیم و حنا ہے اور زندہ و کرباں و دامن سے
 کوئی حرف خلاف مرضی الہی نکلا حالانکہ اگر وہ ایسے شخص میں جگہ آئے کہ یہ کہہ سکتے تھے تو گناہی نہیں
 کہ اضطراب و احتیاج میں ہر فرقہ ہی حمدا و ثناء کی زبان نکلا تو یہی نکلا کہ ہی کوئی جو بچا و حرم رسول اللہ
 واسطے اللہ کے جسے چرخین یزدی یا شیخ کمال ہو گیا یہ نہیں نکلا کہ لعن خدائی اس قوم نہیں چھوڑا

نمود بائند من الحویفہ الکوار اور اگر بطریق تنزیل مراد اوستے او کو مین جہ بعد وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
 مفید کما سانی نہیں اسلئے کہ یہ لوگ مین جیسے ہو کہ صدیق لئے مثل جو حضرت عیسیٰ اور بہایت کتب
 بشیخہ نبوی بت ہی چنانچہ صاحب تفسیر شیخ الصادقین عثمان نزول کرید یا ایہا الذین آمنوا من بعدکم
 عن حجۃ مین کما ہی کہ بعد وفات سکایات تمام عرب مرتب ہو گئے کہ گرد و دینہ دینی عبد القیس بحر بن
 ضیفہ نکرہ سے باز کالی قولہ تو اس بیچ مین مذکور ہی کہ تیر و قبیلہ اسلام مرد گئے آخر عبد بنو مین اور وہ نبوی
 تیر نہیں انکار و شمار اسو غنی ہی قبیلہ دوم نہو حنیفہ یہاں سے اصحاب سید کہ کہ اب جہا ہو کہ خلافت پر
 خالدر لیکہ مع جماعت چاہیہ بر کے بھیجا کہ او کو قہور کیا بعد اسکے کما ہی کہ عبد البکر مین سب قبیلہ مرتب
 حقیقی ان کے شرک کفایت کیا اور سہل انوں کے اندر قبل شجر انتہی مختصر تیس اگر عموم اصحاب اسن ملین ہوگا
 تو قرآن اونی مع مین اور ترا علی مخصوص خلفائہ کو ایان الکا بنی ہاشم و قرآن و سوال اسر و جانی آمد اطہار
 اور اسر ان علما کو بار امامیہ بخار کما حدیث ہی کما سنی قولہ کما ان حق اور برگشتون ہر قرآن مین صریح
 آئی ہی اس جگہ تاں کی ہی قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا ان الذین آمنوا و الذین اٰتوا الذین امنوا و الذین
 فی الکتاب ان الذین کفروا ان الذین کفروا ان الذین کفروا ان الذین کفروا ان الذین کفروا ان الذین کفروا
 مین سکے ہی جو اب شجر فان کنت لا تدری فلک مصیبتہ و ان کنت تدری فانت مصیبتہ اعظم و اما
 صادق بطریق تفسیر عیسیٰ فرماتے مین کہ بہایت نشان حضرت امیر مین ہی اور حضرت ابو جعفر نے اور امیر
 کو ہی امین داخل کر کے فرمایا ہی حیث قال علیہ السلام یعنی مذکور نشان اور اکابر علی امامیہ کہ اعتقاد اس نشان
 نسبت ہمیں اندہ ہی کہ مین اس سلسلہ کو جناب امیر سے لیکر تا ممدی مین عیسا و ابابند سچا یا ہی اور
 ہی اکتفا انکر کے دوسری این کرتے مین کہ حضرت امام صادق فرمایا کہ سر او انکما یعنکم اللہ و یعنکم اللہ
 سے ان مین اور یہ روایت ہی تفسیر عیسیٰ اور جلد اول شمار علی مین موجود ہی اسطرح بہت کلام
 حکم مین کہ کتب بسوڑا نما عشر مین سکے مین اور اگر مراد اس اہل ریت و نفاق مین جنہوں آیات
 ناز کہ کو حق حضرات انہ مین چہ پایا اور قرآن باہر نکالا چنانچہ وضع تقریر سامی اور روایا علی بن ابی
 تمی اور صفا کافی سے معلوم ہوتا ہی تو جواب دسکا یہی کہ مین فرض محال ہذا جنہوں قرآن مجید کو کلیہ حق

اصحاب کما تاتان حق

بلکہ اسکی قدرت سے کہ کتاب اللہ علی حدود حق منع فرما لکھنی لائق نہایتہ صدق ہوئے ان باتوں
 کے میں باغیاں تھ جنہوں نے پوش خرم جمید کو باعزت و معاصرین اور ایک جماعت قداد امامیہ کے آؤ قائم فرما کر
 لے کر دو کاست مطابق مذہب سید مرتضیٰ و مہدی و مہر صادق و اشلانہم کے چنانچہ تفسیر مجمع البیان
 اعتقاد یہ تھی سے نقل اسکی اپنے محل پر گذر شائع کیا تاہی یہی یہاں کہ جب خلفاء و احوال و عقائد و قرآن
 مرتضیٰ کو ایسا کہ مشتمل فہم ماہرین انصار پر تھا قبول کیا تو جناب امیر نے باضرورت اسکو کہنا فرمایا
 چنانچہ جاسی سجاد و حق الیقین میں ایسا دوس قسم ملا لکھا گیا ہی سوا از الان ہفتاد کا قطع نظر فرم کر
 صدوق و علم الہدیٰ یہ تھی کہ یہ عذر بدتر از گناہ اور یہ علت و سبب اسکی بر سر سید و اسکی
 کہ پیغمبر علی اللہ علیہ وسلم نے منکرین قرآن کے ساتھ جہاد کیا ہی اور کہیں سبب اسکی انکار کے ایسا
 قرآن کا تفسیر نہیں فرمایا پس جناب امیر کو کچھ کتاب مستحق سوا اللہ من لک اصول فقہ پر لیا تاہا
 ترکہ ہونگے اگر کہیں کہ بنا بر اختیار تقیہ شائع نہ کر سکے تو قطع نظر اسکے کہ عدم تشہیر اور بات ہی اور
 منع اور ہا اور روایا بجا کو کھنی وغیرہ امر ثانی میں لغو واقع ہوئی ہیں کہہ سکتے ہیں کہ تقیہ کو ہر
 علی کا اپنے شیعہ کہ جناب امیر کو محسوم جانتے ہیں محمد آدمہ مطیع و متقا جناب امیر کے تھے
 یعنی چوتھ لک خطبہ تشفیہ و ردعا و دھم قریش غیر وہن کہ ہوں تقیہ کیا اور کرشش کہان متضامین
 میں نظر دے کہ انسا لور کا دھم موافق میں جناب امیر سے ہی سوا اللہ یہاں ظاہر ہو کہ خطبہ
 وادعیدہ مودع علیاً تو ہم میں سچا اہل حق کہ اجماع کہتے ہیں اس بات پر کہ جناب امیر سے کوئی ام
 خلفاء میں سوا زمین جوہی اگر کہیں کہ سبب عدم مودعی کہتا کہ کتاب الی انصاف لغو ہی نہیں بتا کہ یہ
 اس تقدیر پر کہ یہ لیا ت کلینی وغیرہ امام شیعہ کی ہوتی ہی کہ بدالان مطابق صحیفہ حسنیہ و باقرہ
 و جعفریہ میں مذکور ہے کہ ہرگز سوا خدا کسی سے ڈرنا چاہیے اور حق کو علی و رسول اللہ و اطہار
 کرنا چاہیے اور شر علم میں کوشش کرنا چاہیے الی غیر ذلک اور اگر تفسیر کلینی منظور ہو تو
 اسے ان بنو گون کی تا صارق صدوق رضی اللہ عنہ و ست برادر ہونا چاہیے کہ باوجود ان تاکیدات
 کہان کتاب اللہ کیا کہے اور یہی نیا اس کے پڑھنے سے فراموشی قولہ احادیث صحیحہ میں ہی مخالفین

پر کسی ہی حدیث میں اسامہ شہر ہی جسکا عبدالعزیز نے تحفہ میں الحاکم کیا ذیل مقدمہ اربع کتاب میں
 شمس الدینی بن مین مطالعہ کرو قولہ الخلف الثانی فی مرضہ انہ قال صلی اللہ علیہ وسلم جنہ و جیش آسیاء لعن
 من تخلف عنہما فقال نعم بحیب علیہما المثال اندر واسامہ قدر بن من الدینہ وقال قوم شمسہ مرض اللہ ہی اتقی لفظہ
 مار دنا نقل جواب حدیث جیش اسامہ بن جلد لعن اللہ ثابت نہیں کہ اوسے اثبات لعنت مخالفین پر ہو سکے
 معذرا مخالف اور جزیری اور مختلف اور چہرے کمال تخریص و لعنت مانی سے دونوں کے ایک ہی معنی سمجھو اور بن
 مبلغ علم صاحب تحفہ پر تمت الحاکم کردی حالانکہ اوہ نہایت اسکا الحاکم نہیں کیا ہی کہ یہ جملہ مل نخل میں نہیں
 کہ تمہنے جو اہل مقدمہ مبلغ اوسے اثبات کیا بلکہ الحاکم صحت اس جملہ کا کیا ہی اور یہ کہ یہ جملہ نزدیک صاحب
 مل نخل کے موضوع مفسر ہی آپنے غرض نہیں سے دونوں کار میں فرق نہ سمجھا اور اقرابہ نقل گوئی صاحب
 الحاکم کردیا اس فہم پر صاحب تحفہ پر حرف گیری کی بجائی ہی بل بی تجا تیری ارجہ چوہامو نہ تیری تا اسی کہ کہیں
 حالانکہ اگر یہ جملہ مل نخل میں بدون مرحمت وضع ہی موجود ہوتا تو کیا حرج تھا کہ مل نخل کہہ کتاب عالم حدیث
 کی نہیں کلاس میں اسکی نقل ثبت ہو مگر صاحب تحفہ جو اب اس حدیث کا بضر ض تسلیم ہی کیا ہی
 جب طرح اوہ کی عادت ہی چاہئے تھا کہ اوہ کو مرفوع کیا ہوتا یہ بنائیت جیسا ہی ہی کہ ہر جملہ بدل مل لیل سے
 قطع کر کے دربی ثبوت روایت ہے اصل ہوتے ہیں اگر روایت ثابت ہوئی اور اوہ کو مطلوب پر دلالت
 نہوی تو حاصل ثبوت روایت کیا ہو کہ وہ کندن و کاہ ہر آوردن اسی لئے صاحب تحفہ بعد الحاکم ثبوت جملہ
 لعن الشراخ کے لکھ دیا ہی کہ قاعدہ المسندت کا یہ ہی کہ اعتبار حدیث کا جب کرتے ہیں کہ کتب معتبرہ حدیث
 میں ہو مع الحاکم بالصحیح والاحادیث بے سند یا مذکور بے مہار ہی چنانچہ اس جگہ اسیا ہی ہوا کہ جو عبارات
 مل نخل کی ستے نقل کی ہی اوسیں حال صحیح عدم صحت حدیث کا مذکور نہیں اور یہ فی الواقع کراست صاحب
 تحفہ کی ہی کہ جو پہلے اس نقل کے اسی بحث میں کہا تھا وہی قصہ بعینہ در پیش آیا باجملا اگر اس حدیث کو تسلیم
 ہی کر لیں تو خود جو طعن کی کیا ہی مقدمہ تجزیہ ہی یا تخلف اور مقبول آپکے عجبا تخلف خلاف کہ خلاف جمع
 اہل فاق و خلاف ہی اگر اول ہی کو کذب صریح ہی کہو بلکہ تجزیہ اس حدیث کی خاص حضرت ابو بکر نے ہی
 خلاف مرضی جمع اصحاب اہل اختلاف اور اگر تخلف ہی تو تو میں علی مرضی و عیساں وغیرہ ہی ہشتم شامی مل

حدیث تجزیہ

داخل تین اساتذہ کے مدد پر مذکور میں ہر شخص کو اسم ابوبکر یا عمر یا عثمان کا نہیں بلکہ سب کو لشکر و املا بمقام
 و نزل اس خطا کے ہیں تو یہ سب فی طعن ہیں خصوصیت سچا کہ ابوبکر کی کیا ہی خیر اگر اوہ سے ایک کچھ
 متعلق نہیں کیے تو وہ ہر سارے ہی ہاشم میں مشہور شام کہ از قضا اب و من فشان گزشتی اگر کوئی
 خال نامہ ہر بار در قمر باشد اب تم عدم مختلف متوسل ثابت کرو اور اگر خلاف ہی تو صریح بدل اختلاف
 محسوس قائل خلاف اور احداث قول جدید غیر ثابت بلا خلاف ہی اور قطع نظر اسکے امر غریبی نزدیک مسجد
 متین و اسطو وجوہ یک نہیں کما فیس علیہ الرضی فی الدرر والفرار مستور میں یہ امر مذکور ہے کہ یوں
 اور ترک مذکور معصیت نہیں اور اگر ہی تو جناب امیر وغیرہ جمیع ہی ہاشم عاصی عصاة ہیں اور حسب
 تحفہ جو اب طعن کی سات طرح دی گئی اور ہر بحث وجہ تحقیق طعن کی ثابت کیا ہی اور معاذ اللہ اگر
 موجب یمن یمن ہر تو سارے امامیہ اولین ہی آخرین بلکہ امام علی ہر بن کمال شاعت کے نجات پانچ نہیں ہے
 کہ خلاف اثنا عشر خصوصاً اصولیہ و اخباریہ مخفی نہیں ہی جگہ سے کہا ہی یقیناً خبر اول بصیرت قلم
 تمام ہوئی فوائد عسکریہ اب چند فوائد حنفیہ پر سالہ ختم ہوتا ہی جو اب یہ سور خاتمہ ہی اچھا ہی
 نہ حافظ علی کا کا مضی فی اوائل الکتاب لیکن ڈر سے رنڈی سے وید سے حال گیا اگر لکھا و لکا خیال
 لکھا ہنوز ہی قیہ نوریہ تمہیہ تخریج چلا جاتا ہی آخر تا کجا کل لار بیخ بنافیقو کہ سفینہ کا کہ وسیع الار
 و تاریخ حافظ آبرو و کامل السفینہ و تسمیہ السیر و حدیث سنائی میں مذکور ہی کہ مشہور شدہ میں معاذ
 مدینہ کو آیا اور جناب امام حسین عبدالرحمن بن ابی بکر و ابن عمر و ابن ہر سے گفتگو بطور حکومت و
 کے عائشہ صدیقہ اس میں معاویہ پر خطاب کیا معاویہ ایک کو اکہد وایا اور اسکا سونہ چہا پار
 اوپر ایک کرسی سکھی اور عائشہ کو بٹھلایا وہ چاہو مذکور میں کہ بڑی معاویہ مٹی تہر سے اسکا سونہ
 کر دیا اور زندہ دگر کر دیا اور روضۃ الصفا و جامع القواسم و شواہد النبوة میں مرقوم ہی کہ معاذ
 تجریر زہر زینہ امام حسین کی کی چنانچہ وہ مسموم ہو اور روضۃ الاحباب میں ہی کہ مروان بن حکم حکم
 مذہب میں آیا اور جہد زوجہ امام کو بوجہ کج یزید و چخا ہزار درم زہر دینے پر راضی کیا او سے
 اور وہ یہ معاویہ نے یزید سے کہا کج کر او سے کہا اسنے فرزند رسول کے ساتھ کیا کیا کہ یہ

افانوار کا قطر

نور و فانی عالم اسلام کا جہد

سنا کہ کہی حقیقتاً فی فرمایا سن قتل مرمیہ نہ لکھو کہ کچھ نکال ہی سبباً المسلمہ منوق و فضلہ لکھائی تو لکھنا
 ہوا تو اوسکے گلے میں بت نہا اور قریب ہر گھوڑا سوار کیا اور کہنے پیتا تھا ہتھیار لکھ کر پیرشیں لکھیں گھر و
 کی مریشیں اب جنت رہو نہ چوایا یہ تینوں قصے بے اصل محض افتراء صریح ہیں نسبت او
 جن کتب کی طرف کی ہی مومنین کوئی شعی ہی جیسے حصار و فتنہ العنا و حبیب المسیر و سفینہ کاملہ و کامل السفین
 کوئی مغربی ہی جیسے مع الارک و کوئی نامعتبر ہی جیسے تاریخ حافظ ابرو و حقیقہ سنائی کوئی اصول
 جیسے طمع التواریخ کسی یمن خیانت کی ہی جیسے شواہد البتوہ و روضۃ الاحباب کہ بجا لفظ یزید نام
 لکھ دیا اسلئے کہ نہر و لوانا یزید کا البتہ منقول ہی نہ معاویہ کا اور یزید بے شبہ مصدق آیت و حدیث
 مذکور کا ہی اگرچہ نزدیک المسلمین محل آیت کا اور سب سے جو مستحل قتل مسلم ہر نہ وہ جس سے قتل واقع ہوا محض
 اگر حدیث سبباً المؤمن منوق لکھ کر نزدیک معتبر ہی تو سچا معاویہ پر کیا کجا فوج و زجر کی علیا
 معاویہ کا اور صحابی ہر ناوکا اتفاق اہل سیرت ثابت ہی اور موت علی لایمان محقق اور قصہ بت پرستی
 و شراب خواری موضوعات و شخص ہی لا اصل علی مخصوص سنج البدائتہ و خصوص قصو فی الایمان
 مشار الیہ پر کیا اثر اور تفسیر صافی و ماحسن و منہاج شیخ ابوالکعبہ شافعی ہی عدم اعتبار تواریخ پر چنانچہ
 جیسے سبحان علیہ الخ اکثر قصص و دیگر کتب الماسیہ کا بادیہ و شہرت قصہ و روایت کتاب کے
 جا بجا اپنے رسائل میں کیا ہی اور لکھائی کہ رب مشہور لا اصل اور مومن بیا کسے صدور مومنین
 عقیدہ سیرت و جمع حقہ لکھا ہی ہوا لکہ کم مذہبی خواہد بود کہ بعضہ از روایات بے اصل یا ماوول ان بنا
 انتہی اور اسی تحقیق پر شامین و امثالہا کی طرف سے کہ قبح اونکی احادیث کثیرہ کافی کلینی میں زبان
 صدق ترجمان احمد مستحی واقع ہی بنیاد جو ایک لکھی ہی اور یہ بتا و بارہ عقائد لکھی ہی چچکا اخبار
 و قصص افراہیہ کی والا قصہ امیر حمزہ و عمر عیار و داستان حاتم طائی و خبرہ کیا قصہ کیا ہی کہ معتبر
 ہزن انکو ہی آپ ہر چشم قبول فرما کر ادعا قائل و مسائل میں کا اوپر لکھتے رہ عجز و تنہا ان تفسیر غیبیہ
 و قد میں کجیمان واحد و بالظہر و فجات الی العطار یزیدہ و ولن یصلح العطار یا فیہ
 قولہ جب معاویہ و امام حسن علیہ السلام صلح ہوئی صلح نامہ میں یہ نہ تو وہ جواب معاذ نہیں کہ اپنے

عبارت صحیحی کہ امام حسن علیؑ کے لئے مذکور ہے یا اس کا بیان صحیح ہے

صلوات اللہ علیہ وسلم قلک ضعف بضعاف

بہتر در کس کتاب اہل سنت سے نقل کئے ہیں حالانکہ عبارت وثیقہ حسن مجتبیٰ کی باتفاق اہل حق و
 اعتقاد ابن بابویہ قمی مستحضر وغیرہ و خطبہ راوندی و ابن شہر آشوب و زائرانی ہمدانی و سید بن طاہر و ابن
 بزاز صاحب علیہ حسن بن علی معاویہ بن ابی سفیان صاحبہ علی ابی سلمہ ابو ولیدہ السلمی علی ابن ابی
 قحیفہ کتابا اللہ مستدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سیرۃ اخلافا و الراشدین المدح و المہم و علی
 بن ابی سفیان ان یعد الی احدیس بعدہ و عند اہل کیوں الا ستر من بعدہ ثوری بن المسلمین علی
 الاندلس آمنون حیش کا ذامن از شہد علیؑ فی شام و قرعہ و حجاریم و مینہ و علی ان صحابی علیؑ و
 اسدین علیؑ انفسہم و اسو الہم و اسامہ و اولادہم حیش کا ذامن علی معاویہ بن سفیان ان بکلمہ عندہ و
 میثاق ان الاتبعی الحسن بن علیؑ و لا لاحیہ ایدین و لا لاحدین بل بیت رسول اللہ فائزہ شہداء و لا جہاد
 احد انہم لی افی من الاتفاق شہد علیہ فلان بن فلان و کثرت ہا شہد شہید الاتقی اور یہ وثیقہ صلوات علیہ
 کتب میں بھی منقول ہے اور اس صلح سے حکم انا حرب لمن حاربہم و السلم لمن سلم الہم مسلمان ہوا یعنی
 اور مسلمان ہوا شہید و شہداء کا کہتے ہیں مہاجرین انصار و تابعین اختیار ثابت ہے و یہ احمد علیؑ کا
 انصار سامی کے منبر و صلح کا کہتے ہیں یہ لفظ زبان پر جاری ہے کہ سیدوم اہل اسلام تمام ہزار و ست و زبا
 این باشند اتقی یا سلم تسلیم قولہ و انا جانتے ہیں کہ یہ صلح محض پیشاب بدو ضعت ہمارے ہون اور
 دل ہونے لشکر پر کئے اس نام قبل فرامی اور زبان طابری ترک کی نہ باعث حدیث سننوں کے
 کہ اختلاف بعدی مشورن سنہ منقول ہے کہ جو بن عدیؑ امام کو مصیبت بحث کے ملامت کی امام سے
 عدیؑ کو بیان فرمایا پس طابریؑ اگر کہ بہ حدیث اصل میں ہوتی امام ضرور جواب فرمایا اتقی یا سلم جواب
 صرف و جدان اہل انشا امام کیہ دل اس قلت و ذلت صلح کی نہیں ہو سکتا کیونکہ مخالف عبارت و وثیقہ
 اگر یہ صلح بدولت لشکر سے ہوتی تو اسکا ذکر ضرور کرتے اور عدم ذکر اس نام حدیث نہ کہ کہ جو
 ملامت جو بن عدیؑ نقلی اصل حدیث لازم نہیں آتی کیونکہ جناب امیرؑ بمطابق منبع البلاغہ لبقا
 اس کا وہ کہی ہستال نہیں حدیث نبوی وغیرہ نہیں کیا بلکہ اپنے نصیبت پر ثوری مہاجرین
 کہ مشیوئی مرقضوئی سنہ گزارا آج سے معلوم ہوا کہ وہ انصوح جسکو شیعہ دلیل خلافت بلا فصل

فقد اقر بحجة الاميان لان جعل الاميان ائمة هو الاقرار بالشدة ورسالة التمسك بلفظة اسس ثابت هو ان الاميان
 اسلام هي كونها المجازية كالتصديق بالقلب لم يكن ان شرطها هو باطن كمن ينكرها هو المطلوب او تركان باكر
 بنو اسك شاذي كذا بيان اسلام ايك چيزي كونه كذا كسي جگہ خطا ہو سینگے كيا كچي او كنهين سبب احصا
 ايمان اسلام كونهين كيا كيهين ملاقات و كمر فرماياي اور او خود سونا حرم نور ايمان كيا حال اسلام
 مخالف مخصوص بجهت قرآن هي قال تعالى بيايهم و الذين كفروا و انهم لا يسمعون معلوم هو ان كسر و اسلام
 تقابل هي پس اگر اسلام نام نفاق کا ہو تو یہ مودت و مہنی انکار کی بجائے حاصل ہو اور فرمایا انھیں کس طرح اسلام
 صدرہ علیہ السلام موعظی نورسین و معلوم ہو ان اسلام میں نور ہوتا ہی نہیہ کہ مسلم وہ ہی جسک اندر نور
 شو اور فرمایا قل سنا بائند و اشہد بان سبب نور اور یہ صریح ہی اتحاد ايمان و اسلام میں اور زبان
 امیسا و وصیت انبا وین نقل فرمایا قل انتم و الا و انتم مسلمون معلوم ہو ان موت اسلام پر دلیل نجات
 ہی نہ علامت نفاق اور فرمایا قل ان سبب انفس انفس و معلوم ہو ان اسلام ہایت ہی نفاق اور زبان
 ابراہیم علیہ السلام نقل فرمایا انما و اجعلنا مسلمین لک و من ذی یقینا ائمة مسلمین لک اور زبان یہ صفت
 سے نکلوا یا اذنی مشیل و تحقیق بانفس کین معلوم ہو ان کہ مسلمان ہونا اور مسلمان مرنا صحت میں
 ملنا ہی اگر اسلام نفاق کا نام ہو تو انبا کیوں و کما موت علی اسلام کرستے اور فرمایا ہونا کما
 من قبل معلوم ہو ان کہ یہ لقب قدر بہشتیہ حضرت ابراہیم ہی احوال مسلمین اور فرمایا انفس مسلمین
 کا کچھ نہیں ثابت ہو ان کہ مسلمان مجسم برابر نہیں بلکہ فرمایا و من یمن غیر الاسلام و یا فاقین قبل مسلمین
 فی الآخر و من یمن غیر یمن یمن یمن یمن و بیان اسلام کے اور عدم قبول غیر اسلام
 میں اور خامس بنو غیر مسلمان کے اسطرح آیات کثیرہ سے بے تاویل علم تفرق ايمان و اسلام کا ثابت
 اور اس تحقیق کہ مسلمان ہندی ہو ایمان میں منافق و بے ایمان حسب طرغ بعض منافق بے ایمان
 سمجھتے ہیں کیونکہ جو اسلام نجات و دخول جنان ہی اور انجام نفاق و کس اسفل نیران و تفصیل اسبقا
 کی احیا و علم الدین غرالی امام حجة الاسلام میں مرقوم ہی من شاذی صرح الیہ پس اگر یہ اول و ثانی
 بنا بر و ہم تحریف عثمان و زور و خان نہیں تو صرح اکابر امامیہ بالضر و قابل قبول اتفاق ہی

کسی پہلو سے فرو گذاشت نہیں کیا تحفہ و اخوان تحفہ کو دیکھو اور موسیٰ عجیباً و قریحاً اکثر اعلیٰ
 سنت و جماعت نبی آخر قائل ہو کر تصدیق مسیح کی کی تھی نہ کہ قال الشیخ اسحاق ابن خرم الامری
 فی المحلی و اما قولنا فی اربعین فان القرآن ترک المسح الی قول جب کتنی اس طرح قائل ہیں تو ممکن ہے
 کہ نہ تحفہ و کتابی جو ابابو موسیٰ یہ تھا کہ اکثر علماء اہلسنت تصدیق مسیح میں اور دلیل میں
 ایک صاحب محلی کا نام لیا ہے وہ بھی ہے کہ جو کہ یہ کہ حاصل مسکا یہ ہے کہ قرآن فی مسیح بھی کہا قائل فلان
 و فلان متعدد اسم چھٹل کہتے ہیں تو کہیں کہتے ہیں سوائے کہ رسول خدا کہ اسے زیادہ کو بھی قرآن
 نہیں بوجہ تاویل للاعقاب بن النضر فرماتے ہیں چنانچہ یہ عبد شہاد اس عویلی ہی و اما قلت
 بالغسل لما حدثنا فلان عن فلان الی قولہ عن عمرو بن اعاص قال تخلف النبی فی سفرہ فاکثرنا و
 ارم قننا العصر فجلنا نمرض و فرس علی ارجلنا فنادی یا علی صوتہ و یل للاعقاب بن مرثد و اما فلان
 اب بدو و للرسول ذرا حرف النفاق مویہ کمالنا جائے کہ اس عبارت کے رد قول مسیح بن ابی
 نزول النص کلہا ہی یا تصدیق قولہ المسح نہ بالغسل کی اسناح آدمیان گم شدہ ملک خدا کے گم
 کلام سندیر کا نص قرآن میں قرأت خبر بر بطریق تنزیل ہی اور حدیث میں بطریق تحقیق کیونکہ جابر بن
 من جازنا بالقرآن آوروہ جو کہا ہے کہ قال المسح جائز من السلف الخ مراد اس سے یہی ہے کہ نظر
 بظاہر قرآن اس جماعت نے مسیح سمجھا سکین حادث غسل میں اس مفہوم کی میں یا اول سلام میں
 سلطان نزول قرآن مثلاً مسیح تھا ہر حادث پیغمبر و سکی ناسخ میں یہ مراد نہیں کہ مسیح معمول
 جماعت سلف تھا سلیکے کہا ہے الدراہم خیر من الروایۃ نادان یا باز خوشی مصلحتی نیست اگر ابن
 دانستہ نادان بنو کہ مرزا مظہر جان تہوہل شد سترہ فرماتے تھے کہ خلقت خلیل نبی قریب
 مثل خلقت اہل یعنی شتر نہایت کج کج واقع ہی جب تک اسکو کا حقہ بے بالغ نام شہادت و شہادت
 اکلی نہیں ہوتا ایسا دیکھو کہ کوئی پست بلند اسکا باقی نہ رہا جو لوگ اس میں شکستی کرتے ہیں اس
 انحصار فرمایا دلیل للاعقاب بن النضر قولہ البیت موسیٰ کہ پیشوا ہمارے ہیں حکم مسیح کا دیا ہی و حکم
 بجا لاہم جو اس صاحب علی بن حمزہ روایت کیا ہے کہ میں ابابہ سے سہ قدم بوجہ فرمایا

خیر و بد و ناجائز ہے اور محمد بن عثمان الانصاری سے اسوئی ابو عبد اللہ علیہ السلام کو روایت کیا ہے کہ فرمایا
 جب نبول جاکو سج اپنے سر کا ہاتھ کہ وہو کو تو دو فو پو ان اپنے قوسح کر سر کو بہر نہو تو قدم
 اس بیت کو کلینی امور اور ابو جعفر طوسی ہی اسٹھ صامین بنا خیر و بد و ناجائز کیا ہے اسین امکان
 یا گمان تقدیر کا نہیں اسلام کے مخاطب شیعی مخلص تہانہ نورانی اسلام قبولی اور محمد بن صفار زین
 علی عن ابرین جبرہ عن امیر المؤمنین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا بیٹا میں نے خدا کو کیا ہے
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس وہو یا میں نے اپنے دو نو پاؤں کو فرمایا ای علی خلال کر انگلیوں میں کذا
 سج البلاغہ آب فرماؤ کہ ابابراہیم یعنی امام کاظم اور ابی عبد اللہ یعنی امام جعفر صادق اور امیر المؤمنین
 یعنی علی بن ابی طالب جنسے یہ حادثہ غسل کے مقبول میں تھا کہ نزدیک الہیت معصومین میں
 یا خارج الہیت قولہ اگر کوئی سنی قرآن کے خلاف الہیت کے کہے تو ہم قبل نہ کرینگے جواب اسکی کیا
 دلیل ہے کہ علم قرآن الہ الہیت پر ختم ہے حالانکہ نفع قرآن کا واسطے عائرہ خلافت کے ہی قال تعالیٰ
 اهل من ذکر وفال تھا ہی ورحمۃ لقوم یؤمنون وغیر ذلک متعدد از جو معنی قرآن کے طرف اللہ کے نسبت
 کے ہیں وہبید از فیاس میں مثلاً باب خیم مقصد حق الیقین میں امام جعفر صادق علیہ السلام
 روایت کیا ہے کہ مراد فرعون وہاں آئے دوسری فرعون وہاں وجوہ و تھامین سعاد اللہ ابوبکر و عمر بن
 انتہی استغفر اللہ اس کہنے میں نسبت تقدیر کی طرف خدا کے کی ہے تعالیٰ اللہ عما یقول ان لوط المؤمن کو کہہ
 اسطرح تفسیر بیت کی اور ذاب و بعوضہ و مین و مین و مین و غیرہ الفاظ عالمیہ و نازلہ کی
 جانا امیر و امیر طاہرین کے اس معنی و تفسیر پر پنجہ صاف قرآن کا الہ میں کیا جاتا ہے حضرت زین العابدین
 کعبہ ای عربی ۱۰ این رو کہ تو میری بہتر گستان ہے یہ قولہ فائز آخری جواب حاصل فائز
 ثابت کہ ان فضائل الہیت کا ہی اگرچہ بطریق ضعیف ہو نسل اس کے کہ یہ ایمان خلق میں اور لوگ ان کے
 سبب رزق پاتے ہیں اور یہ صدیق ہیں اور ان کے سبب ایمان رافع ہوتے ہیں اور ایک
 دوسر کا خلیفہ ہوتا ہے وغیر ذلک سو بہ کلام بطریق اہل سلوک ہی نہ بطریق بحث علماء اور غیرہ
 ہی اسلام کے احادیث اہلسنت میں پایا کہ تم اپنے شفعاء سبب مرزوق ہوتے ہو اور جو کوئی

اس حدیث میں تمام درجہ و درجہ
 یا علیہ السلام

تفسیر قرآن الہ الہیت

اس حدیث میں فضائل الہیت

[illegible]

حضرت امام رضا علی کا مسجد مدین

محمد مصطفیٰ صلوٰۃ و سلام علیہ

در شایعہ بابت مذکور

جو اسباب آں پہل میں آں ہی بلبل اسیر یعنی اتباع اور سادگی است بمقدار تعجب است و سبب انشراح و
 تناسل است مستخرج لفظ آں عین کہما ہی آں اللہ و آں سواد اولیاء انتہی پس جم کو گ جامع نسبت و فی لغوی میں
 وہ بالادلی و سبب داخل ہیں لیکن بطریق اختصار بلکہ بطور تضمن بہر عام کے خاکہ کو کہ انی الشہادۃ
 الثابتہ کہ یہ معنی سے روایت کی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو مجھ پر درود بھیجے اور میری اہلبیت پر تسبیح
 اوسکی نماز قبول نہیں جو اس پر روایت بدون بیان سند و نقل قابل قبول نہیں مذہب
 حنفیہ میں درود نماز میں سنت ہی اور نہ کہ سنت ہے نماز نہیں جائز پس بقدر ثبوت روایت محمول
 کمال نقصان پہرگی ہو کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالتہ فی ان لا یخل احدکم
 بیتی انما فاعطانی ردو بحسب الطبری والذہلی جو اس پر حدیث با اتفاق اہل حدیث باطل و موقوف
 ہی اور بہ تقدیر ثبوت مراد اہل بیت علیہم السلام نہ کہ سادات اقام ساعت اور یہی مذہب امامیہ کا
 ہی ہی کیونکہ انکے نزدیک اگر درود نہ سادہ اور نہ دوا ہی اور نہ اٹھارہ عشرت میں و نہ بقدر سادگی تکفیر و محرم
 کرتے ہیں منہج الصادقین میں تفسیر کہ یہ تعین الذین کفروا ثم نبی انہ یخلف علی لسانہ و انہ یحیی
 بن مرجم میں لکھا ہی کہ بہشت اوسکے لئے ہی جو اطاعت خدا کرے اگرچہ غلام حبشی ہو اور
 دنوں اوسکے لئے جو نافرمانی خدا کرے اگرچہ سپید قرشی ہو اور مصائب ضعی میں بجز ذریعہ طاعت
 سابع عشر لکھا ہی کہ سید علوی اگرناصبی ہو بدتر ہی کہتے سے چنانچہ اسی منید پر شیعہ اکثر قرشی
 صحیح النسب جیسے غوث الاعظم سے بعد القادر جیلانی و گیلانی جلال الدین بخاری و سید
 جہانگیر وغیرہم قدس ہم کو کہ مقتدا الحسنات ہیں برا کہتے ہیں اور اوسکو عین ایمان جانتے ہیں
 سادات اہلبیت کو خمس و ثلث و غیرہ حقوق محروم کہتے ہیں حالانکہ باب دوم فصل ششم جامع الایمان
 میں لکھا ہی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہوا اولادی الصالحون ثم و الطالحون لی ایمان
 ثابت ہی کہ خدا نے محبت اہلبیت کی خاص اہلسنت کو بخشی ہی کہ جب تک تمہ کیسا کا انہیں سے کفر و باغ
 نہ ہو قابل ظور نماز نہیں عبادت ہو کہ فاما موصولة فی الدنیا و الآخرة یعنی رحم نبوی موصول
 الدین ہی جو اس قطع نظر مسائل سے اس حدیث کے نفع و اثر نبوی بشرط ایمان ہے شہد

علم قبول درود
 علم قبول اہلبیت نماز

علم قبول اہلبیت نماز

تابع ہی اور اس میں قربت دینی و دنیوی اور برابری میں نسبت انھیں سے چاہئے و جس نسبت پر چاہئے
 رسد کل شدہ والا شہر حسن ہے اور ان کے حبش میں نسبت و موم نہ تھا کہ اور جو بنی پر ابھی اس
 اسلئے فرمایا ہی ان اور کیا ہی الا انکفرن اور طلاق اکمل متابعین پر کہام آئی میں آیا ہی
 انکفرن الا انکفرن اور حدیث میں ہی سمع النبی قراۃ ابی موسی فقال لعده اونی من راس من ہر اس
 ال دلو و بن رحم و رسول اوسیکہ لئے ہی کہ مقتدی ہی ہجیر ہی ع جنگی باہر میری لگی مشورہ
 قولہ ساتا سستی خمس من اور زکوۃ انہر حرام ہی اور بعضے سختی کہ قائل اہت میں سرکاشت
 اعمال کے اور کیا کہا جاوے انتہی جملہ جواب معلوم نہیں کہ باوجود اعتراض استحقاق سادہ
 واسطے خمس کے شیعہ انکو خمس میں نہیں جیتے حالانکہ حرمت زکوۃ کی انہر جانتے ہیں کہ اگر اس میں
 سکا اہلسنت شریک ہیں کوئی چیز نہیں الا اشارۃ اللہ مساویوں نظر باجتہاج شدید و مانعہ
 اور وقت حرام ہی حلال ہو جائے ہی جائز رکھا ہی نہ بنا برساتا رتبہ ساتا وغیرہ ساتا کو گناہ
 تشیع ہر اور کفر یہ قولہ نہجانت فعل تخریع میری شرق میں سالہ احبار المیت علیہم السلام
 اختلاف کہ اسلام میں حادث ہوا فقہیہ خلافت ہی جو اہلسنت کہنے میں کہ انھیں شریک کہی و اسلئے
 خلافت کے مقرر نہیں فرمایا اول جامع سے دوم و تیسک موم شیعہ چہ شخص کے خلیفہ ہو
 جواب پانچ میں پانچ اندر کہتا میں مفصل کن رہ چکا ہی حاجت اعاذہ نہیں شیعہ کہہ کر کہ جہالت آمیز
 بیشوہ طبیعت ارا مال انگیز بات کہہ قولہ بعض نے کہ حادثیات و آیات و قرآن عقلی سے استنباط
 خلافت شیخین کیا ہی قول اور کثرت و یک سبب کے صنعت ہی اور شیعہ فائل میں کہ جناب امیر خلیفہ
 بلا فصل میں بقول خدا و رسول جواب اسکا جواب ہی گذر چکا اور دعویٰ باطل ہے اور اختلاف
 خلافت اربعہ کی ثابت ہو چکی و فتاویٰ اجماعاً بلا خلاف اور خلیفہ بلا فصل کہنا شیعہ کا جناب امیر کو
 ہی اور جز اول میں ثابت و ہمیش کرتے ہیں سبب صنعت میں صنعت انکا انکا انکا انکا انکا انکا انکا
 حجت خلافت امیرین تو اور خلافت خلفاء ثلاثہ اصمان مصاصف اور سکے کثرت و قوت سند و
 اور یا نہیں میں فالامثل ثم الاصل جس سختی قول مذکور کو اضعف بلکہ ضعیف کہا اور اسکو نہیں

حجت زکوۃ برساتا

قضیہ خلافت اولی اختلاف است

حجت خلافت بعض

صحیح کہ یہ ہے الزام المسند غیر ممکن ہی شہسواران تاسہ بنیگنی از جملہ مضیع کہ کوراجزین سبائفہ
 مستغنیست قولہ کہ سوت اول میں ہرگز عقلی و زمین کوئی کہ آنحضرت بدون مقرر کرنے
 جانشین کے عالم قدر کہ گئے ہوں اسلئے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ جا اپنی طرف سے حاکم مقرر فرماتے
 پس کوئی نہ کہہا جاو کہ سفر آخرتین اسکو بے حاکم و سرپرست جا جواب اپنی عقل کو کوئی تکلیف
 باور نہ کی ہرگز نہیں دینا بلکہ سنی ہی یہی کہتے ہیں کہ آنحضرت ابو بکر کو مقرر فرما گئے چنانچہ
 صحیحہ حال میں اس مدعا پر کما مفری موضع اور یہ سمجھنا کہ علی رضی کو خلیفہ کر گئے اور مقرر
 حاکم مدینہ کو وقت سفر کے اسکی دلیل کہنا خلاف بدہت عقل و نقل ہی کیونکہ وہ تقریر و اجتہاد
 کبریٰ نہیں ہو سکتا معہذا اگر حجت ہو تا تو جناب امیر ہند اس کے احتجاج کرتے حالانکہ اس احتجاج
 شیعہ یعنی کو نہیں کیا صحیح بحث گفت پر وہ وار کہ کس و راجی نیست قولہ صورت ثانی میں
 جو دلائل خلافت راشدہ و صحیحہ سے تاویل کیے ہیں عقلاً و نقلاً اس سے رجحان عوسنیوں کا
 نہیں ہو تا اس سبب کہ ان کے عقیدہ میں اس سے مانہ کہینا ہی جواب جس سنی نے بات کہینا ہو
 اور کما نام تباؤ ورنہ خدا و رسول شرا و صحیحہ کو بلا تاویل لالت ہی خلافت خلفاء راشدہ پر اور
 عقل و نقل و نو سے دعویٰ اپنا راجع ہی کیونکہ اگر رضی جلی متواتر امامت حضرت امیر پر واقع ہوئی
 ہی سامنے ایک جماعت کے کہ ستر ہزار آدمی یا زیادہ سے تو ثبوت بنو کمال بعد آنحضرت کے سبب
 ممکن نہیں اور جب تالی یعنی عدم ثبوت نبوت باتفاق فریقین باطل ہی تو مقدم یعنی وقوع رضی
 جلی دربارہ خلافت مرتضوی ہی مثل کلی باطل ہی بیان لازمیت کا یہ ہی کہ تقدیر پر ہو سکتا ہی
 کہ اہل حدیث و امترا حجاز جسے عالم یقینی حاصل ہو تا ہی ایسی جماعت ہو کہ جنہوں نے اخفاء رضی کو
 باوجود کثرت و داعی اظہار کے کیا اور صدیق بیعت کر لی اور ممکن ہی کہ حضرت علی رضی جلی
 اس جماعت کے ہوں جس نے اخفاء رضی غدر کر کے صدیق بیعت کی اور یہ منع قوی جثاہت ہو
 کہ نقیہ مرتضوی خلافت صدیقی میں باجماع مرکبات ہو ورنہ خطر القتا و اور جس جماعت کے
 کہ اتفاق اخفائی حق محسوس ہو پشلا واقع ہو ا جثاہت کہتے ہیں تو توافقی اس جماعت کا اظہار

مستغنیست قولہ کہ سوت اول میں ہرگز عقلی و زمین کوئی کہ آنحضرت بدون مقرر کرنے

اثبات خلافت ابو بکر بن عبد اللہ

غیر محسوس برکہ و مبارک معجزات نبوی سے بھی کہو نہ کہ متفق ہی کہو نہ کیا خبر متواتر سے یقین میں اس سے
 ہوتا ہے کہ اتفاق جرم غفیر و جمع کثیر علی الذنب غیر ممکن ہی والا جبر من حیث الحقیقہ محض صدق و
 کذب ہی پس شیعہ کے طور پر جب اتفاق محض ہوا تو تواتر اعجاز بالا والی ظلال میں برائے اس کے کہ اہل
 کفر نبی ہی اگرچہ انھیں انہی جبر نہ ہو دوسرے استقامت و فوق ایک قسم متواتر سے موجب منع اعتماد
 سائر اقسام متواتر کے ہی اس اثبات ثبوت اگر تواتر آخر کرینگے تو وہ بھی و زجر اعتقاد نہیں ہوگا
 کیونکہ سائر افراد متواتر بنا بر حیثیت افادہ یقین کہ سبب امر کا عدم مکان اتفاق علی الذنب ہی تواتر
 واحد میں واقع ہیں یہ بات بہ اہم عقل نمایان آشکارا ہے پس تواتر کتب ہمارے و جمیع متواتر
 ابامیہ کا بلکہ جمیع اصناف تواتر کا لائق اعتماد و یقین اور جب حصہ ایام کہ موقوف ہی قول پیغمبر پر ہو
 ہوئی نبوت و تواتر پر مصدق امام کی تواتر اعجاز نبیین بر وجہ توقف کیونکہ و زجر اعتقاد ہو سکتی ہے
 اس لیے کہ دور لازم آئی اور ممکن ہی کہ خبر و نیاتین یا چار یا بار آدمی کا حسب اعتماد روایات
 افادہ جرم ثبوت نبوت یا امامت بلکہ کسی چیز کا کسی شیعہ کو نہ کرے تو اب عموم و عموم ہی متفق ہوگا
 اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ تاقیام قیامت حجت الہی علی الخلق ہیں چاہے کہ غیر صحابہ پر
 حجت نہوں اور یہ سب از منہ و قرون حکم ایام قدرت و جاہلیت میں ہوں اور اعتبار
 کسی حکم کا احکام کثیر ہے کسی کافر مسلم پر اس عرض یقین لازم نہ ہو اور کلام الہی جبر و قضا
 نہ ہو اور از انہم حجت نبوت بعد انحضرت کبریات کہ خلاف مسلک امامیہ و سائر اہل قبلہ ہی جمیع امت
 کہ اجتماع ان کا بلکہ واحد میں متصور نہیں ہے اس کے تواتر و فوق کے خصوصاً بعد امام غائب
 بہ اہم ہر واحد کے امت میں امام ہو یا غیر امام باطل ہو کہونکہ امام معصوم صحت کلمات نزدیک
 ہر شخص کے امت میں سے کہ نشر و ین اقامہ سبب میں نہیں پہنچ سکتے اور نہ ساری امت نشر
 بہستان ہو ہی امام ہوا ہو سکتی ہی علی مخصوص بعد امام غائب کہ او کی خبر آج تک نہ آئی ہو
 بلکہ بطور نامیہ ہی کیونکہ حسب اقتراش یہ عین چار سالگی سے کہیںے او کو نہیں دیکھا تو اہل
 کلمات کا یہاں کیا ذکر ہی پس پناہیں تحریر کے کہ مقضی بعد مقرر و قرض متواتر ہی امامت

پر مسائل کثیر و نامناسبہ کے شمل جو یہ منصبی نام برخلاف امام اور وجوب کلفت مطلقاً ہر بار تہاں نہ
 ہوگا نامناسبہ ہر بار چنگے سلسلے کے اگر کلفت خدائی تعالیٰ پر واجب ہوتا تو منصبی نام و تصرف امام کہ منجملہ
 اہلخانہ ہی کیوں فوت ہوتا پس ہم شخص امت مرتضوی باوجود احتیاج انام منصبی نام حجت علیہ
 امامت بشدت خلاف حق ہی چنانچہ کلام معجز نظام مرتضوی کہ بمقام اہل شام فرمایا اور اس سے
 اپنی حقیقت خلافت پر استدلال بافہام کیا ظاہر ہی بالیغی الذین الیہوا ابابکر و عمر و عثمان علیہ
 ما بالیہم ہم علیہم کین للشاہد ان یتخاروا للفتاب ان یرودا انما الشوری للہاجرین للانفا
 فان جمعتوا علی رجل سموا اماکان وکلمہ رضیا فان خرج عن امر ہم خارج للعلم و بدعتہ
 ردوہ الی ماخرج عنہ وان الی فتاکم و لاتباہ غیر سبیل المؤمنین بکذا فی منبع البلاغۃ بنا علی ہذا
 اختلافی خلفاء راشدین کی کہ باتفاق صحابہ کرا انجملہ حضرت امیر ہی ہیں واقع ہوئی ہے شبہ
 حق ہی اور جو بات کہ امامیہ خلاف اہلسنت امام مین معتبر کہ ہیں جیسے عصمت و افضلیت
 اعلیٰ ہم عدم اقصا بکفر و شہ بط امامت نہیں اور جب خلافت ثابت ہو گئی تو وہ مطاعین
 شہید نسبت خلاف ثلثہ شک و ابر و کرتے ہیں اور اکثر ائمین کہ زب و عمل اور بعضے ماویہ
 صحیحہ ہیں ماندا اعتراضات خارج کے کہ حضرت مرتضیٰ پر بقصد سلب امامت اور امتناع اس
 یہود و نصاریٰ کی کہ آنحضرت پر بارادہ فی حق باوجود حقیقت سالک کے وارد کرتے ہیں مخ
 و طرح ہو گئے باقی ہے نصرت خلافت خلفاء ثلثہ سربیان اور کما بقدر ملائم مقام کہ تہاں
 سے اور بگذر چکا فافظر ثلثہ فان ہناک حقان جتہ اب کہ کو کہ یہ دعویٰ عقلا و نقلاً مرجح
 یا مرجح اور کون مکتوب ہی اور کون مصدوق قولہ پس قول شیعہ آل محمد کا صادق آیا
 کہ کہ جب اہل جلی وصیت روز غدیر خم و حدیث نقلین غیر کے متابعت کلام اللہ و اہل بیت
 کہ امام کی کہتے ہیں جواب صحیح ہی شمس گر ازب یو جہان عقل مند ہم گرد و پشچو گمان
 نہ و چکیس نہا و اسم سابق بکرات و مرات اثبات عدم دلالت قصہ غدیر و حدیث نقلین
 بلا فصل مرتضیٰ پر گذر چکا ہنوز وہی فریاد و زاریاں اہل جہاں ہی حالانکہ نزدیک محمد بن

تمام حالات قصہ غدیر حجت نقلین و اہل بیت

اہل سنت کے صحابہ کرام کی کتب میں ثابت نہیں ہوتا اور دہشتہانی صاحب صحیح و ابو حاتم و ابی
 وغیرہ اہل حدیث مطلقاً انکار کرتے ہیں اور بعض نے روایت کیا ہے اور اسکی نشان و رد کو کوئی
 مدعا سے کہہ سکتا نہیں اور اصل روایت میں کسی لفظ کو دلالت ہی امتحان بلا فصل مفسر
 و من ادعی فعلیہ البیان و علیہ ردہ بالبرہان اسے طرح حدیث ثقلین ہی کہ حال و سکا اتہام
 احکام قرآن اور سورت اہل بیت رضوان ہی نہ اور کچھ سووہ محبت ہی ایسی نہ ہی اب ایہ
 جسکے پیرو ہیں وہ سب دشمن اہل بیت تھے اور شیخ شیطان و ابن سبا یودی سوس پرورد
 ثقلین کا حال کل قیامت معلوم ہوگا شہر وقت صبح شود و چہ روز معلومست کہ باکہ بائیں عشق
 در شب و چہ روز قیامت حدیث قرطاس صحیح بخاری وغیرہ بہت کتب حدیث و سیرت میں ہجرت و تہذیب
 ذکر کر ہی کہ غایت شہرت کا عادیہ اسکا ضرورت نہیں رکھتا جواب اصل روایت بخاری ہفت
 ہی عبد اللہ بن عباس کہ جب شہر کے دن حضرت کی بیماری سخت ہوئی اور دروغ غالب ہوا
 تو حضرت فرمایا لاؤ میں لگو کاغذ لکھ دوں گا اسکے بعد تم ہرگز مختلف حیران نہ ہو تو اصحاب نے
 کاغذ لانے ملائے میں گفتگو کی خبر صحابہ نے کہا کہ حضرت کا کیا حال ہے درود زبان کیا ہے قاری
 ہی اسکو حضرت تحقیق کر و پھر حضرت اسباب کی تحقیق کرنے لگے تو حضرت فرمایا اب بجاؤ چہ چیز
 جہیں اب میں مشغول ہوں اسکو بہتری جسکو تم پوچھتے ہو اور حضرت نے اونکو تین چیز کی روایت
 کی ایک تہ کہ مشرکین کے عریکے ہمارے نکال دیجو اور دوسرے یہ کہ ایچو کہ سلوک کرنا جیسے میں کرتا
 راوی کہ تیسری چیز عجب یاد نہیں رہی بعضے علمائے کما ہی کہ تیسری بات یہ تھی کہ اسکا کاشک
 تیار کر کے شام میں ہجو آور و دوسری روایت ابن عباس کی بخاری میں یوں ہے کہ جب حضرت
 کاغذ مانگا تو بعضے اصحاب نے کہا کہ حضرت پروردگی شد ہی اور تمہارا پس قرآن موجود ہی ہو
 خدا کی کتاب کفایت کرتی ہے یعنی لکھنا چندان ضرورت نہیں اور بعضوں نے کہا کہ کاغذ لاؤ یا عجب
 اگرچہ بخاری میں موجود ہی لیکن متواتر و مشہور نہیں واسلئے اپنے اسکو غیر غیبی مطلب سمجھ کر نقل
 نفرمایا کہ وہ بعض کی اوہین ظاہر نہیں صرف چربانی سے حکم شہرت و تواتر کا حساب تہذیب

لگا دیا بقول شخصے عکس لٹو دیا نشو و نما گفتگوئے سیکھنے قوم کہ ابن عباس سے منقول
 ہی کہ سخت نصیحت ہی کہ پہنچا پوچھ کر کہ وصیت نامہ لکھیں نہ عید بن حیر کہ زادی اس حدیث کے ہیں
 کہتے ہیں کہ ابن عباس کہتے تھے کہ دن جمعرات کا اور کیسا دن جمعرات کا کہ منع کیا پوچھ کر کہ نصیحت
 سے اور روئے رہتے ابن عباس ہی تک کہ آئندہ اس کے مانند ہوئی سو نہ پر گرتے تھے جو ابن
 قصہ میں سوگ ابن عباس کے کہ اس وقت صغیر المسیح اور کسی سے تحسروا فوسس منقول نہیں اگر اس
 ماجرا میں کوئی امر مہم فوت ہوتا تو کہہ اوصحابہ الاقل حضرت امیر علیہ السلام اس کا ذکر کرتے اور خستہ
 و شکایت اس منع کی زبان پر لاتے محمد اسمین کوئی و طعن کی خاص نسبت عمر فاروق کے معلوم
 نہیں ہوئی کیونکہ اس وقت حضرت علی کو کثری بن اکثر اصحاب موجود تھے سمجھاؤ گئے علی و عباس بن
 اور حضرت سب حاضرین سے کا غذا لگاتے تھے تنہا عمر سے چنانچہ لفظ ایوتی بصیغہ جمع اس پر
 وال ہی پس اگر عمر کا غذا نہ لائے تھے تو علی عباس کا کسے ہاتھ پکڑا کرتا کیونکہ اگر بدشکریا لعلی
 تو عمر پر کچھ طعن نہیں اور اگر جوز بن میں نے تو لانا کا غذا کا کس ادبی ہی اسلئے کہ حضرت عباس
 گفتگو کے پہنچ دن زندہ ہے اس بات دراز میں انکو لکھوا لیا تھا بلکہ خود حضرت کو لکھوا دینا تھا معلوم
 کہ کوئی امر واجب تھا غالباً انہیں تین چیزوں کی وصیت کو لکھواتے جہنم کو رہو چکیں اور حضرت کے یہاں
 سوگ قرآن اور کسی چیز کے لکھنے کا دستور تھا اور قرآن سب فوراً ہو چکا تھا اس واسطے اصحاب کو بتایا
 ہوا تھا اور بعد گفتگو کے حضرت سے پوچھا تھا لیکن حضرت نے فرمایا اسی سے ثابت ہوا کہ کوئی امر واجب
 نہ تھا اگر واجب ہوتا تو حضرت سکوت نہ کرتے اسلئے کہ تبلیغ احکام کی حضرت پر واجب تھی اور عمر فاروق
 نے جو کہ کہ ہر قرآن کفایت کرتا ہی اس کا مطلب یہ نہیں کہ سوگ قرآن کے حضرت کی حدیث کی بھی حاجت
 نہیں بلکہ مطلب یہ ہی کہ سب کے بعد قرآن میں اہل کلمہ دیکھ کر آیت اور سری یعنی تمہارے دین کو پورا کر چکا
 یعنی اب کوئی تازہ حکم دین کا باقی نہیں رہا قرآن و حدیث میں دین کی تفصیل ہو چکی اسلئے عمر نے حضرت کو
 عین شدت پیامی میں لکھوائی تکلیف دینا مناسب دیکھا نہ یہ کہ حکم رسول خدا کو روکیا ہو یا کہا ہو کہ میں قبول نہیں
 کرتا سو اس کو فراموش نہیں کہتے بلکہ یہ عین حجت و خیر خواہی و کمال دہی کہ واسطے خفیہ رہنمائی

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

بجوہ شہر و یا مادیہ منع کرارہ سحرین کہ کہ ہر کتاب اللہ ہی اور بالیقین ارادہ آنحضرت کا
 مخالف حکم آئی ہو گا بلکہ اگر خطابہ سحر کو مختصر حسن جواب مرقضوی کہیں لائق نہ ہی کہ یہ کلمہ
 کہ تباہی تیرے اور تحریر مکاتبات انہیں کو نفوذ بیض تہی چنانچہ اسی جہت سے خواجہ نصیر علی
 اس الزام کو تحریر العقائد میں ملاحظہ صرفاء قین و غل نہیں کیا فاسلہ تسلیم قولہ شیخ عبدالحق
 درہاشی مدرس النبوة میں بعد اس کلام کے غشادہ تقلید چشم الضاف پر و انکے لکھا ہی کہ
 نعم ابن عباس میں یوں تھا کہ آخر وقت حیات میں کوئی وصیت آنحضرت وجود میں آئی
 کہ سورج جب رنجد ال منار کا ہو گا اور جو پیشتر نعم میں لوگوں کے آتا ہی اور خیال میں گذرتا ہی
 یہ ہی کہ مقصود آنحضرت کا تعین خلیفہ تھا کہ بعد آنحضرت کے ہو گیا اور لفظ حدیث و حال میں اور
 دلالت نہیں خاصاً کیا جاتے تھے ظاہر یہ ہی کہ مجدد الاحکام و شرائع و فیوض و ضروریات
 دین کو بیان فرماتے اور بعضے مواضع و مضامین مناسب و دلالتے فقہ اس فاضل کی تقریر
 کو کہ سخن ساری اوسکی طشت از باہمی و یکو جواب بدون بیان و جہ سخن ساری از بعض
 مفہومات مراد کی کلام انکا استقامت میں علی طرف التمام ہی کیونکہ منصب کا منصب تبدیل ہی
 کہ روایات اہل سنت کے اسد لال اوسکے رد مذہب پر کرنا واجب ہے اور منصب مجیب کا منصب
 مانع ہی سائلے کہ علم مناظرہ میں مقرر ہی کہ الموجب مانع و المانع کیفہ الاحتمال پس التوجہ فاضل
 مذکور کی سوچ ہی اور کثمت سخن ساری آپ بر منقلب شعر و اوزالم تر الہلال فسطح لا کاس
 بالا بصار قولہ اور نیز کتاب مذہب میں اسی جگہ لکھا ہی ہر گاہ حضرت روات فہم کا غلط
 عمر مانع آمد و بہذیان منسوب کہ دو برابر الین آنحضرت آواز باندیش بعضے میگفتند کہ بجا اور
 حکم ضرورت و عمر و عمر و ہمایان اور خلافی بود خدا آنحضرت از شور و شرنا خوش شد و ہمراہ
 از حجرہ پاک خود بدر کرد و جواب اس مخلص نیاز مند اس عبارت کو باریج میں پیش و بل
 قطعہ قرطاس تلاش کہاتہ پایا شد شعر سخن نامشودہ میگویی قصہ نامور شبتہ منجوانی و لیکن
 کتاب سلیم اسپر وال ہی کہ مقبول مسامی امامیہ ہی اس واقعہ میں شریک تھے اور تصانیف لکھی

احادیث و روایات و کتب و کلمات

حکم ضرورت و عمر و عمر و ہمایان اور خلافی بود خدا آنحضرت از شور و شرنا خوش شد و ہمراہ

وغیرہ محققین برفضہ مثل حق تعالیٰ و تبار الانوار و حیات القلوب و سبجہ اور مثال انکے دالات
 کرتے ہیں اس بات پر کہ نسبت جبر کی بجز با سید البشر و شام غلیظہ ہی پس گویا مقصد و ذکر اس
 واقعہ سے بدالات الترام و سوا حضرت سلمان وغیرہ مقبولین مسانی شیعہ کی ہوگی کہ انہوں نے
 اس بنام کو نہ اور سائنس نگاہی اور انکار کیا اور سب سے زیادہ اعتراض متوجہ جبر تھا کہ
 ہی کہ اسد اللہ الغالب اس معرکہ میں قبل از خلافت خانہ مارمانہ جنین رحمہ کے پروردنشین ہوئے
 اور مثل خاتون کے گھر میں چپے اور مطلق انکار نسبت بزمان کا عمر فاروق پر کیا گیا تھا کہ انہوں نے
 قولہ با واز بلند نگاہ کرنا و بری آنحضرت کے منع ہی اور موجب جملہ عمل قولہ تعالیٰ لا ترقوا انکم
 فوق صوت النبی ولا تجزوا الا بقول کبر بعضکم بعضا ان تجزوا انکم لاکم و انکم لانتعرون منع
 مدارج میں کہما کہ یہ آیت حق ابوبکر و عمر میں اوتری ہی اتنی حاصلہ جبر اسبابہ قول اپنے
 حاشیہ کتاب پر بطور افادہ جدید ثبت کیا ہی سوا زمین سدر غلط فہمی و چشم پوشی حق سے
 ہی کیونکہ قطع نظر اس کے کہ معنی نزول الایہ فی کذا سابق مذکور ہو چکے ہیں حاصل کر لیا کہ یہی
 کہ رفع صوت آواز پیغمبر پر منع ہی نہ آپس میں اور آپس کی رفع صوت بتقریب مناظرہ و مشاہدہ
 بحضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جاری تھی اور سکو منع نہیں فرمایا بلکہ اشارہ قرآن اسکو
 تجوز کرتا ہی و طر حیر کیا اس لفظ سے فوق صوت النبی کیونکہ یہ نہیں فرمایا بینکم غیر النبی
 و سب سے اس لفظ سے کہ بعضکم بعضا معلوم ہوا کہ جبر بعض با بعض جائز ہی چنانچہ قطعہ
 بنی تمیم میں جسکو تم نے مدارج سے نقل کیا اسطرح واقع ہی معہ اذیل اسکی کہ باوی
 صوت عمر فاروق یا ابوبکر تھی کیا ہی کیونکہ حجۃ شریفین میں جماعت کثیر تھی اور بنی ہاشم
 وغیرہ جمع تھے چپے جناب امیر و عباس اور جان ایسا ہوتا ہی و ان کے شہنشاہان
 بلند ہوتی ہیں اور ارشاد نبوی کہ لا ین تمین تنارح نزدیک میرے اسکی دلیل ہی و انہوں نے
 او سوقت اسی آیہ لا ترقوا انکم سے استدلال کرتے تھے و لاکن میں انفا فلین قولہ
 قولہ لفظ با و جود اسکے میں وصیت کہیں ایک یہ کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دیا و سب

حق تعالیٰ نے
 انہوں کو
 منع کیا

تفصیل و حقیقت

کہ جماعت و قوم کہ شمار سے پاس آئیں اور انکو جائزہ و معامات دینا جس طرح مین و مینا تھا اور وصیت
 قیسری کو راوی ہوں گے یا اوسکے اظہار میں مصلحت نہیں دیکھی کہ اقبال العلماء رحمہم کلام قیسری
 وصیت قیسری کو ہی ہی کہ روز غدیر بسبیل اعلان فرمایا حتیٰ مستنون بنے عمر ابوملادی اور
 شامیہ آل محمد کو یاد اور دل پر نقش ہی اور سپر عامل مین جواب بہہ یاد داری شیعہ آل محمد
 کی حیا ہی اسلئے کہ قبل آپکے علامہ علی نے کشف اسحق مین بطلان عن سرابیت منع قرقاس
 لکھا تھا ارکان فیض علی ابن عمر فتنہ عمر انتہی اور اسکے جواب مین فضل روز بدلت
 فرمایا ہی ہذا مین باب الاخبار بالغیب لم لا یرید ان ینس بخلافہ ابی بکر و قد وافق بڑا مارو با مین
 بالشتہ انہ قال انہ فی ابی بکر ایک حتی اکتب کہ کتاب انتہی اور یہ کلام نزدیکیہ ہر ناظر ہر کس کے
 منع ظاہر ہی مع سند اور اسکے جواب مین حسب قرائن متعارفہ مناظرہ ذکر و دلیل و ابطال
 احتمال واجب تھا سو قاضی نور اللہ رطل بوق ذہب اللہ بنورہ نے تصحیح اصل احتمال کی بحد
 و قفس علم سلف حاضرین کی اور کہا فلا یلزم الاخبار بالغیب انتہی حالانکہ جواب منع مین
 استدلال چاہئے نہ ابداع احتمال بناؤ علی بذابہ جس آپکا اسجگہ حکم ضراط و حدیث کا کہ کتاب
 ہی علی انھیں خصوص و مسوقت کہ نزدیک ابوسد کے جناب امیر سے بروایت نعیم بن زید ثابت بکر
 قال علی امرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتہ یطبق بکیتب فیہ ما لا یفعل امتہ فحدثت ان
 یقرئ نفسہ قال قلت انی اخطا و اعمی قال اوصی بالسلوۃ و الذکر و ما ملکت ایماکم و اہم
 پس اگر قصہ غدیر شجاعت و وصیت سوم شیعہ آل محمد کو یاد ہی تو یہ وصیت زبان آل محمد سے
 ابوسد کے دل پر نقش ہی منزلک یہ دعویٰ آپکا کہ حق المیقین مجلس سے مسروق ہی حالت
 فیکس ہی کیونکہ جب آنحضرت سے سنا منہ ہزاروں آدمی کے میدان خم غدیر مین خطبہ دلا
 بر تقویٰ چڑھا اور انکو مولائی ہر مومن و مومنہ فرمایا اور وہ قصہ مشہور آفاق اور زبان
 خلافت ہی ہو گیا تو اب کتاب لکھنے سے کیا حاصل اسلئے کہ جب باوجود اس قدغن شد بدو
 تاکید مزید و شہرت مدید کے کہینے موافق وصیت غدیر کے عمل نکلیا تو اب اس تحریر غلطی سے

کہ باطنی و بیرونی کے ہوتی کیا فائدہ تھا جہنمی سے باوجود کثرت و داعی کے اس کا
 انکار کیا تھا وہ اور گناہ خفا بلکہ انکار بطریق اولیٰ کرتے اور صاف منکر ہو جاتے اور بعض
 شیعہ جو کہا جاتا ہے کہ اس صورت میں حق تلفی امت کی نہوتی سو یہ بات صحیح نہیں کہ یہ نگاہ تقدیر کتابت
 کتاب یا امر عہدہ لکھتے زمانہ تبلیغ سابق پر یا اسکے مخالف و ناسخ یا تاکید یا سبق و تبلیغ کہ ہوا
 ان میں شق کے اور احتمال پایا نہیں جاتا سو شق اول ثانی میں تکذیب کو رد الکتب لکھ کر چکا
 کی لازم آتی ہے اور شق سوم میں کہ حق تلفی امت کی نہیں ہوتی اس لئے کہ تاکید پیغمبر یا تاکید
 باری تعالیٰ سے نہیں بالائز نہ ہوتی جو تاکید خدا کو نہ مانتے وہ تاکید پیغمبر کو کتب سنتے اور اگر
 یہ کتاب اختلاف مرتضوی ہوتی اور امت بسبب اسکے گمراہی سے بچتی تو مفاد اسکے ہی
 ہوا کہ ساری امت فاکل بالامت علی و نفی امامت غیر ہوتی سو یہ اعتقاد باجماع و بالیقین موجب
 عدم ضلالت نہیں کہ سارے فرق کیساتھ و اسعیہ و زیدیہ و ناسبیہ و ابطعیہ وغیرہ فاکل ہیں
 ساتھ امامت مرتضوی کے معتمد الاثر ضلالت میں گرفتار ہیں حتیٰ کہ اثنا عشریہ بھی اور لکھنؤ
 اسم اعتقاد کے گمراہ جانتے ہیں چنانچہ عبادت سامی و عبادت حسین علی و برادر سجاد علیخان
 بابت اس بیان کے سابق گذر چکی ہے غرض کہ ہر تقدیر پر عدم کتابت وصیت سے نہ حق امت تلف
 ہوا اور نہ کوئی مہم گہ گیا اور نہ کسی طرف طعن عام ہوئی اور نہ کوئی مطعون تہیہ یا بیخیاں چل
 بعینہ مانند خیال غیبت امام مہدی آخر الزمان و سوسا صرف ہی اور مرتضیٰ سوائس کی کچھ
 علاج نہیں بتلکیل مخفی نہ ہے کہ در مخالفت کا درمیان شیعہ و شیعی کے مسئلہ امامت ہی اور
 یہ مسئلہ معروف ہی یا مخفی اصل پر کہ ہر ایک اور میں سے غیر ثابت ہی از روی الیقین میں کے
 کہ قابل سماعت ہو اصل اول خلیفہ بلا فصل ہوا جناب امیر علیہ السلام کا اصل دوم خصوصاً
 ائمہ ہدی کا اکیلا غدو میں کہ نہ اس سے زیادہ ہوں نہ کم اصل سوم طویل العمر و مختفی ہونا امام
 اخیر کا یا رجعت بعد امت علی اختلاف فرقہ میں ذلک سو یہ قیون اصحابین از روی کتاب
 و اخبار متواترہ کے کسب طرقت ثابت نہیں ہو سکتے ہیں و لہذا کان بقضہ عدم تقدیر اصل چہاں

انکار کیا تھا وہ اور گناہ

عاجز و ناتوان شیعہ

ارتداد و کفر و کفران حق و انکسار باطل و اجتماع کرنا صحابہ کا انوشنہ پر نکالنا کہ کتابت بیانات و واضح
 الکدالات باطل ہیں اور نیکے حسن حال و مال پر اصل چیم اعتقاد و تفسیر ہی حق میں نہ ہر کسی کے چہرے
 واسطے شیعہ کے ظاہر کر کے اور سکھ اور دون سے چہانے تھے حالانکہ وہ دوسرے ہی انکے شاگرد
 و تلامذہ تھے اور انہوں نے انہیں سے علم و طریقہ حاصل کیا تھا اور بے وجہ و باعث جو
 بولنا ائمہ بدی کو کیا ضرورت تھی کہ بات ان پانچوں باتوں سے کہ نزدیک اما کسی حکم
 اگر کان خستہ سلام کہتے ہیں مخالفت بدامت عقل و دلالت نقل کتاب و سنت مشہورہ نبوی
 ہیں بلکہ منافق و منافق جمیع مشائخ سابقہ و لاحقہ یہاں سے مختصر مبتدع ہونا اس
 دین سستی کا اور ماخوذ نہ ہونا اور سکا خاندان نبوت سے ظاہر ہاں ہی چنانچہ اسباب و دلالت
 ان اصول پنجگارد کے و حال سے خالی نہیں یا اخبار میں کہ حجاب میل و معتقد و مسنون
 مروی ہیں کہ اصلا قرون سابقہ میں علماء مذکور تھے اور رجال ان اخبار کے قاطبہ
 عند الامامیہ جبروح مقدوح متہم کاذب و بدیاتی ہیں یا آیات قرآنی ہیں کہ تسک ساتھ صریح
 اولن آیت کے ہرگز مطلوب تک نہیں پہنچا تا بلکہ باستغانت اسباب نزول و تخصیص قائل کہ اکثر
 اوہیں اخبار ضعیفہ و مفتری ہیں معذک اصل مدعا یہ منطوق نہیں ہوتی مگر نص
 مقدمات فخریہ منوعہ جس حافل ادنی تا مل ان امور میں کر گیا اور حقیقت کا رہبر مطلع ہو گیا
 اس چیل اس مذہب نیز نگ کا شمل مہر و روز و واضح ہو جاوے گا قولہ ربنا لا ترخ قلوبنا بعد
 اذہم بیننا و بینک لئلا نرجو رحمۃک انک انت الکریم جواب ختم رسالہ سے اس کو یہ
 نظر لیں رسالہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مراد لا ترخ قلوبنا سے استدعا کا استفادہ ہی نہ ہوا
 رفض پر اور یہ بینا سے حقیقت تشیع اور میں گذرگہ رحمۃ سے حسن جزا تو یہ سب
 منہومات باطلہ شہادت تقلیدین خلاف دین مرضی حق ہیں کالیوں محاسبین اور نفعی ظہور
 حقیقت حق و ابطال ان باطل کے طلب بریغ و ضلالت کرنا اور اوس میں چشم رحمت الہی رکھنا
 معاذ اللہ و تقاضا ہے پاک سے جو ذکر ناہی شمعہ نیز انکہ ختم بدی رکشت و چشم نیک و

دماغ میوہ و پخت و خیال اہل بہت قولہ قہتم الکتاب جو اب یہ تمام ہونا اوس راوی
 سے ہی کہ ترکی تمام شد قولہ بدین الملک الالباب جو اب یہ مونس اوس قبیل سے
 ہی کہ ان رسدنا یکتبیرن ما نکر و ان قولہ بقلسم سید احمد عفی عنہ جو اب یہ قلم اوس باب
 سے ہی کہ جنت القلم بامو کائن اور یہ سیادت مصداق اسکی ہی کہ از لیسرنا خلف و خضر بہتر
 کیونکہ جو سید خلاف طریقہ سید عرب و عجم ہی وہ بدنام کنندہ نگوئے چند ہی اور اگر لفظ
 سید صرف جز اسم ہی تو ہی بڑا ستم ہی کہ نام اچھا کام بُرا معجم جو سید خوش نیک سار
 خوشے خوشی راہ اور اگر یہ کتابت باوجود تشن کے ہی تو خدا کرے جملہ عفی عنہ
 انکے حق میں قبول ہو جاوے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّ عَلٰی الْاَشْیَاءِ لَعَلٌّ
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا ہی المسلم من سلم المسلمین من لسانہ ویجوز

ب

آخر تذکرہ اللہ کہ یہ کتاب فیض شاکیہ مطالعہ سکا واسطے رہنمائی اور ہدایت کجروان باور بخلاف ناکہ
 سفید کافی اور سچا منضامین ہندو خیر عالیہ سکا تیرگی جہل و وسوسہ شیطانی کا علاج شافی حق ہی
 کہ آج تک کوئی کتاب در عادی اور جامع فن کلام میں اس شمع و بسط کے ساتھ زبان اردو
 میں بلال منصفہ و لہر میں تندہ تصنیف و مروج نہیں ہوئی کہ جسکے مطالعہ سے مبتدی کم علم بھی
 وجوہات باطلہ مختلفہ اہل تشیع کا عالم ہرگز نہ سچا فن میں حوام کو کیا رتبہ بلکہ خواہ شیعوں ہی علم
 کو ہی بخیر و فقر میں الزام دیکر اجازت معقول کر سکے حسب قرائش بعض ترقی خواہان اسلام کے
 واسطے ہدایت خلاق اللہ کے چہا پی گئی کوئی اہل مطیع بدون اجازت بندہ عاجز عبد الواحد
 کے قصہ چھاپنے کا نہ نہ راوے

عاصمین اختصاص کی جدول ترقی دہائی کے لئے

نمبر	سمندر	سکونت	تعداد
۱	خواجہ نور الدین علی محمد خان صاحب بہادر	خوش رستہ بہاول	دارالافتاء بہاول
۲	میرزا محمد جمال الدین خان صاحب بہادر	نائب امیر بہاول	ایضاً
۳	جناب منشی محمد قدرت اللہ صاحب	مہتمم ہائے تعلیم بہاول	نہاوس
۴	حکیم احسن اللہ خان صاحب بہادر		مہلی
۵	منشی عبد الکریم صاحب سول سرکار بزرگ		بہاول
۶	جناب قاضی نیر محمد بن صاحب	قاضی	حدین
۷	بخشی عتیق علی صاحب	بخشی	بہاول
۸	شیخ عبد الباقی صاحب	مہتمم مطبع سکری	نوتنی
۹	مولوی علی عباس صاحب	انفردائیں بہاول	چٹا گڑھ
۱۰	مفتی محمد رسول صاحب		بہاول
۱۱	مفتی محمد حسنین صاحب		ایضاً
۱۲	مولوی سعد الدین صاحب	نائب امیر بہاول	گنڈاپور
۱۳	میان عبد المجید خان صاحب	مدرس اردو	بہاول
۱۴	منشی نجم الدین احمد صاحب	مدرس انگریزی	بردوان
۱۵	جناب غلام محمد خان صاحب	مہتمم اسپتال	خیر آباد
۱۶	حافظ محمد حسن خان صاحب بہادر	نائب بخشی ریاست	ایضاً
۱۷	منشی حکیم الدین صاحب	سر مشقہ دار	
۱۸	کبتان عبد الغفر خان صاحب	کبتان	نکوہ

نمبر	نام	عہدہ	سکونت	بقاعدار
۱۹	مولوی افضل علی صاحب	ناظم مغربہ	بہوپال	عنا
۲۰	شیخ مشرف علی صاحب	تحقیق دار		عنا
۲۱	سافظ سعادت خان			عنا
۲۲	شاہ میر خان صاحب			عنا
۲۳	محمد غلام رسول خان صاحب	نائب کوٹوال	بہوپال	عنا
۲۴	جناب غلام حضرت خان صاحب		رام پور	عنا
۲۵	سید عبد العلی صاحب	نائب ناظم		عنا
۲۶	خواجہ بہار الدین صاحب		بہوپال	عنا
۲۷	میدان احمد اکبر صاحب		ایضا	عنا
۲۸	سر دار محمد خان صاحب		ایضا	عنا
۲۹	جناب علی محمد خان صاحب	قلعہ بہوپال خاص	ایضا	عنا
۳۰	فتنی بخش الدین صاحب	لازم سرکار بزرگ	ایضا	عنا
۳۱	مولوی عبد الرحمن صاحب	داروغہ کوٹہہ فنگلہ	ایضا	لکھنؤ
۳۲	قاری سعادت صاحب	جہتم مساجد بہوپال	ایضا	عنا
۳۳	حافظ سید محمد صاحب		سورت	عنا
۳۴	سید احمد صاحب	درشن سہ بہوپال	دہلی	عنا
۳۵	جناب عبد اللہ خان صاحب	انجمن کوٹوال بہوپال	بہوپال	عنا
۳۶	فتنی واجد خان صاحب	تھانہ دار جہانگیر آباد		عنا
۳۷	مولوی محمد ایوب صاحب	نائب قاضی بہوپال		عنا

نمبر	نام	عہدہ	سکونت	تعداد از رو
۳۸	مولوی الطاف حسین صاحب	روزنامہ نگار و صاحب بہار	غنیہ آباد	عہدہ
۳۹	منشی جعفر حسین صاحب	منشی کلاں شاہ پور پال		عہدہ
۴۰	منشی قدامت حسین صاحب		گنگوہ	عہدہ
۴۱	سید امیر الدین صاحب حسینی			عہدہ
۴۲	سیاں غلام احمد صاحب	خوشنویس	گنگوہ	عہدہ
۴۳	منشی امیر محمد الدین صاحب	کادر افغانی محمد قاسم		عہدہ
۴۴	میان عبد الکریم صاحب	مدیر فاضل مدرسہ پور پال		عہدہ
۴۵	منشی ہدایت الدین صاحب	مہتمم سالانہ دارالکتاب پور پال		عہدہ
۴۶	منشی عنایت حسین صاحب	مہتمم پور پال		عہدہ
۴۷	منشی سیاف مظفر حسین صاحب	سر مشینہ دار محکمہ پور پال		عہدہ
۴۸	حکیم محمد یزدی حسن صاحب	ناظر محکمہ کتب و کتابت پور پال		عہدہ
۴۹	میان رحیم بخش صاحب	غلام محکمہ کلاں شاہ پور پال		عہدہ
۵۰	خجابت پنجادر خان صاحب	غلام محکمہ کلاں شاہ پور پال		عہدہ
۵۱	مولوی محمد عمر صاحب صوفی	گود پانٹو		عہدہ
۵۲	مولوی حسین صاحب	شاہ جہا پور		عہدہ

محقق خیر ہی کہ جو غلطی احوال کی تھی یا قضا کی یا تدبیر غیبی کی اوس سے قطع نظر کر کے
 عجائز الوقت غلطی ضرور گذشت نقطہ یا تبدیل خروف و کلمہ کے اس جگہ کہیں باقی کو فہم سلیم
 صاحب ہر ہم پر چہوڑا کیونکہ طبع انسان عقل سنبھان ہی اور عصمت کامل خطائے شان حضرت سبحان
 ہی نہ صفت بابت رخصت البنیان واللہ ولی التوفیق والاحسان

صفحہ	نسطر	غلط	صحیح
۴	۴	مستدیم	قومیم
۵	۱۷	زبان	زبان
۹	۹	ببین	ببین
۷	۱۰	یوحانی دین	یوحانی ہی
۸	۷	ترجمہ	ترجمہ
۸	۷	قولہ	قولہ
۱۹	۱۲	بیان با دلیل	یا بیان دلیل
۱۱	۲	جامہ پوش	جامہ می پوش
۱۱	۱۹	برہ	برہ
۱۹	۹	وہ بدیہی	وہ بھی بدیہی
۱۸	۹	خصوصاً حقیقہ	خصوصاً بیان حقیقہ
۱۹	۳	۶۷ تمام	۶۷ میں تمام
۱۹	۳	مردان حمار	مردان حمار ہی
۱۹	۲۱	السلام سے ہی	السلام سے ہی

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ
۱۹	۱۴	سیدھا غلطاء	سیدھا غلطاء
۲۵	۲۰	حادثہ	حادثہ
۲۷	۱۵	منہوا	منہوا
۲۸	۵	بناسب	بناسب
۳۰	۷	استفاد	استفادہ
۳۰	۱۲	انکہ اثنا عشر	انکہ اثنا عشر
۳۰	۱۶	ورقیتش	ورقیتش
۳۱	۱۵	ستحفہ برعسم	ستحفہ کا برعسم
۳۲	۲۰	در درو افش	در درو افش
۳۲	۱	فمخلف	مختلف
۳۲	۵	نیر لیل منت کی	نیر لیل بیت کی
۳۷	۱۳	ونیر	ونیر
۴۸	۱۳	یہی حینہ	یہی حینہ
۴۰	۲	منوجہ	منوجہ
۴۲	۱	عذر خواہی	عذر خواہی
۴۲	۴	فانظر و تظہ	فانظر و تظہ
۴۲	۲۰	کارگار فرسودہ	کارگار فرسودہ
۴۲	۱	بنائشہ	بنائشہ
۴۲	۱۰	کابل کا	کابل کا

صفحه	سطر	غلط	
۴۵	۱۲	اول دلائل	اول دلائل
۴۵	۱۳	مشرقین	فرق بین ہی
۴۶	۱	یا علی	یا علی
۴۶	۴	کیا ہی	کھا ہی
۴۶	۱۵	بارائے	پارائے
۴۶	۱۸	عصائے نصیب	سحاب النصیب
۴۶	۱۸	سفینۃ النجاة	سفینۃ النجاة
۴۷	۱۱	منقضى	منفی
۴۷	۱۲	کمالات	کلمات
۴۸	۱۴	کیا ہی	کھا ہی
۴۹	۱۰	تنزیہ	یشترہ
۵۹	۱۷	ریا ہی	ریا ہی کہ اگر
۵۰	۶	بردر	برادر
۵۰	۶	نعمان بن	نعمادہ بن نعمان بن
۵۲	۵	کانہ عابہ	کا ہی نہ عامہ
۵۲	۹	جمیت	جمیت
۵۲	۱۱	اجبار	اخبار اصحاب
۵۳	۲	صوارم	صاحب صوارم
۵۳	۱۹	بچیک ادعسار	بچیک این ادعا

صفحہ	نمبر	موضوع	صفحہ
۵۵	۲	احسنی	۱
۵۷	۱	لیس وجہ	۱
۵۷	۲۱	الکذب	۱
۵۸	۹	صالح سے	۱
۶۲	۷	پہکوا دیا	۱
۶۲	۱۲	اوسکو	۱
۶۶	۷	عظیم	۱
۶۶	۹	مستزاد ہی	۱
۶۸	۹	معتبرین	۱
۶۹	۳	اردا د	۱
۶۹	۱۰	پہکی گین	۱
۷۳	۳	ان مخالف	۱
۷۴	۱۱	جفر جامعہ	۱
۷۵	۱۲	جامع	۱
۷۶	۹	ہو سکتی ہے	۱
۷۶	۱۹	کلینی	۱
۷۶	۲۰	کلینی	۱
۷۷	۵	نالی	۱
۷۷	۴	اور سے	۱

صفحہ	سطر	کلم غلط	صحیح
۷۸۰	۵	کی ارشاد	فی ارشاد
۷۹	۱۱	عوام	عام
۷۹	۱۳	سے قرآن	اسی قرآن
۷۹	۱۹	میں بکثرت	میں ہوا بکثرت
۸۰	۱۷	حجت ترتیب	حجت ترتیب
۸۲	۸	مذیل	ہذیل
۸۹	۱۵	داخل نہیں	داخل عترت نہیں
۹۲	۲۰	تھا شے کی	تھا شے سے
۹۳	۲	پہر نہ انی	پہر نہ انی
۹۴	۷	الرزکنی	الرزکشی
۹۶	۵	مشہدی	مشہدی
۹۶	۱۷	اشتر	اشہر
۹۷	۳	خروج کی	خروج عکبرہ کے
۹۷	۵	نقصان	نقص
۱۰۲	۱۳	مقابلہ کتاب	مقارنت
۱۰۶	۷	خلافت عام	خلافت سے عام
۱۰۶	۱۱	حقیقت	حقیقت
۱۰۸	۲	باتمام	ناتمام
۱۰۸	۱۳	بن محرمہ	بن محسرمہ

صفحہ	سطح	خط	صحیح
۱۰۹	۵۰	برابر پابی	برابر اور کنگ پابی
۱۱۲	۱۹	برایت	برایت
۱۱۵	۲۰	ہولی	ہولی
۱۱۶	۱۱	میانیت	میانیت
۱۱۸	۲۰	شہاب	شہبات
۱۱۹	۱۷	آنحضرت	آنحضرت سے فرمایا
۱۲۱	۶	متوازن	متوازن ہی
۱۲۱	۲۰	کہو کہ تعالیٰ	لہو کہ تعالیٰ
۱۲۲	۱۷	محسوم نہو	محسوم نہو گا
۱۲۳	۳	بن معقل	بن معقل
۱۲۳	۲۷	اونکی و طائف	اونکی و طائف
۱۲۴	۲	حضرت اعظم	حضرت عورت اعظم
۱۲۴	۱۰	ہو گیا	ہو گیا
۱۲۴	۱۲	ہری کہ	ہری کی کہ
۱۲۶	۱۱	ان حکایت	ان حکایات
۱۲۶	۱۲	ساتھ اور	ساتھ کرتا اور
۱۲۶	۱۷	سبھا نامہ ہی	سبھا جانا ہی
۱۲۷	۱۲	دعویٰ	دعوت
۱۲۷	۱۱	خط درجیات	خط درجیات

صفت	سطر	غلط	صحیح
۱۲۸	۱۲	نام ضیا	نام ضیا
۱۳۱	۴	کلمو کونام	کلمو کونام
۱۳۲	۸	ابن کتوم	ابن ام کتوم
۱۳۲	۱۶	رنج ابلاغه مین	رنج ابلاغه مین فریای
۱۳۲	۲۱	فاروق	فاروق
۱۳۳	۱۵	بعده شهرت	بعد شهرت
۱۳۶	۱۰	بسیب مونی	بسیب مونی
۱۳۷	۱۳	کیا ہی	کی ہی
۱۳۸	۲۱	خواب	خواب مین ہی
۱۳۹	۱۰	معلوم ہوا	معلوم ہو
۱۴۰	۲۱۰	تو اوس	تو بھی اوس
۱۴۱	۵	کرمیہ بعض مین ہی	کرمیہ بعض اولیا بعض مین
۱۴۲	۱۵	خلافت	خلافت ہو
۱۴۲	۱۵	حدیث ثابت	حدیث صحیح ثابت
۱۴۳	۶	تو احادیث	تو جو احادیث
۱۴۴	۳	وضع	وضعی
۱۴۷	۸	بعینہ اسکا ہے	بعینہ ایسا ہی
۱۴۷	۱۸	حشر	حشر
۱۴۹	۱۳	نقصور	نقصور

صفحہ	جلد	قسط	تعداد
۱۲۳	۱۸	مقابلہ قرآن	معارف قرآن
۱۲۴	۶۰	ائمہ منتشر	ائمہ میں منتشر
۱۲۸۰	۱۵	یعقوب بنانی	یعقوب ملتانی
۱۵۱	۱۰	سجرائی	سجرائی
۱۵۲	۱۵	شعبی	شعبی
۱۵۵	۹	حاصل یاس	حاصل ہونے یاس
۱۵۵	۱۵	کی خلیفہ	کی بسبب خلیفہ
۱۶۰	۷	جناب میر	جناب میر
۱۶۰	۷	لقیتہ	لقیتہ
۱۶۰	۲۱	ضعیف کماؤ	خفیہ السجادۃ
۱۶۲	۱۸	علی الباطل	الباطن
۱۶۲	۲۰	حبّ	حبّ
۱۶۲	۹	کتاب اللہ	کتاب اللہ ہی
۱۶۲	۱	جواب	قولہ
۱۶۹	۲	فی وضعہا	فی وضعہا
۱۶۹	۵	برستہ زار	برستہ زار
۱۶۹	۵	پوچھا گیا	پوچھا گیا
۱۶۹	۱۲	ہوئے ہوتا	ہوئے ہوتا
۱۶۹	۲۱	خط درجات	خط درجات

صفحہ	سطح	مخطوط	صحاح
۱۳۴	۱۳	حق ہے	طریق حق نبی
۱۸۹	۷	غضب غصاب	غضب غصاب
۱۸۰	۵	اقول افضل	افعل
۱۸۰	۸	علل الراج	علل الشرائع
۱۸۵	۱۴	تاریخ کبہ	تاریخ کبہ
۱۸۵	۱۹	کہ روایتیں	کہ بیہ روایتیں
۱۸۷	۱۵	رنب	رنب
۱۹۱	۹	صواب دید	ادنی صواب دید
۱۹۶	۲۱	جمع البیان	جمع البیان میں نہی
۱۹۷	۴	کی مرضی	کی راہ و مرضی
۲۰۰	۱۱	دلیل بنایا	ذلیل بنایا
۲۰۰	۱۰	کلام کلام	کلام
۲۰۶	۱	صحابی ہوں	صحابی ہیں
۲۰۹	۵	منصوص ہی اور نفاق	منصوص ہی اور ایمان و کفر
۲۰۹	۱۶	حین	جہن
۲۰۸	۱۹	برای تمام	+
۲۱۰	۹	کیا	کہا
۲۱۰	۱۷	انقیاد و امر	انقیاد و امر
۲۱۰	۱۸	یا انفسین کون یا مدعیان	یا انفسین کون و یا مدعیان

صفحہ	صفحہ	۱۔ غلط	۱۔ غلط
۲۱۱	۲۱۱	دعویٰ ادا عا	ادعلا
۲۱۱	۲۱۱	۱۹	ہی
۲۱۲	۲۱۲	۷	ابوبکر عمرو
۲۱۷	۲۱۷	۱۳	نکل گیا ہی
۲۱۸	۲۱۸	۲۰	صالح
۲۱۹	۲۱۹	۸	وغیرہ سے اخبار
۲۲۱	۲۲۱	۹	ظاہری اور سری تبلیغ
۲۲۱	۲۲۱	۱۰	فہرستی ہی نہ بلف آئی
۲۲۳	۲۲۳	۲	بشرط
۲۲۳	۲۲۳	۲۱	پشت ہفت
۲۲۴	۲۲۴	۱۴	قطعی کیا
۲۲۵	۲۲۵	۱	غیر موقوف
۲۲۵	۲۲۵	۱۹	عن الشنا
۲۲۶	۲۲۶	۲	محالہ
۲۲۷	۲۲۷	۴	قول شیخ قول
۲۲۷	۲۲۷	۱۴	کہ ابوبکر
۲۲۳	۲۲۳	۲۱	ہی
۲۲۳	۲۲۳	۲۰	جنسیت و تشبیہ
۲۳۲	۲۳۲	۱۲۸	صحیفہ کاملہ

صفحہ	نظم	غلط	صحیح
۲۳۶	۱۶	مکاتیب	مکاتیب
۲۳۷	۶۱	زہین معذک	زہین سکتہ معذک
۲۳۸	۲	زہین	زہین ہوتی
۲۴۱	۶	تفصیل	تفصیل
۲۴۲	۷	آپ	آپ
۲۴۲	۱۶	اجل الطعن	اجل الطعن
۲۴۴	۲۱	شیعتنا یسنا	شیعتنا عن یسنا
۲۴۴	۸	شیعہ	شیعہ ہی
۲۴۴	۱۳	انہ قرآن	انہ قرآن
۲۴۴	۱۰	وحکم ما	وحکم ما
۲۴۶	۵	حنیفہ	الوحشیفہ
۲۴۶	۶	یا بارون	یا بارون
۲۵۳	۱	موجود ہیں	موجود ہیں
۲۵۳	۱۸	مسکرات سے	مسکرات سے ہو
۲۵۴	۱۶	لائق تھا	لائق تھا نہ عمر پر
۲۵۵	۲	بتعد	بتعد
۲۵۵	۱۹	بنج الکر استہ	بنج الحق و بنج الکر استہ
۲۵۸	۳	جلنا ائمہ	جلنا ہم ائمہ
۲۵۸	۱۶	انجام الفتن	انجام الفتن

طبع	سہ	غلط	اصح
۲۵۸	۱۶	این قاضی	بن قاضی
۲۶۰	۱۷	کسی قول کے	کیسی قول کے
۲۶۲	۱۸	امام نائب	نائب امام
۲۶۵	۱۹	حجت اور	حجت ہوں اور
۲۶۵	۲۰	مذہب خفی را مالکی را	مذہب خفی را حنفی را
۲۶۸	۲۱	زیادت	زیارت
۲۶۹	۲۲	جاوی ع	جاوی تکو ع
۲۷۲	۲۳	حضرت نے	حضرت نے فرمایا
۲۷۴	۲۴	اور تثنویب	اور یہ تثنویب
۲۷۴	۲۵	احشیت	حشیت
۲۷۶	۲۶	ادای فی البیت	ادای تراویح فی البیت
۲۸۰	۲۷	لعن بالموشین	لعن موشین
۲۸۱	۲۸	لاعنین ملعونین	لاعنین ملعونین
۲۸۲	۲۹	بلکہ سرق	بلکہ جمیع فرق
۲۸۳	۳۰	کفار سا ہی	کفار کوسا ہی
۲۸۵	۳۱	بنو مدح	بنو مدح
۲۸۵	۳۲	یہ پیامہ ہی	یہ پیامہ میں ہی
۲۸۷	۳۳	مختلف	مختلف
۲۸۷	۳۴	قطع کر کے	قطع نظر کر کے

صفحہ	نظم	غلط	صحیح
۴۸۸	۸	تختیق طعن	تحقیق نفی طعن
۲۸۸	۱۹	امام حسین	امام حسن
۲۸۸	۲۱	روپیہ معاویہ کیلئے	روپیہ معاویہ کیلئے
۲۸۹	۱۲	خلافت ظاہری	خلافت ظاہری
۲۹۲	۱۸	ابنی ہتی	تمہاری ہتی
۲۹۲	۱۳	انخارج والعذرة	انخارج والخلافة
۲۹۵	۸	اوسکو تدبیر	اوسکو کسی تدبیر
۲۹۶	۹	یاعلیٰ	یاعلیٰ
۲۹۸	۸	حدیث غریب	حدیث مذکور غریب
۲۹۸	۱۳	نہ عالم اہل اسلام جیسے خوارج	نہ عالم اہل اسلام جیسے خوارج
۲۹۸	۲۱	مشغل ذکر	مشغل ہی ذکر
۲۹۹	۵	نقل رجال	نقد رجال
۲۳۱	۲۱	جب شیعہ	جیسا مشیعہ
۳۰۴	۵	حقیقت خلافت	حقیقت خلافت
۳۰۲	۱۲	حقیقت رسالت	حقیقت رسالت
۳۰۲	۵	ایسی نہ بینی	ایسی نہ بینی
۳۰۹	۸	اوسکا بہی	اوسکا بہی
۳۱۰	۱۸	حقیقت	حقیقت

